ردِّ مرزائیت پر
دلائل سے بھرپور مشہور و معروف
علمائے کرام کے افادات پر مبنی
ایک تحقیقی کتاب

قادیانیت ایک فتنہ

مرتب
شاہد حمید

بک کارنر شوروم
بالمقابل اقبال لائبریری
بک سٹریٹ جہلم پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن العزیز الحکیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ الاحزاب

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

"(مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی (سلسلہ نبوت ختم کرنیوالے) ہیں۔ اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔"

(سورۃ احزاب ۳۳، آیت: ۴۰)

Marfat.com

﴿یہ کتاب پاکستان کے اِن نامور کتب خانوں سے بارعایت حاصل کی جاسکتی ہے﴾

اقرأ بک فاؤنڈیشن
بالمقابل ہائی کورٹ، مال روڈ، لاہور
رابطہ:0321-5903660

علم وعرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور
رابطہ:042-37352332

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر، اُردو بازار، لاہور
رابطہ:042-37246006

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
گنج بخش روڈ، لاہور
رابطہ:042-37221953

فرید بک سٹال
اُردو بازار، لاہور
رابطہ:042-37312173

کتب خانہ شانِ اسلام
راحت مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور
رابطہ:042-3751120

مکتبہ رحمانیہ
غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور
رابطہ:042-37224228

مکتبہ عائشہ
حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور
رابطہ:042-37360541

المیزان ناشران
الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور
رابطہ:042-37122981

مکتبہ قدوسیہ
غزنی سٹریٹ، اُردو بازار۔لاہور
رابطہ:042-37230585

دارالسلام
۳۶۔لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
رابطہ:042-37324034

دارالکتب سلفیہ
غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور
رابطہ:042-37361505

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور
رابطہ:042-37321865

کتاب سرائے
الحمد مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور
042-37320318

لاہور بک سنٹر
بالمقابل احسان ہسپتال، کالج روڈ، ڈسکہ
رابطہ:0302-6243428

دارالاشاعت
اُردو بازار، کراچی
رابطہ:021-32213768

مکتبہ عمر فاروق
4/491 شاہ فیصل کالونی، کراچی
رابطہ:021-34594144

ادارۃ الانور
انور مینشن بنوری ٹاؤن، کراچی
رابطہ:021-34914596

مکتبہ غوثیہ
پرانی سبزی منڈی، کراچی
رابطہ:021-34910584

ویلکم بک پورٹ
مین اُردو بازار، کراچی
فون:021-2633151

مکتبہ ارسلان
جمشید روڈ 2، کراچی
رابطہ:0333-2103655

احمد بک کارپوریشن
اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
رابطہ:051-5558320

اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
رابطہ:051-5536111

کتاب گھر
اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
رابطہ:051-5552929

اشرف بک ایجنسی
اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
رابطہ:051-5531610

مکتبہ عثمانیہ
اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
رابطہ:0333-5141413

نیو نفیس بک ڈپو
مین بازار، میانوالی
رابطہ:0459-233059

ملک سنز ناشران وتاجران کتب
کارخانہ بازار، فیصل آباد
رابطہ:041-2417077

طارق اکیڈمی
سلیمی چوک، فیصل آباد
رابطہ:041-8546964

مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ A، فیصل آباد
رابطہ:041-2626046

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ، ملتان
رابطہ:061-4519240

جہانگیر بکس
اندرون بوہر گیٹ، ملتان
رابطہ:061-4781781

مکتبہ نعمانیہ
اُردو بازار، گوجرانوالہ
رابطہ:055-4235072

Marfat.com

قادیانیت ایک فتنہ

قادیانیت اسلام کے متوازی ایک ایسا مصنوعی مذہب ہے جس کا مقصد اِسلام دُشمن سامراجی طاقتوں کی سرپرستی میں اسلام کی بنیادوں کو متزلزل کرنا ہے۔ یہ غداروں، مرتدوں اور زندیقوں کا ٹولہ ہے۔ اس کتاب کا مقصد ان کافروں کی اسلام کے خلاف سازشوں کو بے نقاب کرنا ہے کیونکہ اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے ہر ممکن کوشش کرنا ہر مسلمان کا اوّلین ایمانی فریضہ ہے۔ (ناشر)

شاہد حمید

(بانی و ناشر بک کارنر جہلم)

ناشران

بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری

بک سٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977

فون نمبر 0544-621953

موبائل 0323-5777931

موبائل 0321-5440882

ویب سائٹ www.bookcorner.com.pk ای میل info@bookcorner.com.pk

Marfat.com

102277

اشاعت	:	مارچ ۲۰۱۰ء
نام کتاب	:	قادیانیت ایک فتنہ
مرتبہ	:	شاہد حمید
تزئین واہتمام	:	گگن شاہد
ترتیب وتدوین	:	امر شاہد
معاونین	:	شفیق الرحمٰن۔ ولی اللہ شاہد
نظرثانی	:	سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری
پروف ریڈنگ	:	نوید احمد ربانی (فاضل جامعہ علوم اثریہ جہلم)
کمپوزنگ	:	حافظ راشد حسین قادری
سرورق	:	ابو امامہ
مطبع	:	زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور
ناشر	:	بک کارنر شوروم، جہلم

ناشران



بک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری
بک سٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977, 621953 موبائل 0323-5777931

ویب سائٹ www.bookcorner.com.pk ای میل info@bookcorner.com.pk

Marfat.com

انتساب

شہیدانِ تحریک ختم نبوت کے نام

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

شاہد حمید

Marfat.com

اظہارِ تشکر

میں کتاب ''قادیانیت ایک فتنہ'' کی تیاری میں مدد دینے والے اُن تمام علمائے اہل سنت بریلوی، علمائے دیوبند، علمائے اہلحدیث اور دیگر اہل علم حضرات کا تہہ دِل سے مشکور وممنون ہوں جنہوں نے اَب تک عقیدۂ ختم نبوت کے موضوع پر مواد کی تلاش اور جمع تیاری میں میرے ساتھ مخلصانہ تعاون کیا اور وہ بھی جن کی تحریریں اس کتاب میں شامل ہونے سے رہ گئیں اور جو اِس کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ بندہ ناچیز کو ان کی علمی شفقتوں کا انتظار رہے گا۔

شاہد حمید

Marfat.com

فرمانِ الٰہی

جل جلالہٗ

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ، وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾

ترجمہ: ''(مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی (سلسلہ نبوت ختم کرنیوالے) ہیں۔ اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔''

(سورۃ احزاب ۳۳، آیت: ۴۰)

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ﴾.

ترجمہ: ''اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل کی گئی ہے، حالانکہ اس پر کوئی وحی نہ کی گئی ہو۔''

(سورۃ انعام ۶، آیت: ۹۳)

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اِسلام کو دین پسند کیا۔''

(سورۃ مائدہ ۵، آیت: ۳)

Marfat.com

فرمانِ نبوی



سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے خوبصورت گھر بنایا لیکن اس کے ایک کونے کی اینٹ چھوڑ دی اور لوگ اسے گھوم گھوم کر دیکھتے، تعجب کرتے اور کہتے ہیں کہ یہاں پر یہ اینٹ کیوں چھوڑ دی گئی۔

تو میں وہی اینٹ ہوں اور خاتم النّبیین ہوں۔''

(صحيح البخاري: ٣٥٣٥، صحيح مسلم٢٢٨٦، ٢٢)

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.

''میری اُمت میں تیس کذاب (بڑے جھوٹے) پیدا ہوں گے، ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

(مسند الامام احمد: ٥/٢٧٨، سنن ابی داؤد: ٤٢٥٢، سنن الترمذی: ٢٢١٩، سنن ابن ماجه: ٣٩٥٢، المستدرك للحاكم: ٤٥٠١٤، و سند صحيح، و اصله في مسلم: ٢٨٨٩، ١٩٢)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حسن صحیح'' اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

Marfat.com

مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے

مرزا بشیر احمد قادیانی کی رائے

''مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور محض افتریٰ علی اللہ کے طور دعویٰ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اُس سے ہمکلام ہوتا ہے تو اس صورت میں بلا شبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو، یہ نہیں ہو سکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو۔''

''کلمۃ الفصل''

از مرزا بشیر احمد ایم۔اے: جلد ۱۴

مندرجہ ریویو آف ریلیجنز: ص ۱۲۳ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء

Marfat.com

......اور اللہ نے فیصلہ کر دیا

مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا:

''اے میرے مالک! بصیر و قدیر، جو علیم و خبیر ہے جو میرے دِل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دِن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اسے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے، آمین۔

مگر اے میرے کامل اور صادق اللہ!! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ان کو نابود کر۔

......اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دُنیا سے اُٹھا لے۔''

(اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ، مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود جلد ۳)

اور اللہ ربُّ العزت نے فیصلہ کر دیا:

یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بمطابق ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ کو مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں کاذب مرزا قادیانی کو دُنیا سے اُٹھا لیا گیا۔

Marfat.com

مجھے ہے حکمِ اذاں......

(ملفوظ از حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، گولڑہ شریف)

ایک روز مجلس میں ارشاد فرمایا کہ مجھے ابتداء میں سیر و سیاحت اور آزادی بہت پسند تھی۔ حجازِ مقدس کے سفر میں میری ملاقات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صحیح کشف کے مالک تھے۔ اُنہوں نے میرے مزاج کی طرز اور روش پہچان لی کہ یہ بہت آزاد منش اِنسان ہے۔ یہ معلوم کرنے کے بعد اُنہوں نے مجھے نہایت اصرار اور تاکید تام کے ساتھ فرمایا کہ ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے۔ لہٰذا آپ ضرور اپنے ملک ہندوستان میں واپس چلے جائیں۔ وہاں اگر آپ خاموش ہی بیٹھے رہے تو بھی وہ فتنہ ترقی نہ کر سکے گا۔ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اِس کشف کو اپنے یقین کی رُو سے مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتا ہوں۔

نیز میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ یہ مرزا قادیانی اپنی تاویلاتِ فاسدہ کی مقراض سے میری احادیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ پس اِس فرمان کے بعد جو کچھ میں نے تحریر کیا ہے وہ کافۂ اہلِ اسلام کی خیر خواہی اور نصیحت کیلئے کیا ہے اور مرزا کے عقائدِ باطلہ کا فساد جو اثر میں سمِ قاتل ہے کتاب و سنت اور علمائے اُمتِ مرحومہ کے عقائدِ صحیحہ کی روشنی میں ظاہر کر دیا ہے۔

Marfat.com

محرر سطور کہتا ہے کہ بعض بزرگان اور ان کے معتقدین نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مرزا قادیانی کے خلاف سعی اور جہاد پر اعتراض کیا تھا کہ صوفی کو ایسے مباحث اور جواب و سوال سے کیا واسطہ......لیکن۔

فکرِ ہر کس بقدرِ ہمّتِ اوست

ان کے خیال و گمان اور علم و ہمت کی وسعت محدود تھی۔ اگر یہ حضرات علماء و صلحاء متقدمین کے حالات سے آگاہ ہوتے تو ایسا ہرگز ہرگز نہ کرتے۔ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی سعی کو دیکھئے اُنہوں نے فرقۂ باطلہ اور طائفہ ہائے ضالہ براہمہ، فلاسفہ و دیریہ کے خلاف ایسا جہاد کیا کہ اُس کا اثر ابھی تک موجود ہے۔ اِسی طرح ہزار ہا اولیاء اللہ ایسے ہی عظیم الشان مشاغل میں مصروف رہے۔

مترجم کہتا ہے کہ حضرت حاجی اِمداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی حرف بحرف درُست ثابت ہوئی اور تاریخ و واقعات شاہد ہیں کہ فتنۂ اِنکارِ ختم نبوت کے سدِ باب کیلئے حضرت قبلۂ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے کارہائے نمایاں کی مثال آج تک کوئی پیش نہیں کر سکا۔ تفصیل کیلئے علامہ رفیق دلاوری کی مشہور کتابیں ائمہ تلبیس اور رئیس قادیان وغیرہ ملاحظہ ہوں نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات ''مہر منیر'' میں پوری تفصیل ہے۔

(ملفوظاتِ مہریہ، ملفوظ ۶۱، از حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ).

Marfat.com

قادیانیوں کیلئے ۲ دوراہیں

''اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں یعنی وحدت الوہیت پر ایمان انبیاء علیہم السلام پر ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کیلئے یہ بات فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے کہ نہیں مثلاً براہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعے وحی کے تسلسل پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا ہے ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے مفہوم کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ وہ ایک الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں ہمارا ایمان ہے اسلام بحیثیت دین خدا کی طرف سے ظاہر ہوا ہے لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کا مرہون منت ہے میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے دوراہیں ہیں کہ یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں انکی جدید تاویلیں محض اس غرض کیلئے ہیں کہ انکا شمار اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں''۔

ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کا اِرشاد

اور ناخلف بیٹے کا کردار

(ظفر اللہ) نالائق بیٹے کا قائداعظم کی نماز جنازہ سے فرار

قادیانی ٹولہ آج کل جگہ جگہ ایک اشتہار لگاتے پھرتے ہیں جس میں لکھا ہوا ہے کہ قائداعظم مرزائیوں کو مسلمان سمجھتے تھے اور جناب قائداعظم صاحب نے چوہدی ظفر اللہ (مرتد) کو اپنے بیٹے کی طرح تعریف کی تھی...... قادیانیو!!...... مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کے پرستارو!...... ہم تھوڑی دیر کیلئے فرض کر لیتے ہیں قائداعظم صاحب تمہیں مسلمان سمجھتے تھے۔ اب تم بتاؤ کہ تم قائداعظم کو کیا سمجھتے ہو؟...... جب قائداعظم کی نمازِ جنازہ ہو رہی تھی تو اُس میں شیعہ، سنی، اہلحدیث، دیوبندی، بریلوی، ہر مکتبِ فکر کے لوگ شامل تھے لیکن ایک تم باغیان شریعت محمدی ہی تھے کہ نمازِ جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ قائداعظم صاحب کا منہ بولا بیٹا (بقول تمہارے) پرے ہٹ کر غیر مسلموں، کافروں کی صف میں کھڑا ہو کر اپنے نوشتہ تقدیر پر دستخط کر رہا تھا۔ تمہارے مسلمان اور غیر مسلمان ہونے کا فیصلہ تو اسی دِن ہو گیا تھا جب تم نے اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہوئے قائداعظم کی نمازِ جنازہ نہ پڑھ کر اپنے زعم میں یہ ثابت کیا تھا کہ قائداعظم کافر ہیں۔ یہ بھی تم لوگوں کو یاد ہو گا کہ جب مولانا محمد اسحاق صاحب (خطیب ہزارہ) نے ظفر اللہ خان (مرتد) کو للکارا کہ نمازِ جنازہ میں کیوں شریک نہیں ہوتے تو وہ جواب بھی تم لوگوں کو معلوم ہو گا، وضاحت کی ضرورت نہیں۔ مرزا غلام احمد کا الہام تھا کہ انگریز ہمارے اوپر ابرِ رحمت ہے جو امن ہمیں انگریز حکومت میں مل سکتا ہے وہ ہمیں مکہ اور مدینہ میں نہیں مل سکتا۔ دوسرا الہام یہ تھا کہ ہندوستان اور پاکستان دونوں ملک ایک ہی رہیں گے، لیکن قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کی خلاف ورزی کی تھی۔ انگریز کو بھی ملک سے نکالا اور تقسیم ملک کا مسئلہ بھی صاف کیا۔ تو معلوم ہوا کہ جناب محترم قائداعظم صاحب تمہارے ہر فریب کا پردہ چاک کرنے والے تھے نہ کہ تمہیں مسلمان سمجھنے والے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کوئی مفتی یا مولوی نہیں تھے جن کا فتویٰ دین میں حجت ہو۔ وہ ایک بہترین سیاسی لیڈر تھے۔ اُنہوں نے اچھے کام کئے تھے۔ مذہب کے معاملے میں انکی بات کی کوئی حجت نہیں۔ (اشتہار، پلسبان پرنٹنگ پریس، حیدرآباد، پاکستان، ۱۹۷۰ء)

Marfat.com

فہرستِ مضامین

Marfat.com

مرزائیوں سے چند سوال	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ختم نبوت کے تقاضے	سیّد ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ
قادیانی کیوں مسلمان نہیں؟	حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
قادیانیت نے عالم اسلام کو کیا عطا کیا؟	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ
خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	حضرت علامہ پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مرزا غلام احمد سے مرزا ناصر احمد تک	بطلِ حریت آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ
مرزائیت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں	حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ
قادیانی پیشگوئیوں کا انجام	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ
اشتعال انگیز تحریریں	شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ
قادیانیت ایک نظر میں	حضرت مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ
قرآن اور ختم نبوت	حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ
مرزائیت کی اِسلام دُشمنی	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی عفی عنہ
ختم نبوت کے دو مفہوم اور تکمیل رسالت کے عملی تقاضے	ڈاکٹر اسرار احمد
آئینۂ قادیانیت	ڈاکٹر محمد ذاکر عبدالکریم نائیک
مرزا غلام احمد قادیانی کے تیس (۳۰) جھوٹ	حافظ زبیر علی زئی
مرزا غلام احمد قادیانی کا عبرتناک انجام	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
مسلمانوں اور قادیانیوں کے قبرستان پر سائنسی رپورٹ	عرفان محمود برق (نو مسلم، سابق قادیانی)
وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر	ذوالفقار علی بھٹو شہید
مرزائیت سے توبہ!......توبہ!......توبہ!	ڈاکٹر سرور خان
قادیانی بدستور غیر مسلم ہیں	حکومت پاکستان کی توثیق (۱۹۸۲ء)
نغمات ختم نبوت	حضرت سیّد امین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ



Marfat.com

اجمالی فہرست

Marfat.com

قادیانی مرتد پر قہر خداوندی

حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں

زبدۃ المحققین رئیس العارفین حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

الخطاب المليح فی تحقيق المهدی والمسيح

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرزا قادیانی اور نبوت

حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مرزا قادیانی کی غلطیاں

حضرت علامہ قاضی غلام ربانی چشتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

الخبر الصحیح عن قبر المسیح

(حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کے بارے میں صحیح خبر اور مرزا قادیانی پر ردّ)

مولانا محمد ابراہیم میر صاحب فاضل سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

دعوت حفظ ایمان

امام العصر حجۃ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مرزا قادیانی کی کہانی مرزا اور مرزائیوں کی زبانی

حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

قادیانی و بہائی کے ساتھ سنیہ کا نکاح

صدر الافاضل، محقق و مفسر علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب
اور مرزا قادیانی کے متضاد اقوال

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

102277

Marfat.com

Marfat.com

میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی؟

مناظر اِسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ارمغانِ قادیاں

حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ

صدائے ایمان

شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت

امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

مرزائیوں سے چند سوال

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

ختم نبوت کے تقاضے

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

قادیانی کیوں مسلمان نہیں؟

مناظرِ اسلام مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

قادیانیت نے عالم اسلام کو کیا عطا کیا؟

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جسٹس حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرزا غلام احمد سے مرزا ناصر احمد تک

بطلِ حریت آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مرزائیت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

مناظر اِسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

قادیانی پیشگوئیوں کا انجام

......مرزائی ارادے اور خدائی ارادے......

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اشتعال انگیز تحریریں

شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

قادیانیت ایک نظر میں

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ

قرآن اور ختم نبوت

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مرزائیت کی اِسلام دُشمنی

مفتی محمد تقی عثمانی عفی عنہٗ

ختم نبوت کے دو مفہوم اور تکمیل رسالت کے عملی تقاضے

ڈاکٹر اسرار احمد

Marfat.com

آئینۂ قادیانیت

ڈاکٹر محمد ذاکر عبدالکریم نائیک

مرزا غلام احمد قادیانی کے تیس (۳۰) جھوٹ

حافظ زبیر علی زئی

مرزا غلام احمد قادیانی کا عبرتناک انجام

شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

Marfat.com

مسلمانوں اور قادیانیوں کے قبرستان پر سائنسی رپورٹ

عرفان محمود برق (نومسلم، سابق قادیانی)

متفرقات

Marfat.com

تقریظ

سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری نظامی قادری

خطیب جامع مسجد نور و خطیب جامع مسجد بسم اللہ، جہلم

افغانستان کے پایۂ تخت کابل کی شاہراہوں پر زندگی معمول کے مطابق رواں دواں تھی۔ 1905ء کا زمانہ تھا۔ قصرِ شاہی میں شہنشاہِ افغانستان امیرِ کابل کا دربار جاری تھا۔ امراء و وزراء اپنی نشستوں پر براجمان تھے۔ علماء و فقہاء امورِ سلطنت میں قرآن و حدیث کے مطابق رہنمائی کرنے کے لئے اعلیٰ مسندوں پر تشریف فرما تھے۔ سائل پیش ہو کر اپنی اپنی فریادیں سنا رہے تھے۔ والیٔ کابل تختِ سلطانی پر جلوہ افروز تھے۔ خدام مورپنکھوں کے ذریعے ان کو ہوا جھول رہے تھے کہ اچانک خادمِ خاص نے اذنِ باریابی حاصل کرنے کے بعد انہیں اطلاع دی:

''حضور والا! ہندوستان کے صوبہ مشرقی پنجاب کے شہر گورداسپور کے ایک قصبے ''قادیان'' سے ایک اہم خط آپ کے نام آیا ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو دربارِ عالیہ میں وہ خط پیش کیا جائے۔''

امیرِ کابل نے فرمایا:

''اجازت ہے۔''

خط کھول کر سرِ دربار پڑھنا شروع کر دیا گیا۔

عبارت کچھ یوں تھی کہ

Marfat.com

یہ خط مرزا غلام احمد قادیانی کی جانب سے شہنشاہِ افغانستان والئ کابل کے نام ہے۔

''میں نبی و رسول ہوں اور میں ہی مسیح موعود و مہدئ مسعود ہوں۔ لازم ہے کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔''

خط کے مندرجات سنتے ہی امیر کابل کا چہرہ فرطِ غضب سے سرخ ہو گیا۔

ماتھے پہ بل پڑ گئے۔

غصے کی شدّت سے جسم کانپنے لگ پڑا۔

آنکھوں میں غیظ کی چنگاریاں سلگنے لگیں۔

شہنشاہِ معظم کی یہ کیفیت دیکھ کر ایک وزیر باتدبیر کھڑا ہوا۔ عرض کرنے لگا:

''حضور والا! آپ اس شخص سے نبی ہونے کی دلیل طلب فرمائیں۔''

والئ کابل نے یہ سن کر نفرت سے چہرہ دوسری طرف پھیر لیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کی بعثت کے بعد کسی مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنے والا بھی خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔

پھر علماء میں سے ایک جیّد و مستند عالم کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

''بادشاہ سلامت! اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم قادیان جا کر اُس کذاب سے مناظرہ کرنے کیلئے......''

ابھی اُن عالمِ دین کی بات بھی مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ شہر کابل کے ایک نہایت ہی محترم صوفی بزرگ دربار میں داخل ہوئے۔ ان کے زُہد و تقویٰ اور فقر و درویشی کا ایک زمانہ معترف تھا۔ انہوں نے آتے ہی اپنا عصا پوری طاقت سے فرشِ شاہی پر مارا۔ گردنیں پھر گئیں سب کی نگاہیں اس مردِ قلندر پر مرکوز ہو گئیں۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ گویا ہوئے:

''نادانو! بحث و مباحثہ اور جدل و مناظرہ سے کیا حاصل......!! جاؤ ہماری طرف سے اُس کو مباہلے کا چیلنج کر دو کہ وہ جب کہے۔ جہاں کہے اور جیسے کہے ہم مباہلے کے لئے تیار ہیں۔''

Marfat.com

بقول رومیِ کشمیر عارف کھڑی شریف میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۳ جنوری ۱۹۰۷ء)

جھاں ہک گھٹ بھر کے پیتا وحدت دے مدھ لالوں
علم کلام نہ یاد رہیونے گزرے قال مقالوں!
دوئے جہان بھلائے دل تھیں خبر نہ رہیا والوں
رانجھے وچ سما محمد چھٹی ہیر جنجالوں!

(سیف الملوک صفحہ 33 مطبوعہ 1898ء ملک غلام نور اینڈ سنز تاجران کتب جہلم)

لیکن آج مرزا غلام احمد قادیانی کے خط کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے صرف تین الفاظ امیر کابل کے ذہن میں ودیعت فرما دیئے۔ اس سہ لفظی مرکب نے قادیانیت کو پاتال کی گہرائیوں میں جا پھینکا اور اس کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کر دیا۔ ان تین لفظوں نے مرزائیت کی اصلیت و ماہیت کو دنیا کے سامنے آشکار کر ڈالا۔

امیرِ کابل نے قلم و دوات منگوائی، اور خط کی پشت پر تین لفظ لکھے۔

''ایں جا بیا'' (یہاں آجا)

اس تین لفظی فقرے نے قادیانیت کے منہ پر وہ زناٹے دار تھپڑ رسید کیا جس کی جلن قیامت کی صبح تک ہر مرزائی اپنے رخسار پر محسوس کرتا رہے گا۔

ان تین الفاظ کا مطلب یہ تھا:

''اے مرزا غلام احمد قادیانی! تو ہندوستان کی سرزمین پر، انگریزی استعمار کے سائے میں، یہودیوں کی گود میں بیٹھ کر، عیسائیوں کی شہ پر دعوائے نبوت و مسیحیت و مہدویت کرتا پھرتا ہے۔ برطانیہ تیری پشت پناہی کر رہا ہے۔ سامراج کی چھتری کے سائے میں تو یہ دعویٰ کرتا ہے اِدھر افغانستان میں آ کر یہ دعویٰ کرتا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ آٹے اور دال کا بھاؤ کیا ہے؟ تجھے پتہ چل جائے کہ ہم منکرینِ ختمِ نبوت کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں۔''

کہنے والے کہتے کہ تین لفظوں پر مشتمل اس فقرے کو لکھنے کے بعد والیٔ کابل کے دربار میں ایک نہایت ہی فرحت انگیز خوشبو پھیل گئی۔ جس نے سب کے مشامِ جاں کو معطر کر دیا۔ میرا

Marfat.com

ذوق و وجدان کہتا ہے کہ اِس تین لفظی جملے کو بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں فوراً شرفِ قبولیت مل گیا ہوگا اور آپ ﷺ اپنے خداداد تصرفات کی بناء پر مبارک باد دینے روحانی طور پر والیٔ کابل کے دربار میں تشریف لے آئے ہوں گے تبھی خوشبوؤں نے رقص کیا ہوگا کیونکہ جو کریم آقا امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدے پر اظہارِ مسرت فرما کر ان کو رداء[1] عطا فرما سکتے ہیں وہ امیر کابل کے دربار کو خوشبوؤں کی بارش سے نہلا بھی سکتے ہیں۔

تاریخِ اسلام میں اتفاق و اتحادِ امت کا فقید المثال اور عدیم النظیر مظاہرہ اس وقت دیکھنے میں آیا جب عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لئے نیل کے ساحل سے خاکِ کاشغر تک تمام کلمہ گو سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔ ''تاج و تختِ ختمِ نبوت ......زندہ باد'' کا عشق افروز اور ایمان انگیز نعرہ پورے عالمِ اسلام میں گونجنے لگا۔ اگر کسی نے اُس ماحول کا مشاہدہ کرنا ہو تو زیرِ نظر کتاب ''**قادیانیت ایک فتنہ**'' میں اس اتفاق و اتحاد کی ایک ایک جھلک ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

محترم شاہد حمید صاحب نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے کتاب ہٰذا کو مرتب کیا ہے اور اس کی اشاعت و طباعت کیلئے اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لائے ہیں۔ طویل عرصے کی مسلسل محنتِ شاقہ کے بعد انہوں نے اِس کتاب کو مکمل کیا ہے۔ متعدد معروف و مستند اور جید علمائے کرام سے راہنمائی حاصل کرنے کیلئے ہمہ وقت اُن کے ساتھ رابطے میں رہے ہیں۔ یہ تمام اُمور عقیدۂ ختمِ نبوت کے ساتھ اُن کی گہری محبت و عقیدت کا بین ثبوت ہیں۔ اُنہوں نے عزمِ مصمم کیا ہوا ہے کہ اس بنیادی عقیدے کے تحفظ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جائے گا۔ تاہم بعض لوگ بغیر کسی ثبوت اور تصدیق کے اُن کی نسبت ایسی باتیں مشہور کرتے رہتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اگرچہ اُن یارانِ ستم کیش کا یہ رویہ دِل آزاری اور حوصلہ شکنی کا باعث ہے مگر ایک چینی کہاوت ہے کہ

''جس درخت پر جتنا زیادہ اور جتنا میٹھا پھل ہو اُس کو اُتنے زیادہ پتھر پڑتے ہیں۔''

1۔ چادر......جس کی وجہ سے یہ قصیدہ ''قصیدہ بردہ شریف'' یعنی کہ چادر والا قصیدہ کے نام سے مشہور ہوا۔

Marfat.com

ناشران بک کارنر کی جانب سے شائع ہونے والی اس کتاب میں تمام مسالک کے علماء کی وہ مساعی اور کاوشیں جو انہوں نے اس فتنے کو بیخ و بُن سے اکھیڑنے کے لئے کیں ان کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب وقت کی اہم ترین ضرورت بھی ہے اور قادیانیت و مرزائیت کے سدّباب اور روک تھام کے لئے نہایت ہی ممد و معاون بھی۔ اس کتاب میں شامل تمام مضامین نہ صرف اس موضوع پر خاصے معلومات افزا بلکہ ایمان افروز بھی ہیں۔

''قادیانیت ایک فتنہ'' مرزائیت کے خلاف اور اس فتنے کو بے نقاب کرنے کے سلسلوں میں ایک نہایت ہی محمود و منفرد سلسلہ ہے۔ جس پر ناشران ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں۔ میں نے اس کتاب کا چیدہ چیدہ مطالعہ کیا ہے۔ حتیٰ المقدور اس کی اغلاط کو دُور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنے ناقص علم، سوچ اور فہم کے مطابق اس کے نقائص کو ختم بھی کیا ہے تاکہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لئے جب میں ''مصر کے بازار'' میں کھڑا ہوں تو میرے دامنِ تار تار میں ''سوت کی اَٹی'' موجود ہو۔

مرے چارہ گر کو نوید ہو، صفِ دشمناں کو خبر کرو
جو وہ قرض رکھتے تھے جان پر، وہ حساب آج چکا دیا

تاہم یقیناً کسی بھی ذی شعور سے یہ اَمر قطعاً مخفی نہیں کہ غلطی کا صدور بشری تقاضوں کا حصہ ہے، اہلِ علم حضرات سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اس کتاب کی خوبیاں عوام تک اور خامیاں ناشران تک پہنچائیں نہ کہ اِس کا عکس کریں۔

بقول فیض احمد فیض

ہر چارہ کو چارہ گری سے گُریز تھا
ورنہ ہمیں جو دکھ تھا، بہت لا دوا نہ تھے
لب پر ہے تلخیِٔ مئے ایام، ورنہ فیضؔ
ہم تلخیٔ کلام پہ مائل ذرا نہ تھے

سید عطاء اللہ شاہ بخاری
جمیل ٹاؤن جہلم

Marfat.com

تقریظ

حافظ اظہر اقبال نقشبندی غفرلہ
مہتمم جامعہ سیّدہ عائشہ صدیقہ للبنات، محلہ اسلامیہ ہائی سکول، جہلم

قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ، وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾

ترجمہ: ''(مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی (سلسلہ نبوت ختم کرنیوالے) ہیں۔ اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔''

(سورۃ احزاب ۳۳، آیت: ۴۰)

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کے ان چند بنیادی عقائد میں سے ہے جن پر تمام اُمت کا اجماع ہے۔ اگرچہ بدقسمتی سے امتِ اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا اور فتنہ فساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا۔ لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود تمام مکاتبِ فکر کے لوگ اِس بات پر متفق رہے کہ حضور سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، اُسے مرتد واجب القتل قرار دیا گیا اور اُس کے خلاف علمِ جہاد بلند کر کے اُس کی جھوٹی عظمت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ تاکہ ''رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے زیر سایہ اِسلام کے پلیٹ فارم پر اِنسانیت کا اتحاد قائم رہے اور

Marfat.com

''اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا''

ترجمہ: ''اے محمد (ﷺ)!! (ڈنکے کی چوٹ پر) کہہ دو، اے لوگو!! (اے بنی نوعِ آدم علیہ السلام!!) میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں''۔

(پارہ 9، سورۃ الاعراف، آیت نمبر 158)

کا سہانا منظر ہر سمت جگمگا تا رہے۔

ایسے ہی انگریز کی غلامی کے دَور میں ملتِ اسلامیہ کو جس طرح دوسرے کئی مصائب سے دوچار ہونا پڑا، ایسے ہی ایک جھوٹی نبوت قائم کر کے ملت میں انتشار پیدا کیا گیا۔ وہ مدعٔ نبوت بظاہر عیسائیت کا رَدّ کرتا تھا، پادریوں سے مناظرے کرتا تھا، اور دوسری طرف انگریز کا وفادار بھی تھا۔ انگریز نے اُس کی نبوت کو اپنے زیرِ سایہ پروان چڑھایا۔ اُس کے ذریعے سے اُمتِ مسلمہ میں ایک نئی جماعت پیدا کر کے جو مقصد حاصل کیا وہ اپنے دُوررَس نتائج کے اعتبار سے بڑے خطرناک عزائم کا حامل ہے لیکن اِس کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کا پیغام لے کر جہاں کہیں بھی گیا، اُس کا جو حشر ہوا وہ کسی سے مخفی نہیں۔

تمام عالمِ اسلام نے، بالخصوص پاکستان کے علمائے اہل سنت نے اور بالعموم تمام مسالک علماء نے بالاتفاق غلام احمد قادیانی کو اور اُس کے ماننے والوں کو مرتد کافر قرار دیا اور خارج از اِسلام قرار دیا۔ علمائے اِسلام نے زبان وقلم کے ذریعے اِس فتنہ کو فرو کرنے کی جو مساعی جمیلہ کی وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں اور ابھی تک جاری وساری ہیں اور علماء کی اِن کاوشوں کا سب سے بڑا ''کریڈٹ'' اِن پبلشرز کو جاتا ہے جنہوں نے علماء کا ساتھ دیا اور اُن کی کاوشوں کو عوام تک پہنچانے میں مدد دِی تاکہ سادہ لوح مسلمان اپنے ایمان کو محفوظ و مامون رکھ سکیں۔

اِنہی میں سے جہلم شریف کا ایک عظیم الشان پبلشنگ ادارہ ''بک کارنر'' بھی ہے۔ خداوندِ قدوس اِن کے کاروبار اور ایمان میں اضافہ فرمائے۔ اِنہوں نے زیرِ نظر کتاب میں تمام علماء کرام کی کاوشوں کو یکجا کر کے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اِس میں ملتِ اسلامیہ نہ صرف اپنے اسلاف کے ایمان واستحکام سے بہرہ ور ہوگی بلکہ اگر وہ اِن کتب کا مطالعہ فرمائے گی تو اِن کے ایمان سے فیض یاب ہوکر اپنے ایمان میں بھی اضافے کا مؤجب ہوگی۔

وَمَا تَوْفِیْقِی اِلَّا بِاللّٰہ

Marfat.com

تقریظ

حفیظ الرحمٰن عثمانی (فاضل بھیرہ شریف)
صدر مرکزی جماعت اہل سنت ضلع جہلم

تمام تعریفیں اللہ ربُّ العزت کی ذات مقدسہ کیلئے جو واحد، بے نیاز اور لاشریک ہے۔ جس نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو کثیر معجزات اور دلائل ظاہرہ سے مزین فرمایا۔ اسماء و صفات میں تمام انبیاء سے افضل ٹھہرایا اور اسے اپنی بارگاہِ اقدس سے خاتم النّبیین کی صفت سے رفعت و شان عطا کی۔

گزشتہ زمانہ میں ہر رسول اور نبی کے بعد دوسرا رسول آتا جو پہلے نبی کی شریعت زندہ رکھتا یا اس کی تکمیل کرتا یا پھر اس کی جگہ نئی شریعت لاتا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی آمد و رفت کا یہی سلسلہ جاری رہا۔ تا آنکہ اللہ جل جلالہ نے حضور سیّد المرسلین ﷺ کو مبعوث فرمایا اور سلسلہ نبوت و رسالت کو آپ ﷺ کی ذات مقدسہ پر ختم کر دیا۔ یہ دعویٰ نص قطعی، حدیث متواتر اور اسانید صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ عقیدہ اظہر من الشّمس ہے کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین اور آخر المرسلین ہیں۔

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے بعد مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو ہزاروں مردانِ عرب اور ان کے حامیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا۔ دشمنانِ اسلام اس دین مبین کے خلاف سازشوں میں برسرپیکار رہے اور انسانیت فلاح پر مبنی اس پیغام کے خلاف فتنوں اور سازشوں کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ یہاں تک کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں ایک فتنہ تشکیل دیا اور اس فتنے کے مکروہ عزائم کا نشانہ ذاتِ مصطفےٰ ﷺ کو بنایا گیا۔

Marfat.com

جب یہ فتنہ ظہور ہوا تو مسلمانانِ عالم نے اس فتنۂ قادیانیت کو زندہ درگور کرنے میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ وقت کے اولیاء، علماء، صلحا اور صاحبانِ علم و دانش نے اس فتنے کا ہر زاویے اور ہر جہت سے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور اپنے قلم سے اس فتنے کا علمی محاسبہ کیا۔

راقم الحروف یہ بات کہنے میں حق بجانب ہے کہ آج بھی ہمارے معاشرے میں قادیانیت کا زہر ایک ناسور کی طرح موجود ہے اور ہماری موجودہ نسل ان کی تخریبی کارروائیوں سے محفوظ نہیں اور یہ فتنہ دو دھاری تلوار بن کر مسلمانانِ عالم کے ایمان کی شہ رگ کو کاٹ رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو اس فتنے سے آگاہ کریں۔

صاحب مؤلف جناب شاہد حمید صاحب نے اس فتنے سے موجودہ اور آئندہ نسل کو آگاہ کرنے کیلئے ''قادیانیت ایک فتنہ'' کے نام سے ایک جامع کتاب مرتب کی ہے۔ کسی مرتب کی یہ ایک غیر معمولی خوبی ہوتی ہے کہ ماضی میں کسی ایک موضوع پر کئے گئے کام کو احسن طریقے سے ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ موصوف نے بڑی محنت و لگن اور کاوش سے اس عظیم کام کو سرانجام دیا ہے۔ مستقبل میں اس موضوع پر تحقیق و تصدیق کی وادیوں میں سفر کرنے والے صاحب مؤلف جناب شاہد حمید صاحب کی اس کاوش کو نظر انداز نہیں کر پائیں گے۔

اللہ رَبُّ العزت، حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے طفیل ان کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے۔ اس کتاب کو صدقہ جاریہ بنائے اور ان کے ادارہ کو شب و روز ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ!

غبار راہ حجاز

احقر حفیظ الرحمٰن عثمانی

Marfat.com

تقریظ

ابوعبدالسلام محمد اکرم جمیل مفتی وشیخ الحدیث جامعہ علوم اثریہ جہلم پاکستان

ان الحمد للہ نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم امابعد!

اسلام زمانے میں دبنے کو نہیں آیا
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

اللہ تعالیٰ نے اس عالم رنگ و بو میں اسلام اور مبلغین اسلام کو تمام ادیانِ باطلہ پر غلبہ کے لئے بھیجا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ **لیظھرہ علی الدین کلہ** اگرچہ ابتدائے آفرینش سے اسلام اور مبلغین اسلام کی شدید مزاحمت ہوتی رہی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں اسلام اور مبلغین اسلام کو فتح اور کامیابی سے نوازا۔ یاد رہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے اَدوار میں نبوتِ الٰہیہ کے مقابلہ میں نبوت دجالیہ کا ظہور ہوتا رہا اور اللہ تعالیٰ ہر نبوت دجالیہ وکاذبہ کو ذلیل وخوار کر کے نبوت الٰہیہ کو غالب فرماتا رہا۔ اسی طرح خاتم الانبیاء سید المرسلین حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دَور میں بھی نبوت دجالیہ وکاذبہ کا ظہور ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دَور میں نیست ونابود کر دیا تھا۔ اس طرح برصغیر پاک وہند میں ارضِ قادیان ملعونہ میں بھی اسلام کے بدترین دُشمن یہود ونصاریٰ نے سیالکوٹ کے محکمہ مال کے اُردو محافظ خانہ کے ایک کلرک مرزا غلام احمد قادیانی کو عقیدہ ختم نبوت کے مقابلہ میں فتنہ منحوسہ قادیانیہ اور نبوت کاذبہ کے لئے تیار کیا اور اس کی ابتدائی سرپرستی ایک ملعون حکیم نورالدین نے کی اور بعد ازاں یہی حکیم نورالدین مرزا غلام احمد قادیانی کا خلیفۂ اوّل بنا۔

1857ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد جب برصغیر پاک وہند براہ راست سامراجی طاقتوں کے تسلط میں آ گیا تو انگلستان کے عیسائی پوپ و پادری گروہ دَر گروہ بحیرۂ عرب و بحر ہند کے سواحل پر اترنے لگے تاکہ برصغیر پاک وہند کا اقتدارِ اعلیٰ چھین لینے کے بعد ان کے مذاہب اسلام کو بھی مسخر کر لیں۔

Marfat.com

چنانچہ عیسائی پادریوں کا سب سے زیادہ زور ابتداءً اس بات پر تھا کہ مسلمانوں کے اذہان سے عقیدہ حیاتِ مسیح علیہ السلام کو نکال دیا جائے۔ جس کے نتیجہ میں اسلام کی طرف سے جید علماء کرام نے عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام پر عیسائی پادریوں کو متعدد مقامات پر شکست فاش دی۔ آخر کار حکیم نور الدین اور مرزا قادیانی دونوں عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام سے منکر و منحرف ہو گئے بلکہ مرزا قادیانی ملعون خود ہی مسیح موعود بن بیٹھا۔ بالآخر ملعون حکیم نور الدین کی معاونت سے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نبوت کا اعلان کر دیا۔ **علیہ لعنت اللّٰہ و الملائکہ و الناس اجمعین۔**

غور طلب بات یہ ہے کہ دورِ حاضر کے پیروکاراں مرزا غلام احمد قادیانی اس ملعون مدعی نبوت کی کتب کا بغور مطالعہ کریں تو ان پہ حقیقت کیوں واضح نہ ہوگی کہ ان کتب کا تحریر کنندہ ایک نبی اور رسول تو درکنار بلکہ وہ ایک عقل سے عاری مخبوط الحواس انسان ہے۔ اگر دورِ حاضر کے قادیانی مذہبی تعصب سے بالاتر ہو کر مرزا اور محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق مرزا کی تحریرات کا مطالعہ کر لیں تو یقیناً وہ مرزا قادیانی کو ایک مخبوط الحواس اور فاتر العقل انسان قرار دیں گے۔

نبوت کے ظلی اور بروزی ہونے کی اصطلاح مرزا قادیانی ملعون کی خود ساختہ ہے۔ نبوت صرف نبوت ہی ہوتی ہے۔ اس کا نہ بروز ہوتا ہے نہ ظل۔ اسی طرح نبوت کا نہ کوئی تکملہ ہوتا ہے نہ تتمہ۔ کیونکہ نبوت کا تکملہ اور تتمہ ماننے سے یہ لازم آتا ہے کہ سابق نبی سے یہ کام ادھورا رہ گیا تھا یا اللہ تعالیٰ نے کچھ احکام باقی رکھ لئے تھے جن احکام کو دنیا میں نازل کرنے کے لئے نئے نبی کی ضرورت تھی۔ مگر اسلام میں ایسی کوئی کمی نہ تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واضح الفاظ کے ساتھ قرآن مجید کا یہ حکم قاطع طور پر آ گیا ہے ﴿**الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا**﴾ اور اس طرح ﴿**لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ**﴾ کا پیغام آخر دے دیا گیا اور ہر پیغامبر کا اسوہ اس کی امت کے لئے واجب الاطاعت ہوتا ہے بدیں صورت پیروکارانِ مرزا قادیانی غور کریں تو اسی بات پر توبہ کر سکتے ہیں۔

اب پیروکارانِ مرزا قادیانی کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ان کے نزدیک واجب الاطاعت اسوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یا اسوۂ مرزا قادیانی۔ اگر وہ مؤخر الذکر اسوہ (اسوۂ قادیانی) کے پیروکار ہیں تو اوّل الذکر اسوہ (اسوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے منکر ہیں اور یہ قرآن مجید کا انکار ہے جو کہ صریح کفر

Marfat.com

ہے۔بصورت دیگر اگر وہ اسوۂ محمدی ﷺ کے پیروکار ہیں اور اسوۂ مرزا قادیانی کے منکر ہیں جو منطقی طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی تکذیب ہے یعنی ہر دو صورت میں فرقہ قادیانیہ گھاٹے اور گمراہی میں ہے۔

زیر نظر کتاب میں اُمت مسلمہ کے ان جید اسلاف و اخلاف علماء کرام کے مقالات رَدِّ قادنیت کے موضوع پر جمع کئے گئے ہیں۔جنھوں نے اپنے دَور میں برصغیر پاک وہند میں عقیدہ ختم نبوت کے خلاف سامراجی طاقتوں کے پیدا کردہ فتنہ قادیانیت کا بھرپور انداز میں اُدلہ شرعیہ اور اُدلہ عقلیہ سے رَدّ کیا ہے اور واشگاف الفاظ میں ثابت کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نہ صرف کذاب تھا بلکہ بہت بڑا دجال بھی تھا اور منکرین دائرہ اسلام سے خارج تھا اور اس کے پیروکار ہر دو گروہ لاہوری اور قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔اُمت مسلمہ کے ان جید علماء کرام کے مقالات رَدِّ قادیانیت کے بارے میں یہ کہنا عبث نہ ہوگا کہ قادیانیت کے رَدّ میں یہ مقالات جہاں عام فہم مسلمان کے لئے مفید ہیں وہاں علماء، خطباء اور طلباء کے لئے یکساں مفید ترین ہیں۔بدیں وجہ کہ ان مقالات میں اُدلہ اثبات عقیدہ ختم نبوت سے لے کر رَدِّ قادیانیت کے ہر پہلو پر قارئین کرام کو علمی مواد کا وافر حصہ پڑھنے کو ملے گا۔اسلئے ان مقالات کے بارے میں یہ تحریر کرنا مبالغہ آرائی نہ ہوگی کہ یہ مجموعہ مقالات رَدِّ قادیانیت ہر گھر اور ہر لائبریری کی اہم ترین ضرورت ہے۔

امت مسلمہ کے جید علماء کرام کے نایاب مقالات رَدِّ قادیانیت کو پڑھنے کے بعد ایک ذی شعور انسان یہ نتیجہ اخذ کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان مقالات کے ناشران بک کارنر جہلم عقیدہ ختم نبوت میں راسخ ہیں اور ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کذاب و دجال ہے اور اس کے پیروکار ہر دو گروہ لاہوری اور قادیانی مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مجموعہ مقالات کے ناشران بک کارنر جہلم کو عقیدہ ختم نبوت سے انتہائی محبت وعقیدت اور فتنہ قادیانیت سے شدید نفرت ہے۔

آخر میں بندہ ناچیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور ناشران مجموعہ مقالات رَدِّ قادیانیت کو عقیدہ ختم نبوت پر قائم رکھے اور اس کاوش جمیلہ پر اس مجموعہ مقالات کے ناشران اور ہمیں اور ہمارے والدین اور اساتذہ کے لئے باعث نجات بنائے اور ناشران بک کارنر جہلم کو اس محنت اور کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔آمین ثم آمین یارب العالمین!

Marfat.com

تقریظ

غلام مصطفی ظہیر امن پوری بن غلام حسن عفا اللہ عنہما

مدیر ماہنامہ ''السنہ''، جہلم و رئیس دار التخصص والتحقیق جہلم

قرآن مجید نے سلسلہ نبوت کے محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر ختم ہونے اور آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کی بعثت کی عملاً ضرورت نہ ہونے کے اظہار کے لئے گوناگوں اور نہایت بلیغ اسالیب بیان اختیار کئے ہیں جو بیک وقت قلب و دماغ کو مکمل طور پر اپیل کرنے والے ہیں اس کیلئے کبھی تو قرآن مجید نے رسول اللہ ﷺ کے خصائص و اوصاف ایسے انداز میں بیان کئے ہیں جن سے عقل سلیم رکھنے والا ہر انسان بآسانی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آپ ﷺ ایک عالمگیر پیغمبر اور قیامت تک کیلئے قابل اتباع نمونہ اور مثالی شخصیت ہیں چنانچہ ارشاد ہوا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا.

''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔''

(سورۃ الاحزاب: ۴۰)

آیت کا آخری جز (وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا) قرآن مجید کے اعجاز کا ایک نمونہ ہے۔ یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ کسی شخص کے ذہن میں شبہ پیدا ہو کہ ایک پیغمبر قیامت تک کیلئے کیسے کافی اور مختلف انسانی نسلوں کیلئے رہنما اور اسوۂ کامل ہو سکتا ہے اور اس کی شریعت و تعلیمات کس طرح تمام انسانی ضروریات نئے نئے تقاضوں اور عہد بعہد کی تبدیلیوں سے عہدہ برآ ہو سکتی

Marfat.com

ہے تو اس کا جواب ان مختصر لفظوں میں دے دیا گیا کہ (وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا......)
قرآن نے آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کو ظاہر کرنے کیلئے اسی قوم کی زبان اور تعبیرات سے کام لیا ہے جن کی زبان میں وہ اُترا ہے اور جو اس کے اوّلین مخاطب اور اس کے سمجھنے اور پھر دُنیا کو سمجھانے اور بتانے پر مامور تھے۔ یہ زبان ان کے درمیان روابط، بول چال اور ادائے مطلب کی زبان تھی لیکن اس زبان کی محیر العقول وسعت وصلاحیت کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ اس میں کمال وانتہا بتانے والا کوئی لفظ ''خاتم'' سے بہتر موجود نہیں اور اس مطلب کیلئے یہی لفظ گفتگوؤں اور شعر و ادب میں ان کی نوک زباں رہتا تھا اسی لئے ان کی زبان میں خاتم اختتام اور ختم کے وہی معنی پائے جاتے ہیں جو قرآن مراد لیتا ہے یعنی یہ کہ رسول اللہ ﷺ آخری رسول اور خاتم الانبیاء ہیں جن کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں۔

قرآن مجید نے آخری رسالت کے حامل رسول ﷺ کی ایسی صفات بیان کی ہیں جو آپ ﷺ کی رسالت کی ابدیت اور بلا استثناء ہر زمانہ اور ہر طبقہ کیلئے مثالی نمونہ اور اسوۂ حسنہ بننے کی صلاحیت واہلیت کی طرف واضح اشارے کرتی ہیں جیسا کہ ارشاد ہوا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا .

''تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی بہترین نمونہ ہے (یعنی) اس شخص کو جسے اللہ تعالیٰ (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی اُمید ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔''

(سورۃ الاحزاب:۲۱)

قرآنی اسالیب میں سے ایک اسلوب وہ بھی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی عالمگیر رسالت اور آپ ﷺ کی شریعت کے تعارف میں استعمال ہوا ہے۔ یہ بلند آہنگ اعلانات و تصریحات ثابت کرتی ہیں کہ نبوتوں اور آسمانی رسالتوں کا سلسلہ محمد رسول اللہ ﷺ پر تمام ہوگا۔ چنانچہ قرآن مجید نے واضح عربی زبان میں جس میں کوئی پیچیدگی اور الجھاؤ نہیں یہ کہا کہ یہ دین اپنے کامل انسانی ضروریات کی تکمیل اور بقائے دوام کی اہلیت وصلاحیت کی ارتقائی منزلوں پر پہنچ گیا، چنانچہ ارشاد ہوا:

Marfat.com

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.

''آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔''

(سورۃ المائدہ:۳)

یہ آیت کریمہ عرفہ کے دن حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ اس دن کے بعد رسول اللہ ﷺ چند دن اس دُنیا میں رہے۔

خود رسول اللہ ﷺ نے بھی جن پر یہ آیت اتری تھی یہی سمجھا۔ چنانچہ سیدنا ابواُمامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا:

اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ، وَلَا اُمَّةَ بَعْدَکُمْ اَلَا فَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَ صَلُّوا خَمْسَکُمْ وَ صُوْمُوْا شَهْرَکُمْ، وَاَدُّوْ زَکَاةَ اَمْوَالِکُمْ طَیِّبَةً بِهَا اَنْفُسُکُمْ وَ اَطِیْعُوا وُلَاةَ اَمْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّکُمْ.

''اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی مبعوث ہونے والا ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت آنے والی ہے خوب سن لو اپنے رب کی عبادت کرنا پانچوں نمازیں پڑھنا ایک ماہ کے روزے رکھنا اور خوشی سے اپنے مال کی زکوٰۃ دینا اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرنا ایسا کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو گے۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی: ۸/۱۱۵، ح: ۷۵۳۵، السنۃ لا بن ابی عاصم: ۱۰۹۵، و سندہٗ صحیحٌ)

اس طرح قرآن نے اس کی صراحت کی کہ اس دین کیلئے بقائے دوام غلبہ واقتدار اور شہرت ومقبولیت طے کر دی گئی ہے۔ وہ عزت وحرمت کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ کر اور اس کا کلمہ بلند ہو کر رہے گا۔ اس کی روشنی ضرور پھیلے گی اور اس کی صداقت یقیناً عالم آشکار ہو کر رہے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی

Marfat.com

الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا.

''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے اور حق ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔''

(سورۂ الفتح: ۲۸)

کسی نئے نبی کی آمد سے متعلق قرآن خاموش ہے۔ یہ ابدی کتاب جو حق کو باطل سے الگ کرنے والی اور بذات خود حقیقت کی میزان اور لوگوں کے لئے واضح اعلان وبیان ہے اور جس نے اصول دین میں سے کسی اصل کو نظر انداز نہیں کیا اور جس پر دین و دُنیا کی فلاح اور سعادت ونجات موقوف ہے کسی نئے نبی کی آمد کی اطلاع سے بالکل خاموش ہے۔ جبکہ یہ ایسا اہم معاملہ ہے کہ سکوت تو درکنار کسی گول مول اور مبہم بات کا بھی کوئی موقع نہ تھا۔ جو کتاب علامات قیامت کی بہت سی جزئیات اور اخیر زمانہ کے حوادث جیسے دخّان، دابّہ اور یاجوج وماجوج کا ذکر کرتی ہے وہ اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیوں نہ کرتی جو اس امت یا کسی امت میں مبعوث ہونے والا تھا اور اس کے لئے عقول واذہان کو مانوس اور آمادہ کرنے کی کوشش کیوں نہ کرتی تاکہ وہ اسے خوش آمدید کہیں، اس کی دعوت قبول کریں اور اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں، غور فرمائیں!!۔ مسیح دجال کے بارے میں روایتوں اور اس آزمائش کے بیان سے احادیث کے مجموعے بھرے ہوئے ہیں تو کیا اللہ عزوجل کی نازل کردہ کتاب اور اس کے نبی سے ایسی کوئی بات سامنے آسکتی ہے کہ وہ اپنی اُمت کو تاریکی اور دھندلے اور تباہ کن جہالت وحیرت کی حالت میں چھوڑ دے اور اس بڑے حادثہ اور عظیم واقعہ (نبوت جدیدۃ) کی خبر نہ دے، جو اِن چیزوں سے کہیں مہتمم بالشان تھی، جنہیں زبان نبوت نے ذکر کیا اور لغت کے ذخیرے جن کی تفصیلات سے پُر ہیں۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف قرآن مجید کے بیانات پر بھی اکتفا نہیں کیا جو اس دین کے مکمل ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کے بارہ میں اس طرح آتے ہیں کہ عربی سے واقف شخص کیلئے کسی شبہ کی گنجائش نہیں چھوڑتے۔ جو فساد ذوق اور بدنیتی کے فتنہ کا شکار نہ ہو، بلکہ اپنی اُمت کیلئے اس حقیقت کی وضاحت اس طرح فرمائی کہ کسی غلط فہمی کی گنجائش نہیں چھوڑی اور نہ اس سے زیادہ شرح وتفصیل کا تصور ہوسکتا ہے۔ اس کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

نہایت بلیغ اور دلنشیں مثالیں دیں۔ حدیث کی کتابیں ان روایات سے بھری پڑی ہیں۔ یہاں ہم صرف ایک حدیثِ مبارکہ پیش کرتے ہیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ، فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَ لَا نَبِیَّ.

''اس میں کوئی شک نہیں کہ رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہے میرے بعد کوئی رسول ہے نہ ہی کوئی نبی ہے۔''

(مسند الامام احمد: ۲۶۷/۳، سنن الترمذی: ۲۲۷۲ و سندهٗ صحیح)

جو کسی نبی و نبوت کا (اس کے کسی بھی مفہوم میں) مدعی یا داعی اور علم بردار ہو وہ اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن اور اسلام کے بدخواہوں اور مخالفین کا بہترین معاون اور آلہ کار ہے اور تاریخ اسلام اس کے جرم کو کبھی معاف نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْقَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ.

''اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آتی۔''

(سورۃ الانعام: ۹۳)

خوانندگان محترم! یہ چند اصولی موٹی موٹی باتیں ختم نبوت کے حوالہ سے آپ کے باصرہ نواز کی ہیں۔ علمائے اسلام نے اس مقدس موضوع پر لکھا اور خوب لکھا۔ ہر زاویہ سے نگاہ ڈالی، علمی اور مدلل لکھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ایک استعماری ضرورت تھا۔ انگریز اس کی پشت پر تھا اور اسے ہر قسم کا تعاون میسر تھا۔ ہر مکتبہ فکر (بریلوی دیوبندی، اہل حدیث) کے علماء محض اللہ تعالیٰ کے توکل سے اس کے مقابلہ کیلئے ڈٹ گئے اور مرزا اور اس کے ذریت کو پچھاڑ دیا۔

ادارہ بک کارنر جہلم کے بانی جناب شاہد حمید صاحب نے تمام مکاتب فکر کے جید علماء کی تحریروں کو یکجا کر کے اس مقدس تحریک میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس عظیم کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور انسانوں کیلئے مشعل ہدایت بنائے۔ آمین!

Marfat.com

تقریظ

شیخ الحدیث مولانا ظفر اقبال

فاضل وفاق المدارس العربیہ، جامعہ اشرفیہ، لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی النبی بَعْدَہٗ امابعد!

''قادیانیت ایک فتنہ'' نامی کتاب ختم نبوت کے مسئلہ پر مختلف علماء کرام کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ احقر کو فہرست دیکھنے کا موقع ملا تفصیلی کتاب کا مسودہ نہیں دیکھا ہے۔ فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کے مضامین نہایت اہم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النّبیین ہونا اور آخری پیغمبر ہونا اور آپ کے بعد کسی نبی کا دُنیا میں مبعوث نہ ہونا دَورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک اتفاقی اور اجماعی چلا آ رہا ہے۔ اس لئے ضرورت نہ تھی کہ اس پر تفصیلی بحث کی جائے۔

ہمارے ملک میں تو الحمدللہ علمائے کرام کی مسلسل کوشش کی برکت سے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا لیکن قادیانی فرقہ نے اس مسئلہ میں مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کیلئے بڑا زور لگایا ہے۔ سینکڑوں چھوٹی بڑی کتابیں شائع کر کے کم علم لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ اس مسئلہ پر سو آیاتِ کریمہ اور دو سو سے زائد احادیث پاک اور سینکڑوں اقوال و آثار اور امت کا اجماع موجود ہے۔

اندریں صورت امت کے ہر فرد کا فریضہ ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق ختم نبوت کا دفاع کرے۔

باعث مسرت ہے کہ برادرم شاہد حمید نے یہ اقدام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قادیانیت کے فتنہ سے بچائے اور اس فتنہ کے خلاف پورے اخلاص سے کام کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا مستحق بنائے۔ آمین!

Marfat.com

تقریظ

معاون مفتی محمد فاروق شاہین عفی عنہ

فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان، جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلّہ جہلم

مسملا و محمد لا و مصلیا و مسلما امّا بعد

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا اساسی عقیدہ ہے۔ اس کی اہمیت وضرورت کا ہر باشعور مسلمان معترف ہے۔ اس کی اہمیت کو مزید اجاگر کرنے کے لئے خواجہ خواجگان مولانا خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اقتباس نذرِ قارئین کرنا انسب ہوگا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کی فطرت میں نجانے کیا عجیب وغریب خاصیت ودیعت فرمائی ہے کہ وہ اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اپنی جان کی بازی لگا دینے سے گریز نہیں کرتا۔ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں غرقاب، وہ منکرینِ ختم نبوت کی سرکوبی کیلئے ہردم بےقرار وبےتاب رہتا ہے۔ دراصل تحفظ ختم نبوت کا کام دُنیا وآخرت کی رفعتیں، عزتیں کامیابیاں اور کامرانیاں سمیٹنے کا واحد راستہ ہے، اس لئے اسے اہم ترین عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ شیطانی وسوسوں کا ایک انداز یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ کم درجے کی عبادت کو اہم تر بنا کر پیش کرتا ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہوکر بڑے اجر وثواب سے محروم ہو جائیں۔ اس طرح وہ ایک اہم فرض کی ادائیگی کے موقع پر مسلمانوں کا پیسہ وقت اور صلاحیتیں نفل اور مستحب درجے کی نیکیوں میں لگوا دیتا ہے۔ کیونکہ وہ نہیں

Marfat.com

چاہتا کہ یہ وسائل اعلیٰ وارفع مقاصد کے حصول میں کھپ جائیں اور دین اسلام کو سر بلندی حاصل ہو۔ موجودہ حالات میں اُمتِ مسلمہ منکرین ختم نبوت کی براہ راست یلغار کا شکار ہے مسلمانوں کو ہمہ تن متوجہ ہونا چاہیے کہ ان کی توانائیاں فتنہ قادیانیت کے پھیلاؤ کو روکنے کیلئے کس حد تک کام آ رہی ہیں، یوں بھی ملک وملت کے خلاف ان کی سازشوں کا مقابلہ ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔''

(تحفظ ختم نبوت ص:۱۹)

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ ختم نبوت پر اور اس کے منکر کے مرتد ہونے پر ہوا ہے۔ کلمۂ شہادت کی طرح عقیدہ ختم نبوت بھی ایمان کا جز ہے۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اپنے ایمان لانے کا ایک طویل اور دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں کہ

''جب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہوگیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دیکھ کر کہا کہ اے زید! اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو میں نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدلے میں ساری دُنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی اور کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پھر انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لڑکے کے بدلے میں بہت سے اموال دینے کیلئے تیار ہیں۔ جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اسئلکم ان تشهدوا ان لااله الا للّٰه و انی خاتم الانبیاء و رسله و ارسله معکم.

''میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ کہ شہادت دو اس کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں انبیاء ورسل کا ختم کرنے والا ہوں (اس اقرار اور ایمان کے بدلے میں) زید کو تمہارے ساتھ

Marfat.com

کردوں گا۔''

(مستدرك حاكم ص: ٢١٤ جلد٣)

اس حدیث پاک میں آپ ﷺ نے عقیدۂ ختم نبوت کو کلمہ شہادت کی طرح ایمان کا جزو قرار دیا ہے، اس لیے الاشباہ والنظائر میں ہے:

اذا لم یعرف الزجل ان محمدا ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات.

''جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔''

(الا شباه و النظائر ص:٣٩٦)

غرضیکہ ایمان کیلئے ختم نبوت کا اقرار بھی ضروری ہے۔

(تحفظ ختم نبوت ص:٤٧)

زیر نظر کتاب تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے کی اہمیت وفضیلت کو اجاگر کرتے ہوئے بتاتی ہے کہ عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان کا سرمایۂ افتخار ہے اور منکرین ختم نبوت کیلئے یہ کتاب آنکھوں کا آشوب اور ان کے حلق میں چبھتا کانٹا ہے۔ یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر ذمہ دار مسلمان اس کو اپنی متاع عزیز سمجھتے ہوئے گھر کی زینت بنائے۔

محترم مؤلف شاہد حمید کو اس عظیم الشان کتاب کی اشاعت پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مولائے کائنات کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی یہ سعی مشکور بناتے ہوئے دارین میں اس کا اجر جزیل عطا فرماتے ہوئے تمام مسلمانوں کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مکمل ہو گیا اب سلسلہ رشد و ہدایت کا
شہنشاہِ رسل، نور الہدیٰ ﷺ تشریف لے آئے

احقر العباد الی رب العباد
معاون مفتی محمد فاروق شاہین عفی عنہ
١٦ ربیع الاول ١٤٣٢ھ/٢٠ فروری ٢٠١١ء

Marfat.com

قادیانیت

عہدِ حاضر کا ایک عظیم فتنہ ارتداد

''قادیانیت'' انیسویں صدی عیسوی کے ہندوستان کا ایک عظیم فتنہ ارتداد ہے کہ جس کی نشوء ارتقاء ''عہد تسلط برطانیہ'' میں ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس کا بانی مبانی تھا۔ اُس نے اپنی زندگی کا آغاز مناظر اسلام کی حیثیت سے کیا اور بالآخر ایک نئے اور جدید دین و مذہب ''قادیانیت'' کی بنیاد رکھ کر وقتاً فوقتاً مختلف ادعائے باطلہ کیے اور عامۃ المسلمین سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے ایک نئے مذہب احمدیت یعنی قادیانیت کی بنیاد رکھی اور عامۃ المسلمین میں ''فتنہ ارتداد'' کی ایک نئی روش کو اجاگر کرنے میں اس کا شیطانی ذہن کامیاب رہا۔

تو اس سلسلے میں درج ذیل تین سوالات قاری کے ذہن میں یقیناً اجاگر ہوں گے:

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت تجزیاتی طور پر درحقیقت کیا تھی؟

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی مذہبی تحریک یعنی قادیانیت سے انگریز سرکار نے کون کون سے مذہبی اور سیاسی فوائد حاصل کئے؟ اور اس کے دوررس نتائج کیا کیا برآمد ہوئے؟

۳۔ فتنۂ قادیانیت کا مذہبی اور سیاسی طور پر وقت کے احوال وظروف کی روش میں مطالعہ کن بنیادوں پر کیا جائے؟ فتنہ قادیانیت کے تجزیاتی مطالعہ کی ضرورت واہمیت موجودہ دَور کا ایک اہم اور ناگزیر تقاضا ہے۔

Marfat.com

نیز یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے متعلقہ مقاصد اور نتائج کو حاصل کرنے کے لئے کن کن دسیسہ کاریوں اور ابلہ فریبیوں سے کام لیا اور کیا کیا ادعائے باطلہ کئے؟ قادیانیت کے قارئین کرام اور محققین کے لئے یہ نکتہ نہایت مضحکہ خیز ہے۔

بقول شاعر ہے:

ہنسی آتی ہے مجھے اس حضرت انسان پر
کام بد خود کرے لعنت کرے شیطان پر

مرزا غلام احمد قادیانی (متولد ۴۰۔۱۸۳۹ء متوفی ۱۹۰۸ء) نے اپنے مذعومہ مقاصد کو پورا کرنے کے لئے وقت کے ساتھ ساتھ گرگٹ کی طرح کیا کیا رنگ بدلے اس کے لئے اس کی تصانیف اور اس کے اقتباسات کا بھرپور جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

اُس کے مسیح موعود کے ادعائے باطلہ سے لے کر اُس کے ادعائے نبوت تک کا جائزہ لینے سے ہمیں بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیۃ اور دین اسلام کی نہایت واضح اور قطعی طور پر جڑ کاٹ ڈالنے کی ناکام کوششیں کیں۔

بقول شاعر:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی

حضرات علمائے اسلام نے وقت کے اس مہلک اور عظیم فتنہ کے ہر مذعوم چیلنج کو قبول کیا اور مناظرات، تحریر و تقریر سے اس عظیم فتنہ کا نہایت دلیری و جرأت اور تن من دھن سے مقابلہ کیا اور اس مرزا غلام احمد قادیانی کو مناظرات میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

قیام پاکستان کے بعد اس وقت کے وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی نے پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے حکومت پاکستان کے سیاسی و مذہبی اثر و نفوذ سے غلط کام لیتے ہوئے بین الاقوامی طور پر قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کی خاطر جو سر توڑ کوششیں کیں وہ ایک علیحدہ عنوان ہے اور علیحدہ تحقیقات کا حامل ہے۔

حضرات علمائے اسلام نے پاکستان میں قادیانیت کے سنگین و عظیم فتنے کو نہایت سختی

Marfat.com

سے کچل دیا ہے اور ماشاء اللہ تعالیٰ بے سروسامانی کے عالم میں یہ ان کی عظیم جدوجہد اور شان رسالت سے بے تحاشہ محبت ہے کہ دین اسلام اور نبوت محمدیہ ﷺ کے خلاف اس سنگین سیاسی ومذہبی سازش کو کماحقہٗ پامال کر دیا ہے اور ماشاء اللہ تعالیٰ ''ختم نبوت ﷺ'' کے عظیم اور مقدس منصب کی حفاظت کی خاطر اپنی مقدس جانوں کا نذرانہ تک پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہمیں امید واثق ہے کہ یہ مقدس مشن تا روز قیامت جاری وساری رہے گا! آمین!

زیر نظر کتاب کے مرتب وناشر بک کارنر کے بانی برادر محترم جناب شاہد حمید صاحب مدظلہ ہیں، اور یہ کتاب ان کی برسوں کی محنت شاقہ کی مرہون منت ہے۔ کتاب کے مندرجات کے باوصف موجودہ کتاب کی اہمیت وقدر وقیمت کا نہایت عمدہ طور پر اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

برادر محترم جناب شاہد حمید صاحب مدظلہ نے یقیناً وقت کے ایک اہم تقاضہ کو پورا کرتے ہوئے اپنی صحت ایمان واعتقاد کا نہایت عمدہ طور پر ثبوت پیش فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین آمین۔

آخر میں ہماری یہ دُعا ہے کہ اللہ رب العزت برادر محترم شاہد حمید صاحب مدظلہ، اُن کے ہونہار بیٹوں گگن شاہد، امر شاہد، پوتے ولی اللہ شاہد اور تمام عامۃ المسلمین کو اس کار خیر کا اجرِ عظیم عطا فرمائے، اور کتاب کو قبولیت عام عطا فرمائے۔ آمین!

ماشاء اللہ تعالیٰ وہ اب یوں کہہ سکتے ہیں کہ

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

والسلام

آپ کا مخلص

راجہ طارق محمود نعمانی

ایڈووکیٹ (ہائیکورٹ)

Marfat.com

سخن ہائے گفتنی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ (آمین)

قال النبی ﷺ لا نبی بعدی.

نبوت کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے چلا وہ حضرت محمد ﷺ پر آ کر اختتام پذیر ہوا۔ قرآن واحادیث میں اس حوالے سے بہت سے دلائل موجود ہیں۔ اس بات پر تمام مکاتبِ فکر کے علماء کا اجماع ہے۔ مدعیانِ نبوت آپؐ کے وصال کے فوراً بعد ہی پیدا ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ان کاذبوں کے خلاف کہیں تو تلوار کے ذریعے جہاد کیا گیا اور کہیں دلائل و براہین سے ان کا رد کیا جاتا رہا ہے۔

1901ء میں متحدہ ہندوستان میں بھی ایسے ہی ایک مخبوط الحواس شخص مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ 1880ء میں اس نے اپنے آپ کو مجدد کہا۔ دسمبر 1888ء میں اس نے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیعت لینے کا حکم دیا ہے۔ 1891ء میں اس نے اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا اور ظلی نبی ہونے کی اصطلاح ایجاد کی اور بالآخر 1901ء میں اس نے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا، بعد ازاں نومبر 1904ء میں کرشن ہونے کا بھی اعلان کر دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت تک پہنچنے کا سفر مرحلہ وار طے کیا اس لیے عام لوگوں کے ساتھ ساتھ علماء کرام نے بھی شروع میں تو ان کے خلاف زیادہ ردِ عمل نہیں دکھایا اور اس حوالے سے اس کی تکفیر کے متعلق بعض جید علماء کو بھی تردد تھا۔ اس سلسلہ میں مولانا رشید احمد گنگوہی اور شیخ

Marfat.com

الحدیث مولانا محمد یعقوب نے مرزا غلام احمد کے خلاف فتویٰ دینے سے گریز کیا مگر جیسے جیسے اس کے عقائد ونظرات سامنے آتے گئے اور اس کی تحریریں ان کے سامنے آئیں تو انہوں نے مرزا غلام احمد کو خارج از اسلام قرار دے دیا جس سے عام لوگوں میں بھی مرزا غلام احمد کے خلاف ایک فضا پیدا ہوگئی۔

اسی دوران حرمین شریفین کے علماء نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کی تصدیق کر دی۔ مکہ معظمہ کے مفتی اعظم رئیس القضاۃ شیخ عبداللہ بن حسن نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا اعلان کرتے ہوئے اس کے پیروؤں کو بھی اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ اس کے بعد مصر، شام اور فلسطین کے مفتیان عظام نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر فتویٰ دیا۔

یہی وہ زمانہ ہے جب ہندوستان کے بڑے بڑے علماء نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروؤں کی خوب خبر لی اور اپنے اپنے حلقۂ اثر میں موجود لوگوں کو مرزا غلام احمد کے کفر سے خبردار کیا۔ ان علماء میں پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولوی محمد صدیق دیوبندی، مولوی محمد اعظم لکھنوی، مولانا محمد حسین عربی، مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا احمد حسن دہلوی، مولانا عبدالحق حقانی دہلوی، مولانا محمد حسین بنارسی، مولانا عبداللہ غازی پوری، مولانا غلام محمد بگوی خطیب شاہی مسجد لاہور، مولانا غلام احمد مدرسہ نعمانیہ لاہور، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی اورینٹل کالج لاہور، مولانا رحیم بخش مصنف سلسلہ تعلیم الاسلام لاہور، مولانا احمد علی مدرسہ اسلامیہ بٹالہ، مولانا محمد اسحٰق مفتی پٹیالہ، مولانا محمد حسن فیضی ضلع جہلم، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولانا عبدالقادر تھانوی، شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا عزیز الرحمن دیوبندی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا احتشام الدین مراد آبادی، مولانا فقیر اللہ شاہ پوری، مولانا محمد امان اللہ دہلوی، مولانا محمد اسمٰعیل علی گڑھی، مولانا محمد ایوب ساکن کول، مولانا وصیت علی غازی پوری، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالغفور غزنوی، مولانا عبدالحق غزنوی، سید ظہور حسین قادری سجادہ نشین بٹیالہ، مولانا عبدالرحمن لکھوکی، سید اکبر شاہ حنفی پشاوری، مولانا محمد ایوب حنفی پشاوری، مولوی رحمت اللہ پشاوری، مولوی تاج الدین گجراتی، مولوی ہدایت اللہ راولپنڈی، مولوی امام دین کپورتھلوی، مولوی اشرف علی سلطانپوری، مولوی عبدالقادر بیگوال، مولوی عبدالرحمن دیوبندی (رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین) وغیرہ اپنے زمانے کے نامور علماء

Marfat.com

تھے۔ان سب نے مرزا غلام احمد کے کفر کی اس طرح دھجیاں بکھیریں کہ اس کی سارا ڈھونگ خاک میں مل کردہ گیا۔

تمام مکاتبِ فکر کے علماء جن میں بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث سب شامل ہیں ان سب نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا تعاقب کیا۔خاص طور پر مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ اور امیرِ شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ان تمام علماء کی خدمات پر اگر لکھا جائے تو کئی جلدیں بن سکتی ہیں۔

ناشران بک کارنر جہلم کے روحِ رواں جناب شاہد حمید صاحب ہمیشہ سے علمی وادبی کتب کی اشاعت وطباعت کے لیے سرگرمِ علم رہتے ہیں۔ان کا تازہ ترین کارنامہ قادیانیت سے متعلق تمام مکاتبِ فکر کے علماء کی تحریروں سے مزین یہ کتاب ''قادیانیت ایک فتنہ'' ہے۔ان کی محنت سے یہ شاہکار تالیف منظرِ عام پر آئی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے سرفراز فرمائے۔آمین!

پروفیسر حکیم مرزا اصفدر بیگ

چک مغلاں، جہلم

Marfat.com

تمہید

نَحْمُدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. اما بعد!

بالآخر کتاب ''قادیانیت ایک فتنہ'' سالہا سال کی انتھک محنت کے بعد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے اور دورِ حاضر کی ضرورت بھی۔ تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام کی تحریروں سے اس گلدستہ کو سجایا گیا ہے۔ کوئی مسلمان چاہے وہ کسی بھی مکتبۂ فکر سے منسلک ہو، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہو، وہ شانِ رسالت کے گستاخ کا زبردست مخالف بن جاتا ہے۔

میرے خیال کے مطابق چودہ سوسالہ تاریخ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرزا قادیانی جیسا گستاخ، کافروں سے بھی بدتر، مکروہ چہرے اور گھٹیا زبان والا، جس نے اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، کوئی دوسرا نہیں۔

انگریزوں کا یہ کاسہ گیر اُن کے ٹکڑوں پر پلنے والا یہ گھٹیا اِنسان، اِسلام اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایسی ایسی فضولیات اور حقیقت سے دُور احمقانہ خیالات پیش کرتا نظر آتا ہے کہ عقل حیران ہوتی ہے کہ وہ کون سے عقل سے پیدل احمق لوگ ہیں جو اس کی بے سروپا باتوں کو وحی کا درجہ دیتے ہوئے اُس کے احکامات کی بجاآوری کر کے جہنم میں اپنے ٹھکانہ بنانے کے سزاوار ہوتے رہے۔ مرزا قادیانی تو پاگل ہو گیا۔ بے شمار لوگ پاگل ہو جاتے ہیں لیکن کبھی ایسا نہیں دیکھا یا سنا کہ اُس پاگل کی پیروی میں اُس کے دوست احباب بھی پاگل پن کا شکار ہو جائیں اور اُس جیسی احمقانہ باتیں اور اخلاق سے گری ہوئی حرکتیں کرنے لگیں۔

Marfat.com

کبھی وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیروکار بنتا ہے تو کبھی گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہوا خود نبوت کا حصہ دار بن جاتا ہے۔ کبھی مسیح موعود اور کبھی ظلی اور بروزی نبی بنتا ہے تو کبھی خود ہی خدا بن بیٹھتا ہے۔ کبھی خود ساختہ مفسر بن کر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کی عجب تفسیر لکھتا ہے کہ وہ (مرزا) کو نبی بنا سکتا ہے (وہ قادر ہے)۔

اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کو کسی بھی جگہ ادب سے مخاطب کرنے والے جملے تحریر میں نہیں لائے گئے۔ ماضی میں لکھی گئی بے شمار کتابوں میں اُس کیلئے "آپ" اور "جناب" کا صیغہ کا استعمال کیا جاتا رہا ہے لیکن میری سمجھ کے مطابق ایسے گھٹیا اور کذاب انسان کیلئے ادب کے صیغہ استعمال کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ اسلئے جن جن تحریروں کا عکس آپ کو اِس کتاب میں ملے گا اُن میں "آپ" اور "جناب" کی جگہ "تم" یا "اُس" لکھا گیا ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں یا اُس کے خلفاء یا مریدوں کی زبانی جہاں بھی اُس کی کسی تحریر کا حوالہ دیا گیا ہے اُن میں کسی قسم کی رَدّ و بدل نہیں کی گئی۔ اُس کی تمام خرافات اُسی کی زبان میں قلمبند کی گئی ہیں۔ تا کہ عوام الناس کو اُس کی جعلی اور ظلی نبوت کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

یہاں میں صاحبانِ علم کو ایک غلط فہمی کی طرف توجہ مبذول کرانا مناسب خیال کروں گا جسے بالخصوص ہمارے مخالف کاروباری حضرات پھیلا کر اور بڑھا چڑھا کر اپنے کاروبار کو چمکانے کا سوچتے رہتے ہیں اور کئی سنی سنائی باتوں پر یقین کرتے ہوئے ہمیں مرزائیت سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسی حرکات ان کو بحیثیت مسلمان زیب نہیں دیتیں۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ ایسے قول و فعل سے ہمارے غیر متزلزل ایمان پر تو کوئی فرق نہیں آتا حالانکہ وہ اپنا ایمان داؤ پر لگا دیتے ہیں۔

اللہ رَبُّ العزت کو گواہ بنا کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین مان کر حلفاً یہ بات اقراراً اور تحریراً کہتا ہوں کہ مَیں، میرے والدِ محترم اور میری والدہ محترمہ کبھی بھی مرزائی نہیں رہے اور نہ ہی مرزائیت سے اُن کا کوئی واسطہ رہا۔ میرے دادا اگر مرزائی تھے تو مجھ سے پوچھ کر اُنہوں نے یہ کفریہ فعل سرانجام نہیں دیا تھا۔ میرے والدِ محترم مولوی عبدالمجید ملنگ کی قدیم مسجد (جو بلی گھاٹ کے سامنے) میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ وہ کبھی بھی کسی مرزائی عبادت گاہ نہیں گئے۔ مرزائیت سے نفرت کے سبب اُن کے والد اُن سے ناراض رہتے اور اُنہیں وراثت میں ایک

Marfat.com

پھوٹی کوڑی بھی نہ ملی لیکن وہ ایمان کی دولت سے مالا مال تھے۔ میری والدہ ماجدہ جامع مسجد اہلحدیث میں حافظ عبدالغفور صاحب کی صاحبزادیوں کے ہمراہ بھرپور طریقے سے تبلیغ دین اور شعائرِ اسلام کی خواتین میں احیاء کی بڑی سرگرم رکن رہی تھیں۔

لوگ اپنے بعض مفادات کیلئے دوسروں پر بڑے بڑے بہتان باندھ دیتے ہیں جن کی ہمارا دینِ اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ جہاں کچھ لوگ ہمارے متعلق غلط فہمی کا شکار ہیں۔ وہیں دوستوں کی بھی کمی نہیں۔ بے شمار عالم، فاضل، پروفیسر صاحبان اور علم دوست لوگ ہمارے حلقۂ احباب میں شامل ہیں۔ انہی میں سے ہمارے متعلق ایک محترم دوست کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ آپ کے علم میں لانا چاہوں گا۔

ہوا یوں کہ فاضل دوست سے کسی کی بحث ہوگئی جو بغیر کسی تحقیق اور دلیل کے ہمیں مرزائی قرار دینے پر تلا بیٹھا تھا۔ میرے مہربان دوست نے اُسے کئی دلیلوں سے سمجھایا کہ وہ جہلم کے پہلے ناشرانِ قرآن ہیں۔ اَن گنت اسلامی کتب کے پبلشر ہونے کے ساتھ ساتھ کئی دینی کتب کے مصنف و مرتب بھی ہیں۔ لیکن وہ صاحب اپنی بات پر ڈٹے رہے۔

آخرکار وہ بولے:

''اُن کے کتب خانہ میں ''ردِ قادیانیت'' پر کتابیں موجود نہیں۔''

اس پر میرے مہربان دوست نے اُسے ساتھ لیا اور ہماری دُکان (بک کارنر شورُوم) چلا آیا۔ سیرۃ النبی ﷺ کے وسیع خانے کے قریب ہی ''ختم نبوت'' کے ایک پورے شیلف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے:

''اِن کتابوں کی گنتی کرلو!......ردِ قادیانیت پر اتنی کتابیں تو پورے ضلع جہلم کے تمام بک سیلرز کے پاس بھی نہیں جتنی یہاں موجود ہیں۔ پھر مصنف ''متین خالد'' کی ردِ قادیانیت پر لازوال ضخیم کتاب ''ثبوت حاضر ہیں'' سامنے رکھ کر بولے:

''لو بھائی! ثبوت حاضر ہیں!''

اِس پر وہ پشیماں ہوکر قدرے ندامت سے بولے:

''میں نے تو یہی سنا تھا..........''

علاوہ ازیں جب شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ہمارے شورُوم

Marfat.com

تشریف لائے تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اُنہوں نے اِس شورُوم میں ذخیرۂ ختم نبوت کی کتب کی بہت تعریف کی اور فرمایا:

''آج تو ہم نے ایک نیا براعظم دریافت کرلیا ہے۔''

اتنی بڑی شخصیت کے یہ الفاظ ہمارے لیے لائق تحسین اور باعثِ صدافتخار ہیں۔

انگریزوں کا اِسلام کو کمزور کرنے کی کوشش میں پیدا کیا گیا یہ زہریلا کانٹے دار پودا اللہ رَبُّ العزت اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کے چاہنے والوں کیلئے ہر دَور میں مسئلہ بنا رہا ہے اور اب جبکہ ان مرزائیوں کو متفقہ طور پر از روئے شریعت اور مسلم قانون کے تحت کافر قرار دیا چکا ہے تو ضرورت اِس امر کی ہے کہ اُن کو مکمل تحقیق کے بعد جو کوئی اب بھی خود اپنے منہ سے مرزائی ہونے کا اقرار کریں اُنہیں کسی بھی طریقے سے جھوٹی تبلیغ کی اجازت نہ دی جائے اور اُن بدبختوں کو اس پاک سرزمین سے ملک بدر کر دیا جائے۔

ہاں وہ لوگ جو صاحبِ قرآن اور خاتم النّبیین پر ایمان لے آئے اور جنہوں نے اپنے بڑوں کے مرزائی ہونے پر شرمندگی محسوس کی اور پیارے نبی اکرم ﷺ کو آخری نبی مان کر اس ذِلت کی گھاٹی سے نکل آئے اُنہیں کسی بھی طرح اَب مرزائی کہنا قطعاً جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ○

ترجمہ: ''اے ایمان والو! دُور رہا کرو بکثرت بدگمانیوں سے بلاشبہ بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کیا کرو ایک دوسرے کی، غیبت بھی نہ کیا کرو، کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی شخص کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تم اسے مکروہ سمجھتے ہو اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے، بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔''

(سورۃ الحجرات، پارہ ۲۶، آیت ۱۲)

آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان ملاحظہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی کی غیبت نہ کرو۔

Marfat.com

غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ ہم میں سے بیشتر لوگ بلا سوچ سمجھے، بغیر تحقیق کے کسی پر بھی کوئی الزام عائد کر دیتے ہیں۔ کسی مسلمان کو مرزائی کہہ دیتے ہیں۔ کبھی اُس کے پاس جا کر اس کی تصدیق کرنا گوارا نہیں کرتے۔ ایسے بے بنیاد الزامات کسی کا گھر جلا دیں۔ کسی کی برسوں پرانی عزت کو ملیامیٹ کر دیں۔ ایسا کرنا اللہ ربُّ العزت کے ارشاد اور اُس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس فرمان کی روشنی میں قطعاً جائز نہیں کہ کسی اِنسان کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بغیر تصدیق کئے لوگوں تک پھیلا دے۔

غیبت کی تعریف خود زبانِ رسالت نے بیان فرمائی ہے کہ ایک دِن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''اللّٰہ و رسوله اعلم''۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ذکرك اخاك بمایکرہ.'' اپنے بھائی کا ایسا ذکر جسے وہ ناپسند کرے۔ عرض کیا گیا: اگر وہ بات اس میں پائی جاتی ہو تو بھی اس کا ذکر غیبت ہوگی؟ فرمایا: اگر وہ بات اس میں ہے تو اس کا ذکر کر کے تو تُو نے غیبت کی اور اگر ایسی بات کا ذکر کرے جو اس میں نہیں پائی جاتی تو تُو نے اس پر بہتان باندھا۔

(صحیح مسلم: ۲۵۸۹)

قرآن کریم نے لوگوں کو غیبت سے متنفر کرنے کے لئے ایک ایسی تشبیہ دی جس کو سن کر کوئی سلیم الطبع غیبت کی طرف راغب نہیں ہو سکتا۔ فرمایا: کیا کوئی شخص انسانی گوشت کھانا پسند کرے گا اور انسان بھی جو مردہ ہو اور مردہ بھی وہ جو اس کا بھائی ہو۔

پیارے مسلمان بھائیو!! اللہ اور اُس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی پیروی کرنے والو!!، اپنی زبان، اپنے ہاتھ سے کبھی بھی کسی مسلمان کو بلا تحقیق تہمت اور بہتان سے چھلنی نہ کرو۔ دُنیا کے سارے فیصلے خود نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دِن خود بھی تو عدالت لگانی ہے۔ جب کسی جج کے پاس ہمارا مقدمہ چل رہا ہو تو اُس میں مداخلت کو توہین عدالت کہتے ہیں۔ میرا اور آپ سب کا مقدمہ اُسی اعلیٰ عدالت یعنی احکم الحاکمین کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ کون کتنا اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے، وہ کس قدر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیدائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنا عظیم اور خاتم النبیین سمجھتا ہے، اُس کو اللہ ربُّ العزت ہی بہتر جانتا ہے جو عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر بھی ہے اور عَلَّامُ الْغُیُوْب بھی اور ایسا لَطِیْفٌ خَبِیْر ہے جو دِلوں میں پیدا ہونے

Marfat.com

والے وسوسوں کو بھی جان لیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں سے خوب واقف ہے۔

اللہ ربُّ العزت ہمیں بدگمانیوں اور غیبتوں سے محفوظ رکھے۔ اسلام اور داعیٔ اسلام کے مقدس نام پر مر مٹنے کی توفیق اور سعادت نصیب فرمائے۔ ہم سب کو عقیدۂ ختم نبوت پر قائم و دائم رکھے اور اِسی پر خاتمہ ایمان بالخیر فرمائے۔

میرا ایمان ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی پاک ذات وحدہٗ لاشریک ہے اسی طرح شانِ رسالت کا خاتم النّبیین ہونا بھی لاشریک ہے۔ نبوت میں وحدت ہوتی ہے شراکت نہیں۔ جبکہ آپ ﷺ خاتم النّبیین بھی ہیں اور تاجدارِ ختم نبوت بھی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی مستقل، غیر مستقل، بروزی، ظلی، اسود قادیانی نہیں آ سکتا۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ کسی گھٹیا اور کذاب غلام احمد قادیانی کا تصور بھی کرنا میرے نزدیک کفر ہے اور خارج از اسلام ہے۔

دُعاؤں کا طالب

شاہد حمید

Marfat.com

تاریخ مرزا قادیانی

فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش ۱۲۸۷ھ بمطابق ۱۸۶۸ء **وفات** ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ یوم دوشنبہ بمطابق ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء

Marfat.com

پہلے مجھے دیکھئے!

بسم اللّٰہ الرحمن الرّحیم. نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم.

مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہبی خیالات اور علمائے کرام کی طرف سے اُن پر تنقیدات تو عرصہ سے شائع ہو رہی ہیں جس کا کافی بلکہ کافی سے بھی زیادہ ذخیرہ جمع ہو چکا ہے۔ خاکسار کے بعض دوراندیش احباب (جناب مولوی ابراہیم سیالکوٹی) نے ایک روز بر سبیل تذکرہ فرمایا کہ یہ جتنا کچھ آج تک لکھا گیا ہے۔ مسائل مرزا پر جو لکھا گیا وہ کافی ہے۔ اس وقت تو بہت سے لوگ مرزا قادیانی کی شخصیت کو جاننے والے خاص کر پنجاب میں موجود ہیں ممکن ہے کچھ مدت بعد ان کی شخصیت کی تلاش ہو، نہ ملنے پر اُن کی تصنیفات پر اپنا اثر کر جائیں۔ اس لئے کوئی کتاب بطور سوانح کے لکھی جائے جو موجودہ اور آئندہ نسلوں کو بہت مفید ہو۔

عرصہ ہوا خاکسار کے زیر اہتمام ایک کتاب ''چودھویں صدی کا مسیح'' مرزا قادیانی کے حالات میں چھپی تھی جو ناول کے طرز پر تھی۔ اس کو ان صاحب نے اس مطلب کیلئے کافی نہ جانا تو بوجہ حُسن ظن اور بوجہ اس تعلق کے جو خاکسار کو شہر قادیان سے ہے فرمائش کی کہ مَیں اس کام کو انجام دوں۔ کچھ دِنوں بعد میرے دِل میں بھی اس کی اہمیت آئی تو مَیں نے اس کے لکھنے کیلئے قلم اُٹھایا۔ بحمد اللہ! یہ رسالہ پورا ہو کر ناظرین کے ملاحظہ سے گزر رہا ہے۔

نوٹ: اس رسالہ میں بطور تاریخ کے مضامین لکھے گئے ہیں بطور مناظرہ نہیں۔ مناظرانہ رنگ دیکھنا ہو تو خاکسار کی دوسری تصنیفات رسالہ ''الہاماتِ مرزا''، ''مرزا قادیانی'' وغیرہ اور دیگر اصحاب کی تصنیفات ملاحظہ کریں۔

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری

رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ مئی ۱۹۲۳ء

Marfat.com

تمہید

مرزا قادیانی کی زندگی دو حصوں پر منقسم ہے:

۱۔ قبل دعویٰ مسیحیت

۲۔ بعد دعویٰ مسیحیت

اِن دونوں میں بہت بڑا اختلاف ہے۔

پہلے حصے میں مرزا قادیانی صرف ایک باکمال مصنف کی صورت میں پیش ہوتا ہے۔ دوسرے حصے میں اُس کمال کو کمال تک پہنچا کر مسیح موعود، مہدی مسعود، کرشن گوپال، نبی اور رسول ہونے کا بھی دعویٰ کرتا چلا جاتا ہے۔ پہلے حصے میں جمہور علماء اسلام ان کی تائید پر ہیں۔ دوسرے حصے میں علماء جمہور بلکہ کل علمائے اسلام ان کے مخالف نظر آتے ہیں۔ چنانچہ یہ سب کچھ واقعات سے ثابت ہوگا۔ مرزا قادیانی کے مریدوں نے بھی اس کی سوانح لکھی ہیں مگر وہ محض اعتقادی اصول پر ہیں جبکہ ہماری یہ تحریر واقعاتِ صحیحہ سے لبریز ہے۔

Marfat.com

حصہ اوّل

قبل دعویٰ مسیحیت

امرتسر سے شمال مشرق کو ریلوے لائن پر ایک پرانا قصبہ بٹالہ ہے جو ضلع گورداسپور کی تحصیل ہے۔ بٹالہ سے گیارہ میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا قصبہ قادیان ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی جائے ولادت ہے۔ مرزا قادیانی کی تاریخِ ولادت صاف تو نہیں البتہ اُس کی اپنی کتاب (تریاق القلوب ص:۶۸، خزائن ج ۱۵ ص:۲۸۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا تھا۔ اُس کے والد کا نام حکیم مرزا غلام مرتضیٰ تھا۔ قوم زمیندار پیشہ اور طبابت تھا۔ ابتداء میں مشرقی علوم مولوی گل شاہ (شیعہ) سے بٹالہ میں پڑھے۔ اردو، فارسی، عربی کے سوا انگریزی سے واقف نہ تھا۔ ثابت نہیں کہ کسی مشہور درسگاہ میں اُس نے تحصیل علم کی ہو۔ جوان ہو کر تلاش معاش میں نکلا۔ سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار کے محرر بطور بھرتی ہوا۔

وہاں سے بغرض ترقی اُس نے قانونی مختارکاری کا امتحان دیا اور فیل ہو گیا۔ ازاں بعد تصنیف کی طرف طبیعت کا رُخ ہوا۔ طبیعت میں ایجاد تھی اس لئے بڑی کتاب شائع کرنے سے پہلے اشتہاری طریق کار اختیار کیا۔ کبھی آریوں سے مخاطب ہوا، کبھی عیسائیوں سے تو کبھی برہموؤں سے۔

چنانچہ ایک دو اشتہار اس مضمون کے بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

اشتہار انعامی پانچ سو روپیہ:

''اشتہار ہٰذا اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ ۷ دسمبر ۱۸۷۷ء کو وکیل ہندوستان وغیرہ اخبار میں بعض لائق فائق آریہ سماج والوں نے بابت

Marfat.com

روحوں کے اصول اپنا یہ شائع کیا ہے کہ ارواح موجود بے انت ہیں اور اس کثرت سے ہیں کہ پرمیشر کو بھی ان کی تعداد معلوم نہیں اسی واسطے ہمیشہ مکتی پاتے رہتے ہیں اور پاتے رہیں گے مگر کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ تردید اس کی ہم نے ۹ فروری سے ۹ مارچ تک سفیر ہند کے پرچوں میں بخوبی ثابت کر دی ہے کہ اصول مذکور سراسر غلط ہے اب بطور اتمام حجت کے یہ اشتہار تعداد پانچ سو روپیہ مع جواب الجواب باوانرائن سنگھ صاحب سیکرٹری آریہ سماج امرتسر کے تحریر کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب آریہ سماج والوں میں سے بہ پابندی اصول مسلمہ اپنے کے کل دلائل مندرجہ سفیر ہندو دلائل مرقومہ جواب الجواب مشمولہ اشتہار ہذا کے توڑ کر یہ ثابت کر دے کہ ارواح موجودہ جو سوا چار ارب کی مدت میں کل دورہ اپنا پورا کرتے ہیں بے انت ہیں اور ایشور کو تعداد ان کا نامعلوم رہا ہوا ہے تو میں اس کو مبلغ پانسو روپیہ بطور انعام دوں گا اور درصورت توقف کے شخص مثبت کو اختیار ہو گا کہ بمدد عدالت وصول کرے لیکن واضح رہے کہ اگر کوئی صاحب سماج مذکور میں سے اس اصول سے منکر ہو تو صرف انکار طبع کرانا کافی نہ ہو گا بلکہ اس صورت میں بتصریح لکھنا چاہیے کہ پھر اصول کیا ہوا؟ آیا یہ بات ہے کہ ارواح ضرور کسی دن ختم ہو جائیں گے اور تناسخ اور دنیا کا ہمیشہ کے واسطے خاتمہ ہو گا یا یہ اصول ہے کہ خدا اور روحوں کو پیدا کر سکتا ہے یا یہ کہ بعد مکتی پانے سب روحوں کے پھر ایشور انہیں مکتی یافتہ روحوں کو کیڑے مکوڑے وغیرہ مخلوقات بنا کر دنیا میں بھیج دے گا یا یہ کہ اگرچہ ارواح بے انت نہیں اور تعداد ان کا کسی حدود معین میں ضرور محصور ہیں مگر پھر بھی بعد نکالے جانے کے باقی ماندہ ارواح اتنی کی اتنی بھی نہیں رہتی ہیں۔ نہ مکتی والوں کی جماعت جن میں یہ تازہ مکتی یافتہ جا ملتے ہیں اس بالائی آمدن سے پہلے سے کچھ زیادہ ہو جاتے ہیں اور نہ یہ جماعت جس سے کسی قدر ارواح نکل گئی بعد اس خرچ

Marfat.com

کے کچھ کم ہوتے غرض جو اصول ہو بہ تفصیل مذکورہ لکھنا چاہیے‘‘۔

المشتہر مرزا غلام احمد رئیس قادیان عفی عنہ

(۲ مارچ ۱۸۷۸ء۔ مجموعہ اشتہارات ص:۱،۲ ج ۱)

دوسرا اِشتہار بجواب

سوامی دیانند بانی آریہ سماج ملاحظہ ہو

اعلان:

’’سوامی دیانند سرسوتی صاحب نے بجواب ہماری اس بحث کے جو ہم نے روحوں کا بے انت ہونا باطل کر کے غلط ہونا مسئلہ تناسخ اور قدامت سلسلہ دنیا کو ثابت کیا تھا۔ معرفت تین کس آریہ سماج والوں کے یہ پیغام بھیجا ہے کہ اگرچہ ارواح حقیقت میں بے انت نہیں لیکن تناسخ اس طرح پر ہمیشہ بنا رہتا ہے کہ جب سب ارواح مکتی پا جاتی ہیں تو پھر بوقت ضرورت مکتی سے باہر نکالی جاتی ہیں۔ اب سوامی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے اس جواب میں کچھ شک و شبہ ہو تو بالمواجہ بحث کرنی چاہیے۔ چنانچہ اسی بارے میں سوامی صاحب کا ایک خط بھی آیا۔ اس خط میں بھی بحث کا شوق ظاہر کرتے ہیں اس واسطے بذریعہ اس اعلان کے عرض کیا جاتا ہے کہ بحث بالمواجہ بسرو چشم ہم کو منظور ہے کاش سوامی صاحب کسی طرح ہمارے سوالوں کا جواب دیں۔ مناسب ہے کہ سوامی صاحب کوئی مقام ثالث بالخیر کا واسطے انعقاد اس جلسہ کے تجویز کر کے بذریعہ کسی مشہور اخبار کے تاریخ و مقام کو مشتہر کر دیں لیکن اس جلسہ میں شرط یہ ہے کہ یہ جلسہ بحاضری چند منصفان صاحب لیاقت اعلیٰ کہ تین صاحب ان میں سے ممبران برہمو سماج اور تین صاحب مسیحی مذہب ہوں گے قرار پائے

Marfat.com

گا۔ اوّل تقریر کرنے کا ہمارا حق ہو گا۔ کیونکہ ہم معترض ہیں۔ پھر پنڈت صاحب برعایت شرائط تہذیب جو چاہیں گے جواب دیں گے۔ پھر اس کا جواب الجواب ہماری طرف سے گذارش ہو گا اور بحث ختم ہو جائے گی۔ ہم سوامی صاحب کی اس درخواست سے بہت خوش ہوئے ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ کیوں سوامی صاحب اور دھندوں میں لگے ہوئے ہیں اور ایسے سخت اعتراض کا جواب نہیں دیتے جس نے سب آریہ سماج والوں کا دم بند کر رکھا ہے۔ اب اگر سوامی صاحب نے اس اعلان کا کوئی جواب مشتہر نہ کیا تو بس یہ سمجھو کہ سوامی صاحب صرف باتیں کر کے اپنے توابعین[1] کے آنسو پونچھتے تھے اور مکت یابوں کی واپسی میں جو جو مفاسد ہیں مضمون مشمولہ متعلقہ اس اعلان میں درج ہیں ناظرین پڑھیں اور انصاف فرمائیں''۔

المعلن :۔ مرزا غلام احمد رئیس قادیان

(۱۰ جون ۱۸۷۸ء۔ مجموعہ اشتہارات ص: ۶، ۷۔ ج ۱)

اس قسم کی اشتہار بازی کچھ مدت تک کرنے سے ملک میں کافی شہرت ہوگئی مسلمانوں نے اس کو حامیٔ اِسلام سمجھا تو اُس نے ایک اشتہار بغرض امداد کتاب براہین احمدیہ شائع کیا جو درج ذیل ہے:

اشتہار بغرض استعانت واستظہار

از انصارِ دین محمد مختار صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الابرار

''اخوان دیندار و مؤمنین غیرت شعار و حامیان دین اسلام و متبعین سنت خیر الانام پر روشن ہو کہ اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن وصداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام کچھ بن نہ پڑے اور اس کے جواب میں

1۔ پیروکار (مرتب)

Marfat.com

قلم اٹھانے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکے۔اس کتاب کے ساتھ اس مضمون کا ایک اشتہار دیا جائے گا کہ جو شخص اس کتاب کے دلائل کو توڑ دے و مع ذٰلک اس کے مقابلہ میں اسی قدر دلائل یا ان کے نصف یا ثلث یا ربع یا خمس سے اپنی کتاب کا (جس کو وہ الہامی سمجھتا ہو) حق ہونا یا اپنے دین کا بہتر ہونا ثابت کر دکھائے اور اس کے کلام یا جواب کو میری شرائط مذکورہ کے موافق تین منصف (جن کو مذہب فریقین سے تعلق نہ ہو) مان لیں تو میں اپنی جائیداد اور نقدی دس ہزار روپیہ سے (جو میرے قبض و تصرف میں ہے) دستبردار ہو جاؤں گا اور سب کچھ اس کے حوالے کر دوں گا اس باب میں جس طرح کوئی چاہے اپنا اطمینان کر لے مجھ سے تمسک لکھا لے یا رجسٹری کرا لے اور میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کو آ کر بچشم خود دیکھ لے"۔

باعث تصنیف:

اس کتاب کے مصنف پنڈت دیانند صاحب اور ان کے اتباع ہیں۔ جو اپنی امت کو آریہ سماج کے نام سے مشہور کر رہے ہیں اور بجز اپنے وید کے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب (نعوذ باللہ) کرتے ہیں اور نعوذ باللہ توریت، انجیل، زبور، فرقان مجید کو محض افتراء (نعوذ باللہ) سمجھتے ہیں اور ان مقدس نبیوں کے حق میں ایسے توہین آمیز کلمات بولتے ہیں کہ ہم سن نہیں سکتے۔ایک شخص نے ان میں سے اخبار سفیر ہند میں بطلب ثبوت حقانیت فرقان حمید کئی دفعہ ہمارے نام اشتہار بھی جاری کیا ہے۔اب ہم نے اس کتاب میں ان کا اور ان کے اشتہاروں کا کام تمام کر دیا ہے اور صداقت قرآن و نبوت بخوبی ثابت کیا ہے۔ پہلے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ پندرہ جزو میں تصنیف کیا۔بغرض تکمیل تمام ضروری امروں کے نو حصے اور زیادہ کر دیئے جس کے سبب سے تعداد کتاب ڈیڑھ سو جزو ہوگئی۔ ہر ایک حصہ اس کا ایک ایک ہزار صفحہ چھپے تو چورانوے روپیہ صرف ہوتے ہیں پس کل حصص کتاب نو سو چالیس روپے سے کم میں نہیں چھپ سکتے۔ازانجا کہ ایسی بڑی کتاب کا چھپ کر شائع ہونا بجز معاونت مسلمان بھائیوں کے بڑا مشکل امر ہے اور ایسے اہم کام میں اعانت کرنے میں جس قدر ثواب ہے وہ ادنیٰ اہل اسلام

Marfat.com

پر بھی مخفی نہیں۔ لہٰذا اخوان مؤمنین سے درخواست ہے کہ اس کارِ خیر میں شریک ہوں اور اس کے مصارف طبع میں معاونت کریں۔ اغنیاء لوگ اگر اپنے مطبخ کے ایک دن کا خرچ بھی عنایت فرمائیں گے تو یہ کتاب بسہولت چھپ جائے گی۔ ورنہ یہ مہر درخشاں چھپی رہے گی یا یوں کریں کہ ہر ایک اہل وسعت بہ نیت خریداری کتاب پانچ پانچ روپیہ مع اپنی درخواستوں کے راقم کے پاس بھیج دیں۔ جیسے جیسے کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی۔

غرض انصار اللہ بن کر اس نہایت ضروری کام کو جلد تر بسر انجام پہنچا دیں اور نام اس کتاب کا ''البراہین الاحمدیہ علیٰ حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ الاحمدیہ'' رکھا گیا ہے۔ خدا اس کو مبارک کرے اور گمراہوں کو اس کے ذریعہ سے اپنے سیدھے راہ پر چلائے۔ آمین!

المشتہر: خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب

(مجموعہ اشتہارات ص: ۱۰ تا ۱۲، ج ۱)

جس زور و شور سے اس کتاب کا اشتہار تھا آخر کار نکلی تو صورت اس کی یہ تھی کہ ایک جلد موٹے حرفوں میں صرف اس کے اشتہار کی تھی۔ باقی جلدوں میں مضامین شروع ہوئے، مگر مضامین کی بناء پر زیادہ تر اپنے الہامات اور مکاشفات پر تھی لیکن وہ الہامات ایسے کچھ صاف اور صریح اسلام کے مخالف نہ تھے بلکہ بعض معاون، بعض گول، اس لئے حسنِ ظن علماء اس پر بھی مرزا قادیانی سے مانوس ہی رہے۔ اس زمانہ میں سب سے بڑے مانوس مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ تھے۔ جنہوں نے اس کتاب پر بڑا بسیط ریویو لکھا اور مخالفین کے جوابات دیئے۔ باوجود اس کے دُور اندیش علمائے اسلام مرزا قادیانی سے خوفزدہ تھے۔ مولانا حافظ عبدالمنان مرحوم محدث وزیر آبادی سے میں نے خود سنا کہ ''مجھے شبہ ہوتا ہے کسی دن یہ شخص (مرزا) نبوت کا دعویٰ کرے گا''۔ ایسا ہی حضرت مولوی ابوعبداللہ غلام علی صاحب مرحوم امرتسری سے سننے والوں کا بیان ہے کہ مرحوم بھی مرزا قادیانی سے خوفزدہ تھے کہ کسی دن نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں مولوی صاحب مرحوم کا نام لے کر رد بھی کیا ہے۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری اور مولوی محمد وغیرہ خاندان علمائے لدھیانہ بھی مرزا قادیانی سے بدظن تھے۔ ہم حیران ہیں ان علماء کی فراست کس درجہ کی تھی کہ آخر کار وہی ہوا جو ان حضرات نے گمان کیا تھا جس کا بیان دوسرے باب میں آئے گا۔

Marfat.com

چونکہ مرزا قادیانی ملک میں بحثیت ایک نامور مصنف مناظر بلکہ باکمال عارف باللہ صوفی ملہم کی صورت میں پیش ہوا تھا اس لئے اس کی کوئی تجویز کراماتی رنگ سے خالی نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ اس نے ایک اشتہار بطور اظہار کرامت دیا جو درج ذیل ہے:

پیشگوئی:

''بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہٗ عزوجل۔ خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہٗ وعزاسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا ہے۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا کہ وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پائیں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آئیں اور تا کہ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ سامنے آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا کہ لوگ سمجھ لیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا کہ وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور وہ جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک ذکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہوگا۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ

Marfat.com

رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔
اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ
اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح
الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ
ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت
ذہین اور فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین
کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے۔
مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر۔
مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت
مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا
نے اپنی رضامندی سے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں
گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی
رستکاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور
قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا
جائے گا۔ **وکان امرا مقضیا**'۔

خاکسار مرزا غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ ہوشیار پور
طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء۔
(مجموعہ اشتہارات ج ا ص: ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اس اشتہار پر مخالفوں کی طرف سے اعتراض ہوا کہ چند روز سے مرزا قادیانی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کو مخفی رکھا گیا ہے اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے ایک اشتہار دیا جو درج ذیل ہے:

اشتہار واجب الاظہار:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم.

Marfat.com

چونکہ اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء پر جس میں ایک پیشگوئی دربارہ تولّد ایک فرزند صالح ہے جو بصفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا دو شخص سکنہ قادیان یعنی حافظ سلطانی کشمیری و صابر علی نے روبروئے مرزا نواب بیگ و میاں شمس الدین و مرزا غلام علی ساکنان قادیان یہ دروغ بے فروغ برپا کیا ہے کہ ہماری دانست میں عرصہ ڈیڑھ ماہ سے صاحب مشتہر کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگیا ہے۔ حالانکہ یہ قول نامبردگان کا سراسر افتراء دروغ و بمقتضائے کینہ وحسد وعناد جبلی ہے۔ جس سے نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کے قول دروغ کا رد واجب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دولڑکوں کے جن کی عمر ۲۰، ۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا اور یہ اتہام کہ گویا ڈیڑھ ماہ سے پیدا ہوگیا ہے سراسر دروغ ہے۔ ہم اس دروغ کے ظاہر کرنے کیلئے لکھتے ہیں کہ آج کل ہمارے گھر کے لوگ بمقام چھاؤنی انبالہ صدر بازار اپنے والدین کے پاس یعنی والد میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس دفتر کے پاس بود و باش رکھتے ہیں اور ان کے گھر کے متصل منشی مولانا بخش صاحب ملازم ڈاک ریلوے اور بابو محمد صاحب کلرک دفتر نہر رہتے ہیں۔ معترضین یا جس شخص کو شبہ ہو اس پر واجب ہے کہ اپنا شبہ رفع کرنے کے لئے وہاں چلا جائے اور اس جگہ اردگرد خوب دریافت کر لے۔ اگر کرایہ آمدورفت موجود نہ ہو تو ہم اس کو دے دیں گے لیکن اب بھی جا کر دریافت نہ کرے اور نہ دروغ گوئی سے باز آئے تو بجز اس کے ہمارے اور حق پسندوں کی نظر میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا لقب پائے اور نیز زیر عتاب حضرت احکم الحاکمین کے آئے اور کیا ثمرہ اس یاوہ گوئی کا ہو

Marfat.com

گا۔ خدا تعالیٰ ایسے شخصوں کو ہدایت دے کہ جو جوش حسد میں آ کر اسلام کی کچھ پروا نہیں رکھتے اور اس دروغ گوئی کے مآل کو بھی نہیں سوچتے۔ اس جگہ اس وہم کا دور کرنا بھی قرین مصلحت ہے کہ جو مقام ہوشیار پور ایک آریہ صاحب نے اس پیشگوئی پر بصورت اعتراض پیش کیا تھا کہ لڑکا لڑکی کے پیدا ہونے کی شناخت دائیوں کو بھی ہوتی ہے دائیاں بھی معلوم کر سکتی ہیں کہ لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی۔ واضح رہے کہ ایسا اعتراض کرنا معترض صاحب کی سراسر حیلہ سازی وحق پوشی ہے۔ کیونکہ اول تو کوئی دائی ایسا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ بلکہ ایک حاذق طبیب بھی ایسا دعویٰ ہرگز نہیں کر سکتا کہ اس امر میں میری رائے قطعی اور یقینی ہے جس میں تخلف[1] کا امکان نہیں صرف ایک اٹکل ہوتی ہے کہ جو بارہا خطا ہو جاتی ہے۔ علاوہ اس کے یہ پیشگوئی آج کی تاریخ سے دو برس پہلے کئی آریوں اور مسلمانوں اور بعض مولویوں و حافظوں کو بھی بتلائی گئی تھی چنانچہ آریوں میں سے ایک شخص ملا وامل نام جو سخت مخالف اور نیز شرمپت ساکنان قصبہ قادیان ہے ماسوا اس کے ایک نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مفہوم پیشگوئی کا اگر بنظر یکجائی دیکھا جائے تو ایسا بشری طاقتوں سے بالاتر ہے جس کے نشان الٰہی ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ سکتا۔ اگر شک ہو تو ایسی قسم کی پیشگوئی جو ایسے ہی نشان پر مشتمل ہو پیش کرے۔ اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں، بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد مصطفیٰ کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے فرمایا ہے، اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ واکمل وافضل واتم ہے۔ کیونکہ مردہ کو زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جائے اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیح اور بعض دیگر انبیاء کی

1۔ خلاف ورزی (مرتب)

Marfat.com

نسبت بائبل میں لکھا گیا ہے جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے اور پھر باوصف ان سب عقلی ونقلی جرح وقدح کے یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو دوہرے ماتم میں ڈال کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا۔ جس کے دنیا میں آنے سے نہ دنیا کو کچھ فائدہ پہنچتا تھا۔ نہ خود اس کو آرام ملتا تھا اور نہ اس کے عزیزوں کو کوئی سچی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ سو اگر مسیح کی دعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تو درحقیقت اس کا آنا نہ آنا برابر تھا اور بالفرض محال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہتی تب بھی ایک ناقص روح کسی رذیل یا دنیا پرست کی جو احد من الناس ہے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ واحسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگر چہ بظاہر یہ نشان احیاء موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ہی ایک روح ہی منگوائی گئی ہے مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں، وہ آنحضرت کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟

اے لوگو! میں کیا چیز ہوں اور کیا حقیقت۔ جو کوئی مجھ پر حملہ کرتا ہے وہ درحقیقت میرے پاک متبوع پر جو نبی کریم ﷺ ہے حملہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ آفتاب پر خاک نہیں ڈال سکتا۔ بلکہ وہی خاک اس کے سر پر اس کی آنکھوں پر اس کے منہ پر گر کر اس کو ذلیل اور رسوا کرے گی اور ہمارے نبی کریم کی شان وشوکت اس کی عداوت

Marfat.com

اوراس کے بخل سے کم نہیں ہوگی بلکہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ ظاہر کرے گا۔ کیا تم فجر کے قریب آفتاب کو نکلنے سے روک سکتے ہو۔ ایسے ہی تم آنحضرت کے آفتاب صداقت کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خدا تعالیٰ تمہارے کینوں اور بخلوں کو دور کرے۔ **والسلام علی من اتبع الھدیٰ**''۔

راقم:۔ خاکسار غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ از قادیان
ضلع گورداسپور ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء۔ روز دوشنبہ
(مجموعہ اشتہارات ج ا ص: ۱۱۳ تا ۱۱۶)

اس اشتہار پر بھی اعتراضات ہوئے تو مرزا قادیانی نے ان کے جواب میں ایک اور اشتہار دیا جو درج ذیل ہے۔

اشتہار صداقت آثار:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. **نحمده و نصلی علی رسوله الکریم**.

واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندرمن صاحب مرادآبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد جو پسر کے لئے کی گئی ہے۔ یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اوّل تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا بلکہ صریح دل انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے۔ نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔ ماسواء اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے

Marfat.com

جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہٗ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب الحمل میں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جواب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا اور پھر بعد اس کے یہ بھی الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جل شانہٗ کا ہے۔ اس لئے اسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آئندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شائع کیا جائے گا۔ والسلام علی من اتبع الهدیٰ''۔

المشتہر:۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۱۸/۱۱ اپریل ۱۸۸۶ء۔ مطابق دوم رجب ۱۳۰۳ھ

(مجموعہ اشتہارات ج اص:۱۱۳تا۱۱۶)

آخر کار مرزا قادیانی کے گھر لڑکا پیدا ہو گیا تو مرزا قادیانی نے مخالفوں کا منہ بند کرنے کو اشتہار دیا۔ جو درج ذیل ہے:

خوشخبری:

''اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸/۱۱ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجود میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷، اگست ۱۸۸۷ء میں بارہ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمدلله علیٰ ذالك.

اب دیکھنا چاہیے کہ یہ کس قدر بزرگ پیشگوئی ہے جو ظہور میں آئی۔ آریہ

Marfat.com

لوگ بات بات میں یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم وہ پیشگوئی منظور کریں گے جس کا وقت بتلایا جائے۔ سواب یہ پیشگوئی انہیں منظور کرنی پڑے گی کیونکہ اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہے کہ حمل دوم بالکل خالی نہیں جائے گا ضرور لڑکا پیدا ہوگا اور وہ حمل بھی کچھ دور نہیں۔ بلکہ قریب ہے۔ یہ مطلب اگرچہ اصل الہام میں مجمل تھا لیکن میں نے اسی اشتہار میں لڑکا پیدا ہونے سے ایک برس چار مہینہ پہلے روح القدس سے قوت پا کر مفصل طور پر مضمون مذکورہ بالا لکھ دیا یعنی یہ کہ اگر لڑکا اس حمل میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں ضرور ہوگا۔ آریوں نے حجت کی تھی کہ یہ فقرہ الہامی کہ جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا۔ حمل موجودہ سے خاص تھا۔ جس سے لڑکی ہوئی۔ میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنی کرتا ہے پس جس حالت میں لڑکی پیدا ہونے سے کئی دن پہلے عام طور پر کئی سو اشتہار چھپوا کر میں نے شائع کر دیئے اور بڑے بڑے آریوں کی خدمت میں بھی بھیج دیئے تو الہامی عبارت کے وہ معنی قبول نہ کرنا جو خود ایک خفی الہام نے میرے پر ظاہر کئے اور پیش از ظہور مخالفین تک پہنچا دیئے گئے۔ کیا ہٹ دھرمی ہے یا نہیں۔ کیا ملہم اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے بلکہ خود سوچ لینا چاہیے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسا کوئی مصنف

Marfat.com

کو کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنی نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔ اب ہم اصل اشتہار ۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھتے ہیں تاکہ ان کو اطلاع ہو کہ ہم نے پیش از وقوع اپنی پیشگوئی کی نسبت کیا دعویٰ کیا تھا اور پھر وہ کیسے اپنے وقت پر پورا ہوا''۔

المشتہر:۔ خاکسار غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور ۴/ اگست ۱۸۸۷ء۔

(مجموعہ اشتہارات ج ا ص:۱۱۳ تا ۱۱۶)

اس اشتہار نے تمام نزاعوں کا فیصلہ کر دیا اور مرزا قادیانی کے لئے آئندہ کی مشکلات کا دروازہ کھول دیا کیونکہ مولود لڑکے کے اوصاف تو یہ تھے کہ:

''وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا...... فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر۔ **مظہر الحق والعلا کان اللّٰہ نزل من السمآء**۔ (گویا خدا اوپر سے آیا) وغیرہ''۔

(مجموعہ اشتہارات ج ا ص:۱۰۱)

مگر تقدیر خدا غالب ہے وہ بچہ جس کو اس پیشگوئی کے مطابق موعود کہا تھا ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو سولہ مہینے عمر پا کر مرزا قادیانی اور ان کے ہوا خواہوں کو ہمیشہ کے لئے داغِ مفارقت دے گیا جس کا لازمی نتیجہ مخالفوں کی شورش ہوا۔ چنانچہ چاروں طرف سے مخالف ٹوٹ پڑے۔ مگر مرزا قادیانی کچھ ایسے کمزور دل گردے کا نہیں تھا جو مخالفوں کی شورش سے دب جاتا۔ اُس نے پھر بڑے حوصلہ اور بڑی ہٹ دھرمی سے اشتہار دیا جو درج ذیل ہے:

حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر:

''واضح ہو کہ اس عاجز کے لڑکے بشیر احمد کی وفات سے جو ۷ اگست ۱۸۸۷ء روز یکشنبہ پیدا ہوا تھا اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو اسی روز یکشنبہ میں ہی اپنی عمر کے سولہویں مہینے میں بوقت نماز صبح اپنے معبود حقیقی کی طرف واپس

Marfat.com

بلایا گیا۔ عجیب طور کا شور وغوغا خام خیال لوگوں میں اٹھا اور رنگا رنگ کی باتیں کیں اور طرح طرح کی نافہمی اور کج دلی کی رائیں ظاہر کی گئیں۔ مخالفین مذہب جن کا شیوہ بات بات میں خیانت وافتراء ہے انہوں نے اس بچے کی وفات پر انواع واقسام کی افتراء گھڑنی شروع کی۔ سو ہر چند ابتداء میں ہمارا ارادہ نہ تھا کہ آں پسر معصوم کی وفات پر کوئی اشتہار یا تقریر شائع کریں اور نہ شائع کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ کوئی ایسا امر درمیان نہ تھا کہ کسی فہیم آدمی کی ٹھوکر کھانے کا موجب ہو سکے۔ لیکن جب یہ شور وغوغا انتہا کو پہنچ گیا اور کچے اور ابلہ مزاج مسلمانوں کے دلوں پر بھی اس کا مضر اثر پڑتا ہوا نظر آیا تو ہم نے محض للہ یہ تقریر شائع کرنا مناسب سمجھا۔

اب ناظرین پر منکشف ہو کہ مخالفین پسر متوفی کی وفات کا ذکر کر کے اپنے اشتہارات واخبارات میں طنز سے لکھتے ہیں کہ یہ بچہ ہے جس کی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور ۸ اپریل ۱۸۸۶ء ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت مند ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ بعضوں نے اپنی طرف سے افتراء کر کے یہ بھی اپنے اشتہار میں لکھا کہ اس بچہ کی نسبت یہ الہام بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ بادشاہوں کی بیٹیاں بیاہنے والا ہوگا لیکن ناظرین پر منکشف ہو کہ جن لوگوں نے یہ نکتہ چینی کی ہے۔ انہوں نے بڑا دھوکہ کھایا ہے یا دھوکہ دینا چاہا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ماہ اگست ۱۸۸۷ء تک جو پسر متوفی کی پیدائش کا مہینہ ہے جس قدر اس عاجز کی طرف سے اشتہار چھپے ہیں جن کا لیکھرام پشاوری نے وجہ ثبوت کے طور پر اپنے اشتہار میں حوالہ دیا ہے ان میں سے کوئی شخص ایک ایسا حرف بھی پیش نہیں کر سکتا جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہو گیا۔ بلکہ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کا اشتہار اور نیز ۷ اگست ۱۸۸۷ء کا اشتہار کہ جو ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کی بناء پر اور اس کے حوالہ سے بروز تولد بشیر شائع کیا گیا تھا

Marfat.com

صاف بتلا رہا ہے کہ ہنوز الہامی طور پر یہ تصفیہ نہیں ہوا کہ آیا لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اور ہے۔ تعجب کہ لیکھ رام پشاوری نے جوش تعصب میں آکر اپنے اس اشتہار میں جو اس کی جبلی خصلت بدگوئی و بدزبانی سے بھرا ہوا ہے۔ اشتہارات مذکورہ کے حوالہ سے اعتراض تو کردیا مگر ذرا آنکھیں کھول کر ان تینوں اشتہاروں کو پڑھ نہ لیا تا کہ جلد بازی کی ندامت سے بچ جاتا۔ نہایت افسوس ہے کہ ایسے دروغ باز لوگوں کو آریوں کے وہ پنڈت کیوں دروغ گوئی سے منع نہیں کرتے جو بازاروں میں کھڑے ہو کر اپنا اصول یہ بتاتے ہیں کہ جھوٹ کو چھوڑنا اور تیاگنا اور سچ کو ماننا اور قبول کرنا آریوں کا دھرم ہے۔ پس عجیب بات یہ ہے کہ یہ دھرم قول کے ذریعہ سے تو ہمیشہ ظاہر کیا جاتا ہے مگر فعل کے وقت ایک مرتبہ بھی کام نہیں آتا۔

افسوس ہزار افسوس۔ اب خلاصہ کلام یہ کہ ہر دو اشتہار ۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷ اگست ۱۸۸۷ء مذکورہ بالا اس ذکر و حکایت سے بالکل خاموش ہیں کہ لڑکا پیدا ہونے والا کیسا اور کن صفات کا ہے بلکہ یہ دونوں اشتہار صاف شہادت دیتے ہیں کہ ہنوز یہ امر الہام کی رو سے غیر منفصل[1] اور غیر مصرح[2] ہے۔ ہاں یہ تعریفیں جو اوپر گزر چکی ہیں ایک آنے والے لڑکے کی نسبت عام طور پر بغیر کسی تخصیص و تعین کے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ضرور بیان کی گئی ہیں لیکن اس اشتہار میں تو کسی جگہ نہیں لکھا کہ جو ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو لڑکا پیدا ہوگا وہی مصداق ان تعریفوں کا ہے بلکہ اس اشتہار میں اس لڑکے کے پیدا ہونے کی کوئی تاریخ مندرج نہیں کہ کب اور کس وقت ہوگا۔ پس ایسا خیال کرنا کہ ان اشتہارات میں مصداق ان تعریفوں کا اسی پسر متوفی کو ٹھہرایا گیا تھا سراسر ہٹ دھرمی اور بے ایمانی ہے۔ یہ سب اشتہارات ہمارے پاس موجود ہیں اور اکثر ناظرین کے

1۔ تفصیل نہ کرنے والا 2۔ صراحت نہ کرنے والا (مرتب)

Marfat.com

پاس موجود ہوں گے مناسب ہے کہ ان کو غور سے پڑھیں اور پھر آپ ہی انصاف کریں۔ جب یہ لڑکا فوت ہو گیا ہے پیدا ہوا تھا تو اس کی پیدائش کے بعد صدہا خطوط اطراف مختلفہ سے بدیں استفسار پہنچے تھے کہ کیا یہ وہی مصلح موعود ہے جس کے ذریعے سے لوگ ہدایت پائیں گے تو سب کی طرف یہی جواب لکھا گیا تھا کہ اس بارے میں صفائی سے اب تک کوئی الہام نہیں ہوا۔ ہاں اجتہادی طور پر گمان کیا جاتا تھا کہ کیا تعجب کہ مصلح موعود یہی لڑکا ہو اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس پسر متوفی کی بہت سی ذاتی بزرگیاں الہامات میں بیان کی گئی تھیں جو اس کی پاکیزہ روح اور ورع بلندئ فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کے متعلق تھیں اور اس کی کاملیت استعدادی دے علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کے متعلق تھیں اور اس کی کاملیت استعدادی سے تعلق رکھتی تھیں۔ سو چونکہ وہ استعدادی بزرگیاں ایسی نہیں تھیں جن کے لئے بڑی عمر پانا ضروری ہوتا۔ اسی باعث سے یقینی طور پر کسی الہام کی بنا پر اس رائے کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ ضرور یہ لڑکا پختہ عمر تک پہنچے گا اور اسی خیال اور انتظار میں سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کی گئی تھی۔ جب تک اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جائے تب اس کا مفصل و مبسوط حال لکھا جائے۔ سو تعجب اور نہایت تعجب کہ جس حالت میں ہم اب تک پسر متوفی کی نسبت الہامی طور پر کوئی رائے قطعی ظاہر کرنے سے بالکل خاموش اور ساکت رہے اور ایک ذرا سا الہام بھی اس بارے میں شائع نہ کیا تو پھر ہمارے مخالفوں کے کانوں میں کس نے پھونک ماردی کہ ایسا اشتہار ہم نے شائع کر دیا ہے''۔

المبلغ :۔ غلام احمد عفی عنہ۔ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء۔

(مجموعہ اشتہارات ج ا ص:۱۶۳ تا ۱۶۶)

یہ اشتہار معمولی اشتہار نہیں بلکہ ایک کتاب ہے جو ۲۰×۲۶ کے ۲۴ صفحوں پر ختم ہے۔

Marfat.com

مضمون سارا اسی قدر ہے جو اوپر نقل ہوا۔

ہاں اس اشتہار کے اخیر کے چند فقرے قابل دید وشنید ہیں جو مرزا قادیانی کے طرز زندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ آگے لکھا ہے:

''بالآخر یہ بھی اس جگہ واضح رہے کہ ہمارا اپنے کام کے لئے تمام وکمال بھروسہ اپنے مولا کریم پر ہے۔ اس بات سے کچھ غرض نہیں کہ لوگ ہم سے اتفاق رکھتے ہیں یا نفاق اور ہمارے دعویٰ کو قبول کرتے ہیں یا رَد اور ہمیں تحسین کرتے ہیں یا نفرین بلکہ ہم سب سے اعراض کر کے اور غیر اللہ کو مردہ سمجھ کے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ گو بعض ہم سے اور ہماری ہی قوم میں سے ایسے بھی ہیں کہ وہ ہمارے اس طریق کو نظر تحقیر سے دیکھتے ہیں مگر ہم ان کو معذور کہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جو ہم پر ظاہر کیا گیا ہے وہ ان پر نہیں اور جو ہمیں پیاس لگا دی گئی ہے وہ انہیں نہیں۔ کل یعمل علیٰ شاکلتہ''۔

(مجموعہ اشتہارات ج ا ص: ۱۸۰)

ان فقرات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی کاروائی ہمیشہ متوکلانہ اور عارفانہ دکھلایا کرتا تھا۔ چنانچہ جب بعض علماء نے اس کو دوستانہ نصیحت کی کہ اس قسم کے مکاشفات ظاہر نہ کیا کرے جن سے مخالفین کو ہنسی کا موقع ملے۔ تو اُس نے اسی اشتہار میں ان کو آڑے ہاتھوں لیا۔ چنانچہ لکھتا ہے:

''اس محل میں یہ بھی لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ مجھے بعض اہل علم احباب کی ناصحانہ تحریروں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی اس عاجز کی یہ کاروائی پسند نہیں کرتے کہ برکات روحانیہ وآیات سماویہ کے سلسلہ کو جو بذریعہ قبولیت ادعیہ والہامات ومکاشفات تکمیل پذیر ہوتا ہے۔ لوگوں پر ظاہر کیا جائے۔ بعض کی ان میں سے اس بارے میں یہ بحث ہے یہ باتیں ظنی وشکی ہیں اوران کے ضرر کی امید اُن کے فائدے سے زیادہ تر ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ تمام بنی آدم میں مشترک ومتساوی ہیں۔ شاید کسی قدر

Marfat.com

ادنیٰ کمی بیشی ہو بلکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ قریباً یکساں ہی ہیں اُن کا یہ بھی بیان ہے کہ ان امور میں مذہب اور ارتقاء اور تعلق باللہ کو کچھ دخل نہیں۔ بلکہ یہ فطرتی خواص ہیں جو انسان کی فطرت کو لگے ہوئے ہیں اور ہر ایک بشر سے مومن ہو یا کافر، صالح ہو یا فاسق کچھ تھوڑی سی کمی بیشی کے ساتھ صادر ہوتے رہتے ہیں یہ تو اُن کی قیل وقال ہے جس سے ان کی موٹی سمجھ اور سطحی خیالات اور مبلغ علم کا اندازہ ہو سکتا ہے مگر فراست صیحہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غفلت اور حب دنیا کا کیڑا ان کی ایمانی فراست کو بالکل کھا گیا ہے۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جیسے مجذوم کا جذام انتہا کے درجہ تک پہنچ کر سکوت اعضاء تک نوبت پہنچاتا ہے اور ہاتھوں پیروں کا گلنا سڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی ان کے روحانی اعضاء جو روحانی قوتوں سے مراد ہیں بباعث غلو محبت دنیا کے گلنے سڑنے شروع ہو گئے ہیں اور ان کا شیوہ فقط ہنسی اور ٹھٹھہ، بدظنی اور بدگمانی ہے۔ دینی معارف اور حقائق پر غور کرنے سے بالکل آزادی ہے بلکہ یہ لوگ حقیقت اور معرفت سے کچھ سروکار نہیں رکھتے اور کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ ہم دنیا میں کیوں آئے، اور ہمارا اصلی کمال کیا ہے بلکہ جیفہ دنیا میں دن رات غرق ہو رہے ہیں اُن میں یہ حس ہی باقی نہیں رہی کہ اپنی حالت کو ٹٹولیں کہ وہ کیسی سچائی کے طریق سے گری ہوئی ہے اور بڑی بدقسمتی ان کی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی اس نہایت خطرناک بیماری کو پوری پوری صحت خیال کرتے ہیں اور جو حقیقی صحت وتندرستی ہے اس کو بنظر توہین واستخفاف دیکھتے ہیں اور کمالات ولایت اور قرب الٰہی کی عظمت بالکل اُن کے دلوں پر سے اُٹھ گئی ہے اور نومیدی اور حرمان کی سی صورت پیدا ہوگئی ہے۔ بلکہ اگر یہی حالت رہی تو اُن کا نبوت پر ایمان قائم رہنا بھی کچھ معرضِ خطر میں ہی نظر آتا ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات ج اص:۱۸۱،۱۸۲)

Marfat.com

علمائے اسلام کی مشفقانہ نصیحت اور مرزا قادیانی جواب سُن کر ایک عاشق کے تلخ جواب کی قدر معلوم ہوگئی جو اپنے ناصحوں کو کہتا ہے:

ناصحا! اتنا تو دل میں تو سمجھ اپنے کہ ہم
لاکھ ناداں ہیں کیا تجھ سے بھی ناداں ہوں گے

ہم اقرار کر آئے ہیں کہ تاریخ مرزا بحیثیت مؤرخانہ لکھیں گے مناظرانہ نہیں۔ اسلئے ہم نے سب واقعات ناظرین کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مرزا قادیانی نے کئی ایک اشتہاروں میں تولد فرزند ارجمند کا الہام شائع کیا۔ یہاں تک کہ ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام ''بشیر'' رکھا۔

(مجموعہ اشتہارات ج ا ص:۱۶۳)

اور اس کو فرزند موعود قرار دے کر اشتہار دیا اور اسی اشتہار میں لکھا کہ:

''الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں کہ جو ملہم آپ بیان کرے''۔

اس کے بعد وہ بشیر موعود فوت ہوگیا تو مولوی سعد اللہ مرحوم لدھیانوی کو یہ کہنے کا موقع ملا:

بشیر آیا تھا کیا کم کر گیا تھا
ترا اعزاز اور اِکرام مرزا
کیا تھا اس نے تجھ کو زندہ درگور
دیا تھا تجھ کو سخت الزام مرزا

Marfat.com

حصہ دوم

براہین احمدیہ کے بعد

ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ مرزا قادیانی کی مشہور کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف تک گو بعض علماء بدگمان تھے مگر جمہور علمائے اسلام اُس کی نسبت حسن ظن اور محبت رکھتے لیکن براہین کے زمانہ کے بعد اُس نے جو رنگت اختیار کی تو سب علیحدہ ہو گئے اس لئے اس کی تہہ کو معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ کونسا مرکزی مسئلہ ہے جس کی وجہ سے علمائے اسلام مرزا قادیانی سے بالکل تنفر ہو گئے۔

یوں تو بعد میں بہت سے مسائل پیدا ہو گئے جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں لیکن مرکزی مسئلہ جس کو اصل الاصول کہا جائے ایک ہی تھا اور اب بھی وہی ایک ہی ہے اس مسئلہ کی حقیقت اور اصلیت خود مرزا قادیانی اپنی کتاب براہین احمدیہ سے دکھاتا ہے تاکہ ہمارے براہین احمدیہ میں وہ مرکزی مسئلہ یوں مرقوم ہے:

> ”ھوالذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کله“. یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو اُن کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور قطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ جلد چہارم حاشیہ ص:۴۹۸
خزائن ج ۱ حاشیہ ص:۵۹۳)

Marfat.com

اس عبارت سے تین امر مفہوم ہیں۔ایک حضرت عیسیٰ مسیح کی زندگی، دوم انہی کا دوبارہ تشریف لانا۔سوم تمام دنیا میں اسلام کا پھیل جانا۔ یہ ہیں براہین احمدیہ تک مرزا قادیانی کے خیالات۔اس کے بعد مرزا قادیانی نے ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں رسالہ ''فتح اسلام''۔''توضیح مرام'' شائع کیا جن میں اس خیال کی تبدیلی یوں کی کہ مسیح موعود جن کی بابت براہین احمدیہ کی مذکورہ عبارت میں لکھا تھا کہ اطراف واقطاع دنیا میں اسلام پھیلا دیں گے۔ان کے منصب کا دعویٰ خود اختیار کرلیا۔یعنی کہا کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے۔وہ تو نہیں آئیں گے بلکہ اُن جیسا کوئی آئے گا اور وہ میں ہوں۔(نعوذ باللہ) اس کا ذکر اور ثبوت ان تینوں رسالوں میں دینے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ ''ازالہ اوہام'' میں بہت لمبی تقریر کے بعد اُس نے لکھا:

''سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ ابن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہراتا۔تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا، اور اس اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا کیونکہ اس نے مخلوق میں اپنی روحانی والدہ کا تو منہ دیکھا جس کے ذریعہ سے اس نے قالب اسلام کا پایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پا کر خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا، کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ماسوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھالیا اور پھر ایمان اور عرفان کے ذخیرہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریا سے دنیا میں تحفہ لایا اور زمین جو سنسان پڑی تھی اور تاریک تھی اس کو روشن اور آباد کرنے کی فکر میں لگ گیا پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے؟ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے؟۔''

(ازالہ اوہام ص:۶۵۹۔خزائن ج ۳ ص:۴۵۶)

Marfat.com

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ مسیح ابن مریم علیہم السلام کے لئے جو حدیثوں میں پیشگوئی آئی ہے اس سے مراد میں ہوں۔ کیونکہ ابن مریم کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح حضرت مسیح بغیر سیلۂ باپ کے پیدا ہوئے تھے وہ مسیح موعود بھی بغیر کسی شیخ طریقت کی راہ نمائی کے کمال کو پہنچے گا۔ چنانچہ میں ایسا ہی (بے پیر کے) کمال کو پہنچا ہوں۔ اس دعویٰ پر علمائے کرام کے ساتھ لفظی مباحثات ہوتے رہے لیکن مرزا قادیانی چونکہ روحانیت کا مدعی تھا اس لئے اُس نے اپنی روحانیت کا ثبوت یوں دینا چاہا کہ واقعات آئندہ کی بابت پیشگوئیاں کیں جن کی بابت لکھا گیا کہ اگر یہ پیشگوئیاں صحیح نہ ہوں تو میں جھوٹا۔ چنانچہ اسی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں ایک پیشگوئی یوں کی:

> ''خدا تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے، اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہو گا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھائے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے''۔

(ازالہ اوہام ص:۳۹۶۔ خزائن ج ۳ ص:۳۰۵)

اس پیشگوئی کے متعلق مزید معلومات آگے آئیں گی۔

مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت پر سب سے اول مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اٹھے جنہوں نے مرزا قادیانی کے اقوال کو یکجا کر کے علماء کرام سے ان کے برخلاف ایک فتویٰ لیا جو اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں چھاپا۔ مگر حق یہ ہے کہ بعد اس فتویٰ کے مرزا قادیانی نے بجائے دبنے کے اپنے خیالات اور مقالات میں جو ترقی کی اُس کو دیکھتے ہوئے یہ فتویٰ جن خیالات پر علماء نے دیا تھا وہ کچھ بھی حقیقت نہ رکھتے تھے۔ (مرزا نے آگے چل کر اس سے کہیں زیادہ کفریات کا ارتکاب کیا۔)

ماہ مئی جون ۱۸۹۳ء میں مرزا قادیانی کا ایک مناظرہ عیسائیوں کے ساتھ امرتسر میں

Marfat.com

ہوا۔ جس میں مرزا قادیانی کے مقابل ڈپٹی عبداللہ آتھم (پادری) تھے۔ پندرہ روز تک مباحثہ ہوتا رہا جس میں پچاس پچاس آدمی فریقین کے بذریعہ ٹکٹ داخل ہوتے تھے۔ مباحثہ الوہیت مسیح پر تھا۔ مرزا قادیانی نے ابطال الوہیت مسیح پر بہت سی دلیلیں پیش کیں۔ یہ مباحثہ ''جنگ مقدس'' کے نام سے چھپ چکا ہے مگر چونکہ لفظی بحثیں علمائے ظاہری کا حصہ ہیں اور مرزا قادیانی ایک روحانی درجہ لے کر آیا تھا اس لئے اپنے ان لفظی دلائل کو خود ہی ناکافی جان کر آخر میں ایک روحانی حربہ سے کام لینا چاہا۔ چنانچہ آخری روز خاتمہ مباحثہ پر اس کے الفاظ یہ تھے:

''آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جبکہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر کا فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بناتا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی، بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے دیکھنے لگ جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے...... میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق ہوا۔ معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں۔

اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشینگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو

Marfat.com

پھانسی دے دی جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ، کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا، ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائے مگر پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔''

(جنگ مقدس ص: ۱۸۸۔ خزائن ج ۶ ص: ۲۹۱ تا ۲۹۳)

اس روحانی حربہ کا مطلب صاف ہے کہ عیسائی مناظر (جو الوہیت مسیح کا قائل ہے) پندرہ ماہ کے عرصہ میں مرکر واصلِ جہنم ہوگا۔

اس پیشگوئی کے علاوہ ایک پیشگوئی مرزا قادیانی کی اور تھی جو پنڈت لیکھ رام آریہ مصنف کے حق میں روحانی حربہ تھا جس کے متعلق اصل الفاظ یہ ہیں:

لیکھ رام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی:

''واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ اندر من مراد آبادی اور لیکھ رام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی گئی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو اُن کی قضاو قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں۔ سو اس اشتہار کے بعد اندر من نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصے بعد فوت ہو گیا۔ لیکن لیکھ رام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ، کی طرف سے الہام ہوا۔ ''عجل جسد له خوار له نصب و عذاب'' یعنی صرف ایک بے جان سا گوسالہ ہے جس کے اندر سے مکروہ آواز نکل رہی ہے اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا اور اس کے بعد آج ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص

Marfat.com

اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا۔ جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس اقرار یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے زیادہ اس سے کیا لکھوں۔"

(سراج منیر ص:۱۲، ۱۳۔ خزائن ج ۱۴ ص:۱۵)

اس حربہ کا مطلب ملاحظہ ہو کہ پنڈت لیکھ رام پر خلاف عادت عذاب نازل ہوگا۔ اس وقت تین پیشگوئیاں (مرزا احمد بیگ کی لڑکی سے نکاح اور ڈپٹی آتھم کی موت اور پنڈت لیکھ رام پر خارق عادت عذاب کے متعلق) ملک میں بہت مشہور ہوئیں۔ بہت سے لوگ ان کے انجام کے منتظر تھے چنانچہ مرزا قادیانی نے خود انہیں کی طرف پبلک کو متوجہ کرنے کو اعلان شائع کیا جس کے الفاظ یہ ہیں:

"بعض عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی جو ڈپٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہیں۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک

Marfat.com

صادق یا کاذب کی شناخت کیلئے کافی ہیں۔ کیونکہ احیاء[1] اور اماتت[2] دونوں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو۔ خدا تعالیٰ اس کی خاطر سے کسی اس کے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کرتا۔ خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہرا دے۔ سو پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہوں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشگوئیاں کے وقتوں کا انتظار کرے۔ یہ تینوں پیشگوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں۔ یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں سے وہ پیشگوئی جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں۔

(۱) کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

(۲) اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے۔ اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

(۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

(۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

(۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہو جانے تک فوت نہ ہو۔

(۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے اور ظاہر ہے کہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں"۔

(شہادۃ القرآن ص:۷۹،۸۰۔ خزائن ج۶ ص:۳۷۵،۳۷۶)

ان تینوں پیشگوئیوں (یا روحانی حربوں) پر مرزا قادیانی کو ایسا یقین تھا کہ اردو تصنیفات

1۔ زندگی 2۔ موت (مرتب)

Marfat.com

کے علاوہ عربی کتاب میں بھی اُس نے بڑی چستی اور دلیری سے ذکر کیا۔
(ملاحظہ ہو رسالہ کرامات الصادقین سرورق ص:۲،۴)
اب تو پبلک بالکل ان تینوں روحانی حربوں کی زد پر چشم براہ ہوگئی۔ ناظرین کے استحضار مطلب کے لئے ہم ان تینوں کی انتہائی تاریخ لکھتے ہیں۔

مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری (شوہر منکوحہ کی) موت اس کی موت کے بعد مرزا قادیانی کا نکاح۔	انتہائی تاریخ ان ٹل ۲۱ اگست ۱۸۹۴ء
ڈپٹی عبداللہ آتھم (عیسائی مناظر)	۵ ستمبر ۱۸۹۴ء
پنڈت لیکھرام آریہ مصنف	۲۰ فروری ۱۸۹۹ء

مرزا سلطان محمد تو آج (جون ۱۹۲۳ء) تک بھی زندہ ہے اور مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہوگیا۔ ڈپٹی آتھم بجائے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کے ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو فوت ہوا۔
چنانچہ مرزا قادیانی نے اُن کے مرنے پر رسالہ ''انجام آتھم'' لکھا جس کے شروع میں لکھا ہے:

''مسٹر عبداللہ آتھم صاحب ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور فوت ہوگئے۔''

(انجام آتھم ص:۱۔ خزائن ج ۱۱ ص:۱)

اس حساب سے ڈپٹی آتھم اپنی مقررہ میعاد پندرہ ماہ سے متجاوز ہو کر ایک سال پونے گیارہ ماہ تک زیادہ زندہ رہے تو مرزا قادیانی نے اس کے جواب میں فرمایا۔ گو آتھم پندرہ ماہ میں نہیں مرا۔ لیکن مرا تو سہی اس میں کیا حرج ہے۔ میعاد کو مت دیکھو۔ یہ دیکھو کہ مرتو گیا۔ چنانچہ اس کے اصلی الفاظ یہ ہیں:

''اگر کسی کی نسبت یہ پیش گوئی...... کہ وہ پندرہ مہینے تک مجذوم ہو جائے...... اور ناک اور تمام اعضاء گر جائیں تو کیا وہ مجاز ہوگا کہ یہ کہے کہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ نفس واقعہ پر نظر چاہیے۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۱۸۵ حاشیہ۔ خزائن ج ۲۲ حاشیہ ص:۱۹۳)

اسی کی تائید میں دوسرے مقام پر لکھا ہے:

Marfat.com

''ہمارے مخالفوں کو اس میں تو شک نہیں کہ آتھم مر گیا ہے جیسا کہ لیکھ رام مر گیا اور جیسا کہ احمد بیگ مر گیا ہے لیکن اپنی بینائی سے کہتے ہیں کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا۔ اے نالائق قوم جو شخص خدا کی وعید کے موافق مر چکا اب اس کی میعاد غیر میعاد کی بحث کرنا کیا حاجت بھلا دکھاؤ کہ اب وہ کہاں اور کس شہر میں بیٹھا ہے۔''

(سراج منیر ص:۷۰۔ خزائن ج ۱۲ اص:۷۲)

غرض اس پر فریقین سے کافی تحریرات شائع ہوتی رہیں۔ مفصل بحث بطریق مناظرہ ہمارے رسالہ ''الہامات مرزا'' میں مذکور ہے۔

پہلی پیشگوئی متعلقہ موت مرزا سلطان محمد دراصل تمہید تھی۔ اصل پیشگوئی نکاح منکوحہ کے متعلق تھی اس لئے مسمات مذکورہ کا نکاح ہو گیا تو بھی مرزا قادیانی کو مایوسی نہ تھی بلکہ بڑی مضبوطی اور استقلال سے امید کیا یقین کا اظہار کرتا رہتا کہ مسمات مذکورہ میرے نکاح میں آئے گی۔ چنانچہ گورداسپور کی ججی میں ایک دیوانی مقدمہ میں مرزا قادیانی پر اس کے متعلق سوال ہوا تو اُس نے جو جواب دیا وہ قادیان کے اخبار الحکم نے شائع کیا تھا، ہم بھی اسے نقل کرتے ہیں:

''احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیشگوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ جیسا کہ پیشگوئی میں تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت میں سر نیچے ہوں گے۔ پیشگوئی کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے اور یہی پیشگوئی تھی کہ وہ دوسرے کیساتھ بیاہی جاوے گی۔ اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیشگوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی۔ لڑکی

Marfat.com

کے باپ نے توبہ نہ کی اس لئے وہ بیاہ کے چند مہینوں کے اندر مر گیا اور پیشگوئی کی دوسری جزو پوری ہو گئی اس کا خوف اس کے خاندان پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر پڑا جو پیشگوئی کا ایک جز تھا انہوں نے توبہ کی چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کو مہلت دی عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں، ہو کر رہیں گی۔"

(اخبار الحکم مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء۔ کتاب منظور الٰہی۔ ص: ۲۴۵)

رسالہ (انجام آتھم حاشیہ ص: ۳۱۔ خزائن ج حاشیہ ص: ۳۱) پر اس نکاح کو تقدیر مبرم (قطعی قضاء الٰہی) لکھا ہے لیکن کتاب "حقیقۃ الوحی" میں لکھا ہے:

"یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اُسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ **ایتها المراة توبی توبی فان البلاء علی عقبك** پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲، ۱۳۳۔ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰)

اس بیان میں نکاح کی امید تھی مگر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو جب مرزا مر گیا اور ساری امیدیں منقطع ہو گئیں۔

نوٹ: اس پیشگوئی کے متعلق ہمارا ایک مستقل رسالہ ہے "نکاح مرزا" جس میں مناظرانہ رنگ میں اس نکاح کی مفصل بحث ہے۔

تیسری پیشگوئی پنڈت لیکھ رام کے متعلق تھی جو بہت ہی مختصر ہے اس کے الفاظ یہ تھے:

"اگر اس شخص (لیکھ رام) پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عتاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور

Marfat.com

اپنے اندر ہیبتِ الٰہی رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔''

(سراج منیر ص:۳۰۔ خزائن ج ۱۲ ص:۱۵)

پنڈت لیکھ رام کا واقع یوں ہوا کہ ایک نو جوان اس کے پاس آ کر یوں گویا ہوا کہ میں ہندو سے مسلمان ہو گیا ہوں اب مجھ کو آریہ بنا لیجئے۔ پنڈت مذکور نے اس سے مانوس ہو کر چند روز تک اس کو اپنے پاس رکھا۔ آخر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو قریب شام جب پنڈت لیکھ رام اور وہ مکان میں لیٹے باتیں کر رہے تھے داؤ بچا کر اس نے پنڈت مذکور کے پیٹ میں چھری گھسا دی۔ جس سے پنڈت رام فوراً مر گیا اور وہ چپکے سے چلتا بنا، اور آج تک نہ پکڑا گیا۔

اب اس واقعہ پر یہ بحث باقی ہے کہ آیا یہ واقعہ کوئی خارق عادت تھا یا روزمرہ کا معمولی یہ ایک مناظرانہ گفتگو ہے۔ جس کے لئے یہ رسالہ موزوں نہیں بلکہ وہی رسالہ ''الہامات مرزا'' اس کے لائق ہے۔

مولوی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ:

جن دنوں مرزا قادیانی نے ڈپٹی عبداللہ آتھم سے مباحثہ کیا تھا انہی دنوں میں مولوی عبدالحق غزنوی مقیم امرتسر سے مباہلہ بھی کیا جس کی تفصیل یہ ہے:

مولوی صوفی عبدالحق غزنوی مرزا قادیانی کے مقابلہ میں اشتہار وغیرہ نکالا کرتے تھے۔ بات بڑھتے بڑھتے مباہلہ تک پہنچی جس کو آخر کار فریقین نے منظور کیا۔ اس سارے واقعہ کے بتلانے کے لئے یہاں ایک اشتہار نقل کیا جاتا ہے، جو ایام مباحثہ عیسائیان امرتسر میں مولوی عبدالحق مرحوم غزنوی نے شائع کیا تھا وہ درج ذیل ہے:

اطلاع عام برائے اہل اسلام:

(از مولوی صوفی عبدالحق غزنوی مباہل مرزا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ میں مرزا کے مباہلے کا مدت سے پیاسا ہوں اور تین برس سے اس سے یہی درخواست ہے کہ اپنے کفریات پر جو تو نے اپنی کتابوں میں شائع کئے ہیں مجھ سے مباہلہ کر مگر چونکہ خاص کر ان دنوں وہ پادریوں کے مقابلہ میں اسلام کی

Marfat.com

طرف سے لڑتا ہے تو اس موقع پر میں نے اور ہمارے اور بھائی مسلمانوں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ مرزا سے اس موقع پر مباہلہ یا مباحثہ یا اور کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کی جائے تاکہ وہ پادریوں کے مقابلہ میں کمزور نہ ہو جائے۔ لہٰذا میں نے یہ خط مسطور الذیل بتاریخ ۷ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ ارسال کیا کہ ہمیں تمہارے ساتھ مباہلہ بدل و جان منظور ہے۔ مگر تاریخ تبدیل کر دو۔ وہ خط یہ ہے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مرزا غلام احمد قادیانی السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ چونکہ تم آج کل اسلام کی طرف سے مخالفین اسلام کے ساتھ مقابلہ کرتے ہو اور اہل اسلام کی مدد میں ہو۔ لہٰذا اس موقع پر کسی مسلمان کو تم پر حملہ کرنا یا مباہلہ میں پیش ہونا نہایت نامناسب اور بہت ہی خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے...... اور اس امر کی عقل اور عرف اجازت نہیں دیتی کیونکہ اس میں اسلام اور اہل اسلام کی ذلت اور بدنامی ہے۔ لہٰذا یہ تاریخ مقررہ تمہاری بے موقعہ ہے۔ اس تاریخ کا بدلنا ضروری ہے۔ ہم کو مباہلہ کرنا تم سے بدل و جان منظور ہے۔ رسالہ موسوم بہ ''سچائی کا اظہار'' میں تم نے لکھا ہے کہ عنقریب ایک جلسہ مباحثہ علمائے لاہور سے ۱۵ جون ۱۸۹۳ء تک ہونے والا ہے اس لئے ضرور ہے کہ مباہلہ اس مباحثہ کے بعد ہو جبکہ تم اسلام کے مقابلہ پر ہو۔ نیز تمہارا لیکچر اس موقعہ پر ہمیں بالکل منظور نہیں کیونکہ جب تم اپنی صفائی ظاہر کرو گے تو ہم بھی تمہاری تردید کریں گے۔ پھر تو مباحثہ ہوا نہ مباہلہ، یہ بحثوں کے جھگڑے تو ختم ہونے والے نہیں مقام مباہلہ میں فقط فریقین یہی دعا کریں گے اللہ تعالیٰ جھوٹے پر لعنت کرے۔ فقط اس کا جواب بدست حاملان رقعہ ہذا بھیج دو۔''

(راقم عبدالحق غزنوی بقلم خود۔ ۷ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ)

میرے خط کا جواب جو مرزا صاحب نے بھیجا وہ بھی بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی۔ از طرف عاجز عبداللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہٗ۔ میاں عبدالحق غزنوی کو واضح ہو کہ اب حسب درخواست آپ کے جس میں آپ نے قطعی طور پر مجھ کو کافر اور دجال لکھا

Marfat.com

ہے مباہلہ کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے اور میرے امرتسر میں آنے کے لئے دو ہی غرضیں تھیں۔ایک عیسائیوں سے مباحثہ اور دوسرے آپ سے مباہلہ۔ میں بعد استخارہ مسنونہ انہیں دو غرضوں کے لئے مع اپنے قبائل کے آیا ہوں اور جماعت کثیر دوستوں کے جو میرے ساتھ کافر ٹھہرائی گئی ہے ساتھ لایا ہوں اور اشتہارات شائع کر چکا ہوں اور متخلف پر لعنت بھیج چکا ہوں۔اب جس کا جی چاہے لعنت سے حصہ لے۔ میں تو حسب وعدہ میدان مباہلہ یعنی عیدگاہ میں حاضر ہو جاؤں گا۔خدا تعالیٰ کاذب اور کافر کو ہلاک کرے۔وَلَاتَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔‘‘ یہ بھی واضح رہے کہ میں ۱۵جون ۱۸۹۳ء کے مباحثہ میں نہیں جاؤں گا بلکہ میری طرف سے اخویم حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب یا حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب بحث کے لئے جائیں گے۔ہاں یہ مجھے منظور ہے کہ مقام مباہلہ میں کوئی وعظ نہ کروں۔صرف یہ دعا ہوگی کہ میں مسلمان اور اللہ رسول کا متبع ہوں۔اگر میں اس قول میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ میرے پر لعنت کرے اور آپ کی طرف سے یہ دعا ہوگی کہ یہ شخص درحقیقت کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری ہے اور اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ میرے پر لعنت کرے۔اور اگر یہ الفاظ میری دعا کے آپ کی نظر میں ناکافی ہوں جو آپ تقویٰ کی راہ سے لکھیں کہ دعا کے وقت یہ کہا جائے وہی لکھ دوں گا مگر اب ہرگز تاریخ مباہلہ تبدیل نہیں ہوگی۔ لعنة الله علی من تخلف منا وما حضر فی ذالك التاريخ واليوم والوقت والسلام علی عباده الذين اصطفٰی.

خاکسار غلام احمد از امرتسر (ہفتم ذیقعدہ۔۱۳۱۰ھ)

غرض یہ ہے کہ اب میں بری الذمہ ہو گیا ہوں اور مجھ پر کسی قسم کی ملامت نہیں کیونکہ میں نے تاریخ کا بدلنا تو اس سبب سے چاہا تھا کہ اگرچہ میں

Marfat.com

اور دیگر مسلمان مرزا کو کیسا ہی گمراہ سمجھیں مگر جب وہ اسلام کی طرف سے لڑتا ہے تو ہم سب کو بجائے بددعا کے دعا اور مدد دینی چاہیے مگر مرزا نے وہ تاریخ یعنی دہم ذیقعدہ نہیں بدلی۔ اب میں بھی اس وقت معینہ پر کہ دہم ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ بوقت دو بجے دن کے اپنا حاضر ہونا مباہلہ کے واسطے مقام مباہلہ میں فرض سمجھتا ہوں اور وہاں جا کر لیکچر یا وعظ یا اظہار صفائی طرفین سے مطلق نہ ہوگا جیسا کہ اس نے اپنے خط میں وعدہ کر لیا ہے کہ مقام مباہلہ میں کوئی وعظ نہ کروں گا''۔

مقام عیدگاہ میں مباہلہ اس طریق پر بدیں الفاظ ہوگا:

''میں یعنی عبدالحق ۳ بار بآواز بلند کہوں گا کہ ''یا اللہ میں مرزا کو ضال، مضل، ملحد، دجال، مفتری، محرف کلام اللہ تعالیٰ واحادیث رسول اللہ سمجھتا ہوں۔ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر لعنت کر جو کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو''۔

مرزا تین دفعہ بآواز بلند کہے۔ ''یا اللہ اگر میں ضال ومضل وملحد ودجال و کذاب ومفتری ومحرف کتاب اللہ واحادیث رسول اللہ ﷺ ہوں تو مجھ پر لعنت کر جو کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کہ ہو''۔

بعدہٗ روبقبلہ ہو کر دیر تک ابتہال وعاجزی کریں گے کہ یا اللہ جھوٹے کو اور رسوا کر اور سب حاضرین مجلس آمین کہیں گے۔

المشتہر:۔ عبدالحق غزنوی از امرتسر پنجاب۔

مورخہ ۸ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ مطابق جون ۱۸۹۱ء

اس اشتہار کے مطابق عیدگاہ امرتسر میں دونوں فریقوں کا مباہلہ ہوا اور دونوں فریق امن وامان سے واپس آگئے۔

نتیجہ:

اس مباہلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس سے ایک سال تین ماہ بعد جب ڈپٹی آتھم والی پیشگوئی کی

Marfat.com

میعاد پوری ہوگئی اور آتھم کی وفات نہ ہوئی اور چاروں طرف سے مرزا قادیانی پر بھرمار ہوئی تو مولوی عبدالحق غزنوی نے ایک اشتہار دیا۔ جس کا عنوان تھا ''اثر مباہلہ عبدالحق غزنوی بر غلام احمد قادیانی''۔ اس اشتہار میں غزنوی مباہل نے مرزا قادیانی کی ناکامی اور بدنامی اور رُسوائی کو اپنے مباہلہ کا نتیجہ قرار دیا اور سند میں مرزا قادیانی کے ایک رسالہ ''حجت الاسلام'' کا حوالہ دیا جس میں مرزا قادیانی نے عیسائیوں کے جواب میں لکھا تھا:

> ''میری سچائی کے لئے یہ ضروری ہے کہ میری طرف سے بعد مباہلہ ایک سال کے اندر نشان ظاہر ہو اور اگر نشان ظاہر نہ ہو تو پھر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں۔''

(حجۃ الاسلام ص:۹۔ خزائن ج ۶ ص:۴۹)

مرزا قادیانی نے اس کے جواب میں کہا:

> ''کہ یہ غلط ہے کہ میرا نشان ظاہر نہیں ہوا بلکہ میرے کئی ایک نشان ظاہر ہوئے مباہلے کے بعد میری ترقی ہوئی، مریدین زیادہ ہوئے امداد نقدی زیادہ آئی وغیرہ۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۲۴۰۔ خزائن ج ۲۲ ص:۲۵۲)

آخری نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے مباہل کی موجودگی میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو مرگیا اور مولوی عبدالحق غزنوی مرزا قادیانی سے کئی سال بعد ۲۳ رجب ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء کو یعنی پورے ۹ سال بعد فوت ہوئے۔

مولانا شمس العلماء
سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

پہلے لکھا گیا ہے کہ سب سے اوّل مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مرزا قادیانی کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ مگر مرزا قادیانی نے دیکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب گو بڑے نامور علماء میں سے ہیں۔ لیکن ان سے بھی اوپر جو ہے اس سے ٹاکرہ کرنا چاہیے چنانچہ وہ دہلی چلا گیا اور وہاں جاکر مولانا سید محمد نذیر حسین (المعروف حضرت میاں صاحب) کو جو تمام ہندوستان میں کیا

Marfat.com

بحیثیت علمی وجاہت اور کیا بلحاظ عمر سب سے بڑے تھے مخاطب کر کے چند اشتہار دیئے جن میں سے ایک درج ذیل ہے:

اشتہار بمقابلہ مولوی سید نذیر حسین صاحب سرگروہ اہلحدیث

مشتہرہ، مرزا قادیانی:

''چونکہ مولوی سید نذیر حسین صاحب نے جو کہ موحدین کے سرکردہ ہیں اس عاجز کو بوجہ اعتقاد وفات مسیح ابن مریم ملحد قرار دیا ہے اور عوام کو سخت شکوک وشبہات میں ڈالنا چاہا ہے اور حق یہ ہے کہ وہ آپ ہی اعتقاد حیات مسیح میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں اوّل اہلحدیث کا دعویٰ کر کے اپنے بھائیوں حنفیوں[1] کو بدعتی قرار دیا اور امام بزرگ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام لگایا کہ ان کو حدیثیں نہیں ملی تھیں اور وہ اکثر احادیث نبویہ سے بے خبر ہی رہے تھے اور اب باوجود دعویٰ اتباع قرآن اور حدیث کے حضرت مسیح ابن مریم کی حیات کے قائل ہیں۔ وہذا العجب العجائب اگر کوئی عوام میں ایسا کچا، اور خلاف قال اللہ، قال الرسول دعویٰ کرتا تو کچھ افسوس کی جگہ نہیں تھی لیکن یہی لوگ جو دن رات درس قرآن اور حدیث جاری رکھتے ہیں اگر ایسا بے اصل دعویٰ کریں تو ان کی علمیت اور قرآن دانی اور حدیث دانی پر سخت افسوس آتا ہے یہ بات کسی تنفس پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ باآواز بلند پکار رہی ہیں کہ فی الواقع حضرت مسیح وفات پاچکے ہیں مگر جن لوگوں کو عاقبت کا اندیشہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کا خوف نہیں وہ تعصب کو مضبوط پکڑ کر قرآن اور حدیث کو پس پشت ڈالتے ہیں خدا تعالیٰ اس اُمت پر رحم کرے لوگوں نے کیسے قرآن اور حدیث کو چھوڑ دیا ہے اور اس

1۔ حنفیوں کو بھڑ کانے کی اچھی تجویز نکالی مگر کامیابی نہ ہوئی۔

Marfat.com

عاجز نے اشتہار ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں حضرت مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب کا نام بھی درج کیا تھا مگر عند الملاقات اور باہم گفتگو کرنے سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف ایک گوشہ نشین آدمی ہیں اور ایسے جلسوں سے جن میں عوام کے نفاق وشقاق کا اندیشہ ہے طبعًا کارہ ہیں اور اپنے کام تفسیر قرآن کریم میں مشغول ہیں اور شرائط اشتہار کے پورے کرنے سے مجبور ہیں کیونکہ گوشہ نشین ہیں۔ حکام سے میل ملاقات نہیں رکھتے اور بباعث درویشانہ صفت کے ایسی ملاقاتوں سے کراہیت بھی رکھتے ہیں لیکن مولوی نذیر حسین صاحب اور ان کے شاگرد بٹالوی صاحب جواب دہلی میں موجود ہیں ان کاموں میں اول درجہ کا جوش رکھتے ہیں۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر ہر دو مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ سمجھنے میں حق پر ہیں اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے اس کی زندگی ثابت کر سکتے ہیں تو میرے ساتھ بہ پابندیٔ شرائط مندرجہ اشتہار ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء بالاتفاق بحث کر لیں اور اگر انہوں نے بقبول شرائط اشتہار ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء بحث کے لئے مستعدی ظاہر نہ کی اور پوچ اور بے اصل بہانوں سے ٹال دیا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کی وفات کو قبول کر لیا۔ بحث میں امر تنقیح طلب یہ ہوگا کہ آیا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح ابن مریم جس کو انجیل ملی تھی اب تک آسمان پر زندہ ہے اور آخری زمانے میں آئے گا یا یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت فوت ہو چکا ہے اور اس کے نام پر کوئی دوسرا اسی امت میں سے آئے گا اگر یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہٖ العصری آسمان پر موجود ہے تو یہ عاجز دوسرے دعویٰ سے خود دست بردار ہو جائے گا ورنہ بحالت ثانی بعد اس اقرار کے لکھانے کے درحقیقت اسی امت میں سے مسیح ابن مریم کے نام پر کوئی اور آنے والا ہے تو یہ عاجز اپنے مسیح موعود ہونے کا ثبوت دے گا۔ اور

Marfat.com

اگر اس اشتہار کا جواب ایک ہفتہ تک مولوی صاحب کی طرف سے شائع نہ ہوا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے گریز کی اور حق کے طالب علموں کو محض نصیحتاً کہا جاتا ہے کہ میری کتاب ازالہ اوہام کو خود غور سے دیکھیں اور ان مولوی صاحبوں کی باتوں پر نہ جائیں۔ ساٹھ جزو کی کتاب ہے اور یقیناً سمجھو کہ معارف اور دلائل یقینیہ کا اس میں ایک دریا بہتا ہے۔ صرف ۳ روپے قیمت ہے۔ اور واضح ہو کہ درخواست مولوی سید نذیر حسین صاحب کی کہ مسیح موعود ہونے کا ثبوت دینا چاہیے اور اس میں بحث ہونی چاہیے بالکل تحکم اور خلاف طریق انصاف اور حق جوئی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ مسیح موعود ہونے کا اثبات آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ہوگا اور آسمانی نشانوں کو بجز اس کے کون مان سکتا ہے کہ اوّل اس شخص کی نسبت جو کوئی آسمانی نشان دکھائے۔ یہ اطمینان ہو جائے کہ وہ خلاف "قال اللہ و قال الرسول ﷺ" حدیث پر کوئی اعتقاد نہیں رکھتا ورنہ ایسے شخص کی نسبت جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے ولائت کا گمان ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھائے تو وہ نشان کرامت متصور نہیں ہوتا بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے لمبے اشتہار میں جو لدھیانہ میں چھپوایا تھا اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں۔ اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن اور حدیث اس دعویٰ کے مخالف ہیں اور وہ امر مسیح ابن مریم علیہما السلام کی وفات کا مسئلہ ہے کیونکہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر درحقیقت قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعوے پر ایک نشان کیا بلکہ لاکھ نشان بھی دکھائے تب بھی وہ نشان قبول کرنے کے لائق نہیں

Marfat.com

ہوں گے۔ کیونکہ قرآن ان کے مخالف شہادت دیتا ہے غایت کار وہ استدراج سمجھے جائیں گے لہٰذا سب سے اوّل بحث جو ضروری ہے مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے جس کا طے ہو جانا ضروری ہے کیونکہ مخالف قرآن وحدیث کے نشانوں کا ماننا مومن کا کام نہیں۔ ہاں ان نادانوں کا کام ہے جو قرآن اور حدیث سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔

فاتقو اللّٰہ ایھا العلماء والسلام علی من اتبع الھدیٰ!''

المشتہر: مرزا غلام احمد از دہلی بازار بلیماراں۔

کوٹھی نواب لوہارو۔ ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۱ء

(مجموعہ اشتہارات ج ا ص: ۲۳۷ تا ۲۴۰)

نتیجہ:

اس چھیڑ چھاڑ کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت میاں صاحب مرحوم (مولانا نذیر حسین) کے شاگرد جو بڑے بڑے نامور علماء تھے دہلی میں جمع ہو گئے۔ پنجاب سے مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ پہنچ بھی چکے تھے۔ بھوپال سے مولوی محمد بشیر صاحب بھی پہنچ گئے اور اچھا خاصہ ایک مجمع علماء بن گیا۔ جامع مسجد میں مقابلے کیلئے ٹھہری مگر مرزا قادیانی نے اس میں خیریت اور مصلحت نہ دیکھی۔ اس لئے علیحدہ مکان پر گفتگو ہونی قرار پائی۔ چونکہ مرزا قادیانی اپنا اختلافی مسئلہ صرف حیات وفات مسیح کو کہتا تھا اس لئے یہی مسئلہ زیر بحث آیا۔ مولوی محمد بشیر صاحب حیات مسیح کے مدعی بنے اور آپ نے آیت ''اِنْ مَنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ'' سے استدلال کیا یہ مباحثہ رسالہ کی صورت میں انہی دنوں چھپا تھا جس کا نام ہے ''الحق الصریح فی اثبات حیٰوۃ المسیح'' اس مباحثہ کی مجمل کیفیت اسی رسالہ میں یوں مرقوم ہے جناب مولوی محمد بشیر صاحب مناظر خود فرماتے ہیں:

''امابعد! یہ کیفیت ہے اس مناظرہ کی جو میرے اور مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیحیت کے درمیان میں بمقام دہلی واقع ہوا۔ مرزا قادیانی نے دہلی میں آکر دو اشتہار ایک مطبوعہ دوم اکتوبر ۱۸۹۱ء دوسرا مطبوعہ ششم

Marfat.com

اکتوبر سنہ صدر بمقابلہ جناب مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مداللہ ظلہم العالی کے شائع کئے اور طالب مناظرہ ہوا وہ دونوں اشتہار خاکسار کے بھی دیکھنے میں آئے خاکسار نے محض بنظر نصرت دین وسنت وازالہ الحاد و بدعت قصد مناظرہ مصمم کر کے جواب اشتہار مرزا قادیانی کے پاس بوساطت جناب حاجی محمد احمد صاحب دہلوی کے بھیجا اور اس جواب میں مرزا قادیانی کے سب شروط کو تسلیم کر کے صرف شرط ثالث میں قدرے ترمیم چاہی۔ مرزا قادیانی نے بھی اس ترمیم کو قبول کیا۔ بعد ترمیم کے یہ تین شرطیں قرار پائیں۔ اول یہ کہ امن قائم رہنے کے لئے سرکاری انتظام ہو۔ دوسرے یہ کہ فریقین کی بحث تحریری ہو۔ ہر ایک فریق مجلس بحث میں سوال لکھ کر اور اُس پر اپنے دستخط کر کے پیش کرے اور ایسا ہی فریق ثانی جواب لکھ کر دے۔ تیسرے یہ کہ اول بحث حیات مسیح میں ہو۔ اگر حیات ثابت ہو جائے تو مرزا قادیانی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ خود چھوڑ دے گا اور اگر وفات ثابت ہو تو مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا ثابت نہ ہوگا پھر حضرت مسیح کے نزول اور مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے میں بحث کی جائے گی اور جو شخص طرفین میں سے ترک بحث کرے اس کا گریز سمجھا جائے گا جب تصفیہ شروط کا ہو گیا تو جناب حاجی محمد احمد صاحب نے حسب ایماء مرزا قادیانی کے خاکسار کو طلب کیا۔ چنانچہ شب شانزدہم ربیع اول ۱۳۰۹ھ کو میں بھوپال سے روانہ ہو کر روز سہ شنبہ تاریخ شانزدہم ماہ مذکورہ قریب نواخت چہار ساعت کے دہلی میں داخل ہوا اور مرزا قادیانی کو اطلاع اپنے آنے کی دی تو مرزا قادیانی نے مختلف رقعوں کے ذریعہ سے شروط میں تبدیل ذیل فرمائی کہ حیات مسیح کا ثبوت آپ کو دینا ہوگا۔ بحث اس عاجز کے مکان پر ہو۔ جلسہ عام نہیں ہوگا۔ صرف دس آدمی تک جو معزز خاص ہوں آپ ساتھ لا سکتے ہیں مگر شیخ بٹالوی (یعنی مولوی محمد حسین صاحب) اور

Marfat.com

مولوی عبدالمجید ساتھ نہ ہوں۔ پرچوں کی تعداد پانچ سے زیادہ نہ ہو اور پہلا پرچہ آپ کا ہو۔ انتہا ان شروط کا قبول کرنا نہ تو خاکسار پر لازم تھا اور نہ میرے احباب کی رائے ان کے تسلیم کرنے کی تھی مگر محض اس خیال سے کہ مرزا قادیانی کو کوئی حیلہ مناظرہ سے گریز کا نہ ملے۔ یہ سب باتیں منظور کی گئیں بعد اس کے تاریخ نوزدہم ربیع الاول روز جمعہ بعد نماز جمعہ مناظرہ شروع ہوا خاکسار نے اس کے مکان پر جا کر مجلس بحث میں پانچ ادلہ حیات مسیح کے لکھ کر حاضرین کو سنا دیئے اور دستخط اپنے کر کے مرزا قادیانی کو دے دیئے۔ مرزا قادیانی نے مجلس بحث میں جواب لکھنے سے عذر کیا۔ ہر چند جناب حاجی محمد احمد صاحب وغیرہ نے ان کو الزام نقض عہد و مخالفت شروط کا دیا مگر مرزا قادیانی نے نہ مانا اور یہ کہا کہ میں جواب لکھ رکھوں گا آپ لوگ کل دس بجے آیئے۔ ہم لوگ دوسرے روز دس بجے گئے۔

مرزا قادیانی مکان کے اندر تھا۔ اطلاع دی گئی تو مرزا قادیانی باہر نہ آیا اور کہلا بھیجا کہ ابھی جواب تیار نہیں ہوا۔ جس وقت تیار ہو گا آپ کو بلا لیا جائے گا۔ پھر غالباً دو بجے کے بعد ہم لوگوں کو بلا کر جواب سنایا اور یہ کہا کہ اب مجلس بحث میں جواب لکھنے کی ضرورت نہیں آپ مکان پر لے جائیں۔ چنانچہ میں اس تحریر کو مکان پر لے آیا۔ اسی طرح ۶ روز تک سلسلہ مباحثہ جاری رہا۔ چھٹے روز کہ تین پرچے میرے ہو چکے تھے اور تین پرچے مرزا قادیانی کے، مرزا قادیانی نے پہلی ہی بحث کو ناتمام چھوڑ کر مباحثہ قطع کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اب مجھے زیادہ قیام کی گنجائش نہیں ہے اور زبانی کہا کہ میرے خسر بیمار ہیں اس وقت ایک مضمون جو پہلے سے بنظر احتیاط لکھ رہا تھا اور وہ متضمن تھا اس امر پر کہ مرزا قادیانی کی جانب سے نقض عہد و مخالفت ہوئی مرزا قادیانی کی موجودگی میں سب حاضرین جلسہ کو سنا دیا گیا۔ حاضرین جلسہ مرزا قادیانی کو الزام دیتے تھے مگر مرزا

Marfat.com

قادیانی نے ایک نہ سنی۔ اسی روز تہیہ سفر کر کے شب کو دہلی چلا گیا۔ مرزا قادیانی کے یہ افعال اول دلیل ہیں اس پر کہ اس کے پاس اصل مسئلہ یعنی ان کے مسیح موعود ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اصل بحث کے لئے دو سد یں اُس نے بنا رکھی ہیں۔ ایک بحث حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام۔ دوسرے نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ جب دیکھا کہ ایک سد جو اس کے زعم میں بڑی راسخ تھی ٹوٹنے کے قریب ہے۔ اس کے بعد دوسری سد کی جو ضعیف ہے نوبت پہنچے گی۔ پھر اصل قلعہ پر حملہ ہوگا وہاں کچھ ہے ہی نہیں تو قلعی کھل جائے گی اس لئے فرار مناسب سمجھا۔ بعد انقطاع مباحثہ اور چلے جانے مرزا قادیانی کے احقر دو روز دہلی میں متوقف رہ کر روز شنبہ کو ڈاک گاڑی میں روانہ بھوپال ہوا''۔

(رسالہ الحق الصریح ص ۲)

پیر سید حضرت مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

ایک وقت مرزا قادیانی کی توجہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کی طرف ہوگئی۔ فریقین نے اس مضمون پر کتابیں لکھیں آخر مرزا قادیانی نے بذریعہ اشتہار اُن کو للکارا کہ

''میرے مقابل سات گھنٹہ زانو بزانو بیٹھ کر چالیس آیات قرآنی کی عربی میں تفسیر لکھیں جو بتقطیع کلاں بیس ورق سے کم نہ ہو۔ پھر جس کی تفسیر عمدہ ہوگی وہ مؤید من اللہ سمجھا جائے گا لیکن اس مقابلہ کے لئے پیر (مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب) موصوف کی شمولیت یا ان کی طرف سے چالیس علماء کا پیش کردہ مجمع ضروری ہے اس سے کم ہوں گے تو مقابلہ نہ ہوگا۔''

(۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء۔ تبلیغ رسالت ج ۹ ص: ۷۳ تا ۷۷)

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص: ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۴)

اس دعوت کے مطابق پیر گولڑہ شریف صاحب بغرض مقابلہ اگست ۱۹۰۰ء بمقام لاہور

Marfat.com

پہنچ گئے لیکن پیر صاحب نے چالیس علماء کی شرط کو فضول سمجھا اور مقابلہ تفسیر نویسی کے لئے بذاتِ خود پیش ہوئے مگر مرزا قادیانی نہ آیا بلکہ قادیان سے ایک اشتہار بھیج دیا کہ پیر صاحب گولڑہ مقابلہ سے بھاگ گئے۔

عجیب نظارہ:

جس روز پیر صاحب گولڑہ شریف لاہور میں آئے بغرض امداد حق اردگرد سے علماء اور غیر علماء بھی واردِ لاہور ہوئے تھے۔ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اور خاکسار وغیرہ بھی شریک تھے۔ قرار پایا تھا کہ جامع مسجد لاہور میں صبح کے وقت جلسہ ہوگا۔ پیر صاحب مع شائقین مسجد موصوف کو جا رہے تھے۔ راستے میں بڑے بڑے موٹے حرفوں میں لکھے ہوئے اشتہار دیواروں پر چسپاں تھے جن کی سُرخی یوں تھی:

''پیر مہر علی شاہ کا فرار''

جو لوگ پیر صاحب کو لاہور میں دیکھ کر یہ اشتہار پڑھتے وہ بزبانِ حال کہتے۔

''اینچہ مے بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب''

سہ سالہ میعادی پیشینگوئی:

مرزا قادیانی نے اپنے مخالفوں کا رُخ پھیرنے کو ایک اشتہار دیا جس میں لکھا کہ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۰۲ء کی سہ سالہ میعاد میں میرے لئے فیصلہ کن نشان ظاہر نہ ہوا تو میں جھوٹا سمجھا جاؤں۔

اس اشتہار کا عنوان یہ ہے:

''اس عاجز غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کے لئے ایک دعا اور حضرت عزت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلہ کی درخواست''۔

''مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے پس اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک

Marfat.com

ورے ہو جائیں گے۔ میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلائے اور اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں...... اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر اور کاذب نہیں ہوں تو ان تین سالوں میں جو آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو...... میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔ اگر میں تیرا مقبول ہوں تو میرے لئے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تاکہ ملک میں امن اور صلح کاری پھیلے اور تاکہ لوگ یقین کریں کہ تو موجود ہے اور دعاؤں کو سنتا اور ان کی طرف جو تیری طرف جھکتے ہیں، جھکتا ہے۔ اب تیری طرف اور تیرے فیصلے کی طرف ہر روز میری آنکھ رہے گی۔ جب تک آسمان سے تیری نصرت نازل نہ ہو اور میں کسی مخالف کو اس اشتہار میں مخاطب نہیں کرتا اور نہ اُن کو کسی مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔ یہ میری دعا تیری ہی جناب میں ہے کیونکہ تیری نظر سے کوئی صادق یا کاذب غائب نہیں ہے۔ میری روح گواہی دیتی ہے کہ تو صادق کو ضائع نہیں کرتا اور کاذب تیری جناب میں کبھی عزت نہیں پا سکتا اور وہ جو کہتے

Marfat.com

ہیں کہ کاذب بھی نبیوں کی طرح تحدی کرتے ہیں اور ان کی تائید اور نصرت بھی ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ راست باز نبیوں کی وہ جھوٹے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نبوت کے سلسلہ کو مشتبہ کر دیں بلکہ تیرا قہر تلوار کی طرح مفتری پر پڑتا ہے اور تیرے غضب کی بجلی کذاب کو بھسم کر دیتی ہے مگر صادق تیرے حضور میں بندگی اور عزت پاتے ہیں۔ تیری نصرت اور تائید اور تیرا فضل اور رحمت ہمیشہ ہمارے شامل حال ہے۔ آمین ثم آمین۔

(المشتہر: مرزا غلام احمد از قادیان ۵ نومبر ۱۸۹۹ء)

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص: ۱۷۷ تا ۱۷۹)

اس اعلان کے مطابق سارا ملک منتظر تھا۔ مگر نتیجہ وہی برآمد ہوا جو اس شعر میں ہے۔

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب ہے یہ آرزو کہ کبھی آرزو نہ ہو

دعویٰ نبوت:

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ مرزا قادیانی کے مخالف ابتداء ہی سے بدگمان تھے کہ وہ نبوت کے مدعی ہوگا۔ چنانچہ وہی ہوا کہ مرزا قادیانی نے دبی زبان سے دعویٰ نبوت کیا۔ اُس کے مریدوں پر مخالفین نے اعتراضات کرنے شروع کئے اور وہ پہلی اسلامی تعلیم کے اثر سے انکار کرنے لگے تو مرزا قادیانی نے ایک اشتہار دیا جس کا نام ہے ''غلطی کا ازالہ'' جو درج ذیل ہے:

ایک غلطی کا ازالہ:

مشتہرہ مرزا قادیانی

''میری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں۔ جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک

Marfat.com

معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ (استغفر اللہ) پھر کیونکہ یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔ (نعوذ باللہ)

"ھوالذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق لیظھره علی الدین کله."

(دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ)

اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلول میں دیکھو براہین صفحہ ۵۰۴۔ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔

محمد رسول اللّٰہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے۔" دنیا میں ایک نذیر آیا اس کی

Marfat.com

دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ تو خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانے میں اتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** اور حدیث **لانبی بعدی** اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے لیکن میں اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہوں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی میرے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی **فنافی الرسول** کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں، کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اس کے جلال کے لئے اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ **ماکان محمد ابا**

Marfat.com

احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ: لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن هو اب لرجال الاخرة لانه خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللّٰہ من غیر توسطه. غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے روح سے۔ اور یہ نام بہ حیثیت فنافی الرسول مجھے ملا۔ لہٰذا خاتم النّبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے سے ضرور فرق آئے گا......اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے، صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدیٰ سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا......اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمد میں میرا نام محمد اور احمد یہ رکھا ہے اور مجھے آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ پس اس طور سے خاتم النّبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہر حال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنخضرت ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا......غرض

Marfat.com

خاتم النبیین کا لفظ ایک مہر الٰہی ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **واخرین منھم لما یلحقوا بھم** اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ انہی کی صرت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے...... پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس رہی۔''

(خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء)
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۲ تا ۱۲۔ خزائن ج ۱۸ ص: ۲۰۶ تا ۲۱۲۔ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص: ۴۳۱ تا ۴۴۲)

اس اشتہار میں مرزا صاحب نے نبوت کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک بلا واسطہ۔ دوم بالواسطہ اور اپنے لئے کہا کہ میں بواسطہ نبوت محمدیہ نبی ہوں۔ مطلب یہ کہ میری نبوت کا ذریعہ پہلے نبیوں علیہم السلام کے ذریعہ سے الگ ہے۔ مگر مقصود میں سب برابر ہیں چنانچہ اسی مضمون کو دوسری جگہ یوں کہتا ہے:

''ایک اور نادانی یہ ہے کہ (میرے مخالف) جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ انکار سراسر افتراء ہے بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رُو سے منع معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت ﷺ کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی ص: ۳۹۰۔خزائن ج ۲۲ص: ۴۰۶)

اس قسم کے بہت سے حوالہ جات ہیں جن میں مرزا قادیانی نے نبوت کا صاف صاف دعویٰ کیا ہے مگر بواسطہ نبوت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ لیکن بعد حصول نبوت دوسرے نبیوں سے کسی طرح کم نہیں۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی:

ڈاکٹر صاحب موصوف عرصہ بیس سال تک مرزا قادیانی کے مرید رہے آخر ان سے علیحدہ ہوئے اور مرزا قادیانی کے برخلاف قدم اٹھایا بلکہ دعویٰ الہام سے بھی مقابلہ کی ٹھہری۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اپنا آخری الہام مرزا قادیانی کی موت کے متعلق شائع کیا۔ جس کا ذکر مرزا قادیانی نے مع جواب خود ان لفظوں میں کیا ہے جو درج ذیل ہیں:

"ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور ان کا نام ونشان نہ رہا۔ ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۱۴ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہو گا یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا۔ پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض للہ اس کو کی تھی مرتد ہو گیا نصیحت یہ تھی کہ اُس نے یہ مذہب اختیار کیا تھا کہ بغیر قبول اسلام اور پیروی آنحضرت ﷺ کے نجات ہو سکتی ہے گو کوئی شخص

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کے وجود کی خبر بھی رکھتا ہو چونکہ یہ دعویٰ باطل تھا اور عقیدہ جمہور کے بھی برخلاف۔ اس لئے میں نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا آخر میں نے اس کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ تب اس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۱۴ اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا مگر خداتعالیٰ نے اس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خداتعالیٰ اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس پر اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خداتعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا۔"

(چشمہ معرفت ص:۳۲۱،۳۲۲۔ خزائن ج ۲۳ ص:۳۳۶، ۳۳۷)

اس مقابلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا قادیانی ڈاکٹر صاحب کی بتائی ہوئی مدت کے اندر اندر ہی (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کو فوت ہو گیا اور ڈاکٹر صاحب آج (۲۱ جون ۱۹۲۳ء) تک حیات ہیں۔ آئندہ واللہ اعلم۔

دعویٰ الوہیت:

دعویٰ نبوت کے متعلق مرزا قادیانی کے الفاظ پہلے سنائے گئے ہیں یہاں دعویٰ الوہیت کا بیان ہے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے:

"رأیتنی فی المنام عین اللّٰہ وتیقنت اننی ھو. فخلقت السموات والارض. وقلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح."

(آئینہ کمالات اسلام ص:۵۶۴، ۵۶۵۔ خزائن ج ۵ ص: ایضاً)

"میں نے نیند میں اپنے آپ کو ہو بہو اللہ دیکھا اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی اللہ ہوں۔ (استغفر اللہ) پھر میں نے آسمان اور زمین بنائے اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا ہے"۔

Marfat.com

ہم واقعات مرزا لکھ رہے ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم مرزا قادیانی کے اصل الفاظ نقل کر دیں ان کے متعلق ان کے معتقدین کی تاویلات یا تحریفات کے ہم ذمہ دار نہیں۔ (حالانکہ یہی مذہب خان صاحب میاں محمد علی خاں رئیس مالیر کوٹلہ داماد مرزا قادیانی کا ہے پھر نہیں معلوم ڈاکٹر صاحب تو خارج اور مرتد ہوں اور خان صاحب داماد۔ **تلك اذًا قسمة ضیزیٰ**.)

محتسب را درون خانہ چہ کار

مرزا قادیانی کی نظرِ عنایت خاکسار پر:

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

جس طرح مرزا قادیانی کی زندگی کے دو حصے ہیں (براہین احمدیہ تک اور اس سے بعد) اسی طرح مرزا قادیانی سے میرے تعلق کے بھی دو حصے ہیں۔ براہین احمدیہ تک اور براہین سے بعد۔ براہین تک میں مرزا قادیانیؒ سے حسن ظن رکھتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر کوئی ۱۷۔۱۸ سال کی تھی میں بشوق زیارت بٹالہ سے پاپیادہ تنہا قادیان گیا۔ ان دنوں مرزا قادیانی ایک معمولی مصنف کی حیثیت میں تھا مگر باوجود شوق اور محبت کے میں نے وہاں دیکھا مجھے خوب یاد ہے کہ میرے دل میں جو ان کی بابت خیالات تھے وہ پہلی ملاقات میں مبدل ہو گئے جس کی صورت یہ ہوئی کہ میں ان کے مکان پر دھوپ میں بیٹھا تھا وہ آیا اور آتے ہی بغیر اس کے کہ السلام علیکم کہیں یہ کہا تم کہاں سے آئے ہو، کیا کام کرتے ہو۔ میں ایک طالب علم علماء کا صحبت یافتہ اتنا جانتا تھا کہ آتے ہوئے السلام علیکم کہنا سنت ہے فوراً میرے دل میں آیا کہ اس نے مسنون طریقہ کی پرواہ نہیں کی کیا وجہ ہے مگر چونکہ حسن ظن غالب تھا اس لئے یہ وسوسہ دب کر رہ گیا۔

جن دنوں اس نے مسیحیت موعود کا دعویٰ کیا۔ میں ابھی تحصیل علم سے فارغ نہیں ہوا تھا۔ آخر بعد فراغت میں آیا تو مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ دل میں تڑپ تھی استخارے کئے، دعائیں مانگیں، خواب دیکھے جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا قادیانی نے مجھے اپنے مخالفوں

Marfat.com

میں سمجھ کر مجھ کو قادیان میں پہنچ کر گفتگو کرنے کی دعوت دی جس دعوت کے الفاظ یہ ہیں:

''مولوی ثناء اللہ اگر سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیشگوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیشگوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔اور آمد ورفت کا کرایہ علیحدہ''۔

(اعجاز احمدی ص:۱۱خزائن ج۱۹ص:۱۱۷،۱۱۸)

یہ بھی لکھا:

''یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سو پیشگوئیاں میں نے لکھی ہیں تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے اور در بدر گدائی کرنے سے نجات ہوگی بلکہ ہم اور پیشگوئیاں بھی مع ثبوت ان کے سامنے پیش کر دیں گے اور اسی وعدہ کے موافق پیشگوئی دیتے جائیں گے۔اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔پس اگر میں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا وہ سب ان کی نذر ہوگا۔جس حالت میں دو دو آنہ کیلئے وہ در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مردوں کے کفن [1] اور وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے۔ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو جانا ان کے لئے ایک بہشت ہے لیکن اگر میرے اس بیان کی طرف توجہ نہ کریں اور اس تحقیق کے لئے بہ پابندیٔ شرائط مذکورہ جس میں بشرط ثبوت تصدیق ورنہ تکذیب دونوں شرط ہیں۔قادیان میں نہ آئیں تو پھر لعنت ہے اس لاف وگزاف پر جو انہوں نے موضع مُدّ میں مباحثہ کے وقت کی اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لا تقف ما لیس لك به علم** گمراہوں نے بغیر علم اور پوری تحقیق کے عام لوگوں کے سامنے تکذیب کی کیا یہی ایمانداری

---

[1] محض جھوٹ!!......مرزا قادیانی کا کوئی مرید ثابت کرے تو ایک ہزار روپیہ انعام۔(مصنف)

Marfat.com

ہے وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے جو بے وجہ بھونکتا ہے اور وہ زندگی لعنتی ہے جو بے شرمی سے گزرتی ہے۔''

(اعجاز احمدی ص:۲۳۔ خزائن ج۱۹ ص:۱۳۲)

''واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعے سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہوں گے:۔ وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔ اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر ان کی روسیاہی ثابت ہوجائے گی۔''

(اعجاز احمدی ص:۳۷۔ خزائن ج۱۹ ص:۱۴۸)

انجام اس کا یہ ہوا کہ میں نے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء مطابق ۱۰ شوال ۱۳۲۰ھ کو قادیان پہنچ کر مرزا قادیانی کو اطلاعی خط لکھا جو درج ذیل ہے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بنام مرزا غلام احمد قادیانی رئیس قادیان خاکسار تمہاری حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی صفحہ ۱۱، ۱۳ قادیان میں اس وقت حاضر ہے تمہاری دعوت قبول کرنے میں آج تک رمضان شریف مانع رہا، ورنہ اتنا توقف نہ ہوتا۔ میں اللہ جل شانہ، کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے تم سے کوئی ذاتی خصومت اور عناد نہیں۔ چونکہ تم (بقول خود) ایک ایسے عہدۂ جلیلہ پر ممتاز مامور ہو جو تمام بنی نوع کی ہدایت کے لئے عموماً اور مجھ جیسے مخلصوں کے لئے خصوصاً ہے اس لئے مجھے قوی امید ہے کہ تم میری تفہیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو گے اور حسب وعدہ خود مجھے اجازت دو گے کہ میں مجمع میں تمہاری پیشگوئیوں کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کروں۔ میں مکرر تمہیں اپنے اخلاص اور صعوبت سفر کی طرف توجہ دلا کر اسی عہدۂ جلیلہ کا واسطہ دیتا

Marfat.com

ہوں کہ تم مجھے ضرور ہی موقع دو گے۔''

(راقم ابوالوفاء ثناء اللہ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء)

مرزا قادیانی نے اس کا جواب دیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم! از طرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ۔ بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب آپ کا رقعہ پہنچا۔ آپ لوگوں کی صدق دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک وشبہات پیشگوئیاں کی نسبت یا ان کے ساتھ اور امور کی نسبت بھی جو دعویٰ سے تعلق رکھتے ہوں رفع کرا دیں تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہوگی اور اگر چہ میں کئی سال ہو گئے کہ اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز مباحثات نہیں کروں گا کیونکہ اس کا نتیجہ بجز گندی گالیوں اور اوباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ مگر میں ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنے کے لئے تیار ہوں اگر چہ آپ نے اس رقعہ میں دعویٰ تو کر دیا کہ میں طالب حق ہوں مگر مجھے تأمل ہے کہ اس دعویٰ پر آپ قائم رہ سکیں کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر ایک بات کو کشاں کشاں بیہودہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں خدائے تعالیٰ کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہرگز نہیں کروں گا سو وہ طریق جو مباحثات سے بہت دور ہے وہ یہ ہے کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنے کے لئے اوّل یہ اقرار کریں کہ آپ منہاج نبوت سے باہر نہیں جائیں گے اور وہی اعتراض کریں گے جو آنحضرت ﷺ پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یا حضرت یونس علیہ السلام پر عائد نہ ہوتا ہو اور حدیث اور قرآن کی پیشگوئیوں پر زد نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہوگی کہ آپ زبانی بولنے کے ہرگز مجاز نہیں ہوں گے۔ صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر دے دیں کہ میرا یہ اعتراض ہے۔ پھر آپ کو عین مجلس میں مفصل جواب سنایا

Marfat.com

جائے گا۔ اعتراض کے لئے لمبا لکھنے کی ضرورت نہیں، ایک سطر یا دو سطر کافی ہیں۔ تیسری یہ شرط ہوگی کہ ایک دن میں صرف ایک ہی اعتراض آپ کریں گے۔ کیونکہ آپ اطلاع دے کر نہیں آئے چوروں کی طرح آ گئے ہیں ہم ان دنوں بباعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں خرچ کر سکتے یاد رہے کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ عوام کالانعام کے روبرو آپ وعظ کی طرح لمبی گفتگو شروع کر دیں بلکہ آپ نے بالکل منہ بند رکھنا ہوگا جیسے صمٌ بکمٌ اس لئے کہ تا گفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ ہو جائے اول صرف ایک پیشگوئی کی نسبت سوال کریں۔ تین گھنٹہ تک اس کا جواب دے سکتا ہوں اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپ کو متنبہ کیا جائے گا کہ اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور لکھ کر پیش کرو۔ آپ کا کام نہیں ہوگا کہ اس کو سنا دیں۔ ہم خود پڑھ لیں گے مگر چاہیے کہ دو تین سطر سے زیادہ نہ ہو۔ اس طرز میں آپؐ کا کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ آپ تو شبہات دور کرانے آئے ہیں۔ یہ طریق شبہات دور کرانے کا بہت عمدہ ہے۔ میں باآواز بلند لوگوں کو سنا دوں گا کہ اس پیشگوئی کی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے اور اس کا یہ جواب ہے اسی طرح تمام وساوس دور کر دیئے جائیں گے لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے رنگ میں آپ کو بات کا موقعہ دیا جائے تو یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ ۱۴ جنوری ۱۹۰۳ء تک میں اس جگہ ہوں۔ بعد میں ۱۵ جنوری کو ایک مقدمہ پر جہلم جاؤں گا تو اگرچہ کم فرصتی ہے۔ مگر ۱۴ جنوری ۱۹۰۳ء تک تین گھنٹہ وقت آپ کے لئے خرچ کر سکتا ہوں۔ اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لیں تو یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا ورنہ ہمارا اور آپ لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے۔ خود خدا تعالیٰ فیصلہ کر دے گا۔

سوچ کر دیکھ لو کہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ بذریعہ تحریر جو سطر دو سطر سے زیادہ نہ ہو ایک گھنٹہ کے بعد اپنا شبہ پیش کرتے جائیں گے اور میں وہ وسوسہ دور

Marfat.com

کرتا جاؤں گا۔ ایسے صدہا آدمی آتے ہیں اور وسوسے دور کرا لیتے ہیں۔
ایک بھلا مانس شریف آدمی ضرور اس بات کو پسند کرلے گا اس کو اپنے
وساوس دور کرانے ہیں اور کچھ غرض نہیں لیکن وہ لوگ جو خدا سے نہیں
ڈرتے ان کی تو نیتیں ہی اور ہوتی ہیں۔ بالآخر اس غرض کے لئے کہ اب
آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہیں قادیان سے بغیر تصفیہ کے خالی نہ
جائیں۔ دو قسموں کا ذکر کرتا ہوں۔ اول چونکہ میں رسالہ ''انجام آتھم''
میں خدا تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی بحث[1] نہیں
کروں گا۔ اس وقت پھر اسی عہد کے مطابق قسم کھاتا ہوں کہ میں زبانی
آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گا۔ صرف آپ کو یہ موقعہ دیا جائے گا کہ آپ
اول ایک اعتراض جو آپ کے نزدیک سب سے بڑا اعتراض کسی پیشگوئی
پر ہو۔ ایک سطر یا دو سطر حد تین سطر لکھ کر پیش کریں جس کا مطلب یہ ہو کہ
یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور منہاج نبوت کی رو سے قابل اعتراض ہے
اور پھر چپ رہیں اور میں مجمع عام میں اس کا جواب دوں گا جیسا کہ مفصل
لکھ چکا ہوں۔ پھر دوسرے دن اسی طرح دوسرا اعتراض لکھ کر پیش
کریں۔ یہ تو میری طرف سے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس سے باہر
نہیں جاؤں گا اور کوئی زبانی بات نہیں سنوں گا اور آپ کی مجال نہیں ہوگی
کہ ایک کلمہ بھی زبانی بول سکیں اور آپ کو بھی خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ
آپ اگر سچے دل سے آئے ہیں تو اس کے پابند ہو جائیں اور ناحق فتنہ و
فساد میں عمر بسر نہ کریں اب ہم دونوں میں سے ان دونوں قسموں سے جو
شخص انحراف کرے گا اس پر خدا کی لعنت ہے اور خدا کرے کہ وہ لعنت کا
پھل بھی اپنی زندگی میں دیکھ لے۔ آمین۔ سو میں اب دیکھوں گا کہ آپ
سنت نبوی کے موافق اس قسم کو پورا کرتے ہیں یا قادیان سے نکلتے ہوئے

---

[1] محض جھوٹ!!...... مرزا قادیانی کا کوئی مرید ثابت کرے تو ایک ہزار روپیہ انعام۔ (مصنف)

Marfat.com

اس لعنت کو ساتھ لے جاتے ہیں اور چاہیے کہ اول آپ مطابق اس عہد مؤکد بقسم کے آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر لکھ کر بھیج دیں اور پھر وقت مقرر کر کے مسجد میں مجمع کیا جائے گا اور آپ کو بلایا جائے گا اور عام مجمع میں آپ کے شیطانی وساوس دور کر دیئے جائیں گے۔''

(مرزا غلام احمد بقلم خود)

اس خط کو دیکھ کر چاہیے تھا کہ میں مایوس ہو جاتا۔ مگر ارادہ کے مستقل آدمی سے یہ امید غلط ہے کہ وہ ایک آدھ مانع پیش آنے سے مایوس ہو جائے اس لئے میں نے پھر ایک خط لکھا جو درج ذیل ہے:

الحمد للّٰہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی.

''امابعد! از خاکسار ثناء اللہ۔ بنام غلام احمد قادیانی۔

تمہارا کا طولانی رقعہ مجھے پہنچا۔ افسوس کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا جبکہ میں تمہاری کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی ص ۱۱، ۲۳ حاضر ہوا ہوں اور صاف لفظوں میں رقعہ اولیٰ میں انہی صفحوں کا حوالہ دے چکا ہوں تو پھر اتنی طویل کلام جو تم نے کی ہے بجز العادۃ طبیعۃ ثانیہ کے اور کیا معنی رکھتی ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ تم اعجاز احمدی کے صفحات مذکورہ پر تو اس نیاز مند کو تحقیق کے لئے بلاتے ہیں اور لکھتے ہو کہ میں (خاکسار) آپ کی پیشگوئیوں کو جھوٹی ثابت کر دوں تو فی پیشگوئی مبلغ سو روپیہ انعام لوں اور اس رقعہ میں تم مجھ کو ایک دو سطریں لکھنے کا پابند کرتے ہیں اور اپنے لئے تین گھنٹے تجویز کرتے ہیں **تلك اذًا قسمة ضیزیٰ.**

بھلا یہ تحقیق کا طریق ہے میں ایک دو سطریں لکھوں اور تم تین گھنٹے تک بولتے جاؤ۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ تم مجھے دعوت دے کر پچھتا رہے ہیں اور اپنی دعوت سے انکاری ہو اور تحقیق سے اعراض کرتے ہو۔ جس کی بابت تم نے مجھے ص ۲۳ پر دعوت دی ہے۔ غلام

Marfat.com

احمد قادیانی! کیا انہیں ایک دو سطروں کے لکھنے کے لئے تم نے مجھے در دولت پر حاضر ہونے کی دعوت دی تھی، جس سے عمدہ میں امرتسر میں ہی بیٹھا ہوا کر سکتا تھا مگر چونکہ میں اپنے سفر کی صعوبت کو یاد کر کے بلا نیل المرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں جانتا۔ اس لئے میں تمہاری بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہوں کہ میں دو تین سطریں ہی لکھوں گا اور تم بلاشک تین گھنٹے تک تقریر کرنا مگر اتنی اصلاح ضرور ہوگی کہ میں اپنی دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہو کر سناؤں گا اور ہر ایک گھنٹے کے بعد پانچ منٹ نہایت دس منٹ تک تمہارے جواب کی نسبت رائے ظاہر کروں گا اور چونکہ تم مجمع عام پسند نہیں کرتے اس لئے فریقین کے آدمی محدود ہوں گے جو پچیس پچیس سے زائد نہ ہوں گے۔ تم نے میرا بغیر اطلاع آنا چوروں کی طرح کہا ہے کیا مہمانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں۔ اطلاع دینا تم نے شرط نہیں کیا تھا۔ علاوہ اس کے تمہیں تو آسمانی اطلاع ہوگئی ہوگی۔ تم نے جو مضمون سنانا ہے وہ اسی وقت مجھ کو دے دینا۔ کاروائی آج ہی شروع ہو جائے تمہارے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سا سوال بھیج دوں گا۔ باقی لعنتوں [1] کی بابت وہی عرض ہے جو حدیث میں ہے۔''

(۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء)

اس کا جواب جناب مرزا قادیانی نے خود نہیں لکھا بلکہ اُس کی طرف سے مولوی محمد احسن امروہی نے لکھا جو درج ذیل ہے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً۔

مولوی ثناء اللہ صاحب! آپ کا رقعہ حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں سنا دیا گیا۔ چونکہ

---

[1] وہ یہ ہے کہ لعنت کا مخاطب اگر لعنت کا حق دار نہیں تو کرنے والے پر پڑتی ہے۔ (مصنف)

Marfat.com

مضامین اس کے محض عناد و تعصب آمیز تھے جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے صاف ظاہر ہوتی تھی۔ لہذا حضرت اقدس کی طرف سے آپ کو یہی جواب کافی ہے کہ آپ کو تحقیق حق منظور نہیں ہے اور حضرت انجام آتھم میں نیز اپنے خط مرقومہ جواب رقعہ میں قسم کھا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے ہیں کہ مباحثہ کی شان سے مخالفین سے کوئی تقریر نہ کریں گے۔ [1] خلاف معاہدہ الٰہی کے کوئی مامور من اللہ کیونکر کسی فعل کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ طالب حق کے لئے جو طریق حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے کیا وہ کافی نہیں۔ لہذا آپ کی اصلاح جو بطرز شان مناظرہ آپ نے لکھی ہے وہ ہرگز منظور نہیں ہے اور یہ بھی منظور نہیں فرماتے کہ جلسہ محدود ہو، بلکہ کہا ہے کہ کل قادیان وغیرہ کے اہل الرائے مجتمع ہوں تاکہ حق و باطل سب پر واضح ہو جائے۔"

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء

گواہ شد: محمد سرور ابو سعید عفی عنہٗ خاکسار محمد احسن بحکم حضرت امام الزماں۔

بس اب ناامیدی ہوگئی تو میں مع اپنے مصاحبوں کے یہ کہتا ہوا چلا آیا۔

ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم

خاکسار پر آخری نظر عنایت:

بلائیں زلفِ جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے
بلا یہ کون لیتا جان پر لیتے تو ہم لیتے

میرا روئے سخن مرزا قادیانی کے ساتھ اور بزرگان علماء کرام کے بعد شروع ہوا۔ مگر کیفیت میں ان سے بڑھ گیا تھا اس لئے مرزا قادیانی نے آخری نظر عنایت جو مجھ پر کی۔ خود اُسی کے لفظوں میں درج ذیل ہے۔ مرزا قادیانی نے لکھا:

---

[1] غلط ہے۔ (مصنف)

Marfat.com

''اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں در حقیقت کذاب، مفسد ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ **ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انست خیر الفاتحین. آمین.**

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔

اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔''

الراقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص: ۵۷۸، ۵۷۹)

اس اشتہار کی اشاعت کے بعد ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر میں مرزا قادیانی کی روزانہ ڈائری یوں چھپی:

''ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل میری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداع صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔''

(مرزا) (ملفوظات ج ۹ ص: ۲۶۸۔ اخبار بدر قادیان ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء ص: ۷ کالم ۱)

نتیجہ یہ ہوا:

کہ جناب مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو انتقال کر گیا۔

اُس کے انتقال کی خبر اخبار الحکم کے خاص پرچہ میں جن لفظوں میں سنائی گئی وہ درج ذیل ہیں:

Marfat.com

وفات مسیح:

برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے کہ حضرت امامنا ومولانا حضرت مسیح موعود مہدی معہود (مرزا صاحب قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور دل سخت کمزور تھا اور نبض ساقط ہو جایا کرتی تھی عموماً مشک وغیرہ کے استعمال سے واپس آجایا کرتی تھی۔ اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو جب کہ آپ سارا دن ''پیغام صلح'' کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر حضور کو پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے مجھے حکم بھیجا تو بنوا کر بھیج دی گئی مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور قریباً ۱۱ بجے اور ایک دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہو گئی اور مجھے اور حضرت خلیفہ نور الدین صاحب کو طلب فرمایا...... مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئی نیند آنے سے آرام آجائے گا۔ ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے مگر تقریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا۔ جس سے نبض بالکل بند ہو گئی اور مجھے اور مولانا خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا، چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی اس لئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا۔ مگر نبض واپس نہ آئی۔ یہاں تک کہ سوا دس بجے صبح ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(ضمیمہ الحکم غیر معمولی پرچہ الحکم مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

اور خاکسار مصنف (ابو الوفا ثناء اللہ مورد عتاب مرزا) تا حال (جون ۱۹۲۳ء تک) بفضلہ تعالیٰ زندہ ہے اور مرزا قادیانی آج سے ۱۵ سال پہلے فوت ہو چکا۔ آہ!

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم بہار آخر شد

Marfat.com

قادیانی مرتد پر قہر خداوندی

(رسالہ ''قہر الدیان علیٰ مرتد بقادیان'')

حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: 14 جون 1856ء **وفات:** 26 اکتوبر 1921ء

Marfat.com

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے، دعا کرنے والے کے لئے کفایت فرماتا اور سنتا ہے، اللہ کے بغیر کو منتہٰی نہیں بے شک میرا رب جس پر چاہے لطف فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صلوٰتیں، تسلیمات اور برکتیں جو بڑھتی ہیں اور انتہا سے پاک ہیں تمام انبیاء علیہم السلام کے خاتم پر، تو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تام یا ناقص نبوت کا مدعی ہوا تو وہ کافر ہوا اور گمراہ۔ اللہ تعالیٰ ہر سرکش باغی، کھلے نافرمان اور اپنی خواہش کے گڑھے میں گرنے والے پر غالب و بلند ہے۔ اے باری تعالیٰ! ہمیں ذلت، رسوائی، پھسلنے اور بدبختی سے محفوظ فرما۔ یا اللہ! ہماری اپنی خاص مدد فرما ہر باغی اور سرکش اور جو بھی گمراہ ہو اور گمراہ کرتا ہو سیدھے طریقے سے ان سب کے خلاف اور رحمت نازل فرما ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی آل واصحاب رضی اللہ عنہم پر ہمیشہ ہمیشہ، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک احد الصمد ہے اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے خاص بندے اور برحق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اس کا دین ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے آل واصحاب رضی اللہ عنہم پر دائمی (ت)''

Marfat.com

اللہ اکبر علی من عتا وتکبر

(اللہ تعالیٰ ہر سرکش اور متکبر پر غالب وبلند ہے۔ت)

مدّتے ایں مثنوی تاخیر شُد

مُہلتے بایست تا خُوں شیر شد

ترجمہ: ''اس مثنوی کو ایک مدت تاخیر ہوئی، خون کے دودھ بننے کے لئے مدت چاہیے''۔ت

اللہ عزوجل اپنے دین کا ناصر، اپنے بندوں کا کفیل، **وحسبنا اللہ ونعم الوکیل** رسالہ ماہانہ ردِ قادیانی کی ابتدا حکمت الٰہیہ نے اس وقت پر رکھی تھی کہ یہاں دو چار جاہلانِ محض اس کے مرید ہو آئے، مسلمانوں نے حسب حکم شرع شریف ان سے میل جول، ارتباط، سلام کلام یک لخت ترک کر دیا، دین میں فساد، مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والوں نے یہ **العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر** (القرآن الکریم ۲۱/۳۲) (بڑے عذاب سے قبل دنیاوی چھوٹا عذاب) چکھا، مسلمانوں پر حملے میں اپنی چلتی میں کوئی کمی نہ کی، بس نہ چلا تو متواتر عرضیاں دیں کہ ہمارا پانی بند ہے، ہم پر زندگی تلخ ہو، بیدار مغز حکومت ایسی لغویات کو کب سنتی، ہر بار جواب ملا کہ مذہبی امور میں دست اندازی نہ ہوگی، سائلان آپ اپنا انتظام کریں، آخری بحکم آنکہ ع

دست بگیرد سر شمشیر تیز

(تیز تلوار کا سرا ہاتھ میں پکڑا۔ت)

ایک بے قید پرچے روہیل کھنڈ گزٹ میں اشتہار چھاپا کہ عمائد شہر اگر علمائے طرفین سے مناظرہ کرائیں اور وہ بھی اس شرط پر کہ دونوں طرف سے خود وہی منتظم رہیں تو ہمیں اطلاع دیں کہ ہم بھی مرزائی ملاؤں کو بلالیں اور اس میں علمائے اہل سنت کی شان میں کوئی دقیقہ بدزبانی واکاذیب بہتانی وکلمات شیطانی کا اٹھا نہ رکھا، یہ حرکت نہ فقط ان بے علم بے فہم مرزائیوں بلکہ بعونہ تعالیٰ خود مرزا کے حق میں **کالباحث عن حتفہ بظلفہ** (اس کی طرح جو اپنی موت اپنے کُھر سے کرید کر نکالے) سے کم نہ تھی۔

ست باز و بجھل میفگند

پنجہ بامرد آھنیں چنگال

Marfat.com

(ہر فاہم و جاہل کو چھیڑا، آہنی پنجے والے مرد سے پنجہ آزمائی کی۔ت)

مگر ازانجا کہ **عسٰی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم** (القرآن الکریم ۲/۲۱۶)

(قریب ہے کہ تم ناگوار سمجھو گے بعض چیزیں اور وہ تمہارے لئے بہتر ہوں گی۔) ع

خدا شرے بر انگیزد کہ خیر ما دراں باشد

(اللہ تعالیٰ ایسا شر لاتا ہے جس میں ہماری خیر ہو۔ت)

یہ ایک غیبی تحریک خیر ہوگئی جس نے اس ارادۂ رسالہ کی سلسلہ جنبانی فرمادی، اشتہار کا جواب اشتہاروں سے دیا گیا۔ مناظرہ کیلئے ابکار افکار مرزا قادیانی کو پیام دیا، اس کے ہولناک اقوال ادعائے رسالت و نبوت و افضلیت من الانبیاء علیہم السلام۔ وغیرہا کفر و ضلال کا خاکہ اڑایا، گالیوں کے جواب میں گالی سے قطعی احتراز کیا، صرف اتنا دکھادیا کہ تمہاری آج کی گالی نرالی نہیں، قادیانی تو ہمیشہ سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و انبیائے سابقین علیہم السلام و ائمہ دین سب کو گالیاں سناتا رہا ہے، ہر عبارت اس کی کتابوں سے بحوالہ صفحہ مذکور ہوئی، مضمون کثیر تھا، متعدد پرچوں میں اشاعت منظور ہوئی، ''ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری'' نام رکھا گیا، اس میں دعوت مناظرہ، شرائط مناظرہ، طریق مناظرہ، مبادی مناظرہ سب کچھ موجود ہے۔

اس مختصر تحریر نے اپنی سلک منیر میں متعدد سلاسل لئے۔

۱۔ سلسلہ دشنام ہائے قادیانی بر حضرت ربانی و رسولانِ رحمانی و محبوبانِ یزدانی۔

۲۔ سلسلہ کفریات و ضلالات قادیانی۔

۳۔ سلسلہ تناقضات و تہافتات قادیانی۔

۴۔ سلسلہ دجالی و تلبیساتِ قادیانی۔

۵۔ سلسلہ جہالات و بطالاتِ قادیانی۔

۶۔ سلسلہ تاصیلات۔

۷۔ سلسلہ سوالات۔

اور واقعی وقتی ضروریات مختلف مضامین پر کلام کی متقضی ہوتی ہیں اور اس کے اکثر رسائل اُلٹ پھیر کر انہیں ڈھاک کے تین پات کے حامل، لہٰذا ہر رسالے کے جداگانہ رو سے انہیں سلاسل کا انتظام احسن و اولیٰ۔

Marfat.com

اب بعونہٖ تعالیٰ اسی ہدایت نوری سے ابتدائے رسالہ ہے اور مولیٰ تعالیٰ مدد فرمانے والا ہے، اس کے بعد وقتاً فوقتاً رسائل ومضامین حسب حاجت اندراج گزین مناسب کہ جو کلام جس سلسلے کے متعلق آتا جائے بہ شمار سلسلہ اسی کی سلک میں انسلاک پائے، جو نیا کلام ان سلاسل سے جدا شروع ہو اس کے لئے تازہ سلسلہ موضوع ہو۔ اعتراضات کے تازیانے جن کا شمار خدا جانے اول تا آخر ایک سلسلے میں منصوداور ہر اعتراض حاشیہ پر تازیانہ یا اس کی علامت ﴿ت﴾ لکھ کر جدا معدود۔

مسلمانوں سے تو بفضلہٖ تعالے یقینی امید مدد وموافقت ہے، مرزائی بھی اگر تعصب چھوڑ کر خوف خدا اور روز جزاء سامنے رکھ کر دیکھیں تو بعونہٖ تعالیٰ امید ہدایت ہے۔

وما توفیقی الّا باللّٰہ علیه توکّلت والیه انیب وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد واٰلہٖ وصحبه انه هو القریب المجیب۔

ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسول الکریم خاتم النبیین واٰله وصحبه اجمعین ط

اس میں قادیانی کو دعوت مناظرہ اور اس کے بعض سخت ہولناک اقوال کا تذکرہ ہے

اللہ عزوجل مسلمانوں کو دین حق پر استقامت اور اعدائے دین پر فتح ونصرت بخشے، آمین!

روہیلکھنڈ گزٹ مطبوعہ یکم جولائی 1995ء میں تصور حسین نیچہ بند کے نام سے ایک مضمون بعنوان ''اطلاع ضروری'' نظر سے گزرا جس میں اولاً علمائے اہل سنت نصرھم اللہ

Marfat.com

تعالیٰ پر سخت زبان درازی وافتراء پردازی کی ہے، کوئی دقیقہ توہین کا باقی نہ رکھا، اور آخر میں عمائد شہر کو ترغیب دی ہے کہ علمائے طرفین میں مناظرہ کرادیں کہ حق جس طرف ہو ظاہر ہو جائے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ نیچہ بند صاحب جیسے بے علم فاضل، کیا کلام وخطاب کے قابل، بلکہ فوج کی اگاڑی آندھی کی پچھاڑی مشہور ہے، جس فوج کی یہ اگاڑی یہ ہراول، اس کی پچھاڑی معلوم از اول، مگر اپنے دینی بھائیوں سے دفعِ فتنہ لازم، لہذا دونوں باتوں کے جواب کو یہ ہدایت نوری دو عدد پر منقسم، آئندہ حسب حاجت اس کے شمار کا اللہ عالم (پہلے عدد میں) ان گالیوں کا جواب متین جو علمائے اہل سنت کو دی گئیں۔

پیارے بھائیو!

عزیز مسلمانو!

کیا یہ خیال کرتے ہو کہ ہم گالیوں کا جواب گالیاں دیں؟ حاشا اللہ ہرگز نہیں بلکہ ان دل کے مریضوں اور ان کے ساختہ مسیح مرزا قادیانی کو گالی کے جواب میں یہ دکھائیں گے، ان کی آنکھیں صرف اتنا دکھا کر کھولیں گے کہ:

شُشہ دہنو!

تمہاری گندی گالی تو آج کی نئی نرالی نہیں، قادیانی بہادر ہمیشہ سے علماء رحمتہ اللہ علیہ اجمعین وائمہ رحمتہ اللہ علیہ اجمعین کو سڑی گالیاں دینے کا دھنی ہے۔

استغفر اللہ!

علماء وائمہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی کیا گنتی، وہ کون سی شدید خبیث ناپاک گالی ہے جو اس نے اللہ کے محبوبوں، اللہ کے رسولوں علیہم السلام بلکہ خود اللہ واحد القہار کی شان میں اٹھا رکھی ہے، یہ اطلاع ضروری کی پہلی بات کا جواب ہوا۔

(دوسرے عدد) میں بعونہ تعالیٰ قادیانی مرزا کو دعوتِ مناظرہ ہے، اس میں شرائط مناظرہ مندرج ہیں اور نیز اس کا طریق مذکور ہے جو نہایت متین ومہذب اور احتمال فتنہ سے یکسر دور ہے، اس میں قادیانی کی طرح فریق مقابل پر شرائط میں کوئی سختی نہ رکھی گئی، بلکہ قادیانی کی باگ ڈھیلی کی اور اس کی تنگی کھول دی گئی ہے، اس میں بحولہ تعالیٰ شرائط کے ساتھ مبادی بھی ہیں جو کمال تہذیب ومتانت سے ضلالتِ ضال کے کاشف اور مناظرۂ حسنہ کے بادی بھی ہیں۔

Marfat.com

ایک مدعی وحی کو لازم کہ اپنے وحی کنندوں کو جورات دن اس پر اترتے رہتے ہیں جمع کر رکھے اور اپنی حال کی اور پچھلی قوت سب حق کا وار سہارنے کے لئے ملا لے۔ ہاں ہاں قادیانی کو تیار ہو رہنا چاہیے اس سخت وقت کے لئے جب واحد القہار اپنی مدد مسلمانوں کے لئے نازل فرمائے گا اور جھوٹی مسیحی، جھوٹی وحی کا سب جال پیچ بعونہٖ کھل جائے گا۔

ترجمہ: اور یہ اللہ تعالیٰ پر گراں نہیں، اس ذات کی مدد غالب جس نے فرمایا اور اس کا فرمان برحق ہے کہ ہمارا تیار کردہ لشکر ہی ان پر غالب رہے گا، اور اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز راہ نہ دے گا، الحمد للہ رب العالمین۔ (ت)

یہ دوسرا عدد بحولہٖ تعالیٰ اس کے متصل ہی آتا ہے، اب بعونہٖ تعالیٰ پہلے عدد کا آغاز ہوتا ہے۔

ترجمہ: اور مجھے صرف اللہ تعالیٰ سے توفیق ہے اور اسی پر بھروسا ہے اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔ (ت)

عددِ اوّل

اللہ کے محبوبوں، اللہ کے رسولوں حتیٰ کہ خود اللہ عزوجل پر قادیانی کی لچھے دار گالیاں

مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہارا مالک و مولیٰ تمہیں کفر و کافرین کے شر سے بچائے، قادیانی نے سب سے زیادہ اپنی گالیوں کا تختہ مشق رسول اللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو بنایا ہے اور واقعی اسے اس کی ضرورت بھی تھی، وہ مثیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلکہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا دوسرے لفظوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اوتار 1 بنا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام اوصاف اپنے میں بتاتا ہے اور حقیقت دیکھئے تو مسیح صادق کی جمیع اوصاف

1۔ اوتار کا لفظی معنی ہے "ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق خدا کا کسی انسان کے جسم میں داخل ہو کر مخلوق کی اصلاح کے لئے دنیا میں آنا" (مرتب)

Marfat.com

حمیدہ سے اپنے آپ کو خالی اور اپنے تمام شنائع ذمیمہ سے اس پاک مبارک رسول کو منزّہ پاتا ہے لہٰذا ضروری ہوا کہ ان کے معجزات، ان کے کمالات سے یک لخت انکار اور اپنی تمام شنیع خصلتوں، ذمیم حالتوں کی ان پر بوچھاڑ کرے جب تو اوتار بنا ٹھیک اترے۔ میں یہاں اس کی گالیاں جمع کروں تو دفتر ہو لہٰذا اس کی خرواہر سے مُشتِ نمونہ پیش نظر ہو۔

فصل اوّل

رسول اللہ عیسیٰ بن مریم اور ان کی ماں علیہما الصلوٰۃ والسلام پر قادیانی کی گالیاں

تازیانہ:

ت ۱: (۱) اعجازِ احمد ص ۱۳ پر صاف لکھ دیا کہ: ''یہود عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں۔

ت ۲: کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے

ت ۳: اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں''۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قرآن عظیم پر بھی جڑ دی کہ وہ ایسی باطل بات بتا رہا ہے جس کے ابطال پر متعدد دلائل قائم ہیں۔

ت ۴ و ۵: (۲) ایضاً ص ۲۴: ''کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے''۔ [۱]

ت ۶: (۳) ایضاً ص ۲۴: ''ان کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں''۔ یہ بھی صراحۃً نبوتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکار ہے کیونکہ قادیانی خود اپنی ساختہ کشتی ص ۵ پر کہتا ہے: ''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں''۔

---

[۱]: یہ خود ان کا اپنا عقیدہ ہے بظاہر انجیل کے سر تھوپا ہے، خود اسے اپنے یہاں حدیث سے ثابت مانتا ہے، اس کا بیان ان شاء اللہ آگے آتا ہے۔

Marfat.com

۷: نیز پیشگوئی لیکھرام آخر دافع الوساوس صفحہ ۷ پر کہتا ہے: ''کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے''۔

۸: ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۷ پر کہا: ''کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا''۔

۹: اور کشتی ساختہ میں اپنی نسبت یوں لکھتا ہے صفحہ ۶: ''اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اسے نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی''۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اس کے لئے تو بھاری عزت ہے اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ خواری وذلت ہے جس سے بڑھ کر کوئی رسوائی نہیں، **الا لعنة الله على الظّٰلمين**۔

(۴) دافع البلاء ٹائیٹل پیج ص ۳: ''ہم مسیح کو بے شک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا، واللہ اعلم، مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا''۔ رسول اللہ ﷺ اور وہ بھی ان پانچ مرسلین اولوالعزم سے کہ تمام رسولوں سے افضل ہیں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت محمد ﷺ اس کی صرف اتنی قدر ہے کہ

ت ۱۰: ایک راستباز آدمی تھا جو ان کی خاک پا کے ادنی غلاموں کا بھی پورا وصف نہیں تو بات کیا،

ت ۱۱: وہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت باطل ہے فقط ایک نیک شخص تھا وہ بھی نہ ایسا کہ دوسرے کو نجات ملنے کا واقعی سبب ہو سکے بلکہ حقیقی نجات دہندہ نبی ﷺ تھے، اور اب قادیانی ہے۔ (نعوذ باللہ)

ت ۱۲: کہ اسی کے متصل کہتا ہے کہ: ''حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر، خاکسار غلام احمد از قادیان''۔

(۵) پھر یہاں تک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک راستباز آدمی اور اپنے بہت اہل زمانہ سے اچھا ہونا یقینی تھا۔

ت ۱۳: کہ بے شک اور البتہ کے ساتھ کہا، نوٹ میں چل کر وہ یقین بھی زائل ہوگا، اس صفحہ پر کہا: ''یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

کے وقت میں بعض راستباز اپنی راستبازی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی اعلیٰ ہوں"۔

اے سبحان اللہ! ؎

ایماں یقین شعار باید
حسن ظن تو چکار آید

(پختہ ایمان انسان کا شعار ہونا چاہیے صرف اچھا گمان تیرے کیا کام آئے گا) ت

ت ۱۴: (۶) پھر ساتھ لگے خدا کی شریعت بھی ناقص، وہ تمام ہوگئی، اسی کے صفحہ ۴ پر کہا: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے"۔

(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی راستبازی پر شراب خوری اور انواع انواع بداطواری کے داغ بھی لگ گئے، ایضاً صفحہ ۴:

ت ۱۵: "مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ (یعنی یحییٰ علیہ السلام)

ت ۱۶: شراب نہ پیتا تھا کبھی اور نہ سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اسکے سر پر

ت ۱۷: عطر ملا تھا یا ہاتھوں پر اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن مجید میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نام حَصُور رکھا مگر مسیح علیہ السلام کا نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

ت ۱۸: (۸) اسی ملعون قصے کو اپنے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷ میں یوں لکھا: "آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک

ت ۱۹: جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور زنا کاری

ت ۲۰: کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے"۔

Marfat.com

ت ۲۱ تا ۳۶: اسی رسالہ میں صفحہ ۴ سے صفحہ ۸ تک مناظرہ کی آڑ لے کر خوب ہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ اللہ عزوجل کے سچے مسیح حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو

(۹) نادان اسرائیلی۔

(۱۰) شریر۔

(۱۱) مکار

(۱۲) بدعقل

(۱۳) زنانے خیال والا

(۱۴) فحش گو

(۱۵) بدزبان

(۱۶) کٹیل

(۱۷) جھوٹا

(۱۸) چور

(۱۹) علمی

(۲۰) عملی قوت میں بہت کچا

(۲۱) خلل دماغ والا

(۲۲) گندی گالیاں دینے والا

(۲۳) بدقسمت

(۲۴) نرا فریبی

(۲۵) پیرو شیطان وغیرہ وغیرہ

خطاب اس قادیانی دجال نے دیئے۔

ت ۳۷: (۲۶) صاف لکھ دیا صفحہ ۶: ''حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا''۔

ت ۳۸: (۲۷) ''اس زمانے میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، آپ علیہ السلام سے کوئی معجزہ ہوا بھی ہو تو وہ آپ علیہ السلام کا نہیں اس تالاب کا ہے، آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ نہ تھا''۔

Marfat.com

ت ۳۹: (۲۸) انتہا یہ کہ صفحہ ۷ پر لکھا: ''آپ علیہ السلام کا خاندان بھی نہایت پاک ومطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ علیہ السلام کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے

ت ۴۰: آپ علیہ السلام کا وجود ہوا''۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون خدائے قہار کا حلم کہ رسول اللہ کو بکثرت (۱) وبے حیلہ یہ ناپاک گالیاں دی جاتی ہیں اور آسمان نہیں پھٹتا۔ ان شدید ملعون گالیوں کے آگے ان لچھے دار شرافتوں کا کیا ذکر جو نیچہ بند صاحب نے علماء اہل سنت کو دیں ان کا پیر تو نانی دادی تک کی دے چکا الا لعنة اللّٰہ علی الظّٰلمین

(۲۹) وہ پاک کنواری مریم صدیقہ کا بیٹا کلمۃ اللہ جسے اللہ نے بے باپ کے پیدا کیا نشان سارے جہاں کیلئے۔ قادیانی نے اس کیلئے دادیاں اور ایک جگہ اس کا دادا بھی لکھا ہے اور اس

ت ۴۱ کے حقیقی بھائی سگی بہنیں بھی لکھی ہیں۔ ظاہر ہے کہ دادا، دادی، حقیقی بہنیں، سگے بھائی

تا ۴۴: اسی کے ہو سکتے ہیں جس کیلئے باپ ہو، جس کے نطفے سے وہ بنا ہو، پھر بے باپ کے پیدا ہونا کہاں رہا؟ یہ قرآن عظیم کی تکذیب اور طیبہ طاہرہ مریم کو سخت گالی ہے۔

ت ۴۵: کشتی ساختہ صفحہ ۱۶ پر لکھا: ''مسیح تو مسیح ہیں اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں، مسیح کی دونوں ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں'' اور خود ہی اس کے نوٹ میں لکھا: ''یسوع مسیح علیہ السلام کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع مسیح علیہ السلام کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے''۔

ت ۴۶: دیکھو کیسے کھلے لفظوں میں یوسف بڑھئی کو سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ کا باپ بنا دیا اور اس صریح کفر میں صرف ایک پادری کے لکھ جانے پر اعتماد کیا۔ ہاں ہاں یقین جانو آسمانی قہر سے واحد القہار سے سخت لعنت پائے گا وہ جو ایک پادری کی بے معنی زٹل (۲) سے قرآن مجید کو رد کرتا ہے۔

ت ۴۷: (۳۰) نیز اسی دافع البلاء کے صفحہ ۱۵ پر لکھا: ''خدا ایسے شخص (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا جسکے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے''۔

۱: خبیث حیلہ مناظرہ کا ہے، اس کا رد عنقریب آتا ہے۔ (مصنف) بحیلہ کا لفظی معنی ''بکثرت'' ہے۔ (مرتب)

۲ بے معنی/فضول (مرتب)

Marfat.com

یہ ان گالیوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو ایک ہلکی سی گالی ہے کہ اس کے فتنے نے دنیا تباہ کر دی مگر اس میں دو شدید گالیاں اور ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ فصل سوم میں مذکور ہوں گی۔

ت ۴۸: (۳۱) اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۳ پر لکھا:

کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ

ان مرسلین اولو العزم کا کامل ہادی ہونا بالائے طاق، پورے مہدی بھی نہ ہوئے، اور کامل کون ہیں؛ جناب قادیانی۔ دیکھو اسی کا صفحہ ۱۲ و ۱۳۔

ت ۴۹ (۳۲) مواہب الرحمٰن پر صاف لکھ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودی تھا:

ت ۵۰: **لو قدر اللّٰہ رجوع عیسی الذی ھو من الیھود لرجع العزۃ الی تلک الیوم** ''اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہودی عیسیٰ کا دوبارہ آنا مقدر کیا تو عزت اس دن

ت ۵۱: لوٹ آئے گا۔ ت) ظاہر ہے کہ یہودی مذہب کا نام ہے نہ کہ نسب کا، کیا مرزا کہ پارسیوں کی اولاد ہے مجوسی ہے۔

قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکفیر کر دی:

ت ۵۲: (۳۳) حد یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کر دی۔

مسلمانو! وہ اتنا احمق نہیں کہ صاف حرفوں میں لکھ دے عیسیٰ کافر تھا بلکہ اس کے مقدمات متفرق کر کے لکھے، یہ تو دشنام سوم میں سن چکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت رسوائیاں ہوئیں، اور کشتی ساختہ صفحہ ۱۸ پر کہتا ہے: ''جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے، کون خدا پر ایمان لایا صرف وہی جو ایسے ہیں''۔ دیکھو کیسا صاف بتا دیا کہ جسے خدا پر ایمان ہے ممکن نہیں کہ اسے خدا رسوا کرے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رسوا کیا تو ضرور اسے خدا پر ایمان نہ تھا اور کیا کافر کہنے کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ **الا لعنۃ اللّٰہ علی الکفرین۔**

قصد تھا کہ فصل اول یہیں ختم کی جائے کہ اتنے میں قادیانی کی ازالۃ الاوہام ملی، اس کی برہنہ گوئیاں بہت بے لاگ اور قابلِ تماشا ہیں۔

Marfat.com

معجزات مسیح علیہ السلام کی تحقیر وانکار:

(۴۴) یہ جو مثیل مسیح بنا اور اس پر لوگوں نے مسیح علیہ السلام کے معجزے مثلاً مردے جلانا اس سے طلب کئے تو صاف جواب دیتا ہے صفحہ ۱۳: ''احیاء جسمانی کچھ چیز نہیں، احیاء روحانی کے لئے یہ عاجز آیا ہے۔''

دیکھو وہ ظاہر باہر قاہر معجزہ جسے قرآن عظیم نے جابجا کمال تعظیم کے ساتھ بیان فرمایا اور آیۃ اللہ ٹھہرایا، قادیانی کیسے کھلے لفظوں میں اس کی تحقیر کرتا ہے کہ وہ کچھ نہیں، پھر اس کے متصل کہتا ہے صفحہ ۴ ''ماسوائے اس کے اگر مسیح علیہ السلام کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء یا غلط فہمی سے گھڑے ہیں تو کوئی عجوبہ ۵۳ تا
نظر نہیں آتا بلکہ مسیح علیہ السلام کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی ۴۷:
اور نبی کے خوارق پر ایسے شبہات ہوں، کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا''۔

دیکھو: ''کوئی عجوبہ نظر نہیں آتا'' کہہ کر ان کے تمام معجزات سے کیسا صاف انکار کیا اور تالاب کے قصے سے اور بھی پانی پھیر دیا اور آخر میں لکھا صفحہ ۴ و ۵: ''زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے ہیں کہ میں ہرگز کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا مگر پھر بھی عوام الناس ایک انباء معجزات کا ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں''۔

غرض اپنی مسیحیت قائم رکھنے کو نہایت کھلے طور پر تمام معجزات مسیح وتصریحات قرآن عظیم سے صاف منکر ہے اور پھر مہدی ورسول ونبی ہونے کا ادعاء، مسلمان تو مکذب قرآن مجید کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے، قطعاً کافر مرتد زندیق بے دین ہے نہ کہ نبی ورسول بن کر اور کفر پر کفر چڑھے الا لعنۃ اللہ علی الکفرین (خبردار! کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔ت) اور اس کذاب کا کہنا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے معجزے سے منکر تھے، رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر محض افتراء اور قرآن عظیم کی صاف تکذیب ہے، قرآن عظیم تو مسیح صادق سے یہ نقل فرماتا ہے کہ:

Marfat.com

ترجمہ: ''بے شک میں تمہارے پاس تمہارے رب سے یہ معجزے لے کر آیا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں، وہ خدا کے حکم سے پرند ہو جاتی ہے اور میں بحکم خدا مادرزاد اندھے اور بدن بگڑے کو اچھا کرتا اور مردے زندہ کرتا ہوں، اور تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں اٹھار کھتے ہو، بے شک اس میں تمہارے لئے بڑا معجزہ ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو''۔

(القرآن الکریم ۳/۴۹)

پھر مکرر فرمایا:

ترجمہ: ''میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بڑے معجزات لے کر آیا تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو''۔

(القرآن الکریم ۳/۵۰)

اور یہ قرآن مجید کا جھٹلانے والا ہے کہ انہیں اپنے معجزات سے انکار تھا۔

کیوں مسلمانو! قرآن مجید سچا یا قادیانی؟ ضرور قرآن مجید سچا ہے اور قادیانی کذاب جھوٹا۔ کیوں مسلمانو! جو قرآن مجید کی تکذیب کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ضرور کافر ہے، ضرور کافر بخدا

(۳۵) اسی بکر فکر قادیانی کے ازالہ شیطانی میں آخر صفحہ ۱۶۱ سے آخر صفحہ ۱۶۲ تک تو نوٹ میں پیٹ

ت ۵۸: بھر کر رسول اللہ وکلمتہ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ گالیاں دیں اور آیات اللہ وکلام اللہ سے وہ مسخر گیاں کیں جن کی حد و نہایت نہیں۔

ت ۵۹: صاف لکھ دیا کہ جیسے عجائب انہوں نے دکھائے عام لوگ کر لیتے تھے، اب بھی لوگ ویسی باتیں کر دکھاتے ہیں۔

ت ۶۰: (۳۶) بلکہ آج کل کے کرشمے ان سے زیادہ بے لاگ ہیں۔

ت ۶۱ و ۶۲: (۳۷) وہ معجزے نہ تھے، کل کا دور تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے باپ بڑھئی کا کام کیا تھا، اس سے یہ کلیں بنانی آ گئی تھیں۔

Marfat.com

ت ۶۳: (۳۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب کرشمے مسمریزم سے تھے۔

(۳۹) وہ جھوٹی جھلک تھی۔

(۴۰) سب کھیل تھا، لہو ولعب تھا۔

ت ۶۴: (۴۱) سامری جادوگر کے گوسالے کے مانند تھا۔

ت ۶۵: (۴۲) بہت مکروہ وقابلِ نفرت کام تھے۔

ت ۶۶: (۴۳) اہل کمال کو ایسی باتوں سے پرہیز رہا ہے۔

ت ۶۷: (۴۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام روحانی علاج میں بہت ضعیف اور نکما تھا۔

ت ۶۸: وہ ناپاک عبارات بروجہ التقاط یہ ہیں صفحہ ۱۵۱: انبیاء علیہم السلام کے معجزات دو قسم کے ہیں۔

ایک: ایک محض سماوی جس میں انسان (صفحہ ۱۵۲) کی تدبیر وعقل کو کچھ دخل نہیں جیسے شق القمر۔ دوسرے عقلی جو خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ہوتے ہیں جو الہام سے ملتی ہے جیسے سلیمان کا معجزہ صرح ممرد من قواریر (شیشے جڑا صحن ہے)(القرآن الکریم: ۲۷/۴۴) بظاہر مسیح کا معجزہ سلیمان کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دونوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے جو شعبدہ بازی اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے، وہ لوگ جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے، مسیح کے وقت میں عام طور پر ملکوں میں تھے سو کچھ تعجب نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ یا پیروں سے چلتا ہو کیونکہ مسیح اپنے باپ (۱) یوسف کے ساتھ بائیس (۲۲) سال برس تک نجاری کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد (صفحہ ۵۳) میں عقل تیز ہو جاتی ہے پس کچھ تعجب نہیں کہ مسیح علیہ السلام نے اپنے دادا (۲) سلیمان

۱: اس کا باپ، دیکھئے مسیح و مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام دونوں کو سخت گالی ہے۔

۲: اس کا دادا، دیکھئے وہی مسیح و مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو گالی ہے۔

Marfat.com

کی طرح یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو۔ ایسا معجزہ عقل سے بعید بھی نہیں، حال کے زمانہ میں اکثر صناع ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ بولتی بھی ہیں، ہلتی بھی ہیں، دم بھی ہلاتی ہیں۔ اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتے میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ (۱) ماسوائے اس کے یہ قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل التراب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ مسمریزم میں ایسے ایسے عجائبات ہیں۔ (صفحہ ۵۴) سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اس فن میں مشق والا مٹی کا پرندہ بنا کر پرواز کرتا دکھادے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ کیا گیا کہ اس فن کی کہاں تک انتہا ہے۔ سلب (۲) امراض عمل الترب (مسمریزم) کی شاخ ہے۔ ہر زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس عمل سے سلبِ امراض کرتے ہیں اور مفلوج مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں۔ بعض نقشبندی وغیرہ نے بھی ان کی طرف بہت توجہ کی تھی۔ محی الدین ابن العربی کو بھی اس میں خاص مشق تھی۔ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔ اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ مسیح بحکم الٰہی اس عمل (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان اعجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ اس عمل کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے وہ روحانی تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب

۱: یہاں تک کہ تو مسیح علیہ السلام کل دبانے سے تھا، اب دوسرا پہلو بدلتا ہے کہ مسمریزم تھا۔

۲: یہاں تک مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرندے بنانے پر استہزاء تھے۔ اب اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے پر مسخرگی کرتا ہے۔

Marfat.com

قریب ناکام رہے۔ جب یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان پرندوں میں صرف جھوٹی حیات جھوٹی جھلک نمودار ہو جاتی تھی تو ہم اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔ ممکن ہے کہ عمل الترب (مسمریزم) کے ذریعہ سے پھونک میں وہی قوت ہو جائے جو اس دُخان میں ہوتی ہے جس سے غبارہ اوپر کو چڑھتا ہے۔ مسیح علیہ السلام جو جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہ تھے بلکہ وہ ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔ خدائے تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر فردِ بشر میں ہے۔ مسیح علیہ السلام کی کچھ خصوصیت نہیں، چنانچہ اس کا تجربہ اس زمانے میں ہو رہا ہے۔ مسیح علیہ السلام کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق و بے قدر تھے جو مسیح علیہ السلام کی ولادت سے پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے لیکن بعد کے زمانوں میں جن لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے، اس وقت تو کوئی تالاب بھی نہ تھا۔ یہ بھی (1) ممکن ہے کہ مسیح علیہ السلام ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا جیسے سامری کا گوسالہ۔

مسلمانو! دیکھا کہ اس دشمن اسلام نے اللہ عزوجل کے سچے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیسی مغلظ گالیاں دیں، کون سی ناگفتنی اس ناشدنی نے ان کے حق میں اٹھا رکھی، ان کے معجزوں کو کیسا صاف صاف کھیل اور لہو ولعب وشعبدہ وسحر ٹھہرایا، ابرائے[2] اکمہ وابرص کو مسمریزم پر ڈھالا اور معجزہ پرند میں تین احتمال پیدا کئے۔ بڑھئی کا کل یا مسمریزم یا کراماتی تالاب کا اثر اور اسے صاف سامری کا بچھڑا بتادیا بلکہ اس سے بدتر کہ سامری نے جو اسپ جبریل کی خاک سم اٹھائی وہ اسی کو نظر آئی دوسرے نے اطلاع نہ پائی، قال اللہ تعالیٰ:

1: یہ تیسرا پہلو ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مٹی کے پرندے میں تالاب کی مٹی ڈال دیتے جس میں روح القدس کا اثر تھا، اس کے زور سے حرکت کرتا جیسے سامری نے اسپِ روح القدس کے پاؤں تلے کی خاک بچھڑے میں ڈال دی بولنے لگا۔

2: کوڑھ اور برص کے مریض کو تندرست کرنا۔ (مرتب)

Marfat.com

ترجمہ: ''سامری نے کہا میں نے وہ دیکھا جو انہیں نظر نہ آیا تو میں نے اسپِ رسول کی خاکِ قدم سے ایک مٹھی لے کر گوسالے میں ڈال دی کہ وہ بولنے لگا نفس امارہ کی تعلیم سے مجھے یونہی بھلا معلوم ہوا''۔

(القرآن الکریم ۲۰/۹۶)

مگر مسیح علیہ السلام کا کرتب ایک دست مال تھا جس سے دنیا جہان کو خبر تھی، مسیح علیہ السلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے جب تالاب کی کرامات شہرۂ آفاق تھیں، تو اللہ کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام یقیناً اس کافر جادوگر سے بہت کم رہا، اور مزہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کے وقت میں بھی ایسے شعبدے تماشے بہت ہوتے تھے پھر معجزہ کدھر سے ہوا۔ اللہ کے رسولوں کو گالیاں، معجزات کا انکار، قرآن مجید کی تکذیبیں اور پھر اسلام باقی ہے ع

چوں وضوئے محکم بی بی تمیزہ

(جیسے تمیزہ بی بی کا وضوئے محکم ہو۔ت)

اس سے تعجب نہیں کہ ہر مرتد جو اتنے بڑے دعوے کر کے اُٹھے اسے ایسے کفروں سے چارہ نہیں، اندھے تو وہ ہیں جو یہ کچھ دیکھتے ہیں پھر اتنے بڑے مکذبِ قرآن ودشمنِ انبیاء وعدوّ الرحمٰن کو امام وقت ومسیح ومہدی مان رہے ہیں۔ع

گر مسیح این ست لعنت بر مسیح

(اگر یہی مسیحیت ہے ایسی مسیحیت پر لعنت۔ت)

اور ان سے بڑھ کر اندھا وہ ہے جو شد بد پڑھ لکھ کر اس کے ان صریح کفروں کو دیکھ بھال کر کہے میں جناب مرزا قادیانی (۱) کو کافر نہیں کہتا خطا پر جانتا ہوں۔ ہاں شاید ایسوں

ل: ایسوں کو شاید اتنی بھی خبر نہیں کہ جو مخالفِ ضروریات دین کو کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ ''جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ خود کافر ہے''۔ت (درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی: ۱/۳۵۶)

جب تکذیب قرآن مجید وسب وشتم انبیاء کرام علیہما الصلوٰۃ والسلام بھی کفر نہ ٹھہرے تو خدا جانے آریہ وہنود ونصاریٰ نے اس سے بڑھ کر کیا جرم کیا ہے کہ وہ کفار ٹھہرائے جائیں۔ یا شاید ایسوں کے دھرم میں تمام دنیا مسلمان ہے کافر کوئی تھا نہ ہے نہ ہو۔ یہ بھی معجزاتِ مسیح علیہ الصلوٰۃ السلام کی طرح قرآن مجید کے بے اصل۔ کہ فلانا مسلم فلانا کافر، ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

Marfat.com

کے نزدیک کافر وہ ہوگا جو انبیاء اللہ علیہم السلام کی تعظیم کرے، کلام اللہ کی تصدیق وتکریم کرے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

قال اللہ تعالیٰ: ''اللہ یوں ہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔''ت

(القرآن الکریم؛۴۰/۳۵)

تنبیہ:

ان عبارات ازالہ سے بحمد اللہ تعالیٰ اس جھوٹے عذر معمولی کا ازالہ بھی ہوگیا جو عبارات ضمیمہ انجام آتھم کی نسبت بعض مرزائی پیش کرتے ہیں کہ یہ تو عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دی ہیں۔

اولاً:

ان عبارات کے علاوہ جو گالیاں اس کے اور رسائل مثل اعجاز احمدی و دافع البلاء وکشتی نوح واربعین ومواہب الرحمٰن وغیرہ میں ابلی وگبلی پھر رہی ہیں، وہ کس عیسائی کے مقابلہ میں ہیں۔

مثل مشہور ہے:

دلہن کا منہ کالا، مشاطہ کب تک ہاتھ دیئے رہے گی۔

ثانیاً:

کس شریعت نے اجازت دی ہے کہ کسی بدمذہب کے مقابل اللہ کے رسولوں علیہم السلام کو گالیاں دی جائیں؟

ثالثاً:

مرزا کو ادّعا[1] ہے کہ اگرچہ اس پر وحی آتی ہے مگر کوئی نیا حکم جو شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باہر ہو، نہیں آسکتا، ہم تو قرآن عظیم میں یہ حکم پاتے ہیں کہ:

---

[1]: دعویٰ (مرتب)

Marfat.com

ترجمہ: ''کافروں کے جھوٹے معبودوں کو گالی نہ دو کہ وہ اس کے جواب میں بے جانے بُوجھے دشمنی کی راہ سے اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخی کریں گے۔''

(القرآن الکریم: ۶/ ۱۰۸)

مرزا اپنی وہ وحی بتائے جس نے قرآن عظیم کے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

رابعاً:

مرزا کو ادّعا ہے کہ وہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدم چل رہا ہے، التبلیغ صفحہ ۳۸۴ پر لکھتا ہے:

''میری سچائی کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے رسول کی اتباع اور نبی کی اقتداء پر توفیق دی میں نے نبی کا جو بھی نشان دیکھا اس پر قدم رکھا۔''ت

بتائے تو کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس دن عیسائیوں کے مقابل معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دی ہیں۔

خامساً:

مرزا کے ازالہ نے مرزائیوں کی اس بکر فکر کا کامل ازالہ کر دیا، ازالہ کی یہ عبارتیں تو کسی عیسائی کے مقابل نہیں، ان میں وہ کون سی گالی ہے جو ضمیمہ انجام آتھم سے کم ہے حتیٰ کہ چور اور ولد الزنا کا بھی اثبات ہے وہاں چوری کسی مال کی نہ بتائی تھی بلکہ علم کی۔

ضمیمہ انجام صفحہ ۶:

''نہایت شرم کی یہ بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔''

ازالہ میں اس سے بدتر چوری معجزہ کی چوری مانی کہ تالاب کی مٹی لاکر بے پر کی اڑاتے اور اپنا معجزہ ٹھہراتے۔ رہی ولادت زنا وہ اس نے اس بائبل محرف کے بھروسے پر لکھی، برائے نام

Marfat.com

کہہ سکتا تھا کہ عیسائیوں پر الزاماً پیش کی اگرچہ مرزا کی عملی کارروائی صراحتاً اس کی مکذب تھی کہ وہ اپنے رسائل میں بکثرت مسلمانوں کے مقابل اسی بائیبل محرف کو نزول الیاس وغیرہ کے مسئلہ میں پیش کرتا ہے مگر ازالہ میں تو صاف تصریح کر دی کہ قرآن عظیم اسی بائبل محرف کی طرف رجوع کرنے اور اس سے علم سیکھنے کا حکم دیتا ہے، ازالہ صفحہ ۳۰۸: ''آیت ہے **فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون** یعنی تمہیں علم نہ ہو تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو، ان کی کتابوں پر نظر ڈالو اصل حقیقت منکشف ہو ہم نے موافق حکم اس آیت کے یہود و نصاریٰ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ مسیح کے فیصلے کا ہمارے ساتھ اتفاق ہے دیکھو کتاب سلاطین و کتاب ملاکی نبی اور انجیل۔''

تو ثابت ہوا کہ یہ تورات وانجیل بلکہ تمام بائبل موجودہ اس کے نزدیک سب بحکم قرآن مستند ہیں تو جو کچھ اس سے لکھا ہرگز الزاماً نہ تھا بلکہ اس کے طور پر قرآن سے ثابت، اور خود اس کا عقیدہ تھا، اور اللہ تعالیٰ دجالوں کا پردہ یونہی کھولتا ہے۔

والحمد للّٰہ رب العٰلمین.

''اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی بنانا حکمت پر مبنی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جواب کسی نبی کا آنا یا اس کا امکان مانے وہ مرتد ہے۔ جیسے ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا۔ ایسے ہی ''لا نبی بعدی'' سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ یہ دونوں ایک درجہ کے محال ہیں۔''

(حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ،
تفسیر نور العرفان، ص ۶۷۵)

Marfat.com

مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں

زُبدۃ المحققین رئیس العارفین حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۴ اپریل ۱۸۵۹ء **وفات:** ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء

Marfat.com

ضمیمہ شحنہ ہند کی عبارت:

اجی مرزا قادیانی بس رہنے دو۔ خلق اللہ تیس سال تک تمہارے نمونے دیکھتے دیکھتے بیزار ہوگئی ہے۔

۱۔ کسی شخص کے بیٹا پیدا ہونے کے لئے تم نے بہتیرا سر مارا بلکہ ایک معقول رقم بھی اس سے پھٹکار لی مگر بیٹا اب تک ندارد۔

۲۔ عبداللہ آتھم کے لئے از حد گڑگڑائے مگر وہ میعاد معینہ میں نہ مرا۔

۳۔ ملا محمد بخش وغیرہ کی بربادی کے لئے ہزار آہ وزاری کی مگر اس کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔

۴۔ لیکھ رام کے لئے ہر چند سر پٹکا۔ مگر اس کی موت نے آخر تمہیں ہی مشتبہ کیا۔

۵۔ آسمانی منکوحہ کے لئے تمہارا کا چہرہ بھی خشک ہوگیا مگر حسرت ہی رہی۔

۶۔ کسی شخص کی بیوی کے اچھا ہونے کے لئے بہتیرے جوڑ توڑ کئے مگر وہ بیمار رہ کر چل ہی بسی۔

۷۔ اپنے جس لڑکے کو موعود قرار دیا اور اپنے لئے اور دنیا کے لئے باعث برکت سمجھا وہ بھی تمہیں مفارقت دے گیا۔

۸۔ جس قدر مباحثے تم نے کئے شکست ہی کھا کر بھاگے۔ اب مباحثہ کے نام سے بھی اوسان خطا ہوتے ہیں۔

۹۔ جن آدمیوں نے تمہیں بالمقابل دعا کرنے کے لئے بلایا، تم ایک دن بھی سامنے نہ ہوئے۔

۱۰۔ ہمیشہ تم نشان دکھانے کے لئے میعاد مقرر کرتے رہے۔ مگر آخر ندامت ہی

Marfat.com

اٹھانی پڑی۔ چنانچہ اب بھی ایک بڑے بھاری نشان کے لئے میعاد مقرر ہے۔

۔ تم کہتے ہو کہ شاہانِ یورپ کو اسلام کی دعوت دی اور اپنی تصانیف بھیجیں۔ مگر ایک عیسائی بھی تم پر ایمان لاتے نہ دیکھا۔

۱۔ تم نے کہا سب خلقت مجھے قبول کرے گی۔ مگر سب تم سے متنفر اور بیزار رہی رہے سوائے معدودے چند اشخاص کے، جو کسی شمار میں نہیں آسکتے۔

۱۳۔ تم نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر دعویٰ سے لکھی۔ لوگوں نے اس کے پرخچے اڑائے۔

۱۴۔ تم نے منشی الٰہی بخش صاحب کی نسبت گیارہ کا ہندسہ ظاہر کر کے الہام شائع کیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ اب گیارہ ماہ قریب الاختتام ہیں۔ مگر ان کے عصائے موسیٰ نے تمہارا سارا بنابنایا کھیل درہم برہم کر دیا۔

۱۵۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کے لئے تم ہر چند دانت پیستے رہے۔ مگر ان کی شہرت ہی شہرت اور عزت ہی عزت ہوتی رہی۔

۱۶۔ تم نے عرصہ سے مینار بنانا چاہا مگر ہنوز روز اول۔

۱۷۔ تم نے انگریزی رسالہ شائع کرنا چاہا۔ مگر اب تک اقرار اور وعدہ کے مطابق تمہیں ناکامی ہے۔

۱۸۔ تم نے بجائے اتوار کے جمعہ کی تعطیل کرانی چاہی۔ مگر سوائے ناکامی کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوا۔

۱۹۔ سینکڑوں اشخاص کے لئے تم دعا کرتے رہے ہیں۔ مگر کوئی اثر یا نتیجہ نہیں نکلا اور پھر تم کہتے ہو کہ دُعا کرانے والے کو یہ کرنا چاہیے وہ کرنا چاہئے۔ دعا کرنے والے سے تعلق پیدا کرنا چاہیے وغیرہ۔ مرزا قادیانی کیا یہ دعائیں مشتے نمونہ از خروارے کافی نہیں ہیں۔ پھر تمہیں بار بار اعلان کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

رسالہ الہامات کی عبارت ذیل بھی قابل غور ہے۔

Marfat.com

تیسری پیش گوئی:

مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد کی موت اور آسمانی منکوحہ کے نکاح کے متعلق:

اس پیش گوئی کو مرزا قادیانی نے خاص مسلمانوں کے حق میں بتلایا ہے۔اس لئے ہمارا بھی حق ہے کہ ہم بھی جی کھول کر سعی کریں اور تحقیق کر کے بال کی کھال اتاریں اور پیش گوئیوں میں بھی مرزا قادیانی زور لگایا کرتا ہے۔مگر اس پیش گوئی کے متعلق جو کچھ مرزا قادیانی نے مساعی جمیلہ خرچ کیے ہیں ان کا ذکر نہ کرنا غالباً ناشکری ہوگی۔ پہلے ہم اس پیش گوئی کا اشتہار نقل کرتے ہیں۔ازاں بعد مرزا قادیانی کی مساعی جمیلہ بتلادیں گے۔ھُوَ ھٰذا۔(وہ یہ ہے)

ایک پیش گوئی پیش از وقوع کا اشتہار:

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پاجائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

اب یہ جاننا چاہیے کہ جس خط کو ۱۰۔مئی ۱۸۸۸ء کے نور افشاں میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ایک مدت دراز سے بعض سر گروہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے،جن کی حقیقی،ہمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی نشان آسمانی کے طلب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف رکھتے تھے اور اب بھی رکھتے ہیں۔

چنانچہ اگست ۱۸۸۵ء میں جو چشمہ نور امرتسر میں ان کی طرف سے اشتہار چھپا تھا یہ درخواست ان کے اشتہار میں درج ہے۔ان کو نہ محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی دشمنی ہے،اور والد اس دختر کا باعث شدت تعلق قرابت،ان لوگوں کی رضا جوئی میں محو اور ان کے نقش قدم پر دل و جان سے فدا اور اپنے اختیارات سے قاصر و عاجز بلکہ انہی کا فرمانبردار ہو رہا ہے۔

اور اپنی لڑکیاں انہی کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں،اور ہر بات

Marfat.com

میں اس کے مدار الہام اور بطور نفس ناطقہ کے اس کے لئے ہو رہے ہیں۔ (تب ہی تو نقارہ بجا کر اس لڑکی کے بارے میں خود ہی شہرت دے دی۔ یہاں تک کہ عیسائیوں کے اخباروں کو اس قصہ سے بھر دیا۔ آفریں بریں عقل و دانش۔ ماموں ہونے کا خوب ہی حق ادا کیا۔ (ماموں ہو تو ایسے ہی ہوں) ۔غرض یہ لوگ جو مجھ کو میرے دعویٰ الہام میں مکار اور دروغ گو خیال کرتے ہیں۔ اور اسلام اور قرآن شریف پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے۔ اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے۔ تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کے لئے دعا بھی کی گئی تھی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدائے تعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کے لئے ہماری طرف متوجہ ہوا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ پچیس ۲۵ سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے۔ نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرا دی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جدی ہے۔ نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچ ہزار روپیہ کی قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرا دیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ بجز ہماری رضامندی کے بیکار تھا۔ اس لئے مکتوب الیہ نے تمام تر عجز و انکسار سے ہماری طرف رجوع کیا تا کہ ہم اس ہبہ پر راضی ہو کر اس رسید پر دستخط کر دیں۔

اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے۔ لیکن یہ خیال آیا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہیے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا، گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہنچا تھا۔ جس کو خدائے تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا۔ (۱) اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہو گا اور ان تمام رحمتوں اور برکتوں

۱۔ کیا ہی عجب موقعہ تھا۔ الخ

Marfat.com

سے حصہ پاؤ گی جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ اور جس کسی دوسرے سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔ اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی۔ اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم پیش آئیں گے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے۔ کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روگ دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لائے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنائے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلائے گا۔

چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے کہ

﴿کذبوا بأیٰتنا و کانوا بها یستهزؤن ○ فسیکفیکهم الله ویردها الیك لا تبدیل لکلمٰات الله ان ربك فعال لما یرید. انت معی وانمعكٔ عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محمودا﴾

یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدائے تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔ یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بدباطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ لیکن آخر کار خدا تعالیٰ کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے۔ اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔ (۱)

(خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور، ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

۱۔ آج تک تو جیسی ہوئی وہ نمایاں ہے۔

Marfat.com

اس اشتہار کے متصل ہی صرف پانچ دن کے فاصلہ سے ایک اشتہار اور دیا جو بعنوانِ ذیل ہے۔

تتمہ اشتہار

دہم جولائی ۱۸۸۸ء

۱۔ اشتہار مندرجہ عنوان کے صفحہ ۶ میں جو یہ الہام درج ہے **فسیکفیکھم اللہ** اس کی تفصیل مکرر توجہ سے یہ کھلی ہے کہ خدائے تعالیٰ ہمارے کنبے اور قوم میں سے ایسے تمام لوگوں پر جو اپنی بے دینی اور بدعتوں کی حمایت کی وجہ سے پیش گوئی کے مزاحم ہونا چاہیں گے اپنے قہری نشان نازل کرے گا اوران سے لڑے گا۔ اور انہیں انواع واقسام کے عذابوں میں مبتلا کرے گا۔ اور وہ مصیبتیں ان پر اتارے گا جن کی ہنوز انہیں خبر نہیں۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس کی عقوبت سے خالی رہے۔ کیونکہ انہوں نے نہ کسی اور وجہ سے بلکہ بے دینی کے راہ سے مقابلہ کیا۔ ایک عرصہ سے لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت، مجھے میرے الہام ودعاوی میں مکار اور دوکاندار خیال کرتے ہیں۔ اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے۔ اوران کا اپنا حال یہ ہے کہ دین اسلام کی ایک ذرہ محبت ان میں باقی نہیں رہی۔ اور قرآنی حکموں کو ایسا ہلکا سا سمجھ کر ٹال دیتے ہیں۔ جیسا کوئی ایک تنکے کو اٹھا کر پھینک دیتے ہیں۔ وہ اپنی بدعتوں اور رسموں اور ننگ وناموس کو خدا اور رسول ﷺ کے فرمودہ سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں۔ پس خدائے تعالیٰ نے انہیں کی بھلائی کے لئے انہیں کے تقاضا سے انہیں کی درخواست سے اس الہامی پیشین گوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرمایا ہے۔ تاکہ وہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے اور اس کے سوا سب کچھ ہیچ ہے۔ کاش وہ پہلے نشانوں کو کافی سمجھتے اور یقیناً وہ ایک ساعت بھی مجھ پر بدگمانی نہ کرسکتے۔

Marfat.com

اگر ان میں کچھ نور ایمان اور کانشنس ہوتا ہمیں اس رشتہ کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ سب ضرورتوں کو خدائے تعالیٰ نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی۔ اور ان میں وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا (ا) بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا۔ اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔ یہ رشتہ جس کی درخواست کی گئی تھی محض بطور نشان کے ہے تا خدائے تعالیٰ اس کنبہ کے منکرین کو عجوبہ قدرت دکھلائے۔ اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشان ان پر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کرے جو نزدیک چلی آتی ہیں۔ لیکن اگر وہ رد کریں تو ان پر قہری نشان نازل کر کے ان کو متنبہ کرے۔ برکت کا نشان یہ ہے کہ اس پیوند سے ان کا دین درست ہوگا۔ اور دنیا ان کی من کل الوجوہ صلاحت پذیر ہو جائے گی۔ اور وہ بلائیں جو عنقریب اترنے والی ہیں نہیں اتریں گی۔ اور قہر کا نشان وہی ہے جو اشتہار میں ذکر ہو چکا اور نیز وہ جو تتمہ ہذا میں درج ہے۔ والسلام علیٰ عباد اللّٰہ المومنین۔

(خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور، پانزدہم جولائی ۱۸۸۸ء)

یہ دونوں اشتہار اپنے مضامین بتلانے میں بالکل واضح اور لائح ہیں۔ کسی مزید توضیح یا تشریح کی حاجت نہیں رکھتے صاف بتلا رہے ہیں کہ تاریخ نکاح سے تین سال تک دونوں (احمد بیگ اور اس کا داماد) فوت ہو جائیں گے۔ البتہ تاریخ معلوم کرنے کے لئے کہ نکاح کب ہوا اور کب ان دونوں کی موت کی تاریخ ہے مرزا قادیانی کی دوسری ایک تحریر سے شہادت لینے کی ضرورت ہے۔

شہادت القرآن میں مرزا قادیانی کو خود ہی اس کی میعاد بتلاتے ہیں کہ ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء سے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی تھی۔

(مفصل عبارت بصفحہ ۴ کتاب ہذا دیکھو)

ا۔ الف لیلیٰ کے الہ دین کا چراغ تو نہیں۔

Marfat.com

پس بموجب اقرار مرزا قادیانی (۲۱۔اگست ۱۸۹۴ء) کو مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ کو دنیا پر رہنے کی اجازت نہ تھی۔

مگر افسوس کہ وہ مرزا قادیانی کے سینہ پر مونگ دلتا ہوا آج یکم دسمبر ۱۹۰۱ء تک زندہ کیمپ ملتان میں ملازم ہے۔ مگر مرزا قادیانی کیا ایسا نرم اور کم گو تھا کہ خاموش ہو جاتا۔ اُس قادیانی نے بڑے بڑے امور مشکلہ کو نہایت آسانی سے حل کر دیا تھا تو اس پیش گوئی کا پورا کر لینا تو اُس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

پھر یوں لکھتا ہے:

''اس پیش گوئی کے دو حصے تھے۔ ایک احمد بیگ کی نسبت اور ایک اس کے داماد کی نسبت اور پیش گوئی کے بعض الہامات میں جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کے وقت موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی۔ سو افسوس کہ احمد بیگ کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ اس وقت اس کی بدقسمتی سے اس نے اور اس کے تمام عزیزوں نے پیش گوئی کو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کر دی۔ اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے کہ پیشین گوئی کے وقت نے منہ دکھلا دیا اور احمد بیگ ایک محرقہ تپ کے ایک دو دن کے حملہ سے ہی اس جہان سے رحلت کر گیا۔ تب تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی فکر پڑی اور خوف اور توبہ اور نماز و روزہ میں عورتیں لگ گئیں، اور مارے ڈر کے ان کے کلیجے کانپ اٹھے۔ پس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا سو وہ لوگ سخت احمق اور نادان اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داماد کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ وہ بدیہی طور پر جہالت موجودہ کے موافق پوری ہو گئی اور دوسرے پہلو کا انتظار ہے۔''

(سراج منیر حاشیہ، صفحہ: ۳۰)

مرزا قادیانی کا عذر بھی کہ فلاں شخص دل میں توبہ کر گیا۔ نماز روزہ کا پابند ہو گیا اس بے

Marfat.com

ایمان عطار کی بوتل سے کم نہیں جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔

تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کے مقرب علم کے مدعی ایسی واہیات تاویلوں کو مان لیتے ہیں بلکہ ان کے نہ ماننے پر غراتے ہیں۔ ناظرین بغور اشتہار مذکور کو دیکھ سکتے ہیں خصوصاً فقرہ زیر خط کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ اس کلام سے اصل غرض کیا ہے۔ یہ عجب (بے ادبی معاف) ڈھکوسلا ہے کہ تو مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ مخالف اسی طرح اپنی مخالفت پر جما ہوا ہے۔ ذات شریف پر تبرے اور صلواتیں سناتا ہے۔ آتھم کے متعلق صفحہ (۱۰) کتاب ہذا ایک حدیث کی شہادت سے ثابت کر آئے ہیں۔ کہ اگر آپ کی پیش گوئی سے وہ بھی ڈرتا تو وہ بھی رجوع مستلزم تاخیر عذاب نہ ہوتا۔ چہ جائیکہ وہ مخالفت پر ویسا ہی تلا بیٹھا ہے کہ جیسا اس وقت تھا بلکہ اس سے بھی زائد۔

اس پیش گوئی کے متعلق جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں مرزا قادیانی کی مساعی جمیلہ خاص قابل ذکر ہیں۔ اس ضمن میں بھی ان کے وہ خطوط ہم نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو اس نکاح کے متعلق بھیجے تھے۔

پہلا خط یہ ہے:

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح فرق نہ تھا۔ اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گذرے گا۔ مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ میری کس قدر عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں

Marfat.com

نے پختہ ارادہ کرلیا ہے اس کو خوار کیا جائے (۱) ذلیل کیا جائے۔ رسوا کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا۔ تو ضرور مجھے بچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کرتے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے۔ اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اب اس نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض، کہیں جائے۔ مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا۔ اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ وہ خوار اور رسوا ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے رسوا کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے خوشی میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے؟ صرف عزت بی بی کے نام کے لئے جو فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے دے ہم راضی ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے؟ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی کے نام خط بھیجا مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کیلئے اپنے خویشوں سے، اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں۔ بیشک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں، خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود منشاء ہے کہ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب محمدی (۲) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ

۱۔ اس سے صاف معلوم ہے کہ صرف نکاح پر صدق کذب موقوف تھا جو ہو چکا۔ فافہم۔ ۱۲

۲۔ آسمانی منکوحہ کا نام۔ ۱۲

Marfat.com

کی لڑکی کو طلاق دے دے گا اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کر دوں گا۔ اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جو اَب میرے قبضے میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا۔ اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائے اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیں۔ ورنہ مجھے خدائے تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب رشتے ناطے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

(راقم غلام احمد از لودھیانہ، اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء)

دوسرا خط یہ ہے:

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک محمدی مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ اور میں خدائے تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کے راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو۔

اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور الدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث (۱) نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرعی طور پر اس کی طرف

۱۔ مجدد صاحب یہ بھی کوئی مسئلہ ہے یا محض تجدید ہے۔ ۱۲

Marfat.com

سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا۔ جس کا مضمون یہ ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آئے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔ سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا۔ اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔ اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا۔ اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔

یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسے ہی کروں گا۔ اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔

(راقم غلام احمد از لودھیانہ، اقبال گنج ۴۔ مئی ۱۸۹۱ء)

تیسرا خط مرزا جی نے اپنی بہو کی طرف سے بھجوایا:

ازطرف عزت بی بی بطرف والدہ:

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا قادیانی کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی۔ اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلد مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

(اس خط پر مرزا قادیانی کی طرف سے یہ ریمارک ہے)

جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے۔ اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان آدمی بھیج دو تا کہ اس کو لے جائے۔

Marfat.com

چوتھا خط یہ ہے:

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزندِ آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطا کرے۔ اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بالکل صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا کہ میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو ہمیں خدائے تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدائے تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر نکاح اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔ اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو بتلا دیا کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرما دیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدائے تعالیٰ اس پر برکتوں کا دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔

Marfat.com

اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے۔ اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشین گوئی پر اطلاع رکھتا ہے۔ (۱) اور ایک جہان کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے۔ اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حمایت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدائے تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا۔ اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشین گوئی کے ظہور کے لئے بہ صدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے۔ اور یہ عاجز جیسے (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدائے تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے التماس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں۔ تا کہ خدائے تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدائے تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا۔ اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدائے تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے۔ اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں میں آپ کو خدائے تعالیٰ عطا فرمادے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم لفظ ہو تو معاف فرمادیں۔

والسلام

خاکسار احقر العباد غلام احمد عفی عنہ، ۱۷۔ جولائی ۱۸۹۲ء

بروز جمعہ (از کلمہ فضل رحمانی)

ان لفظوں سے ظاہر ہے کہ مرزا جی اپنے اغراض نفسانی کو پورا کرنے کے لئے عموماً بقول حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ۔

حافظا مے خور رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآن را

اسلام اور قرآن مجید ہی کو پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر چونکہ خدا اپنے دین کا آپ حامی

۱۔ جب ہی تو ذلت کی موجب ہوئی ہے۔

Marfat.com

ہے۔ کسی ایسے ویسے الہامی وغیرہ کی حمایت پر اس کی امداد موقوف نہیں۔ اس لئے ہمیشہ مرزا قادیانی کو ناکامی ہوتی ہے۔

اور یہ بھی ایک معنی ہیں قطع الوتین (ا) کے۔انتہی۔

ناظرین خدارا انصاف۔ کیا ایسی ہی پیشین گوئیاں کرنے والے کو مطابق (اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ) کے نبی اور رسول بننے کا حق ہے؟ جیسا کہ یہ مرزا قادیانی اس اشتہار سے پہلے بھی بڑے زور سے لکھ چکا ہے۔ دیکھو توضیح صفحہ ۱۸۔ کہ:

۱۔ محدث بھی ایک معنے سے نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خدائے تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔

۲۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔

۳۔ رسولوں علیہم السلام اور نبیوں علیہم السلام کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔

۴۔ مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔

۵۔ وہ بعینہ انبیاء علیہم السلام کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔

۶۔ انبیاء علیہم السلام کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باآواز بلند ظاہر کرے۔

۷۔ اس سے انکار کرنے والے ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔انتہی بعبارتہ۔

امروہی صاحب کیا یہ پیشین گوئیاں اور دعائیں مشتے نمونہ از خروار آپ کے پیغمبر کی نبوت پر اور آپ کے ایمان پر خاک نہیں ڈالتیں۔ اگر پیشین گوئی بھی سچی نکلے اور دعا بھی مستجاب ہو تو کیا فرمانِ ''خاتم النبیین'' کے برخلاف آں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو بھی سکتا ہے؟

ا۔ آیت لقطعنا منہ الوتین (اس کی شہ رگ کاٹ دیں گے) کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲منہ

Marfat.com

سوال:

بعد آں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے کوئی نبی یا رسول صاحبِ شرع جدید نہیں ہو سکتا۔

(کما قال الشیخ الاکبر فی الباب الثالث والسبعین وھٰذا معنے قولہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قدانقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لانبی بعدی یکون علٰی شرع یخلاف شرع......الخ)

اور قادیانی نبوت اور رسالت غیر تشریعیہ کا مدعی ہے۔

جواب:

پہلے گذر چکا ہے کہ آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دے کر **(الا انہ لا نبوۃ بعدی)** کے ساتھ نبوت کی نفی کر دی مع آں کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوت غیر شرعی تھی یعنی موسوی شریعت سے الگ کوئی شرع ان کے پاس نہیں تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد آں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے، کوئی نبی غیر مشرعی بھی نہیں ہوسکتا۔ رہا شیخ اکبر کا حوالہ۔ سو وہ قادیانی کو مضر ہے مفید نہیں۔ کیونکہ وہ اسی باب میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ السلام کو بعینہٖ بغیر کسی مثیل کے زندہ بجسدہ العنصری زمین پر اتارتا ہے۔

دیکھو اسی باب کا صفحہ ۶ جس میں لکھتا ہے:

(ابقی اللہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من الرسل الاحیاء باجساد ھم فی ھٰذہ الدار الدنیا ثلٰثۃ الی ان قال وابقی فی الارض ایضاً الیاس وعیسٰی وکلاھما من المرسلین)

اور نیز حضرت شیخ گو کہ بعد آنحضرت ﷺ کے مقام نبوت کے تحقیق کا قول فرماتے ہیں۔ مگر نبی کہلوانے اور کہنے کو جائز نہیں رکھتے۔ چنانچہ اسی باب کے صفحہ ۴ پر لکھتا ہے:

Marfat.com

(فسددنا باب اطلاق النبوۃ علی ھٰذا المقام)

اور نیز فتوحات کے فصل تشہد میں لکھتا ہے:

(فانہ لوعطف علیہ لسلم علی نفسہٖ من جھۃ النبوۃ وھو بابٌ قد سدّہٗ اللّٰہ کما سدّباب الرّسالۃ عن کل مخلوق بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم الی یوم القیامۃ)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت اور رسالت کا دروازہ سب مخلوق پر بند کیا گیا۔

سوال:

قادیانی کی اس قدر مغلطہ قسمیں کس طرح جھوٹی سمجھی جائیں۔

جواب:

پہلے ملہمین ومحدثین لکھ گئے ہیں کہ کبھی شیطان انسان کے قلب پر بہکانے کے لئے کوئی مضمون خاص ڈالتا ہے اور کبھی امر غام۔ جس سے نتائج عجیبہ وغریبہ نکلواتا ہے۔

جیسا کہ مانحن فیہ میں مرزا قادیانی نتائج نکال رہا ہے:

(قال الشیخ الاکبر فی الباب الخامس والخمسین وحدث فیما بینھما فی الانسان شیطان معنوی ...... الخ کما مرفی صفحہ ۳۸ ۔ ۳۷ من ھٰذا الکتاب)

''یعنی شیاطین بعض آدمی کو ایسا مضمون پکڑا دیتے ہیں جس سے وہ نتائج مہلکہ نکالتا ہے۔ اور اس اغوا شیطانی کی تردید نہیں کرسکتا۔ اور پھر ایسا مشاق ہوجاتا ہے کہ شیاطن کو بھی شاگرد بنالیتا ہے''۔

(کما قال الشیخ فی ھٰذا لباب وما علموا ان الشیاطین فی تلک للسائل تلمیذ لھم یتعلم منھم)

ناظرین کو معلوم ہو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہ لولاک وما لک اعطیت علم الاوّلین[1] والآخرین نے تمام امور کو جو قیامت تک ہونے والے ہیں بطور پیشین گوئی کے بیان فرمایا ہے۔

ا۔ اوّلین وآخرین کے علوم کے عطا ہونے کے مالک ہیں۔ (مرتب)

Marfat.com

حذیفہ بن یمان کی حدیث صحیحین میں ملحوظ ہو۔ چنانچہ اس مدت تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک صدہا امور جو احادیث میں مندرج تھے۔ مطابق ارشاد نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ظہور میں آ کر حجت علی المنکرین ہوئے من جملہ ان کے ایک پیشین گوئی یہ بھی ہے جو بروایت مقدام بن معدی کرب، ابن ماجہ اور دارمی و ابوداؤد میں مذکور ہے۔

ترجمہ حدیث:

فرمایا آنحضرت ﷺ نے مجھے قرآن مجید بھی دیا گیا ہے اور قرآن مجید کے ساتھ اس کی مثل بھی۔ خبردار ہو۔ قریب ہے کہ ایک پیٹ بھرا (کھاتا پیتا مغرور) شخص اپنے چھپر کھٹ پر بیٹھا یہ کہے گا کہ تم صرف قرآن مجید ہی کو لو۔ اور جو اس میں حلال ہو اس کو حلال سمجھو اور جو حرام ہو اس کو حرام خیال کرو۔

تحقیق یہ ہے کہ جس کو رسول اللہ ﷺ حرام فرماتے ہیں۔ وہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ خدا نے اسے حرام کیا ہے۔ پیشین گوئی ۱۳۰۸ھ میں ظاہر ہوئی۔ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے احادیث کی صحت کا مدار قرآن مجید کو مطابق اجتہاد و استنباط اپنی کے ٹھہرایا۔ یعنی پہلے قرآن کریم کا مطلب حسب مدعی اپنے کے ٹھہرایا جائے، گو کہ نصوص کا انکار و تحریف ہی ہو اور بعد ازاں احادیث کو، اگرچہ مع الصحت شہرت بھی رکھتی ہوں پھینک دیا جائے۔ ہاں اگر حدیث کو بھی پیرایہ تحریف پہنایا جائے، گو کہ صحت ہم ندارد، تو البتہ مقبول ہو سکتی ہے۔

قادیانی اور اس کے تابعین کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی پیشین گوئی فرمائی ہے جو ترجمانِ غیب تھے۔

(عن ابن عباس قال خطبنا عمر فقال یا ایھا الناس سیکون قوم من ھذا الامۃ یکذبون بالرجم ویکذبون بالدجال ویکذبون بطلوع الشمس من مغربھا ...... الخ)

”کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں پیشین گوئی فرمائی کہ اے لوگوں اس امت میں سے ایک قوم پیدا ہونے والی ہے جو رجم کی تکذیب کرے گی اور دجال معہود کا انکار کرے گی اور

Marfat.com

مغرب کی طرف سے آفتاب کے طلوع ہونے کو باطل کہے گی"۔۔۔الخ

(ازالۃ الخفاء، صفحہ:۱۸۱)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تیس (۳۰) کذابوں کے وجود سے اطلاع دی جو اپنے آپ کو خدا کا نبی زعم کریں گے۔

(سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انهٗ نبی اللّٰه)

(راوی ثوبان۔ابوداؤد۔ترمذی۔مشکوٰۃ)

اور نیز ان تیس (۳۰) دجالوں کے حدوث سے آگاہ فرمایا جو اپنے آپ کو خدا کا رسول ہونا زعم کریں گے۔

(لا تقوم الساعة حتٰی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلٰثین کلهم یزعم انهٗ رسول الله)

(ابوہریرہ۔صحیح بخاری۔صحیح مسلم)

پس اگر ان پیش گوئیوں کو بھی خارج میں مطابق کر کے دیکھا جائے تو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور حمدان بن قرمط کے بعد یہ مرزا قادیانی ہے جس نے اپنے آپ کو نبی سمجھا اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۳ میں آیہ:

(مُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ)

کے تحت لکھا کہ آنے والے کا نام جو احمد کہا گیا ہے وہ بھی اسی مثیل کی طرف اشارہ ہے اور اشتہار معیار الاخیار میں شائع کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ:

(قل یا ایها الناس انی رسول اللّٰه الیکم جمیعا فهل انتم مسلمون)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"اے قادیانی، لوگوں سے یہ کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں"۔ وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

الخطاب الملیح

فی تحقیق المہدی والمسیح

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ بمطابق ۹ ستمبر ۱۸۶۳ء **وفات:** ۱۶ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء

Marfat.com

تعارف

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ وہ تحریر ہے جو مرزا قادیانی کے زمانہ حیات میں شائع ہوئی مگر بدباطن مرزا قادیانی کی کور باطنی اور بدعقلی پر ماتم کیجئے کہ وہ اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۹، خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۷۱ پر اسے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دے کر جواب کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ قادیانی کرم فرما، مرزا قادیانی کی بدعقلی وسوئے فہمی پر ماتم کریں کہ ٹائٹل پر لکھے ہوئے مصنف کے نام کو جو شخص پڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس نے جواب کیا دیا ہوگا؟ قادیانی اس کتاب کو پڑھیں اور مرزا قادیانی کے جواب سے تقابل کریں کہ مرزا قادیانی کو جواب دہی سے سوائے رسوائی وندامت کے اور کیا حاصل ہوا ہے؟ اس کتاب کی تصنیف کی تقریب یوں ہوئی کہ انبالہ کے منشی کرم خان نے چند سوالات لکھ کر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کا جواب طلب کیا۔ آپ نے مرزائیوں کے سوالات کو ''قول مرزا'' اور اس کے رد کو ''جواب'' کا عنوان دے کر یہ کتاب تحریر فرمادی جو قدرت حق کی طرف سے مرزا قادیانی کے منہ پر طمانچہ تھا اور اہل اسلام کے لئے بہت بڑا علمی سرمایہ۔ یہ کتاب ایک آدھ بار شائع ہوئی۔ اب اس مجموعہ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

مولانا اللہ وسایا

Marfat.com

''الحمد لله الذی هدانا بالکتاب والسنة وجعلنا متبعین للسواد الاعظم من الامة فنحمده علی ماانعم علینا بهذه المنة ونصلی علی سیدنا محمد نبیه ورسوله الذی به من علینا بتلك النعمة وعلی آله وصبحه ومن معهم الذین هم السواد الاعظم فیالهم من ائمه فمن حادعن سبیلهم فلاریب ان قلبه فی اکنه وامره لابدوان یکون علیه غمه.

امابعد!!!''

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی غلطیوں کو بہت اہل علم ظاہر فرما رہے ہیں۔ اس لئے کبھی اس باب میں لکھنے کا خیال نہیں ہوا۔ مگر بعض احباب سے جو کچھ زبانی سوال و جواب کا اتفاق ہوا اور بفضلہٖ تعالیٰ ان کے شبہات کو شفا ہوئی انہوں نے تقید بالقلم کا اصرار کے ساتھ مشورہ دیا چونکہ نفع کی امید پائی گئی اس لئے خود بھی اس کا خیال ہوگیا۔ اسی اثناء میں منشی کرم خان صاحب نائب محافظ دفتر ڈپٹی کمشنر انبالہ نے کچھ سوالات بعض اقوال کی نسبت محض نیک نیتی سے بغرض جواب بھیج دیئے۔ وہ اس خیال کے لئے اور بھی مؤید اور مؤکد ہوگئے۔ اس لئے ان سوالات کا جواب لکھ کر آخر میں ایک مستقل مختصر مضمون جو اجمالاً ان شاء اللہ! ایسے تمام شبہات کے جواب کے لئے کافی ہوسکتا ہے۔ اضافہ کر دیا اور اس مجموعہ کو ایک رسالہ کی شکل میں بنا کر ''الخطاب الملیح فی تحقیق المهدی والمسیح'' کے ساتھ نامزد کر دیا اول سوال مرقوم ہے پھر جواب مذکور ہے پھر اسی آخری مضمون پر کتاب ختم ہے:

والله تعالی ولی الهدایة ومنه البدایة والیه النهایة.

Marfat.com

نقل خط منشی صاحب موصوف متضمن سوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

نحمدہ ونصلی علی رسولہٖ الکریم!

جناب ہدایت مآب مولانا صاحب مکرم معظم دام ظلکم وفضلکم از جناب احقر العباد پر عصیان کرم خان، بعد ادائے مراسم ماوجب نہایت ادب سے عرض ہے میں ایک معمولی اردوخوان ملازم ہوں لیکن بفضل خدا کتب شرعی دیکھنے کا شوق ہے۔ان ایام میں جوشور مرزائیوں کا ہورہاہے اور اکثر لوگ بے علم جو بگڑرہے ہیں وہ ظاہر ہے، بعض میرے احباب آپس میں گفتگو رکھتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دلائل وفات مسیح کی پیش کیا کرتے ہیں۔گو بفضل خدا اور برکت علماء سے یہ خاکسار اس کے عقائد اور اقوال سے بیزار ہے کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے لیکن بعض مقامات کو برائے ازدیاد تقویت ویقین کبھی کبھی بعض مامور علماء سے پوچھ لیا کرتا ہے۔ چنانچہ دو تین مرتبہ جو مقامات کی نسبت بابت مسائل مختلفہ وتقلید وتراویح ہشت رکعت جناب مولانا مخدومنا حضرت مولانا رشید احمد صاحب مدظلہم (گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) سے دریافت کیا تو حضرت مولانا صاحب ممدوح نے میرے سوالات پر رسالہ سبیل الرشاد، اور رسالہ الرائے النجیح فی عدد رکعات التراویح، تحریر فرمادیا ہے۔اسی طرح آپ سے مجھ کو بعض امور کی بابت تحقیق ہے۔گو جناب مولانا رشید احمد (گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) صاحب سے ایک گونہ نیاز حاصل ہے لیکن مجھ کو شرم آتی ہے کہ شاید مولانا موصوف یہ خیال نہ فرمادیں کہ وہ شخص ہمیشہ سائل رہتا ہے۔ چونکہ ان امور مندرجہ ذیل کا معلوم کرنا ضروری ہے پس اس وقت مجھ کو بھی ضروری ہوا کہ ان امور کو بامید جواب شافی وتسلی کافی کے حضور ہی کی خدمت میں پیش کروں۔ بعض تصانیف حضور کی میرے پاس ہیں اور جو فضل وکمال وخلق محمدی وتوجہ وتبحر معلوم حضور کو ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور نیز مخدومی مکرمی مولانا انوار الحق صاحب نقل نویس جو میرے دفتر میں ہیں اور نیز مولوی اکرام حسین صاحب نے

Marfat.com

بھی مجبور کیا کہ تم کو مولانا ہی جواب سے جلد مشرف فرما دیں گے۔ گو جناب کو بھی علاوہ درس وتدریس وذکراللہ کے کتب بینی وتصانیف وتحریر فتاویٰ بے شمار، میں ایک مشغلہ عظیم ہے لیکن میں امید قوی رکھتا ہوں کہ حضور ان امور کا جواب دینا بھی ضروری خیال فرمائیں گے۔ کیونکہ آپ کی برکت سے امید ہے کہ بعض لوگ جو عقائد مرزا میں گرفتار ہو جاتے ہیں شاید بچ جائیں۔ اس واسطے جناب کی خدمت میں عرض ہے۔ اول قول مرزا غلام احمد قادیانی کا پھر امور تحقیق طلب لکھتا ہوں۔

قول مرزا نمبرا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ نے بمقام کشمیر وفات پائی ہے۔ چنانچہ آیت قرآن شریف: ''وأوينا هما الى ربوة'' سے یہی مراد ہے۔ کیونکہ کشمیر بہت بلند جگہ ہے جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے بھاگ کر کشمیر چلے گئے تو ہر دو مسیح ووالدہ حضرت مریم علیہما السلام نے وہاں وفات پائی۔ اسی جگہ ان ہر دو کی قبر ہے۔

جواب نمبرا:

ربوہ کی تفسیر دمشق یا فلسطین یا بیت المقدس غرض ملک شام کے کسی مقام سے کی گئی ہے۔ کشمیر سے تفسیر کرنے کی کوئی دلیل نہیں اور علی سبیل التنزل کہتا ہوں کہ اگر کشمیر تشریف لانا مان بھی لیا جائے تو اس کو اصل مدعا منکر رفع جسمانی الی السماء سے کیا تعلق ہے۔ کیا سفر کشمیر کے بعد وہاں سے جانا اور پھر مرفوع الی السماء ہونا ممتنع ہے؟

رہا دعویٰ وہاں قبر ہونے کا محض بے اصل ہے۔ تخمین وقیاسات وافواہی حکایات کا بمقابلہ دلائل شرعیہ کوئی اعتبار نہیں رہی تحقیق قبر حضرت مریم علیہ السلام کی اس کی ضرورت نہیں۔

قول مرزا نمبر۲:

حضرت مریم علیہا السلام نے حالت حمل میں نکاح کر لیا تھا چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حقیقی برادر وہمشیرگان بھی تھیں۔

Marfat.com

جواب نمبر۲:

کہیں ثابت نہیں قبل حمل اس کا قائل ہونا صریح تکذیب قرآن ہے اور بعد حمل تکذیب اجماع ہے۔ پس دونوں امر باطل ہیں اور جنت میں نکاح کیے جانے کی مجھ کو تحقیق نہیں، نہ تحقیق کی ضرورت سمجھی۔

قول مرزا نمبر۳:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور نیز بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر مذہب ہے۔ چنانچہ کتاب التفسیر بخاری میں قول عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے: ''**متوفيك اى مميتك**'' یعنی توفی بمعنی فوت ہے۔ نہ نیند وغیرہ، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث لائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

> ''قیامت کو میری امت سے بعض اشخاص ننگے سر و پاؤں لائے جائیں گے ان کو اپنے اصحاب کہوں گا۔ ندا ہوگی کہ یہ تیرے بعد گمراہ ہو گئے تھے، تو اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا یعنی: ''**انی اقول کما قال العبد الصالح**۔''

پس یہ فرمانا ان حضرات کا اس وقت یعنی زبان حضرت میں، ایک قصہ ماضی کا ہو گیا۔ حضرت نے کما قال فرمایا یقول نہیں فرمایا اور مسلمان کہتے ہیں کہ مسیح قیامت کو جواب دیں گے حالانکہ یہاں صیغہ ماضی کا بولا گیا ہے۔

جواب نمبر۳:

اگر ممیتک کو اپنے ظاہری معنی پر کہا جائے پھر بھی منکر رفع جسمانی کو کچھ مفید نہیں۔ اول تو اس وجہ سے کہ ممکن ہے کہ یہ موت بعد النزول الی الارض ہو، جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے سے دے دی اور واؤ ترتیب کے لئے موضوع نہیں۔ اس لئے اس کا تحقق ورافعک الی، سے پہلے ضروری نہیں۔ رہی یہ بات کہ ذکر میں کیوں مقدم فرمایا، سو گو اس نکتہ کی تحقیق

Marfat.com

کو اصل مبحث سے تعلق نہیں مگر تبرعاً نکتہ کا بیان بھی کئے دیتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں دو فرقوں کو افراط و تفریط تھا۔ ایک انصاریٰ کو کہ ان کو الٰہ مانتے تھے دوسرے یہود کو۔ وہ ان کو غیر طاہر جانتے تھے اور انصاریٰ کی غلطی یہود کی غلطی سے بڑھی ہوئی تھی کیونکہ غیر الٰہ کو الٰہ ماننا زیادہ بعید ہے۔ نبی کو غیر نبی جاننے سے۔ اگرچہ کفر دونوں ہیں۔ اس لئے متوفیک کو جبکہ معنی ممیتک ہو مقدم کیا کہ اس میں ابطال ہے عقیدہ نصاریٰ کا، کیونکہ موت منافی ہے الوہیت کے۔ پھر رد فرمایا عقیدہ یہود کو اس طرح سے کہ ان کے لئے رفع الی السماء ثابت کیا، جو مستلزم ہے طہارت جسمانی کو، اور تطہیر مطلق ثابت کی جو مستلزم ہے طہارۃ روحانی کو، اس طرح دونوں فرقوں پر رد ہو گیا اور متوفیک کی تقدیم مناسب ہوئی اور اگر ترتیب ذکری کے ساتھ ترتیب وقوعی بھی مان لی جائے، تب بھی منکر رفع کو مفید نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ قبل رفع تھوڑی دیر کے لئے آپ کو وفات دی گئی ہو اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لئے گئے ہوں جیسا کہ بعض سلف اس کے قائل بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے:

''الثانی متوفیک ای ممیتک وھو مروی عن ابن عباس ومحمد بن اسحاق قالوا والمقصود ان لا یصل اعداء من الیھود الی قتله ثم انه بعد ذلك اکرمه بان رفعه الی السماء. ثم اختلفوا علی ثلثة اوجه احد ھا قال وھب توفی ثلث ساعات ثم رفع. ثانیھا قال محمد بن اسحاق توفی سبع ساعات ثم احیاہ اللّٰہ تعالیٰ ورفعه. الثالث قال الربیع بن انس انه تعالیٰ توفاہ حین رفعه الی السماء''

بہر حال ممیتک کے ساتھ تفسیر کرنا بھی کسی طرح منکر رفع کو مفید نہ ہوا۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس تفسیر کو نقل کرنا، اول تو مستلزم نہیں کہ ان کا بھی یہی مذہب ہو اور اگر ہو بھی تو منکر رفع کو مفید نہیں جیسا کہ ابھی بیان ہوا کہ موت اور رفع العبد الی السماء میں تنافی نہیں۔ ایک کے اثبات سے دوسرے کی نفی لازم نہیں آتی۔

رہا استدلال کرنا قال کے ماضی ہونے سے یہ بھی محض ضعیف ہے۔ اول تو اس لئے کہ ماضی بمعنی مضارع بکثرت قرآن مجید میں وارد ہے:

Marfat.com

﴿ونفخ فی الصور. واشرقت الارض. وضع الکتاب. جئی با النبیئن. قضی بینھم. وسیق. وغیر ذلك﴾

پس قال بمعنی یقول ہوسکتا ہے۔ رہا یہ امر کہ ماضی سے کیوں تعبیر فرمایا، سو گو بیان نکتہ کو اصل مقصود میں کوئی دخل نہیں، مگر تبرعاً بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جو اپنی حکایت بیان فرمائی کہ میں قیامت میں اس طرح کہوں گا۔ اس بیان سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ آیت سن چکے تھے:

﴿ان تعذبھم فانھم عبادك. الایة﴾

پس مقتضا بلاغت کا ہوا کہ حکایت کے ماضی ہونے کو بمنزلہ محکی عنہ کے ماضی ہونے کے ٹھہرا کر صیغہ ماضی استعمال فرمایا۔ یا یوں کہا جائے کہ قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول پہلے ہو چکے گا، پھر ہمارے حضور ﷺ کا یہ قول صادر ہوگا، تو حضور ﷺ کے قول کے وقت چونکہ وہ قول ماضی ہو چکا ہے اس لئے صیغہ ماضی سے تعبیر فرمایا۔

قرآن مجید میں بھی اس کی نظیر ہے:

﴿قال تعالی یوم یأتی بعض أیات ربك لاینفع نفسا ایمانھا لم تکن امنت من قبل﴾

یہ یقینی بات ہے کہ تکلم کے وقت کے اعتبار سے: ''لم تکن أمنت'' مستقبل ہے مگر باعتبار وقت حکم لاینفع کے ماضی تھا اس لئے ماضی لائے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر بعض جگہ تو مستقبل سے مستقبل کو بھی ماضی سے تعبیر فرمایا گیا ہے:

﴿قال تعالیٰ وعلی الاعراف رجال یعرفون کلابسیماھم ونادو اصحاب الجنة﴾

اس میں یقیناً نداء بعد معرفت کے ہے پھر یعرفون کو مستقبل لائے اور نداء جو اس مستقبل سے بھی مستقبل ہے اس کو ماضی سے تعبیر فرمایا۔ اور اگر قال کو ہم ظاہری معنی پر ہی محمول کریں، تب بھی استدلال منکر رفع کا غلط ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہ مخاطبت فیما بین اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد رفع الی السماء واقع ہو چکی ہو، جیسا احادیث میں وارد ہے کہ شہداء سے بجو دپیشی قبل قیامت ہی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ غایت مافی الباب یہ لازم آیا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ باتیں ہو

Marfat.com

چکی ہیں۔تو توفی بھی واقع ہو چکی ہے مگر اس میں بھی کوئی اشکال لازم نہیں اگر توفی بمعنی اخد الیشیءِ بالتمام[1] کی ہو جیسا بہت سے مفسرین اس طرف گئے ہیں اور اس بنا پر توفی عین مفہوم رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع الجسد والروح ہوگا۔

تب تو ظاہر ہے کہ کوئی اشکال نہیں اور اگر بمعنی وفات ہی لے لیا جائے تب بھی اوپر تحقیق ہو چکا ہے کہ وفات میں اور رفع مع الجسم میں کوئی منافاۃ نہیں بہر حال کسی تفسیر پر بھی منکر رفع کو مفید نہیں۔

قول مرزا نمبر ۴:

میں نبی ہوں، رسول ہوں، مگر بروزی طور پر میں صاحب شریعت نہیں ہوں لیکن جزوی نبی ہوں، اور ایسا دعویٰ اکابر نے بھی کیا ہے جیسے منصور نے انا الحق وبایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے انا نوح۔وغیرہ کیا ہے ثابت ہے۔

جواب نمبر ۴:

رسالت ونبوت ووحی کے جو معانی اصطلاح شرعی میں ہیں، ان کا منقطع ہو جانا، دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان امور کے خاتم ہیں۔اس کے انکاری کی تو گنجائش ہی نہیں۔رہا قصہ بروز کا سو یہ ایک اصطلاح مستحدث ہے۔اگر اس کی تعریف جامع مانع ایسی کی جائے جو قواعد شرعیہ کے مخالف نہ ہو تو گو بحکم قول لا مشاحۃ فی الاصطلاح محل نزاع نہیں، مگر چونکہ یہ حکم بھی شرعی ہے کہ الفاظ موہمہ سے احتراز واجب ہے چنانچہ اسی بناء پر:''لا تقولوا راعنا'' فرمایا گیا اور احادیث میں بہت سے الفاظ کی ممانعت اسی بناء پر وارد ہے۔اس لئے جس جگہ اس قسم کا الہام اور عوام کے لئے مغلط اور مفسد کا احتمال ہوگا ایسے الفاظ کے استعمال کو حرام ومعصیت کہا جائے گا، اور اگر ان الفاظ اصطلاحی کے تعریف ہی میں کوئی جز ومخالف قواعد شرعیہ ہوگا تو اس وقت اس کو فی نفسہ بھی باطل قرار دیں گے۔اس کے علاوہ میں کہتا ہوں کہ اگر لفظ بروز کے بڑھا دینے سے رسالت ونبوت کا دعویٰ جائز ہے تو اسی قید کے ساتھ خدائی کے دعویٰ کی بھی اجازت ہونا چاہیے۔کیونکہ آخری مخلوق میں صفات الٰہیہ کا کم وبیش:

1۔کسی چیز کو مکمل طور پر لے لینا یا سلب کر لینا (مرتب)

Marfat.com

''علی قدر العطاء الوھبی''

ظل تو ضروری ہے کیا کوئی عاقل متدین اس امر کو گوارا کر سکے گا؟ جب خدائی کا دعویٰ گوارا نہیں تو رسالت کا کیونکر گوارا ہے؟۔

رہا استدلال کرنا فعل اکابر سے سو اگر ان قصوں کو صحیح مان لیا جائے تو وہ حضرات غلبہ حال سے معذور تھے۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ مشہور ہے کہ جب ان کو حالت صحت میں اس کی اطلاع کی گئی تو توبہ ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اگر میں پھر ایسی بات کہوں تو مجھ کو بلا تردد قتل کر ڈالو۔ چنانچہ لوگوں کا اس طرح سے قصد کرنا اور پھر آپ کی کرامت سے زخموں کا اثر نہ ہونا مشہور ہے۔ بہر حال قصد و عمد سے کبھی نہیں کہا نہ اس پر اصرار تھا۔ پس کجا وہ حالت اور کجا یہ حالت کہ اگر کوئی ذرا کلام کرو تو اس کے رد میں رسالے اور اشتہارات تیار کئے جائیں۔

کار پاکان راقیاس از خود مگیر
گرچہ ماند نوشتن شیرو شیر
تو صاحب نفسی اے غافل میاں خاك خون میخور
کہ صاحب دل اگر زھری خورد آن انگبین باشد

قول مرزا نمبر ۵:

رفع بمعنے عزت کے موت دینا ہے۔ یا بعد مرنے کے روحانی طور پر بہشت میں داخل ہونا ہے چنانچہ:

''ورافعك الی بحق''

حضرت مسیح علیہ السلام اور لفظ:

''ورفعناه مكانا عليا''

بحق حضرت ادریس علیہ السلام ہی بولا گیا ہے۔ نہ بالجسم اٹھانا مراد ہے۔

جواب نمبر ۵:

رفع کے معنی لغوی مشہور ہیں۔ شرعی اصطلاح اس میں جداگانہ نہیں۔ عزت کی موت

Marfat.com

اس کے کوئی معنی نہیں۔ البتہ رفع بمعنی درجہ کے بھی مستعمل ہے ور بمعنی رفع روح جس کا حاصل موت ہے بھی مستعمل، لیکن دونوں معنی کا مجموعہ کہ اس میں دونوں قیدیں ہوں اس میں کہیں مستعمل نہیں دیکھا گیا، اور اگر کہیں مستعمل ہوتا بھی ہو، تو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں جو لفظ رفع آیا ہے وہ تو یقیناً اس معنی میں مستعمل نہیں کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ احادیث میں نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دی گئی ہے اور اس نزول کو بمقابلہ ان کے مرفوع ہونے کے فرمایا گیا ہے چنانچہ سیاق احادیث سے ظاہر ہے۔ پس جب دونوں لفظ اس حیثیت سے متقابل ٹھہرے تو یقیناً ایک لفظ کے جو معنی ہوں گے دوسرے لفظ میں اس کا مقابل مراد ہوگا۔ پس اگر رفع سے مراد مع الجسم آسمان پر جانا مراد لیا جائے جیسا جمہور کہتے ہیں تو نزول سے مراد مع الجسم زمین پر آنا مراد ہوگا جس میں نہ تقابل فوت ہوا نہ کوئی خرابی لازم آئی۔ اگر بقول منکر رفع جسمانی سے مراد عزت کی موت لی جائے تو نزول سے مراد بقرینہ مقابلہ ذلت کی پیدائش لینا چاہیے۔ پس معنی حدیث نزول کے یہ ہوں گے کہ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ ذلت کے ساتھ پیدا ہوں گے، اور اگر یہاں یہ معنی نہ لئے جائیں تو مقابلہ فوت ہو جائے گا۔ جس کا لزوم اوپر ثابت ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ عزت کی موت کے معنی مراد لینا صحیح نہیں۔ اور اگر کوئی کہے کہ ہم مطلق موت مراد لے لیں گے، تو ہم کہیں گے کہ اول تو اس کی دلیل چاہیے اور اگر بلا دلیل ہم تسلیم بھی کر لیں جب بھی منکر رفع جسمانی کو مفید نہیں، کیونکہ رفع جسمانی اگر اس لفظ سے ثابت نہ کہا جائے گا دوسری دلیل شرعی یعنی اجماع سے ثابت رہے گا اور موت کا رفع جسمانی کے منافی نہ ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے۔ اور اگر: ''رفعناه مكانا عليا'' میں صرف رفع روح مراد ہو تب بھی ہم کو مضر نہیں کیونکہ ہم یہ کب کہتے ہیں کہ رفع روحانی میں اس کا استعمال نہیں آتا۔ اسی وجہ سے تحقیق قصہ حضرت ادریس علیہ السلام کی حاجت نہیں، ہمارا تو یہ قول ہے کہ دونوں معنی میں استعمال ہو سکتا ہے مگر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرفوع بالجسم ہونا اجماع سے ثابت ہے۔ اس لئے ان کے قصہ میں اس معنی کو ترجیح ہے اور علیٰ سبیل التنزل کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید میں بمعنی رفع الجسم نہ بھی لے تب بھی ہمارا دعویٰ رفع مع الجسم کا اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ عنقریب بیان ہو چکا ہے۔ اور چونکہ لفظ رفع بمعنی مع المادۃ میں لغۃً مستعمل ہے۔ اس لئے نظیر کی حاجت نہیں اور تبرعاً نظیر بھی پیش کرتے ہیں:

''قال تعالیٰ رفع السموات بغير عمد، وقال تعالى رفع

Marfat.com

سمکھا''۔

حدیث ضحایا میں ہے:

''قالت عائشه ولقد كنا لنرفع الكراع''

(ترمذی، صفحہ: ۲۷۷، جلد: ۱)

اور حدیث حج صبی میں:

''فرفعت امرأة صبياً''

(ترمذی، صفحہ: ۱۸۵، جلد: ۱) دیکھئے۔

یہ سب اشیاء مادی ہیں جو مع المادہ مرفوع ہوئیں۔

قول مرزا نمبر ۶:

لفظ نزول جو بحق حضرت مسیح علیہ السلام احادیث میں وارد ہے وہ مراد آسمان سے اترنا نہیں ہے بلکہ پیدا ہونا مراد ہے۔ جیسا کہ فرمایا خدا نے:

''وانزلنا الحديد''

کیا یہاں لوہا بھی آسمان سے اترا ہے یا لفظ:

''انزلنا الكتاب''

میں مراد یہ ہے کہ قرآن مجید آسمان سے اترا ہے اور کسی نے دیکھا ہے۔

جواب نمبر ۶:

گو نزول بھی دوسرے معنی میں حقیقتاً و مجازاً مستعمل ہوتا ہے جس کا انکار نہیں، مگر نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یقیناً باعتبار معنی ظاہر متبادر کے ہے۔ اولاً حدیث مسلم باب ذکر الدجال میں ہے:

''فينزل الى قوله بين مهرو زتين واضعا كفيه على اجنته ملكين''

اگر بقول منکر نزول ''من السماء''

Marfat.com

یہاں پیدائش کے معنی لئے جائیں تو استغفر اللہ حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو رنگین کپڑے پہنے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے پیدا ہوں گے۔ اول تو یہ مطلب کیسا مہمل ہے۔ پھر افسوس کہ مدعی مسیحیت میں یہ صفت بھی نہیں پائی جاتی۔ پس حدیث کے قرائن معنی متبادر کے تعین کررہے ہیں۔ دوسرے اس معنی پر اجماع بھی ہے۔

قول مرزا نمبر ۷:

آسمان پر اس جسم خاکی کا جانا محال ہے اور ''معاذ اللہ'' یہ لفظ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جسم کثیف سے معراج کو نہیں گئے بلکہ معراج کشفی ونومی تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول لاتا ہے کہ وہ بھی جسمی معراج کی قائل نہ تھیں اور وجہ یہ ہے کہ آسمان پر کرہ نار، یا زمہریر، ہے خاکی جسم کا جانا محال ہے بلکہ بڑے پہاڑوں پر جانے سے انسان نہیں زندہ رہ سکتا ہے۔

جواب نمبر ۷:

بلاشک جاسکتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص محال کہے تو اس سے پوچھنا چاہیے کہ یہ محال عقلی ہے یا شرعی یا عادی ہے۔ اگر محال عقلی یا شرعی ہے تو دلیل لانا چاہیے۔ کون سی دلیل عقلی نے اس کی نفی کی ہے؟

کونسی دلیل شرعی اس کا انکار کررہی ہے؟

ان شاء اللہ تعالیٰ! قیامت تک کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو سکے گی۔ اور اگر محال عادی ہے تو مسلم، مگر یہ مفید نہیں کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کسی امر کا امکان عقل سے ثابت ہو اور دلیل شرعی اور اس کے وقوع کی خبر دے اور اس کے وقوع کا اعتقاد واجب ہے۔ چنانچہ یہ امر بہت ہی ظاہر ہے پس جب اس میں کوئی استحالہ عقلی ہے نہیں، اور دلیل شرعی اس کا اثبات کررہی ہے تو واجب ہوگا کہ اس کو خرق عادت قرار دے کر اس کا اعتقاد کیا جائے۔ اور ممکنات عقلیہ کی نسبت:

﴿ان اللہ علی کل شئ قدیر﴾

عقیدہ قطعیہ ہے۔ بلکہ میں ترقی کر کے کہتا ہوں کہ یہاں ممکن ہے کہ کوئی مانع عادی طبعی بھی نہ ہو، کیونکہ یہ امر مشاہدہ سے ثابت ہے کہ اگر آگ یا مثل اس کے کسی تیز چیز کے اندر سے

Marfat.com

بہت جلدی سے انگلی کو بار بار نکالیں تو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔

اور فلسفہ میں یہ طے ہو چکا ہے کہ سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں پس ممکن ہے کہ جسم محمدی وجسم عیسوی علیہما السلام کو کرہ زمہریر وکرہ نار کے اندر سے نہایت سرعت وعجلت کے ساتھ نکال کر آسمان پر پہنچا دیا ہو اور بوجہ سرعت جسم کو کوئی گزند نہ پہنچا ہو تو اس میں کیا استبعاد ہے۔

اور بڑی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محال عادی پر قادر ہیں۔ جو چاہیں واقع کر دیں زمہریر اور نار سب ان کے مسخر اور محکوم ہیں۔ جب اس کا امکان ثابت ہو گیا تو بلندی کشتی حضرت نوح علیہ السلام کے تحقیق کی کچھ حاجت نہیں۔ اور قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یا بمقابلہ دیگر روایات صحیحہ مرجوح ہے یا تعدد واقعہ پر محمول ہے۔

اور صریح دلیل معراج کے جسمانی ہونے کی یہ ہے کہ منکرین نے اس کی کس شدت سے تکذیب کی۔ اگر روحانی ونومی ہوتی استعجاب واستبعاد کی کوئی وجہ نہ تھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرما دیتے کہ اس میں استبعاد کیا ہے یہ تو نومی وروحانی ہے۔

قول مرزا نمبر ۸:

مسیح کا آنا محال ہے کیونکہ اگر وہ بحالت نبوت آئے تو خاتم النبیین کی آیت کا نقص ہے اگر بلا نبوت آئے تو ان سے کیا قصور ہوا ہے کہ نبوت سے معزول ہو گئے۔

جواب نمبر ۸:

اس مدعا کی تو تحقیق نہیں نہ تحقیق کی حاجت، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تابع شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر تشریف لانا یقینی ہے۔ اور اس میں نہ ختم نبوت میں قدح لازم آتا ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبوت سے معزول ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت نبی بھی ہوں گے اور تابع دوسرے نبی یعنی ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع بھی ہوں گے جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام خود بھی نبی تھے اور شریعت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے اور پھر بھی تابع ہونے سے معزول ہونا لازم نہیں آتا۔ البتہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت خود صاحبِ شریعت مستقلہ ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کا منسوخ ہونا ہوتی اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس وقت نبوت عطا ہوتی

Marfat.com

ور پہلے زمانہ میں نبوت نہ مل چکی ہوتی، تو حضور ﷺ پر نبوت کا ختم نہ ہونا بے شک لازم آتا۔مگر جب ایسا نہیں ہے بلکہ ایک ایسے نبی جن کو حضور ﷺ کے زمانہ سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔ حضور ﷺ کے تابع شرع ہو کر آئیں گے تو اس صورت میں نہ حضور ﷺ کی ابدیۃ[1] شریعت میں کوئی خلل ہوا اور نہ خاتم نبوت میں کوئی قدح ہوا۔اور اگر صرف اتباع کا نام معزولی ہے تو حدیث میں صاف تصریح ہے:(لو کان موسیٰ حیا لما وسعه الا اتباعی)

(مشکوۃ، جلد:۱، صفحہ:۳۰ باب الاعتصام باالکتاب و السنۃ)

اس بنا پر معنی حدیث کے یہ ہونا چاہیے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے وقت میں زندہ ہوتے تو نبوت سے معزول ہو جاتے۔ پس یہی سوال ہم کرتے ہیں کہ اس صورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کیا خطا تھی جو وہ نبوت سے معزول کر دیئے جاتے؟

قول مرزا نمبر ۹:

آیت: ﴿وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته﴾
میں ہر دو ضمائر میں ایک ضمیر اول میں قرآن شریف یا آنحضرت ﷺ مراد ہیں۔
اور ضمیر دوم میں ایک کتاب۔
چنانچہ تفاسیر میں لکھا ہے کہ ہر ایک کتاب بوقت موت خود مسیح پر ایمان لے آتا ہے۔
پس ہ کی ضمیر کو مسیح کی طرف پھیرنا اور قیامت کو صیغہ مستقبل لانا غلطی ہے۔

جواب نمبر ۹:

اس ضمیر میں کئی قول ہیں چونکہ ہمارا مدار استدلال اس پر نہیں ہے۔اس لئے ہماری طرف سے گنجائش ہے جس قول کو چاہیے کوئی اختیار کر لے ہمارا کچھ ضرر نہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ضمیر راجع ہو تب تو ظاہر ہے کہ ہم کو مفید ہے ہی، اور اگر کتاب کی طرف ہو تو حیات و موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت میں مسکوت عنہا ہو گی۔ سو ہمارے پاس دوسرے دلائل موجود ہیں۔اس لئے ایک جگہ مسکوت[2] عنہا ہونا ہم کو مضر نہیں۔

1۔ہمیشہ رہنے والی 2۔ خاموش یا لاجواب/ الزامی جواب کے مقابلے میں خاموش ہونا۔(مرتب)

Marfat.com

قول مرزا نمبر ۱۰:

آیت: ﴿قد خلت من قبله الرسل﴾

صاف دلالت وفات مسیح ہے کیونکہ لفظ خلا بمعنی موت ہے اگر گذرنا معنی لئے جائیں تو وہ گذرنا مراد ہے جو پھر واپس نہ آئے۔ جیسا کہ مرنا ہے کہ پھر کوئی نہیں آیا۔

جواب نمبر ۱۰:

خلا بمعنی مطلق مضی [1] ہے۔ نہ حیات اس کے مفہوم کا جزو ہے نہ موت۔ قرینہ مقام سے جیسے مضی مناسب ہوگی مراد لے لی جائے گی۔ خواہ وہ مضی بالموت ہو یا مع الحیٰوۃ۔ پس خلت کو بالتعیین بمعنی ماتت لینے کی کوئی دلیل نہیں۔

رہا یہ کہ کوئی ایسی نظیر ہو جس میں حیات کے ساتھ استعمال خلت کا آیا ہو۔ جواب سوال ششم میں اس کا جواب ہو چکا ہے کہ بعد اثبات حجت استعمال کے نظیر پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ مگر ہم تبرعاً نظیر بھی پیش کرتے ہیں:

''قال اللہ تعالی وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر''

فے الصرح ای مضیٰ وارسل

گو دلیل خارجی سے نذیر کا میت ہونا معلوم ہوا ہے مگر جو مقصود ہے اس کلام سے کہ کوئی امت بلا نذیر نہیں۔

یہی جیسا صاحب صراح مضیٰ کی تفسیر ارسل سے کر کے اس کی تصریح کر دی، اس مقصود میں خلا کا صدق حیوۃ فاعل خلا کے ساتھ ہوا ہے کیونکہ حالت موت میں مرسل ہونے کے کوئی معنی نہیں جیسا ظاہر ہے ورنہ آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ جتنی امتیں ہوئی ہیں سب میں ایک ایک نذیر مر چکا ہے۔ سو اس کا مخالف مقصود قرآنی ہونا ظاہر ہے اور اگر قد خلت کو بمعنی قد ماتت ہی لے لیا جائے تب بھی منکر رفع جسمانی کو مفید نہیں کیونکہ موت اور رفع الجسم میں منافات [2] نہ ہونا اوپر محقق ہو چکا ہے۔

1۔ گزرنا 2۔ تضاد (مرتب)

Marfat.com

قول مرزا نمبر ۱۱:

مجمع بحار الانوار ص ۲۸۶ میں قول مالک مات بحق مسیح لکھا ہے اور امام ابن قیم اور ابن تیمیہ مسیح کی وفات کے قائل ہیں۔

جواب نمبر ۱۱:

ہم کو تحقیق حوالہ و تحقیق مذہب ابن تیمیہ و ابن القیم کی حاجت نہیں کیونکہ تسلیم موت میں بھی منکر رفع جسمانی کو کوئی نفع نہیں جیسا کئی بار گذر چکا۔ اور اگر کسی کے کلام میں رفع جسمانی کی نفی مصرح[1] ہو بوجہ خلاف اجماع ہونے کے قابل قبول نہیں۔

قول مرزا نمبر ۱۲:

قرآن شریف میں ۲۳ جگہ وفات یعنی توفی بمعنی موت ہے اور انی متوفیك میں صاف ظاہر ہے کہ معنی میں مار دوں گا تحریر ہے۔ نہ مراد لینا ہے۔ اور کہیں قرآن مجید یا حدیث یا قول صحابہ رضی اللہ عنہم یا محاورہ عرب میں توفی بمعنی رفع لینا نہیں ہے۔ کیونکہ جہاں خدا فاعل اور ذی روح مفعول اور فعل توفی ہو وہاں صرف قبض روح اور جسم بیکار چھوڑ دینا ہے۔ ایسے موقع پر کہیں سوائے قبض روح اور مراد نہیں ہے۔

جواب نمبر ۱۲:

جب آیت:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُم بِالَّيْلِ﴾

(سورۃ الانعام: ٦٠)

میں غیر موت میں (توفی کا) استعمال ثابت ہے تو اور نظائر کی کیا ضرورت ہے؟ ورنہ مثل اس نظیر کے اور نظائر کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان سب نظائر کے سوا اور کوئی نظیر بھی ہے؟

1۔ واضح (مرتب)

Marfat.com

بلکہ میں کہتا ہوں کہ بعد اثبات حجت استعمال کے ایک نظیر کی بھی حاجت نہیں ہے اور صحت استعمال لغت سے ثابت ہے۔توفی کے معنی ''تمام گرفتن حق'' لکھا ہے۔ نیز مجمع البحار میں ہے:

''متوفيك ورافعك على التقدم والتاء خرو قد يكون الوفاة قبضا ليس بموت''

قول مرزا نمبر ۱۳:

آیت: ﴿فيها تحيون وفيها تموتون و منها تخرجون﴾

سے صاف مراد ہے کہ انسان زمین ہی پر رہے گا نہ آسمان پر۔ اگر آسمان پر مسیح کا جانا مانا جائے تو یہ آیت مخالف ہے۔

جواب نمبر ۱۳:

اگر دلیل حصر بجز تقدیم معمول کے اور کچھ ہے تو ظاہر کرنا چاہیے اور اگر معمول کی تقدیم دلیل ہے تو استدلال غلط ہے کیونکہ تقدیم کے اور فوائد بھی اہل بلاغت نے ذکر کئے ہیں۔ پس اس کی کیا دلیل ہے کہ یہاں حصر کے لئے ہی ممکن ہے اور بلکہ واقعی یہی ہے کہ یہاں تقدیم اہتمام شان کے لئے ہے۔ چونکہ مقام ذکر معائنہ حضرت آدم علیہ السلام کا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ تمہارے لئے جزائے اکل شجرہ میں ملکوت سے بعد ہو گیا اور بجائے اس کے زمین سے تعلق و تلبس ہو گیا۔ پس اس مقام پر مناسب تھا کہ زمین کے ذکر کو مقدم کیا جاتا، حیات میں بھی، موت میں بھی، دوبارہ خروج میں بھی، تا کہ جمیع احوال میں تلبس بالارض مؤکد ہو جائے۔ پس اس کو حصر پر کوئی دلالت نہیں اور قرآن مجید میں ایسی تقدیم بہت مواقع پر ہے:

''قال الله تعالىٰ ان الله بما تعملون بصير''

اور ظاہر ہے کہ یہاں حصر کے معنی محض باطل ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ غیر اعمال مخاطبین پر بصیر نہیں۔ نعوذ باللہ منہ۔ پس جب حصر پر کوئی دلیل نہیں پھر حصر پر کسی حکم کو مبنی کرنا کس طرح درست ہو گا؟۔ بلکہ ترقی کر کے کہتا ہوں کہ آیت:

Marfat.com

''فیھا تحیون''

میں اگر حصر مانا جائے تو لازم آتا ہے کہ انسان کی حیات جنت میں بھی نہ ہو۔ کیونکہ جنت زمین سے خارج ہے۔ حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہو سکتا۔ اگر کہا جائے کہ اس حصر سے زمان آخرت مستثنیٰ ہے، ہم کہیں گے کہ مکان آخرت بھی مستثنیٰ ہے۔ آسمان مکان آخرت میں داخل ہے۔ پس جو شخص مکان آخرت میں ہو اس کی حیات غیر ارض پر ہو سکتی ہے اور یہی جواب ہے:

''ولکم فی الارض مستقر''

سے استدلال کرنے کا۔ مزید برآں یہ ہے کہ اگر فی الارض کی تقدیم حصر کے لئے ہے تو لکم کی تقدیم بھی مفید حصر ہونا چاہیے جس سے یہ لازم آئے گا آپ کا، کہ بجز انسانی اور کوئی مخلوق زمین پر نہیں رہتی اور بطلان اس کا ظاہر ہے۔

قول مرزا نمبر ۱۴:

آیت: ﴿اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ. وکانا یا کلان الطعام﴾

وغیرہ میں صاف ہے کہ انسان بلا غذا نہیں رہ سکتا ہے۔ پس مسیح آسمان پر کس طرح قائم ہو گئے اور زکوٰۃ آسمان پر کس کو دیتے ہوں گے؟

جواب نمبر ۱۴:

زکوٰۃ سے مراد اگر یہی زکوٰۃ بالمعنی المشہور ہو تب بھی کچھ اشکال نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ آسمان پر کس کو دیتے ہوں گے محض ''پادر ہوا'' ہے۔ کیونکہ زمین پر رہتے بھی یہ حکم ایسا نہیں جو کسی عارض سے ساقط نہ ہو جائے۔ مثلاً مامور بالزکوٰۃ کے پاس مال نہ رہے اب وہ مامور نہ رہے گا، اور کوئی امر مانع وجوب پایا جائے وجوب نہ رہے گا۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ منجملہ شرائط وجوب زکوٰۃ کے یہ بھی ہے کہ وہ شخص زمین پر رہتا ہو اور مالدار ہو، چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے اور وہاں ان کے پاس مال بھی نہیں اس لئے شرط وجوب مفقود ہو گی۔ پس مشروط یعنی وجوب بھی ساقط ہو گیا۔ پس اوصانی بالزکوٰۃ کے معنی یہ ہوں گے، اوصانی بشرط اجتماع اشرائط و ارتفاع الموانع، جیسا جمیع احکام میں بالاجماع یہی دونوں قیدیں معتبر ہوتی ہیں۔ اور حضرات

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام پر زکوٰۃ واجب ہونے نہ ہونے کی تحقیق کی حاجت نہیں۔ اگر ان پر واجب نہ ہونا ثابت بھی ہو جائے تو اوصانی بالزکوٰۃ کے معنی ہوں گے:

''اوصانی بان آمر امتی بالزکوٰۃ رہا کانا یاکلان الطعام''

سے یہ استدلال کرنا کہ بلا غذا انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور اس سے حیات عیسویہ کو آسمان پر ممتنع کہنا نہایت ہی غلطی ہے۔ اس آیت میں صرف ان کے اکل طعام سے ان کے ابطال الوہیت پر استدلال کیا ہے، جس کا عمر بھر میں ایک بار بھی متحقق ہو جانا استدلال کے لئے کافی ہے، کیونکہ اکل طعام دلیل احتیاج کی ہے اور وہ دلیل حدوث کی ہے اور وہ منافی ہے وجوب کے، جو الوہیت کے لئے لازم ہے۔

اور ظاہر ہے کہ ایک بار کے اکل طعام سے بھی حدوث ثابت ہو جائے گا اور حادث کا واجب بالذات ہونا ممکن ہی نہیں۔ اس لئے ایک فرد بھی اکل طعام کی استدلال کے لئے کافی ہوگی۔ یہ حاصل ہے آیت کا۔ پس مقصود آیت کا جب ایک بار کے اکل طعام سے بھی حاصل ہو سکتا ہے تو دوام اکل طعام پر آیت کی دلالت کہاں ہے؟ جب آیت دوام اکل طعام پر دلالت نہیں کرتی تو ضرورت اکل طعام پر تو کب دلالت کر سکتی ہے۔ جیسا کہ عقلاء پر ظاہر ہے۔ پھر آیت سے امتناع حیات بدون غذا کا حکم کرنا جو موقوف ہے اثبات ضرورت اکل طعام پر کب صحیح ہوگا۔ پس یہ دعویٰ محض غلط ہوا کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا غذا انسان زندہ نہیں رہ سکتا، دوسرے کانہ دوام کے لئے ضرور الدلالت بھی نہیں جیسا اہل عربیہ پر ظاہر ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر دوام کے لئے مان بھی لیا جائے تو باعتبار زمان ماضی کے اور اس میں بھی زمان سکونت ارض کے اعتبار سے دوام ہو سکتا ہے پس آسمان پر غذا کی ضرورت یا دوام کی کیا دلیل ہے۔ رہا اگر کوئی آیت سے قطع نظر کر کے باعتبار اقتضائے مزاج انسانی کے دعویٰ کرے کہ بدون غذا کے حیات ممتنع ہے تو جواب دیا جائے گا کہ یہ ظاہر ہے کہ یہ امتناع عقلی یا شرعی تو ہے نہیں، صرف عادی ہے سو اللہ تعالیٰ کو ہر طرح کی قدرت ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اقتضاء مزاج کو بدل ڈالیں کہ غذا کی حاجت نہ رہے۔ دنیا میں جب ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا کر بعض مقتضیات مزاجیہ بدل جاتے ہیں تو آسمان وزمین کے خواص میں تو بہت فرق ہونا ممکن ہے۔

چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول روح المعانی میں منقول ہے:

Marfat.com

(رفع اللّٰہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام فکساہ الریش والبسہ النور وقطع عنہ لذۃ المطعم والمشرب فطار مع الملائکۃ)

بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ خروج دجال میں اہل ایمان کو کل کو یا بعض کو بجائے غذا کے صرف ذکر اللہ کافی ہوجایا کرے گا۔

مشکوٰۃ صفحہ: ۴۷۷ باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال میں ہے:

(قال ﷺ یجز یھم ما یجزی اھل السماء من التسبیح والتقدیس)

اور اگر بدون غذا کے زندہ رہنا سمجھ میں نہیں آتا تو ہم کہیں گے کہ کیا آسمان پر اللہ تعالیٰ غذا نہیں دے سکتے۔ اگر جنت کے میوے کھلا دیتے ہوں تو کیا مشکل ہے؟

قول مرزا نمبر ۱۵:

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ مسیح فوت ہوگئے اور جو فوت ہوجاتا ہے وہ پھر واپس نہیں آتا یہ سنت اللہ ہے غیر متغیر ومتبدل اور حضرت عزیر علیہ السلام کا زندہ ہونا واقعی نہ تھا اور دیگر مردمان کا زندہ ہونا، مراد وہاں موت سے غشی ہے نہ حقیقی موت۔

جواب نمبر ۱۵:

جن قصص میں مردوں کا زندہ ہونا قرآن مجید میں آیا ہے ان الفاظ کے حقیقی معنی تو یہی ہیں کہ بے جان سے جان دار کردیئے گئے موت کو غشی پر اور احیاء کو ازالہ غشی پر محمول کرنا مجاز ہے اور ظاہر ہے کہ جب تک حقیقی معنی کے تعذر[1] کی کوئی وجہ نہ ہو اس وقت تک مجاز پر عمل کرنا درست نہیں۔ لہٰذا یہ تاویل یقیناً باطل ہے۔

اور اگر بلا دلیل سے ایسے احتمالات کا اعتبار کیا جائے تو حشر ونشر میں بھی ایسی تاویلیں ہوسکتی ہیں۔ جیسا ملحدین نے کہا ہے۔ پس جیسا ملحدین کے شبہ کو اسی قاعدہ اصالتہ معنی حقیقی سے باطل کیا جاتا ہے تو اسی قاعدہ پر یہاں بھی عمل ضروری ہے۔ کیونکہ دونوں جگہ لفظ احیاء اور امات آیا ہے۔ البتہ جہاں کوئی دلیل ترک معنی حقیقی کی ہو وہاں مجاز لینے میں کسی کو کلام نہیں، لیکن جہاں کوئی

1۔ عذر پیش کرنا/ یہاں پر نا قابل عمل ہونا یا تاویل کرنا مراد ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

قرینہ مانعہ معنی حقیقی سے نہ ہو وہاں کوئی وجہ نہیں کہ معنی مجازی لئے جائیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہاں دلیل قائم ہے معنی حقیقی نہ لینے کی، وہ یہ کہ سنت اللہ جاری ہے کہ مر کر کوئی زندہ نہیں ہوتا:

''ولن تجد لسنته الله تبدیلا''

ہم کہتے ہیں کہ اگر سنت اللہ کی تبدیل کے یہ معنی ہوں تو پھر قیامت میں مردوں کو زندہ کرنا تو سب سے بڑھ کر سنت اللہ کی تبدیلی ہے کیونکہ اس کے قبل تک تو یہی سنت چلی آتی تھی کہ سب مردہ تھے بلکہ قبل قیام ساعت تو یہ سنت اس قدر پرانی نہیں ہوئی جس قدر قیام ساعت تک پرانی ہو جائے گی۔ پس اگر اس روز اس سنت اقدم تبدیل ہوگی تو اس وقت تو اقدم بھی نہیں ہوئی صرف سنت قدیمہ ہی تبدیل ہے۔ جب اقدم میں تبدیلی جائز ہے تو قدیمہ میں تو بدرجہ اولیٰ جائز جاننا چاہیے۔

اور لیجئے عالم اہل حق کے نزدیک حادث بالزمان ہی قبل حدوث ایک غیر متناعی مدت اس پر عدم کی گذر گئی۔

اور یہ معدوم رکھنا سنت اللہ تھا۔ پس عالم کو پیدا کر کے اس سنت اللہ کو کیسے بدل دیا گیا۔

اور پھر پیدا کرنے کے بعد جب اس کا وجود مظہر سنت اللہ ہو گیا پھر موت مسلط کر کے اس سنت کو کیسے بدل دیا جاتا ہے۔

غرض یہ چند بار تبدیل سنت اللہ کیسے واقع ہوا۔ اس پر اگر یوں کہا جائے کہ یہ مجموعہ حالات کا من حیث المجموع سنت اللہ ہے اور اس میں تبدیل نہیں ہوئی۔ ہم کہیں گے اسی طرح اکثر مردوں کو دنیا میں زندہ نہ کرنا اور کسی کسی مردے کو زندہ کر دینا یہ مجموعہ بھی سنت اللہ ہے۔ پس کسی کسی کا زندہ کرنا موجب تبدیل سنت اللہ نہیں ہوا۔ اصل یہ ہے کہ آیت کے یہ معنی ہی نہیں کہ ہم خود بھی اپنے طریقہ کو نہیں بدلتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی اور شخص اتنی قدرت نہیں رکھتا کہ ہمارے طریقہ کو بدل سکے۔

جیسے ارشاد ہوا ہے:

''لا مبدل لکلماته''

اور اگر تبدیل کا فاعل اللہ تعالیٰ ہی کو مانا جائے تو سنت سے مراد سنت قولیہ یعنی وعدہ قولی ہے اس میں وہ خود بھی تبدیل نہیں فرماتے اور اس تمام تر تقریر کی اس وقت ضرورت ہے جب

Marfat.com

وفات حضرت مسیح علیہ السلام کو مان لیا جائے اور یہی اس میں گنجائش کلام ہے جیسا تفسیر متوفیک کے ضمن میں معلوم ہوا ہے۔

قول مرزا نمبر ۱۶:

مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''اس وقت سے سو برس کے اندر جس قدر نفوس زندہ ہیں وہ مر جائیں گے۔''

اگر بقول مسلمانان مسیح زندہ بھی تھے تو اس حدیث سے مر گئے۔

جواب نمبر ۱۶:

یہ حدیث اہل ارض کے باب میں ہے نہ کہ اہل سماء کے بارے میں۔ چنانچہ حدیث میں: ''علی ظهر الارض'' کی قید صاف مذکور ہے۔ اور اہل ارض میں سے بھی باعتبار اکثر کے فرمایا ہے ورنہ خود ابلیس بھی ایک نفس منفوسہ ہے۔

اور اب تک زندہ ہے۔ مقصود اصلی اس حدیث کا یہ فرمانا ہے کہ ایک صدی کے بعد یہ قرن گذر کر دوسرا قرن لگ جائے گا اور زمانہ کا نیا رنگ ہو جائے گا گو بعض لوگ اس قرن کے زندہ بھی رہیں۔

چنانچہ راوی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ نے خود یہی تفسیر کی ہے رواہ البخاری پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ وقت ارشاد اس حدیث کے، اہل سماء میں سے ہیں۔ اس لئے وہ اس حدیث میں داخل ہی نہیں۔

اور اگر زبردستی باعتبار ما کان کے ان کو علی ظہر الارض مانا جائے تو دوسرا جواب دے دیا جائے گا کہ یہ حدیث باعتبار اکثر کے ہے۔ نہ باعتبار کل کے اور بعد ان جوابات کے حیات خضر علیہ السلام و اصحاب کہف و قصص جن کی تحقیق کی حاجت نہیں کیونکہ یہ سب نظائر ہوں گے اور ہر واقعہ کیلئے اگر نظیر کی ضرورت ہو تو وہ نظیر بھی ایک واقعہ ہوگا۔ اس قاعدہ کے موافق اور اس کے لئے ایک اور نظیر چاہیے۔ اس طرح اس میں بھی کلام ہوگا۔ پس یا تو سلسلہ کہیں ختم نہیں ہوگا تو

Marfat.com

تسلسل محال لازم آئے گا، اور اگر کہیں ختم ہوگا تو وہ واقعہ بلانظیر مان لیا جائے گا تو وہ قاعدہ غلط ہوگا۔

قول مرزا نمبر ۱۷:

حدیث میں ہے کہ میری امت کی عمر بہت کم ہوگی۔ اگر بقول مولویان مسیح زندہ ہیں تو اس وقت دو ہزار برس کی ان کی عمر ہوگی اور یہ خلاف ہے۔ کیونکہ مسلمان مسیح کو امتی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مانتے ہیں۔

جواب نمبر ۱۷:

اس قسم کی حدیثوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام داخل نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اس ارشاد کے وقت وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں داخل نہیں ہوئے جو اس حدیث میں داخل کیے جائیں اور جب امتی ہو کر تشریف لائیں گے تو بمقتضائے ان احادیث کے معمولی عمر کے بعد وفات فرما جائیں گے۔ دوسرے یہ حکم باعتبار اکثر کے ہے کیونکہ بعض روایات میں:

''مابین ستین الی سبعین''

آیا ہے۔ حالانکہ مشاہدہ ہے کہ بعض امتیوں کی عمر اس مدت سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بہر حال ان احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اثبات سخت مغالطہ ہے۔

قول مرزا نمبر ۱۸:

کہ نبی کے معنی خبر دہندہ ہے اور وحی اور ان پر بھی سوائے انبیاء علیہم السلام کے نازل ہوئی ہے۔ پس باب وحی و نبوت من کل الوجوہ[1] بند نہیں ہوا۔ البتہ نبی صاحب شریعت کا خاتمہ ہے۔ بطور ظلیت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جزوی نبی اس امت میں ہوتے رہیں گے۔ فقط!!!

جواب نمبر ۱۸:

اس کی تحقیق جواب سوال چہارم میں گزر چکی۔

1۔ ہر اعتبار سے/ ہر طرف سے (مرتب)

Marfat.com

قول مرزا نمبر ۱۹:

اگر جناب کے پاس انجیل برنباس کی ہوئے تو اس میں سنا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے اور پھر آنے اور آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی کا ذکر درج ہے یہ تحریر فرمائیں۔

جواب نمبر ۱۹:

انجیل نہ میرے پاس ہے نہ بعد اقامۃ دلائل شرعیہ اس سے تحقیق کرنے کی حاجت ہے۔

قول مرزا نمبر ۲۰:

آیت: ''ان ارادان یھلک المسیح ابن مریم وامه ومن فی الارض جمیعا''
میں صاف حیات مسیح نکلتی ہے۔ مگر لفظ امہ کی کیا توجیہ ہے؟
کیونکہ نزول آیت کے وقت حضرت مریم علیہا السلام فوت شدہ تھیں۔

جواب نمبر ۲۰:

ہمارا مدار استدلال یہ نہیں لہٰذا اس غرض سے توجیہ کی حاجت نہیں گو تحقیق و تفسیر کے مقام میں توجیہ کی جائے جس کا ذکر کرنا یہاں ضروری نہیں۔

قول مرزا نمبر ۲۱:

سنا ہے کہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات مکیہ کے باب ۳۶۰ یا ۲۶۰ میں ایک حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حواری مسیح کا قصہ صعود و نزول مسیح میں لکھا ہے اور وہی روایت کتاب ''ازالۃ الخفا'' حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں بھی ہے۔ ان کی صحت تحریر فرمایئے کہ کہاں ہے اور

Marfat.com

''ازالتہ الخفاء'' میں کیا عبارت ہے اور سنا ہے کہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی صحت کشفی طور پر کی ہے۔

جواب نمبر ۲۱:

مجھ کو تحقیق نہیں نہ تحقیق کی حاجت
فی طلعته الشمس مانیعنیك عن زحل

قول مرزا نمبر ۲۲:

بوقت وفات جناب سرور کائنات روحی فداہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مردہ کہے گا میں ماروں گا۔

اور فرماتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں مرے بلکہ:

''رفع کما رفع عیسیٰؑ''

کہا یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور سمجھایا۔ یہ پورا قصہ کہاں ہے اور یہ الفاظ:

''رفع کما رفع عیسیٰؑ'' ہیں یا کیا الفاظ ہیں۔

جواب نمبر ۲۲:

یہ الفاظ مجھ کو یاد نہیں۔ اگر ہوں تو تشبیہ مطلق رفع میں ہے گو مشبہ میں رفع روحانی ہو اور مشبہ بہ میں رفع جسمانی مع الروح ہو۔ صحت تشبیہ کے لئے ادنیٰ مشارکت کافی ہے۔ البتہ بخاری میں یہ الفاظ پیش نظر ہیں ''ولیبعثنه اللہ'' سو اس میں کوئی امر قابل بحث ہی نہیں۔

قول مرزا نمبر ۲۳:

حضرت مہدی علیہ السلام کا بعد اختلاف اس کے کہ وہ بنی ہاشم سے ہوں گے یا کسی اور قوم سے قول فیصل اور اکثر کیا ہے۔

Marfat.com

جواب نمبر ۲۳:

احادیث میں حضرت امام مہدی کی نسبت:

''من اھل بیتی ومن عترتی ومن اولاد فاطمۃ''

منصوص[1] ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ وہ بنی ہاشم سے ہیں۔

قول مرزا نمبر ۲۴:

مرزا:

''لا مھدی الا عیسیٰ. وامامکم منکم''

کی احادیث سے کہتا ہے کہ مہدی کوئی نہیں ہوگا فقط مسیح ہوگا۔ چنانچہ میں مسیح ہوں اس کی کیا عمدہ توجیہ ہے؟

جواب نمبر ۲۴:

چونکہ احادیث سے قطعاً تغائر وتمائز حضرت عیسیٰ علیہ السلام وحضرت مہدی علیہ السلام کا ثابت ہے اور نیز اجماع اس پر منعقد ہے، اس لئے حدیث:

''لا مھدی الا عیسیٰ''

بالاجماع (ضعیف ونا قبل حجت ہے صحیح ہوتی تو تب بھی) مؤوّل[2] ہے۔علماء نے چند تاویلیں ذکر کی ہیں جو مناسب معلوم ہو، اختیار کر لینا جائز ہے۔میرے نزدیک توجیہ حدیث کی یہ ہے کہ یہ ترکیب مستعمل ہوتی ہے کمال تشابہ کے لئے۔پس مطلب یہ ہے کہ ان دونوں بزرگوں میں باعتبار صفات کمال کے ایسا تشابہ ہوگا کہ گویا مہدی عین عیسیٰ علیہ السلام کے ہیں۔

جیسا کسی کا قول ہے شعر:

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

1۔نص سے ماخوذ ہے جس کا معنی مضبوط دلیل کے ہیں۔ 2۔اسم مفعول کا صیغہ ہے معنی تاویل کیا جاتا ہیں۔(مرتب)

Marfat.com

اور امامکم منکم میں امام سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام ہیں اور اس سے قبل اس حدیث میں یہ ہے کہ:

''کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم''

اور امامکم منکم مبتداء خبر مل کر حال واقع ہوگا۔ اس میں تو کوئی وجہ شبہ اتحاد کی بھی نہیں، بلکہ مطلب صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی حالت میں آئیں گے جبکہ تم میں مہدی بھی موجود ہوں گے۔ غرض کسی حدیث سے دونوں کا ایک ہونا ثابت نہیں، رہا اپنی نسبت دعویٰ کرنا اس کے متعلق کا خاتمہ ملاحظہ کیا جائے۔

قول مرزا نمبر ۲۵:

بخاری شریف میں عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا بئیر معونہ کے دن مقتول ہونے کے بعد بجسد عنصری آسمان پر اٹھ جانا درج ہے۔ ایک کتاب میں دیکھا ہے، امید کہ اس کی صحت باب بخاری وغیرہ سے پتہ دیں اور یہ بھی ثبوت دیں کہ انسان کا آسمان پر جانا ممکن ہے یا نہیں۔ کتاب شرح الصدور صفحہ ۴۷ا کا حوالہ بھی لکھا ہے بابت خبیب بن عدی کے۔ چونکہ یہ ایک بڑا مجموعہ سوالات کا ہے اور میں بفضل خدا اور برکت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلمائے شریعت سے اپنے عقائد اہل سنت حنفی المذہب پر بہت معتقد و قائم ہوں لوگوں کی چھیڑ چھاڑ اور بعض احباب کے بگڑ جانے اور بعض کے مستقیم رہنے کی وجہ سے یہ تکلیف حضور کو دی ہے۔ بخدا خدا ہی عالم ہے کہ یہ امر بطور بناوٹ اور خودغرضی کی وجہ سے نہیں۔ اگر حضور کُل کا جواب تحریر فرمادیں گے تب بھی میں جناب کا مشکور اور اگر بعض کا پھر بھی حضور کا ممنون ہوں۔

جواب نمبر ۲۵:

بخاری جلد ثانی صفحہ ۵۸۷ میں اس قصہ کے یہ الفاظ ہیں:

(قال لقد رایته بعد ماقتل رفع الی السماء حتی انی لا نظر الی السماء بینه وبین الارض ثم وضع)

اس میں رفع مع الجسم کی تصریح ہے اور شرح الصدور میرے پاس نہیں ہے نہ اس میں

Marfat.com

تحقیق کرنے کی حاجت اور ممکنات کے ثبوت کا قاعدہ وطریقہ جواب ہفتم میں مذکور ہو چکا ہے۔ اور استحالہ کسی دلیل سے ثابت نہیں۔

قول مرزا نمبر ۲۶:

اور ایک امر یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ کے اوپر طعن و تشنیع بہت کیا ہے اور آخر میں یہ فقرہ لکھ دیا ہے کہ میں تو اپنے عیسیٰ کو جو نبی تھے یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ کو جو ہمارے ہیں نہیں کہا ہے۔ بلکہ عیسائیوں کے مسیح کو جس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور جس کا قرآن مجید میں ذکر نہیں ہے کہا ہے اور شیعوں کے حسین رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کو کہا ہے۔ چونکہ عیسائیوں نے ہمارے حضرت کو اور شیعوں نے ہمارے خلفاء ثلاثہ کو بہت برا کہا ہے اس وجہ سے ہم نے بھی ان کے مسلمہ وموضوعہ یہ صفات موصوفہ بخیال ان کے، کو کہا ہے۔ آیا ایسا پیرایہ اور حیلہ کر کے حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت مسیح علیہ السلام، حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کس قدر حملہ جائز ہے؟

یا قطعی ناجائز ہے اگر کوئی الزام ان پر دیا جائے تو اس کی کیا صورت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں بحق حضرت مسیح علیہ السلام علماء سلف وخلف نے ایسا حملہ کیا ہے اور علماء اہل سنت نے بمقابلہ شیعان کے برتاؤ کیا ہے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے۔

جواب نمبر ۲۶:

گو مناظرین کی ایسی عادت ہے مگر قرآن مجید کی ایک آیت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر قبیح ہے۔ وہ آیت یہ ہے:

﴿لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ.﴾

(سورۃ آل عمران:۱۸۱)

اس کا شان نزول مفسرین میں مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقات کی ترغیب فرمائی تھی جس پر یہود نے ہی بات کہی، یہ یقینی ہے کہ ان کا یہ عقیدہ نہ تھا، بلکہ محض الزام کے طور پر

Marfat.com

کہا تھا کہ حضور ﷺ کی ترغیب سے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کا حاجت مند ہونا لازم آتا ہے۔ مگر انہوں نے اس قضیہ شرطیہ کو سورۃ حملیہ میں کہا اللہ تعالیٰ نے اس کی تقبیح فرمائی۔ گو اس کا بطور قضیہ شرطیہ کے کہنا بھی بوجہ لزوم تکذیب حضور ﷺ کے قابل تقبیح کے ہے۔ مگر اس مقام پر اس کا ذکر نہیں فرمایا۔ صرف امر اول کی تقبیح پر اکتفا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کا پیرایہ قبیح ہے۔ اگر کسی نے ایسا کیا اس کی تاویل کریں گے کہ مقصود الزام ہے اور کہیں گے کہ انہوں نے آیت میں غور نہیں کیا ہوگا۔ اور خاص کر جب یہ کہنا مخالفین کی زبان سے اپنے بزرگوں کو برا بھلا کہلانے کا سبب بن جائے، اس صورت میں تو دوسری وجہ سے بھی ممنوع ہونے کی علت پائی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوْا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾

(سورۃ الانعام: ۱۰۸)

اور سلف کے کلام میں ایسے عنوانات نظر سے نہیں گزرے۔

قول مرزا نمبر ۲۷:

چونکہ بعض اوقات بعض مسلمان کہہ دیا کرتے ہیں کہ مرزا کلمہ گو ہے اور اس کو برا نہ کہو اور خاص کر صوفی المشرب میں تو برا کسی کو کہنا ہی نہیں آیا ہے۔ اس میں حضور کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ مرزا مدعی نبوت و رسالت و مہدیت و مسیحیت وغیرہ کا ہے اور ظاہراً اہانت انبیاء علیہم السلام و علماء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ پس ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔ علماء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی مواہیر اس کے ضال و مضل و بعض بکفر وغیرہ ثبت ہیں۔ امید کہ مفصل جواب نمبروار سے مشرف فرمادیں گے اور جس کتاب کا حوالہ دیں باب یا فصل سے مطلع فرمادیں۔ چونکہ مرزا بخاری شریف پر اور قول ممیتک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر بہت ناز کرتا ہے اگر زیادہ تر حوالہ بخاری شریف اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حوالہ دیں تو عمدہ ہے۔ اور اکابر علماء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جن میں محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ یا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور خصوصاً حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی بابت اگر کہیں اقوال ہوئیں تو ضرور تحریر فرمائیں یا اصحاب مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حوالہ دیں اور مجمع البحار

Marfat.com

ی عبارت سے تسلی بخشیں۔ حضور کے جواب کا میں منتظر رہوں گا۔ اگر کاغذات جواب زیادہ ہو جائیں تو بیرنگ ارسال فرمائیں۔ یا جو صورت ہوئے۔ زیادہ والسلام۔ خدا حضور کو سلامت کرامت رکھے۔

اُمید رکھتا ہوں کہ جناب بندہ کو محروم نہ رکھیں گے۔ بندہ خاکسار۔ کرم خان نائب حافظ دفتر فارسی صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ، شہر انبالہ محلّہ نیا بانس، ۲۲ فروری ۱۹۰۳ء

جواب نمبر ۲۷:

بلاضرورت تو کسی کو برا بھلا کہنا واقعی برا ہے گو وہ شخص برا ہی کیوں نہ ہو لیکن جہاں بندگان خدا کے دین اور عقیدہ کی حفاظت مقصود ہو ایسے وقت واجب ہے کہ جس شخص کی وجہ سے دین میں فتنہ ہوتا ہو اس کی غلطیوں کو مسلمانوں پر ظاہر کرے البتہ سب وشتم فضول حرکت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾

(سورۃ العنکبوت:۴۶)

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ. اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ﴾

(سورۃ بنی اسرائیل:۵۳)

اب ہم اس مقام پر مناسب سمجھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعض اقوال مع حوالہ نقل کریں۔ ناظرین اگر اہل علم وفہم ہیں تو خود ورنہ علماء محققین کے روبرو ان کو پیش کر کے تحقیق کرلیں کہ ایسے اقوال کا شریعت میں کیا اثر اور قائل کا کیا حکم ہے؟

قول اول:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء، صفحہ ۲۰، خزائن، صفحہ: ۲۴۰، جلد: ۱۸، مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

Marfat.com

قول دوم:

مشتمل بر چند قول ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۸، خزائن صفحہ: ۲۵۷، ۲۵۸، جلد ۳:

اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل التراب میں کمال رکھتے تھے۔ گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے تھے............ اگر یہ عاجز اس عمل الترا ب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام سے کم نہ تھا............ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کی رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی ودماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کی کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارہ میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔

حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ازالہ اوہام صفحہ: ۳، خزائن، صفحہ ۱۰۴، جلد: ۳ پر لکھا ہے کہ:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ
ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے
جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے
گا''۔

اور بھی اس قسم کے اقوال ہیں جو ان کے اور ان کے مقابلین کے تالیفات میں نظر پڑتی ہیں۔

اللّٰھم اعذنا من کل قول او عمل لا یرضیک۔

Marfat.com

قول مرزا نمبر ۲۸:

حضرت الیاس یعنی ادریس علیہ السلام کے نزول کا صحیح حوالہ تحریر فرمائیں۔

جواب نمبر ۲۸:

چونکہ ہمارا مدار استدلال نہیں اس لئے کچھ حاجت نہیں۔

قول مرزا نمبر ۲۹:

اور حضرت عزیر علیہ السلام کے دوبارہ شہر میں آنے کا اور توریت اوران سے پھر کہنے یا صحیح کرنے کا قصہ جو مشہور ہے اس کا پتہ صحیح کیا ہے۔

جواب نمبر ۲۹:

قرآن مجید میں بعد قصہ مناظرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک قصہ مذکور ہے جس میں صاحب قصہ کا مرجانا پھر بعد سو برس کے زندہ ہونا صراحۃً مذکور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ صاحب قصہ حضرت عزیر علیہ السلام ہیں۔ غرض صاحب قصہ کوئی ہو حیات بعد موت ثابت ہے اور حفظ توریت وغیرہ کے قصہ کی تحقیق کی حاجت نہیں۔

قول مرزا نمبر ۳۰:

اگر کسی مردہ کا زندہ ہونا کسی اولیاء اللہ سے بصحت کتاب معتبر ثابت ہو تو تحریر فرمائیں۔

جواب نمبر ۳۰:

کچھ حاجت نہیں:

''تمت الجوابات والحمد للہ الذی بنعمۃ تتم الصالحات''

Marfat.com

خاتمہ مفیدہ جس میں خلاصہ اختلاف مرزا قادیانی وجمہور مسلمین کا بیان ہے

جاننا چاہیے کہ جمہور اہل اسلام کا عقیدہ مشترکہ اس باب میں صرف اس قدر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع الجسم مرفوع الی السماء ہوئے اور پھر مع الجسم آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ مثل دیگر اموات کے میت ومقبور نہیں ہوئے۔ اب اس رفع ونزول کے درمیان کی حالت کو کوئی شخص خواہ حیات کہے یا موت کہے یا حیات بعد الموت کہے اس کو اختیار ہے کوئی شق اصل مدعا میں قادح نہیں۔ اس بنا پر اگر آیات متضمنہ لفظ توفی وخلت وغیرہما کو معنی موت پر بھی محمول کر لیا جائے تو مدعائے مذکور میں مضر نہیں۔ چنانچہ چند جگہ ضمن اجوبہ واسئلہ میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس حالت کو یا اصطلاحاً موت کہا جائے گا یا تشبیہاً، جیسا بعض مفسرین نے توفی کے معنی میں لکھا ہے:

''السابع انی متوفیك ای اجعلك كالمتوفی لانه اذا رفع الی السماء وانقطع خبره عن الارض كان كالمتوفی كبير''

اور حاصل دعویٰ مرزا غلام احمد قادیانی کا دو امر ہیں۔ ایک دعویٰ مسیح ہونے کا۔ دوسرا دعویٰ مہدی ہونے کا۔ اور ان دونوں دعوؤں پر دو دلیلیں قائم کرتے ہیں۔ ایک تفصیلی، دوسری اجمالی۔ تفصیلی دلیل دونوں دعوؤں پر جدا جدا اس طرح ہے کہ دعویٰ اولیٰ کی بنا پر مقدمات ہیں۔

نمبر۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔

نمبر۲: بعد وفات پھر کوئی زندہ نہیں ہو سکتا۔

نمبر۳: پس احادیث نزول میں عیسیٰ مجازی مراد ہے اور وہ میں ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ مقدمہ اولیٰ میں اگر وفات سے مراد مع دفن الجسم فی الارض ہے تو بوجہ مخالف ہونے ظواہر آیات ونصوص حدیث ومحکم اجماع کے غلط ہے۔ جیسا بضمن اجوبہ مذکورہ بیان کیا گیا ہے اور اگر مطلق وفات ہے تو مضر نہیں، کیونکہ مطلق وفات اور رفع الجسم الی السماء میں منافات نہیں جیسا اوپر ذکر ہو چکا اور مقدمہ ثانیہ میں اگر مراد امتناع سے امتناع عادی

Marfat.com

ہے تو جمہور کو مضر نہیں کیونکہ دلائل یقینیہ سے وقوع خوارق عادات کا ثابت ہے اور اگر امتناع عقلی یا شرعی ہے تو غلط ہے یہ بھی ضمن اجوبہ میں گزر چکا ہے۔ مقدمہ ثالثہ مبنی ہے پہلے دو مقدموں پر، ان کے انہدام سے یہ بھی منہدم ہو گیا۔ پھر علی سبیل التنزیل کہا جاتا ہے کہ اگر بفرض محال عیسیٰ مجازی ہی مراد لیا جائے تب بھی تعیین مدعا کی کیا دلیل ہے کہ میں ہی ہوں ممکن ہے کہ کوئی اور شخص ہو۔

رہا تشابہ صفات کا سو ایسی تاویلات بعیدہ سے تو سینکڑوں آدمی مرزا غلام احمد قادیانی سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مشارکت صفاتی رکھنے والے نکل سکتے ہیں اور اگر تعین پر بعض مکاشفات سے استدلال کیا جائے جیسا کہ تحفہ گولڑویہ میں نقل کیا ہے تو بعد تسلیم صحت روایت اور ان صاحبوں کے صاحب کشف صحیح ہونے اور اس کشف میں غلطی نہ ہونے کے ان مکاشفات کو بوجہ مخالف دلائل شرعیہ کے تاویلات مناسب سب ماؤل کیا جائے گا۔

رہا دوسرا دعویٰ اس کی بنا دو مقدموں پر ہے۔

نمبر ا: مہدی و عیسیٰ ایک ہیں۔

نمبر ۲: میں مسیح ہوں نتیجہ نکلا کہ میں ہی مہدی ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ مقدمہ ثانیہ میں دعویٰ اولیٰ ہے جس کا ابطال ابھی ہو چکا ہے اور مقدمہ اولیٰ اس لئے صحیح نہیں کہ احادیث سے صاف دونوں کا جدا جدا ہونا صریحاً ثابت ہوتا ہے اور تاویل حدیث کی اوپر مذکور ہو چکی اور اگر نفی تغائر میں المسیح والمھدی کے لئے احادیث واردفی حق المھدی کا انکار کیا جائے جیسا بعضوں کو مقدمہ ابن خلدون سے شبہ پڑ گیا ہے تو اس کے جواب میں احقر کی ایک تحریر ملاحظہ فرمائی جائے جس کو مہتمم مطبع آسی مدراسی لکھنو اپنے جریدہ الیبان میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

غرض کہ جب یہ دونوں مقدمے بھی ثابت نہ ہوئے دوسرا مدعا بھی ثابت نہ ہوا، اور اگر اجتماع کسوف وخسوف سے بارہ رمضان میں جو کئی سال ہوئے واقع ہوا تھا اس مدعا میں سہارا ڈھونڈا جائے، تو اوّل تو اس میں یہی کلام ہو سکتا ہے کہ تعین کی کیا دلیل ہے ممکن ہے کہ یہ علامت قرب خروج مہدی اصلی کی ہو اور وہ بعد چندے متحقق ہو جائے دوسرے یہ کہ حدیث میں جس کیفیت سے خسوف وکسوف کے اجتماع کی خبر آئی ہے بعد قطع نظر ضعف حدیث کے وہ اجتماع ابھی

Marfat.com

واقع بھی نہیں ہوا۔ دارقطنی میں وہ حدیث یوں مروی ہے:

''روی الدارقطنی من طریق عمرو بن شمر عن جابر عن محمد عن علی قال ان لمهدینا آیتین لم یکونا منذ خلق اللّٰہ السمٰوات والارض تنکسف القمر لاول لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه ولم یکونا منه خلق اللّٰہ السمٰوات والارض''

(صفحہ۱۸۸)

یعنی رمضان کی پہلی تاریخ چاند گہن ہوگا اور نصف ماہ پر سورج گہن ہوگا۔ حاصل یہ کہ دونوں خلاف قاعدہ ہیت ہوں گے۔ اور جو کسوف وخسوف رمضان میں ہو چکا ہے وہ قواعد ہیت کے موافق تھا اور اس حدیث دارقطنی میں یہ تاویل کہ اول لیلہ سے مراد اول تواریخ خسوف قمر ہے نہ خود اول تاریخ رمضان کی، اس تاویل کو خود الفاظ حدیث:

''لاول لیلة من رمضان''

صراحۃً رد کرتے ہیں کیونکہ عبارۃ مذکور کا ترجمہ:

''یعنی رمضان کی اول شب''

جو شخص سنے گا وہ یقیناً اس تاویل کو باطل سمجھے گا اور تاویل مذکور پر اس سے استناد کرنا کہ پہلی شب کے چاند کو قمر نہیں کہہ سکتے محض ضعیف ہے بعد قیام قرینہ تعذر معنی حقیقی کے استعمال فی المعنی المجازی کے امتناع کی کیا دلیل ہے؟ اور قرینہ یہاں وہی حدیث کی عبارۃ مذکور ہے جیسا ابھی بیان ہوا ہے اور خود قرآن مجید میں بالمعنی العام وارد ہے:

﴿قال تعالی والقمر قدرناه منازل حتیٰ عاد کالعرجون القدیم﴾

دوسری جگہ فرمایا ہے:

﴿وقدر منازل لتعلمو اعددا لسنین والحساب﴾

اور ظاہر اور یقینی ہے کہ سیر منازل کا آلہ حساب بن جانا اول ہی شب سے شروع ہو جاتا ہے۔ باوجود اس کے پھر اس حالت میں بھی اس کو قمر ہی کہا گیا، زمحشری کہ جو لغت وعربیت

Marfat.com

میں مسلم و ماہر ہیں تفسیر میں لکھتے ہیں:

(وهی ثمانية وعشرون منزلا ينزل القمر كل ليلة فی واحد منها لايتخطاه ولا يتقاصرعنه علی تقدير مستولا يتفاوت يسير فيها من ليلة المستهل الی الثمانية والعشرين ثم يستتر ليليتين اوليلة اذا نقص الشهر)

اس میں لیلۃ المستھل کی تصریح اس عموم کی مؤید ہو رہی ہے۔ اس طرح حدیث مذکور میں احتمال قرب ظہور پر یہ استبعاد کہ علامت تو اب ہو اور ذی علامت ایک صدی بعد ہو اور اس احتمال کو بے مزگی قرار دینا بھی عجیب ہے، اولاً ایک صدی کا فصل لازم نہیں آتا ممکن ہے کہ اسی صدی میں اس کا وقوع ہو جائے۔

رہا صدی کے شروع پر ہونا سو اول تو اس پر کوئی حجۃ تو یہ نہیں دوسری نصف سے پہلے پہلے شروع ہی کے حکم میں ہے ثانیاً اگر اس سے زیادہ بھی فصل ہو تو مضر نہیں اور علامت ہونے میں مخل نہیں، احادیث میں قیامت کی جو علامات آئی ہیں اس میں بہت سی علامتیں گذر چکیں اور قیامت ابتک بھی نہیں آئی چنانچہ اہل علم پر مخفی نہیں، اب بعد تقریر عدم الاثبات کے اثبات العدم کے لئے کہتا ہوں کہ جو شخص خالی الذہن ہو کر ان احادیث کو جو حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کی شان میں وارد ہیں یا اگر اصل احادیث نہ سمجھ سکے تو ترجمہ مشکوۃ میں ان ابواب کو فہرست میں صفحہ دیکھ کر نکال کر ترجمہ ان کا دیکھے گا وہ یقین کے ساتھ سمجھ لے گا اور اس کے نزدیک کا لمعائنیہ متیقن ہو جائے گا کہ ابھی تک ان صفات و علامت کا مصداق ظاہر ہیں ہوا اور کھینچ تان کر کے کسی کا مصداق بن جانا یا بنا دینا تو تمام شریعت مطہرہ سے امن و اطمینان اٹھائے دیتا ہے کیونکہ اس قسم کے احتمالات تو نصوص صلوٰۃ و زکوٰۃ میں بھی پیدا ہو سکتے ہیں اور ملاحدہ نے نکالی بھی ہیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ اعمال میں تو ان احتمالات کو فاسد باطل قرار دیا جائے اور عقائد میں ان کو صحیح و حق سمجھا جائے۔

مقتضا تدین و تقویٰ کا تو یہ ہے کہ غرض نفسانی و ہوا پرستی کو چھوڑ کر نظر حق طلبی سے کتاب و سنت کو دیکھ کر عقائد و اعمال میں ان کا اتباع کیا جائے۔ ورنہ غلبہ ہوائے نفسانی سے حق ہرگز واضح نہیں ہوتا۔ اس پر حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار یاد آتے ہیں:

Marfat.com

تازہ کن ایمان نه از گفت زبان — اے هوا را تازه کرده درنهان
تاهوا تازه است ایمان تازه نیست — چوں هوا جز قفل آن دروازه نیست
کرده تاویل حرف بکررا — خویش را تاویل کن نے ذکرا
برهوا تاویل قرآن مے کنی — پست وکزشد ازتو تو معنی سنی
ماند احوالت بدان طرفه مگس — کوهمی پنداشت خودرا هست کس
از خودی سرمست گشته بے شراب — زره خودرا شمرده آفتاب
وصف بازان راشنیده درزمان — گفت من عنقائے وقتم بیگمان
آن مگس بربرگ کاه وبول خر — همچو کشتیباں همی افراشت فر
گفت من کشتی و دریا خوانده ام — مدتے در فکر آن مے مانده ام
اینک ابن دریا و این کشتی ومن — مرد کشتیبان و اهل رائے دفن
برسر دریا همیراند اوعمد — مے نمودش اینقدر بیرون زحد
بور بیحدآن چیمن نسبت بذو — آن نظر کو بیند اورارا ست کو
عالمش چندان بور کش بنیش ست — چشم چندین بحرهم چندنیش ست
صاحب تاویل باطل چون مگس — وهم اوبول خر و تصویر خس
گرمگس تاویل بگذارد برائے — آن مگس رابخت گرداند همائے
آن مگس نبور کش این غیرت بود — روح ادنی در خور صورت بود

یہ کلام تو تھا ان کی تفصیلی دلیل میں اور اجمالی دلیل اپنے سب دعووں پر یہ کرتا ہے کہ اگر میں (مرزا قادیانی) کاذب ہوتا تو اب تک ہلاک کر دیا جاتا اور اس باب میں اس آیت سے استدلال کرتا ہے:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ. لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ. ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ. فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ﴾

(سورۃ الحاقہ:۴۷)

میں کہتا ہوں کہ اس آیت میں اگر مراد مطلق تقول ہے تو تمام کفار اپنے کفر و شرک میں متقول علی اللہ ہیں چنانچہ ظاہر ہے اور قرآن مجید میں بھی ان کو متقول علی اللہ کہا گیا ہے۔

Marfat.com

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

﴿وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

(سورۃ الاعراف: ۲۸)

جیسے کہ اور آیات میں بھی ہے کہ حالانکہ بہتیرے ان میں ہلاک نہیں ہوتے بلکہ ان کی شان میں جابجا اس قسم کی آئتیں فرمائی گئیں ہیں:

﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ. وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ.﴾

(سورۃ القلم: ۴۵)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ﴾

(سورۃ الریم: ۷۵)

پس یہ تو یقیناً ثابت ہو گیا کہ مطلق تقول مراد نہیں کوئی خاص تقول ہے پھر یہ کہ وہ خاص کیا ہے؟ سو ظاہر یہ ہے کہ جس دعویٰ کے باب میں یہ آیت آئی ہے یعنی نبوت کا دعویٰ جو حضور نے کیا اور جس حالت میں یہ نازل ہوئی ہے یعنی اس وقت شرائع کی تکمیل نہ ہوئی تھی اور اس لئے دلائل شرعیہ سے ایسے امور میں اتمام حجت نہ ہو سکتی تھی ویسا ہی دعویٰ اور اسی حالت کا مراد ہے پس حاصل آیت کا یہ ہوا کہ جو شخص ایسے وقت میں کہ اور حج شرعیہ سے لوگوں کا التباس رفع نہ ہو سکے نبوت بالمعنی الشرعی کا دعویٰ کرے وہ بمقتضائے حکمت و رحمت کہ خلق خداوندی گمراہ نہ ہو ضرور ہلاک کیا جائے گا۔ سو اب اگر کوئی شخص تقول کرے اول تو وہ نبوت کا دعویٰ نہیں اور اگر بالفرض کوئی ایسا بھی کرے تو بوجہ تکمیل اصول فروغ شرعیہ کے اس پر بھی احتجاج ہو سکتا ہے، اور لوگوں کو بھی بوجہ وضوح دلائل شرعیہ کے التباس واشتباہ واقع نہیں ہو سکتا۔

پس ایسا تقول مستلزم اہلاک 1 نہیں ہے جب اہلاک لازم ہی نہیں تو اس کی نفی سے تقول کے نفی پر استدلال کرنا باطل ہے پس یہ اجمالی دلیل بھی باطل ہو گئی۔ یہ ملخص ہے مکالمہ فما بین مرزا غلام احمد قادیانی و جمہور کا۔ احقر کے نزدیک منشاء ان کے خیالات کا فساد قوۃ متخیلہ ہے

Marfat.com

1۔ہلاک ہونا (مرتب)

جواس باب میں ہو گیا ہے جس کا سبب گا ہے طول خلوت بھی ہو جاتا ہے اور گا ہے اس میں کشف بھی ہونے لگتا ہے جیسا شرح اسباب وغیرہ میں مذکور ہے اگراس سے زیادہ تفصیل دیکھنے کا شوق ہوتو دوسرے اہل علم کی تصانیف جواس باب میں لکھی گئی ہیں جیسے سیف چشتیائی وعصائے موسیٰ وصحیفہ الولا در دالشبہات وغیرہما ان کا مطالعہ کیا جائے اور امید تو اللہ سے یہ ہے کہ طالب حق و تابع انصاف کے لئے یہ مختصر اوراق ہی ان شاء اللہ تعالیٰ کافی شافی ہیں اور سخن پرور کے کئے تو ہزاروں دفتر بھی غیر وافی ہیں ولیکن:

هذا آخرما اردنا ایرداه وکان هذا التحربدو تمامه فی یوم عرفه من ١٣٢٠ھ وجمع اسبابه الضروية قبله بيوم فی یوم الترویة وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین تمتّ.

"اس وقت عالم اسلام کا سب سے زیادہ سنگین اور عظیم خطرہ قادیانی ہیں۔ جو یہودی صیہونیت کے ساتھ مل کر اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ میں جہاں جہاں بھی گیا قادیانیوں کو اپنی بھر پور فتنہ سامانیوں اور بے شمار وسائل کے ساتھ موجود پایا۔ میں نے دُنیا کے مختلف علاقوں میں مقدور بھر اس فتنہ کا مقابلہ کیا۔ بعض مناظروں میں انہیں عبرتناک شکستیں دیں۔ لیکن یہ فتنہ اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک کہ پوری قوم اس کا مقابلہ نہ کرے۔"

(حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ
تحریک ختم نبوت، ص ۳۰، ۱۹، مرتبہ ظہور الحسن بھوپالی مرحوم)

Marfat.com

مرزا قادیانی اور نبوت

حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۲۸۴ھ بمطابق ۱۸۶۷ء **وفات:** یکم محرم الحرام ۱۳۴۹ھ بمطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۰ء بروز جمعۃ المبارک

Marfat.com

حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے زیر نظر کتابچہ مرزا قادیانی کے اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' کے جواب میں تحریر فرمایا، مرزا قادیانی کا یہ اشتہار خزائن جلد ۱۸ میں صفحہ ۲۰۶ سے ۲۱۶ تک شامل ہے۔ اس لئے ذیل میں صرف ایک غلطی کے ازالہ کا حوالہ دیں گے۔ خزائن کے حوالہ کو دیکھنے کیلئے اتنا تذکرہ کافی ہے۔ تکرار کی ضرورت نہیں۔

میرے ایک دوست نے مجھے یکم رمضان المبارک کو مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء (ایک غلطی کا ازالہ) دکھلایا، جس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا نبی ورسول ومحمد رسول وخاتم الانبیاء ہونے کا اشتہار دیا ہے اس اشتہار میں مرزا غلام احمد قادیانی نے دو باتیں بہت صحیح لکھی ہیں۔

اوّل یہ کہ مرزائی جماعت میں ایسے لوگ ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ اور دلائل سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی کتابوں کو بھی انہوں نے غور سے نہیں پڑھا، اور صحبت میں رہ کر بھی تکمیل نہیں کی۔

ان لوگوں میں ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان بھی شامل ہے جس نے ۱۰ جون کے اخبار میں مرزا قادیانی کا نبی ورسول نہ ہونا پرزور عبارت میں تحریر کیا تھا:

''قادیان میں آنے والے مریدین کی درندگی، وحوش طبعی [1]، بدتہذیبی، باہمی بدکلامی، دشنام دہی بلکہ استعمال کلمات فحش کا ذکر مرزا نے اپنے ''رسالہ شہادۃ القرآن'' (خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۵) کے آخری اشتہار میں کیا ہے اور اس پر حکیم نورالدین کی نورانی تصدیق ہے کہ یہ لوگ درست ہونے کی بجائے قادیان میں آکر اور زیادہ خراب ہو جاتے ہیں''۔

دوم یہ کہ نبی اور رسول بننے کا دعویٰ مرزا قادیانی کو مدت مدید سے ہے۔

امر دوم کے ثبوت میں مرزا قادیانی نے براہین کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ ان حوالوں سے اگر مرزا قادیانی کا مدعا اپنی نبوت کی قدامت کا اظہار ہو۔ تو یہ استدلال کچھ کمزور نہیں لیکن اگر اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے سکوت سے ان کی قبولیت وتسلیم کے معنی نکالنے چاہتے ہیں تو

1۔ وحشی فطرت (مرتب)

Marfat.com

یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی کو خود اقبال ہے کہ اس کے مریدوں نے بھی اس کی کتابوں کو نہیں پڑھا اور اس کے دعویٰ کو نہیں سمجھا تو عام مسلمانوں کا اس کی کسی کتاب کو نہ پڑھنا اور نہ سمجھنا باولی ثابت ہو گیا بلکہ یہ بھی ثابت ہے کہ براہین کے مندرجہ الہامات کو پڑھنے والوں نے سکون کے ساتھ نہیں دیکھا چنانچہ (براہین صفحہ ۵۴۴، خزائین جلد ۱، صفحہ ۶۵۱) سے آشکار ہے کہ مولوی غلام علی صاحب ومولوی احمد اللہ صاحب امرتسری ومولوی عبد العزیز صاحب امرتسری نے ان ہی دنوں ان کا سخت انکار کر کے ان الہامات کو مجانین کے خیالات بتلایا تھا۔

ناظرین مرزا قادیانی نے الہامات مندرجہ اشتہار کو مطبوعہ براہین بتلا کر اپنے دعویٰ کی بنیاد کو پانی تک پہنچایا ہے لیکن براہین سے اس مدعا کی تائید نہیں ہوتی مثلاً آیت **هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله** کو (براہین صفحہ ۴۹۸ خزائین جلد ۱، صفحہ ۵۹۳) پر دیکھو۔ مرزا قادیانی یوں لکھتا ہے کہ:

"یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشگوئی ہے...... اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام پھیل جائے گا۔"

اب مرزا قادیانی سے دریافت طلب ہے کہ براہین کے مندرجہ بالا بیان پر بھی آپ کو ایمان ہے یا نہیں کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے؟ لیکن اگر خود آپ مسیح ہیں۔ تو جسمانی طور پر سیاست ملکی کی عنان بھی ہاتھ لیجئے گا یا نہیں؟ اگر دونوں باتوں سے انکار ہے تو براہین کا حوالہ آپ کو کیوں کر مفید ہو سکتا ہے؟ مثلاً **جری اللہ فی حلل الانبیاء** کو دیکھو اشتہار ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳:

"میں تو حلہ انبیاء کے پہننے سے مراد نبی بن جانا بتلا دیا ہے"

اور براہین صفحہ ۵۰۴، خزائن جلد ۱، صفحہ ۶۰۱ ملخص پر لکھا ہے کہ:

"امت محمدیہ کے بعض افراد کو حلہ انبیاء عطا ہوتا ہے یہ لوگ نبی نہیں ہوتے۔ پر نبیوں کا کام ہدایت ووعظ، ان کے سپرد ہوتا ہے۔"

براہین میں نبوت سے انکار اور اشتہار میں اقرارِ نبوت پر اصرار ہے اور ہر دو حالتوں

Marfat.com

میں تمسک ایک ہی الہام سے ہے۔

تیسری آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین پر غور کیجئے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵،خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۱۰ملخص) پر اس آیت کے تمسک سے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کا صرف ایک جزو اور اپنی نبوت کو غیر تامہ بتلایا تھا۔

اور اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۸ ملخص) میں اسی کی دلیل پر ''اپنا رسول اور محمد خاتم الانبیاء ہونا تحریر کیا ہے'' میں حیران ہوں کہ جب اس کی سابقہ الہامی کتابوں اور حاشیہ اشتہار میں باہمی اس قدر تضاد و تناقض ہے تو مرزا قادیانی کو پہلی تصنیفات کے حوالہ جات کی کیونکر جرأت ہوئی ہے؟

اس ضروری تمہید کے بعد میں ناظرین کو اشتہار کے چند مقامات پر خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

مرزا قادیانی اشتہار مذکورہ صفحہ ۳ پر لکھتا ہے کہ:

''براہین، احمدیہ میں محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم موجود ہے، اور اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔''

محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھی جو کفار کے لئے سخت تھے۔ انہوں نے ہرقل اور پرویز کی سلطنتوں کو فتح کیا تھا اور باہمی رحم ان میں ایسا تھا کہ نزع میں بھی خود پانی نہ پی کر دوسرے کو پلاتے تھے۔ مرزا قادیانی اپنے مریدوں کے باہمی برتاؤ کی شہادت تو شہادۃ القرآن میں دے چکا ہے۔ اب پبلک کو یہ دیکھنا باقی ہے کہ وہ شدت پر کفار کا کیا نمونہ دکھلاتا ہے؟

اس الہام کا حوالہ بھی براہین سے دیا گیا ہے۔ میں نے (براہین صفحہ ۵۱۹،خزائن جلد ۱، صفحہ ۶۱۹) پر اس الہام کو دیکھا لیکن اس مقام پر صراحتہً تو ذکر کیا کنایۃً بھی مرزا نے تحریر نہیں کیا کہ کتابت مذکورہ بالا کے الہام میں اس کی ذات سے مراد لی گئی ہے۔ براہین تو کیا اور اس کے بعد متعدد الہامی کتابیں لکھیں۔ اپنی شرف و بزرگی کے مضامین سے بیسیوں ورق پُر کئے لیکن کسی جگہ بھی نہ کہا کہ میرا نام محمد رسول اللہ ہے۔

Marfat.com

بے شک ۵ نومبر کے اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' سے پہلے ایسی لمبی خاموشی کے کوئی معنی ہونے چاہئیں؟

اب قابلِ غور بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو تصویر محمد ﷺ کہتا ہے، اور ظلی و بروزی طور پر محمد ﷺ بنتا ہے۔

سوال یہ ہے: کہ الفاظ تصویر ظل اور بروز کے معانی ایک ہی ہیں یا جدا جدا ہیں، اور اگر جدا جدا ہیں تو پھر مرزا قادیانی کس لفظ کے اعتبار و معنی سے محمد ﷺ ہے؟

تصویر کو رسول کریم ﷺ کی صورت پاک سے کیا مناسبت ہو سکتی ہے اور شکل انعکاسی کو وجود با جود کے کمالات کیونکر مل سکتے ہیں؟ فتح مکہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بیت اللہ کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تصاویر کو دیوار پر بنے ہوئے دیکھا۔ اسی وقت ان تصاویر کو محو کروا دیا، اور تصاویر بنانے والوں پر لعنت فرمائی۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۱۴ کتاب المغازی)

اس سے واضح ہے کہ تصویر خواہ کسی نبی یا رسول کی بھی کیوں نہ ہو وہ بہر حال محو اور ازالہ کے لئے ہے۔...... اب رہا ظلی طور پر محمد ہونا تو کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ کسی وجود کے سایہ میں بھی وہی کمالات موجود ہوتے ہیں جو شخص میں ہوتے ہیں؟ اگر نہیں تو ظلی ہو کر ہی مرزا قادیانی ہر گز ہر گز محمد ﷺ نہیں بن سکتا۔ کسی ظل کے تغیر پذیر و زوال گیر ہونے کے متعلق کہا ہے۔

؎ سایہ کی طرح ہم نہ اِدھر کے ...... نہ اُدھر کے

اہل عرب بھی سریع، زوال لاشی وجود کو ظل زائل سے تشبیہ دیا کرتے ہیں۔ کتب سیر میں کثرت طرق کے ساتھ یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جسم اطہر وجود منور کا سایہ نہ تھا شاید اس کی وجہ یہی ہو کہ کسی مدعی کو بطور مجاز بھی یہ کہنے کی جرأت نہ ہو سکے کہ میں ظل محمد ﷺ ہوں۔ کیونکہ جس چیز کی حقیقت ہی موجود نہیں اس کے لئے مجاز کیونکر استعمال ہو سکتا ہے؟

اب رہا بروزی طور پر مرزا قادیانی کا محمد ﷺ ہونا تو یہ بالکل ہی غلط ہے۔ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ غلط ہے۔ مرزا قادیانی نے لفظ بروز کا استعمال کیا ہے۔ جس کے معنی لوگوں کو بہت کم معلوم ہیں۔ بروز کے معنی ظاہر ہونا اور باہر نکلنا ہے (منتخب اللغات) اور قرآن مجید میں اس

Marfat.com

لفظ کا استعمال آیات مندرجہ ذیل میں سے قبور مردوں کے نکلنے کے معنی یا اوٹ میں سے نکل کر سامنے آجانے کے معنی میں لیا گیا ہے۔

ا۔وبروز للہ الواحد القہار (سورۃ ابراہیم:۴۸) ۲۔وبروز للہ جمعیا (سورۃ ابراہیم:۲۱)......۳۔یوم ہم بارزون لایخفی علی اللہ منہم شی (سورۃ غافر:۱۶) سامنے آنے کے متعلق ا۔ولما برز ولجا لوت (سورۃ البقرۃ:۲۵۰) ۲۔قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیہم القتلی (سورۃ آل عمران:۱۵۴)......۳۔فاذا برزوا من عندك (سورۃ النساء:۸۱)

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بروز اس کو کہتے ہیں کہ جو جسم چھپ گیا تھا۔ وہی آشکار ہو جائے، اوجھل جسم سامنے آجائے، پس یہ نہیں ہو سکتا کہ اس لفظ کا اطلاق ایک ایسے غیر شخص پر کیا جائے جو خود ہی شخصیت کے لحاظ سے اپنا غیر ہونا تسلیم کرتا ہو۔ بروز محمدی ﷺ کے معنی تو صرف یہ ہیں۔ کہ محمد ﷺ مدینہ طیبہ کے مرقد منور اور راحت گاہ پاک سے اٹھ بیٹھیں جس کی بابت ہمارا ایمان ہے کہ ایسا واقعہ نفخ صور کے بعد ہی ہوگا۔ زیادہ تر غور کے قابل یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ظلی وانعکاسی و بروزی طریقوں پر محمد ﷺ بن جانے کی فکر میں سیرت صدیقی کا لفظ استعمال کیا ہے اور سیرت صدیقی کی کھڑکی سے داخل ہونے والے کو چادر نبوت کا پہنائے جانا تحریر کیا ہے۔

(اشتہار مذکورہ صفحہ ۳ ملخص)

پس ضروری تنقیح یہ ہے کہ چادر نبوت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی کبھی پہنائی گئی یا نہیں؟ اور صدیق رضی اللہ عنہ اُمت کو بھی ظلی یا انعکاسی یا بروزی طور پر کسی دن محمد ﷺ تسلیم کیا گیا یا نہیں؟ کیونکہ جب مشبہ بہ میں کوئی صفت حاصل نہ ہو اس وقت تک مشبہ کو اس کے ساتھ کوئی بھی وجہ تشبیہ نہیں ہو سکتی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے کمال فخر کا مقام ہے جس سے ان کا فنافی الرسول ہونا نکلتا ہے۔ جہاں قرآن مجید میں اللہ پاک نے بعثت رسول کی روایت فرما کر ان اللہ معنا کہا اور ان کی معیت کا اظہار فرمایا ہے ہم کو دیکھنا چاہیے کہ انہیں مقام پر معنا کا کیا نام رکھا گیا ہے؟ قرآن مجید نے تو جو لفظ استعمال کیا ہے وہ ''لصاحبہ'' ہے۔ اب مرزا قادیانی دیکھے جب صدیق رضی اللہ عنہ امت میں اس مقام پر بھی جس کی توصیف قرآن مجید میں موجود ہے۔ اس سے بڑھ

Marfat.com

کر اور خطاب نہیں پا سکے تو پھر کوئی اور شخص یا خود آپ سیرت صدیقی کی کھڑکی سے داخل ہو کر کیونکر چادر نبوت اوڑھ سکتے اور نبی و رسول کہلا یا بن سکتے ہیں؟

مرزا قادیانی اسی اشتہار کے صفحہ ۱۱ پر لکھتا ہے:

''یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار ہا دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں، اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔''

اس فقرہ سے ظاہر ہے۔ کہ بروزی رنگ میں بذات خود محمد ﷺ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی لفظ بروز کو تناسخ کے ہم معنی استعمال کرتا ہے۔ حالانکہ اہل تناسخ کا خود ہی رد اور تکفیر کر چکا ہے۔

(مرزا قادیانی کا مذہب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح دوسرے اجسام میں حلول کرتی رہتی ہیں، اور اسی کا نام بروز ہے وہ اس عقیدہ کو رکن ایمانیہ میں سے سمجھتا ہے۔ (آئینہ کمالات صفحہ ۳۴۲ سے ۳۴۷ خزائن جلد ۵ صفحہ ایضاً) تک قابل ملاحظہ ہے مرزا قادیانی نے اپنی بیوی کو ام المومنین کا خطاب دیا ہے۔ (نزول المسیح صفحہ ۱۴۶۔ ۱۴۷، خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۲۴) اب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے رنگ میں بروز فرمانے میں کچھ دیر نہ ہوگی۔)

مرزا قادیانی سے دریافت طلب اس فقرہ کے متعلق یہ ہے کہ کیا تجھ سے پیشتر بھی کوئی شخص بروزی رنگ میں نبوت محمدیہ سے مشرف کیا گیا ہے؟ اگر کوئی شخص ایسا گذرا ہو اور اسے آج تک مسلمان سمجھا جاتا ہو تو اس کا نام پیش کرنا چاہیے، اور اگر نہیں تو مرزا قادیانی نے یہ امکان کہاں سے قائم کیا؟ اور جب ہزاروں اشخاص ایسے ہو سکتے ہیں تو اپنا نام محمد خاتم الانبیاء کیوں کر تجویز فرمایا؟ مرزا قادیانی کو خدا سے ڈرنا چاہیے کہ اس اندازِ کلام سے تم نہ صرف اپنے لئے حصول نبوت کے خواستگار ہو بلکہ زمانِ مستقبل کے واسطے بھی ہزاروں شوخ دیدہ لوگوں کے لئے جن میں دین و دنیا کی غیرت نہیں ہوتی ادعائے حصول نبوت محمدیہ کا دروازہ کھولتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے اسی اشتہار صفحہ ۵ پر اپنا نام ''نبی'' تجویز کر کے لکھا ہے کہ:

''میرا نام محدث نہیں ہو سکتا کیونکہ تحدیث کے معنی کسی کتاب لغت میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہار غیب ہے۔''

Marfat.com

ناظرین!

توضیح المرام میں جس کے ٹائٹل پیج پر بھی الہامی چھپا ہوا ہے۔ مرزا قادیانی ''توضیح المرام'' صفحہ ۱۸، خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۰ پر لکھ چکا ہے:

''اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔''

مرزا قادیانی ان ہر دو فقرات کو دیکھو اور بتلاؤ!

(ان کو قسم کھانے پر بھی مجبور نہیں کیا جاتا) کہ الہامی کتاب میں تم نے خدا کی طرف سے محدث ہو کر آنا لکھا تھا اور محدث کا ایک معنی سے نبی ہونا۔ اب اشتہار میں تم چاہتے ہو کہ تمہارا نام محدث نہ رکھا جائے اور ایک معنی کی شرط بھی اٹھا کر صرف ''نبی'' کہا جائے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ جواب سے پیشتر توضیح (حوالہ مذکور) کی یہ عبارت بھی پڑھ لو۔

''محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہوتا ہے۔''

براہ مہربانی بتلاؤ کہ اب جو تم نے نبی و رسول بن کر نبوت محمدیہ کا دعویٰ کیا ہے تو تمہاری پہلی نبوت ناقصہ و نبوت جزئیہ میں کیا کسر تھی، اور اب وہ کیونکر پوری ہو گئی؟ دونوں حالتوں کا موازنہ بصراحت دکھلانا چاہیے۔ رہا یہ امر کہ محدث پر غیر غیب ظاہر ہوتا ہے یا نہیں سو توضیح المرام میں تم نے لکھا ہے کہ ''محدث'' پر امور غیبیہ ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر اشتہار کی عبارت سچی ہے، اور تحدیث کے معنی کسی کتاب لغت میں اظہار غیب نہیں۔ تو تم نے الہامی کتاب میں یہ معنی کیونکر لکھ دیئے تھے؟ اور اگر الہام نے یہ معنی بتلائے تھے تو اب اس سے انکار کرنے کی کیا ضرورت قوی آپڑی ہے؟

مرزا قادیانی سے یہ بھی کہنا ہے کہ براہ مہربانی وہ حدیث شریف سیکون فی امتی ثلثون دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۵ باب ما جاء لا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون) کو بھی شائع کریں، اور مسلمانوں کو سمجھا دیں کہ یہ تیس دجال وکذاب جس میں سے ہر ایک اپنے آپ کو نبی اللہ گمان کرتا ہوگا۔ امت محمدیہ کے اندر کس شان

Marfat.com

اللہ کو ثالث ثلثہ کہنے والے ملعون ہیں۔ روح القدس، مسیح، جملہ ملائک اور انبیاء سب اس کے بندے ہیں۔اب مرزا قادیانی کے الہامات وتحریرات کو دیکھئے موعود اور الہامی فرزند کا خطاب ان الفاظ میں درج کرتا ہے:

''فرزند دل بند گرامی ارجمند مظہر الحق و العلا کان اللہ نزل من السماء، (تذکرہ صفحہ ۱۴۴ طبع ۲) (گویا خود خدا آسمان سے اتر آیا) یہاں اُس نے خدا کا جسم انسانی میں متشکل ہونا مان لیا ہے پھر مسیح کے نزول من السماء پر تو آپ کو سو (۱۰۰) اعتراض ہیں۔مگر اللہ پاک کے نزول من السماء پر اور وہ بھی اس کو اپنا فرزند بنا کر ایک اعتراض بھی نہیں۔اپنے اقتدار سے ''کن'' کہنے اور زمین وآسمان کے پیدا کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔''

(حقیقت الوحی صفحہ ۱۰۵، خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۸)

پھر ایک اور الہام یہ ہے کہ

''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔''

(ایضاً صفحہ ۷۴، خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۷)

مرزا قادیانی کے مذہب میں اس کو''لم یلد ولم یولد'' کا ترجمہ کہنا چاہئے ایک اور الہام یہ ہے''تو میرے سے ایسے ہے جیسے میری توحید''

(ایضاً صفحہ ۸۶، خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۹)

یہاں مرزا قادیانی نے اپنا درجہ صفات ربانی کا قرار دیا اور انسان فانی ہو کر ازلی وابدی ہونے کا دعویٰ کیا۔توضیح المرام میں تثلیث پاک کا مذہب نکالا اور روحانی طور پر مسیح کا اور اپنا ابن اللہ ہونا صحیح بتلایا۔ایک اور الہام مرزا قادیانی ہے انت منی بمنزلتی ولدی ایضاً......

ملائکہ کے متعلق

شرع نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کو وہ نورانی جسم والے اللہ کی مخلوق ہیں۔وہ گروہ در گروہ ہیں۔کسی گروہ کا کام تسبیح وتقدیس ہے۔کوئی ہوا پر مؤکل ہے کوئی پانی پر، کوئی رزق رسانی

Marfat.com

پر، کوئی قبض ارواح پر، کوئی سوال مقبور پر، کوئی نفخ صور پر، وہ مومنین کی شیاطین سے حفاظت کرتے ہیں اور انبیاء اللہ علیہم السلام کی نصرت کیلئے بار ہا زمین پر اترتے ہیں اور وہ اہل ایمان کیلئے دعائے مغفرت وتوفیق اطاعت میں مشغول رہتے ہیں جبرائیل علیہ السلام انبیاء اللہ علیہم السلام کے پاس وحی پاک لایا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرآن پاک کا دور کیا کرتے تھے۔ چند غزوات میں مسلح ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت وخدمت کیلئے آئے تھے عزرائیل علیہ السلام قبض ارواح پر مامور ہیں۔ بہت سے فرشتے جو نیک بندوں اور بدکاروں کی جان نکالنے پر جدا جدا مامور ہیں ان کے ماتحت ہیں۔

مرزا قادیانی کو دیکھئے (ازالہ میں) وہ کہتا ہے کہ ملائکہ نام ہے ستاروں کی ارواح کی روحیں جو ایک قدم بھی اپنے ہیڈ کوارٹر سے آگے پیچھے نہیں ہوتیں۔ آفتاب کی روح کا نام جبرائیل علیہ السلام ہے۔ وہ بھی کبھی زمین پر نہیں آیا جبریلی نور ہر ایک پر پڑتا ہے نبی پر بھی اور فاسق پر بھی۔ اس رنڈی پر بھی جو شراب پئے یار کو بغل میں لئے پڑی ہو۔ فرق صرف اتنا ہے جتنا چھوٹے بڑے آئینہ کا، عزرائیل علیہ السلام زمین پر نہیں آتے "اور اکیلا فرشتہ اتنی بڑی دنیا میں خصوصاً بیماری اور جنگ کے ایام میں یہ خدمت کیوں کر سکتا ہے۔

کتابوں کی نسبت

شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو سکھلایا ہے کہ جملہ کتابوں پر ایمان لانا چاہئے، تورات، زبور، انجیل کو نور ہدایت سمجھنا چاہیے اور قرآن پاک کو ان سب کا قول فیصل تسلیم کرنا چاہیے۔ مرزا قادیانی کو دیکھئے کہ تورات میں جو قصہ حضرت ایلیا کے **بجسدہ العنصری رفع الی السماء** کا ہے اس سے انکار کرتا ہے اور انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام نے جن صاف اور صریح اور نہایت واضح الفاظ میں اپنے دوبارہ قبل از قیامت تشریف لانے کا ارشاد فرمایا ہے اس سے روگرداں ہے۔ قرآن مجید جب حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل وصلب کی نفی کرتا ہے تو مرزا قادیانی پر زور الفاظ میں ان کا صلیب پر لٹکائے جانا بیان کرتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ آیات قرآنیہ میں جن الفاظ کو اپنے مطلب کے خلاف پاتا ہے۔ ان کو حذف کر کے از سر نو نظم قرآنی قائم کرتا ہے۔ جس کی نظیر ازالہ میں آیت **او ترقی فی السماء** موجود ہے۔

Marfat.com

انبیاء کرام کی نسبت

شریعت محمدیہ ﷺ نے ہم کو بتلایا ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام صداقت اور تبلیغ میں مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ سب پر یکساں ایمان لانا ہم پر فرض ہے ایک نبی کی تکذیب یا توہین جملہ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب اور توہین ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی الٰہی پاک فرشتوں کی حفاظت کے ساتھ بھیجی جاتی ہے جس میں کبھی شیطان دخل نہیں کر سکتا، اور نہ انبیاء علیہم السلام کو وحی ربانی کے متعلق کوئی غلط فہمی یا شک پیدا ہو سکتا ہے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اولو العزم رسول ہیں، اور ان کو خاص فضیلتیں حاصل ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی اور رسول ہیں۔ قیامت تک آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی بنایا جائے گا اور نہ رسول۔ آنحضرت ﷺ کے اقرار رسالت اور نصرت کا میثاق جملہ انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا ہے۔ اسکے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی تعلیم و تفہیم یہ ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی جماعت کثیر نے جھوٹی پیشگوئیاں بھی کی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام نے دھوکا کھا کر شیطانی الہام کو ربانی وحی بھی سمجھ لیا ہے شیطانی کلمہ کا دخل کبھی انبیاء علیہم السلام اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے۔ کچھ تعجب نہیں کہ آنحضرت ﷺ کو قرآن مجید کے بعض الفاظ کے معانی وحقیقت معلوم نہ ہوئی ہو۔

(دیکھو ازالہ ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۹۱)

مسیح کا مکاشفہ صاف نہ تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام ہدایت وتوحید ودینی کام میں ناکامیاب رہے مسیح علیہ السلام کے معجزات عجوبہ نمائی تھے۔ میں ان کو مکروہ قابلِ نفرت سمجھتا ہوں۔

(ازالہ صفحہ ۳۰۱، ۳۰۹، ۲۹۰)

کیا اس تعلیم سے انبیاء ورسل علیہم السلام کی عصمت ومعجزات اور معرفت وکمالات کی عظمت وہی قائم رہ سکتی ہے۔ جس کا قائم رکھنا شریعت محمدیہ ﷺ نے فرض بتلایا ہے؟

بعث بعد الموت کے متعلق

اللہ پاک نے قرآن مجید میں حضرت خلیل الرحمٰن کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ جس میں چند

Marfat.com

زندہ پرند کو ذبح کرنے، ان کے گوشت پہاڑیوں پر پھینک دینے اور پھر حضرت خلیل الرحمٰن کی آواز پر پرندوں کا زندہ ہونا مذکور ہے اور بتلایا گیا ہے کہ مردوں کا زندہ کیا جانا اس طور پر ہوگا۔ پھر ایک بزرگوار کا دوسرا قصہ بیان فرمایا ہے جنہوں نے ایک پرانی بستی کے خرابہ (قبرستان) کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ لوگ کیوں کر زندہ کئے جائیں گے؟ اللہ پاک نے ان کی سواری کو اور ان کو موت دی، اور سو سال کے بعد پہلے ان کو زندہ کیا پھر ان کی آنکھوں کے سامنے حمار کے گرد و غبار کو گوشت و پوست سے مبدل فرمایا۔ انہوں نے ہڈیوں پر گوشت کو چڑھتے اور مٹی سے جسم حیوانی کو بنتے اور مردہ کو زندہ ہوتے بھی دیکھا، اور پھر یہ بھی دکھایا گیا کہ طعام ذرا بھی نہ بگڑا تھا۔ اس میں دونوں باتیں دکھلائی گئی ہیں کہ خدا اس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اور اس طرح اپنی حفاظت سے جسے چاہے بچالیتا ہے مرزا قادیانی کو دونوں قصوں کی حقیقت سے انکار ہے۔ حضرت خلیل الرحمٰن کے قصہ کو گوبر اور دہی آمیزش سے بچہ پیدا ہو جانے کی ترکیب پر محمول کرتا ہے اور دوسرے قصہ کو ایک خواب سے بڑھ کر نہیں مانتا۔

احوال برزخ اور عذاب و نعم قبر کی احادیث

ان کا فیصلہ مرزا قادیانی اُس طرح کرتا ہے کہ موت کے بعد ہی انسانی روح جنت یا دوزخ میں چلی جاتی ہے اب اگر اس سے جنت یا دوزخ کی حقیقت پوچھئے تو اور ہی گل کھلاتا ہے۔ مرزا قادیانی کو موازنہ کرنا چاہیے کہ کیا یہی وہ عقائد ہیں جو شریعت محمدیہ نے تعلیم کئے ہیں اور کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خود بدولت صاحب شریعت بھی ہیں؟

عقائد کے بعد عادات و عبادات و معاملات میں بھی ایسی ہی مثالیں مل سکتی ہیں، اور معترضین نے پیش کی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی شریعت محمدی ﷺ سے دیدہ و دانستہ تخلف کرتا ہے میں اسلئے ان کا ذکر نہیں کرتا کہ ان سے ذاتیات پر حملہ کرنے کا شبہ ہوتا ہے۔

میرے نزدیک قابل غور صرف یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی محمد ﷺ ہی بن گئے ہیں تو پھر صاحب شریعت کیوں نہیں؟ شاید اُس نے سوچا ہو کہ میں صاحب شریعت ہونے سے انکار کر کے بہت سی ملامتوں اور اعتراضوں سے بچ سکوں گا لیکن یہ خیال نہ کیا جب وہ نبوت محمدیہ ﷺ کو لے کر بروز فرماتے ہیں تو پھر آنحضرت ﷺ کے لئے یہ کس قدر منقصت کا باعث ہے کہ کسی زمانہ میں حضور کی نبوت بلا شریعت بھی پائی جائے۔ یہ مقام تو بہت ہی غور کے قابل تھا اسی اشتہار

Marfat.com

کے ہوں گے۔ آیاان کا دعویٰ ظلی و بروزی طور پر نبی بننے کا ہو گا یا اور کسی طرح؟ اس کے ساتھ ہی یہ بھی بیان فرمادیں کہ جب مسیلمہ کذاب آنحضرت ﷺ کے حضور میں بھی اقرار شہادتیں کر چکا تھا اور تحریروں میں بھی آنحضرت ﷺ کا نبی ورسول ہونا تسلیم کرتا تھا صرف اتنی بات تھی کہ اپنے آپ کو بھی رسول کہتا تھا تو پھر اس کو کذاب کہنے کی کیا وجہ تھی، اور آپ کے دعویٰ میں اس سے کیا مغائیرت ہے؟ مرزا قادیانی یہ بھی بتلادو کہ اگر آپ بائیس سال سے نبی ورسول ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ تمہارے مریدان کو اس دعویٰ کی آج تک خبر نہ ہوئی۔ کیا یہ تفہیم تمہاری کوتاہی ہے یا فہم مریدین کا قصور ہے؟ اور اگر مریدین یہ عرض کریں کہ جب تم خود ہی الہامی کتابوں میں من نیستم رسول (ازالہ صفحہ ۸۷، خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۵) لکھتے اور اپنے آپ کو محدث بتلاتے رہے تو ہم لوگوں کا کیا قصور ہے تب یہ تو بتاؤ کہ اس راز داری، معما خوانی چیستاں گوئی، نقاب افگنی سے کیا مدعا تھا؟ کیا انبیاء اللہ علیہم السلام میں سے اور کسی نبی نے بھی ایسا کیا ہے کہ ان کے دعویٰ نبوت ورسالت کی خبر ان پر ایمان لانے والوں کو بھی سالہا سال تک نہ ہوئی ہو؟

مرزا قادیانی! تم اپنی کتاب تبلیغ صفحہ ۷۹، ۸۰ پر ایک نظر ڈالو تم نے لکھا ہے کہ

''جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ان کی امت نے لوگوں کو راہِ حق سے دور پھینک کر ہلاک کر ڈالا ہے اور خود بغی و عصیان میں گرفتار ہے۔ تو انہوں نے اللہ سے ایک نائب کی درخواست کی جو انہی کی حقیقت و جوہر کا مشہد و مشابہ اور بمنزلہ ان ہی کے اعضا و جوارح کے ہو، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرما کر میرے دل میں مسیح کے دل سے پھونکا گیا، اور مجھے توجہات واردات مسیح کا ظرف بنایا گیا ہے حتیٰ کہ میرا نفس ونسمہ اس سے بہرہ ہو گیا، اور اب میں وجود مسیح کے سلک[1] میں اس طرح پرو دیا گیا ہوں کہ ان کا روح میرے نفس کے اندر عیاں ہے، اور ان کا وجود میرے اندر پنہاں مسیح کی جانب سے ایک برق کوند کر آئی اور میری روح نے اس سے کامل طور پر ملاقات کی مجھے وجود مسیح کے ساتھ جو الصاق[2] ہوا ہے وہ تخیل سے بڑھ کر ہے گویا میں خود مسیح بن گیا ہوں، اور

1۔دھاگا 2۔مل جانا (مرتب)

Marfat.com

اپنی ہستی سے جدا ہو چکا ہوں میرے آئینہ میں مسیح کا ہی ظہور و تجلی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میرا دل میرا جگر میری عروق میرے اوتار وجود مسیح سے ہی بھرے ہوئے ہیں اور میرا یہ وجود مسیح کے جوہر وجود کا ہی ایک ٹکڑا ہے۔''

اس وحدت وجود پر غور اور مکرر غور کے بعد مرزا قادیانی یہ تو بتلاؤ کہ جب تم بالکل مسیح ہی بن گئے تو پھر تم کا آیت خاتم النّبیین کے بعد نبی ورسول بنا کیوں کر ختمیتِ محمدی کے منافی نہیں۔ کیونکہ تم مرزا غلام احمد تو رہے نہیں روح اور جسم سے مسیح بن چکے اور اپنی پہلی ہستی سے علیحدہ ہو چکے ہو نیز قدیم مسلمانوں کے عقیدہ نزول مسیح پر جو من گھڑت اعتراضات تم نے کئے ہیں وہ کیونکر تم پر وَارد نہیں ہوئے؟ اس کا جواب دینے سے پیشتر یہ یاد رکھنا ہو گا کہ تم گوشت پوست سے بالکل مسیح ہو۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتلا دو کہ ایک دفعہ مسیح بن جانے کے بعد پھر جزوی طور پر تم آنحضرت ﷺ کب اور کیونکر بنائے گئے؟ اور اگر یہ صحیح ہے کہ الہام براہین میں تمہیں محمد رسول اللہ بنایا گیا تھا تو پھر اس کے بعد مسیح بنائے جانے میں جو مقفّیت ہوئی اس کی کیا وجہ ہے؟

آنحضرت ﷺ کا سید الانبیاء ہونا امید ہے کہ اب تک مرزا قادیانی تسلیم کرتا رہا ہو گا) اور اگر تم مسیح پہلے بنائے گئے اور محمد خاتم الانبیاء بعد میں تو الہام براہین کے کیا معنی ہیں؟ نیز یہ واقعہ کب ہوا؟ اور وحدت وجود مسیحی سے تمہیں جدا کر کے وحدت وجود محمدی کا درجہ وشرف کب عطا ہوا؟

تبلیغ کے بعد (ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۷۳، خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۶۳ ملخص) کو لے لو۔ تم نے کہا ہے کہ آیت ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد میری شان میں ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے مراد آنحضرت ﷺ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا نام جمالی وجلالی صفت کے رو سے ''محمد'' ہے اور ''احمد'' سے مراد صرف جمالی شخص ہے (جو خود مرزا قادیانی ہے)۔

مرزا قادیانی بتلاؤ کہ ازالۃ الاوہام لکھتے وقت تم نے ایک آیت کے تمسک سے آپ سے تم کو محمد ﷺ کا غیر بنایا تھا، اور غیر ہونے کے وجوہات بھی خود ہی تحریر کئے تھے۔ تو اب تم خود ہی محمد ﷺ کیونکر ہو گئے؟ مرزا یہ تو بتا دو کہ آیت ''مبشراً برسول'' سے تمہارا تمسک کرنا غلط

Marfat.com

تھا یا آیت محمد رسول اللہ سے استدلال غلط ہے اور چونکہ ازالہ بھی الہامی کتاب ہے اس لئے کہ کونسا الہام غلط ہے اور منشاء غلطی کیا ہے؟

ناظرین!

مرزا قادیانی کو جواب باصواب پر غور کرنے کے لئے چھوڑ کر مرزا قادیانی کے رنگ آمیز دعاوی کی بہار دیکھیں، پہلے یہ مجدد بنا اور پھر براہین کے چند مقامات پر حضرت مسیح کے دوبارہ نزول اور سیاست ملکی کو تسلیم کر کے خود ان کی پہلی زندگی کا نمونہ بنتا تجویز و پسند کیا۔ پھر (توضیح وازالہ وغیرہ) وفات مسیح کا دعویٰ باندھ کر ان کے مثیل و جانشین بنا پھر مسیح کو اپنے ممبر پر قدم رکھنے سے ڈانٹ بتانے لگا پھر (تبلیغ) خود مسیح کا وجود دکھلایا کبھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظیر پیش کر کے محدث کہلایا اور کبھی ''**لا مھدی الاعیسیٰ**'' کی وضعی روایت کے تمسک سے مہدی و عیسیٰ (ازالہ) دونوں خود ہی بن بیٹھا۔ کبھی ملہموں پر فضیلت جتلانے کے لئے خلیفہ وقت و امام زماں کہلایا (رسالہ ضرورت امام) کبھی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ والی حدیث (ازالہ) ''رجل'' کا شرف حاصل کرنے کے لئے فارسی النسل ہونے کا اظہار کیا اور کبھی اپنے آپ کو خاندان شاہی میں بتلانے کے لئے ''سمرقندی الاصل'' ہونا بتلایا کبھی اپنی زمینداری کو بھی مطابق پیشگوئی بنانے کے لئے حدیث ''حارث حراث'' کا مصداق خود کو ٹھہرایا کبھی اپنی رسالت کے ثبوت میں آیت ''**ومبشرا برسول**'' کو پیش کر کے احمد بن بیٹھا۔ اب اشتہار ہذا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا دعویٰ ہے۔ فارسی النسل بننے کی جگہ خاندان سیادت سے تعلق کا اظہار کیا ہے کہ ایک دادی سیدانی تھی۔ محدث کے کمالات کو دل سے محو اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظیر کو چھوڑ کر اب سیرت صدیقی کا تذکرہ ہے۔ یہ جملہ مراتب اور جمیع مناسب الہامی کتابوں میں درج ہیں اور مریدان خوش فہم کے لئے بمصداق ''ہرچہ پیدا ئے شود از دور پندارم توئی'' ہر ایک پیشگوئی کے مورد خاص اور مصداق صحیح مرزا قادیانی ہی بنا ہوا ہے۔

مرزا قادیانی اشتہار مذکورہ میں کہتا ہے کہ میں صاحب شریعت نہیں اور یہ بھی لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات معہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے مجھے دیئے گئے ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی صاحب شریعت ہیں یا نہیں، اور اگر

Marfat.com

ہیں تو پھر اس کے کیا معنی ہیں۔ کہ مرزا قادیانی کو نبوت تو محمد ﷺ کی ہی ملی اور معہ ذالک صاحب شریعت ہونے کا افتخار حاصل نہ ہو؟ معلوم ہوتا ہے کہ ہنوز اس راز کو مخفی رکھنے میں کوئی مصلحت حائل ہے۔ آخر ایک ایسا دن آئے گا۔ جب یہ صاحب شریعت ہونے کا بھی صاف لفظوں میں اقرار کر کے اس غلطی کو بھی بے چارے مریدوں کے سر تھوپیں گے۔ (مصنف کی پیشنگوئی کے مطابق مرزا قادیانی نے اربعین میں صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اللہ وسایا) اور جس طرح تم نے آج ''من نیستم رسول'' (میں رسول نہیں ہوں) کے معنے '' من رسول ہستم '' (میں رسول ہوں) بتلائے ہیں۔ اسی طرح آگے چل کر ان الفاظ منفیہ کو بھی مثبتہ کہہ دو گے اور اس وقت بتلایا جائے گا کہ مسیح باوجود اتباع شریعت موسوی تورات کے چند احکام منسوخ کر دیئے تھے۔ اسی طرح مجھ کو بھی زیادہ اتباع شریعت محمدی ایسا کرنے کا اختیار حاصل ہے میرا خیال تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی تصنیفات کو غور سے دیکھنے والے پر مخفی نہیں رہ سکتا کہ اُس نے صاحب شریعت نہ ہونے پر بھی کس قدر ترمیم و اصلاح شریعت محمدیہ کی بزعم خود کر دی ہے سب سے زیادہ ضروری حصہ اسلام میں عقائد کا ہے اور اسی میں بہت کچھ مرزا کے خلاف پایا جاتا ہے۔ مسلمان اپنے بچوں کو صفت ایمان مجمل ان الفاظ میں یاد کرایا کرتے ہیں۔

آمنت باللّٰہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت۔ مرزا قادیانی بھی اس جملہ پر اپنا ایمان ہونا تحریر کر چکا ہے لیکن جو کچھ اُس نے ہر ایک نمبر پر شریعت محمدیہ سے عدول کیا ہے اسے مختصر اًظاہر کیا جاتا ہے۔

(مرزا قادیانی کو اپنے کلام پر وہی تحدی ہے جو قرآن پاک کو، براہین سے تمسک ہے۔ جو مسلمانوں کو قرآن نے، فرقہ کا نام بھی احمدی رکھ لیا ہے۔ حالانکہ الہام براہین صفحہ ۵۲۲ (خزائن جلد ا صفحہ ۶۲۳) میں محمدی رہنے کی ہدایت ہوئی تھی کیا یہ سب امور صاحب شریعت ہونے کی تمہید نہیں؟)

اللہ پاک کی نسبت

شریعت محمدیہ ﷺ نے ہم کو بتلایا ہے کہ خدا ایک ہے کسی کا باپ ہونے یا فرزند بننے سے پاک ہے نہ وہ جسم ہے اور نہ وہ کسی جسم میں تشکل لیتا ہے وہ اپنی ذات وصفات میں یگانہ ہے۔

Marfat.com

أقول: بعد التعریب فضل الدین چاہیے۔

قال: ص۲: کدست غاب صدرہ. او کلیل افل بدرہ.

أقول: یہ عبارت مقامات حریری کے ص۱۲۴ سے ماخوذ ہے۔

قال: ص۲: وخلت راحتها من بخل المزنة۔

أقول: ظاہر ہے کہ من صلہ خلت کا خلاف مقصود ہونے کی وجہ سے نہیں ہوسکتا اور تعلیلیہ موہم ہے۔ معنی غیر مراد کی طرف اس لئے یہاں لام کا محل تھا۔

قال: کاحیاء الم ابل للسنة الجماد.

أقول: یہ بھی مقامات حریری کے ص۱۲۴ سے ماخوذ ہے۔ بتغیر ما۔

قال: وعاد جرها و سبرها.

أقول: یہ مثل مشہور ہے۔

قال: ص۳: من کل نوع الجناح۔

أقول: کلمہ کل معرفہ پر احاطہ اجزاء کا فائدہ دیتا ہے۔ جو یہاں پر مقصود نہیں۔ اس لئے نوع للجناح چاہیے تھا۔

قال: ص۳: کل امرهم علی التقوی.

أقول: یہاں بھی کل مجموعی خلاف مراد ہے اس لئے کل امر لهم چاہیے۔

قال: فلا ایمان له اویضیع ایمانه۔

أقول: لفظ ایمان کا تکرار مستکرہ ہے۔

قال: ص۷: وافرق بین روض القدس و خضراء الدمن.

أقول: یہ عبارت مقامات حریری کی ہے۔

قال: کالربیع الذی یمطر فی ابانه.

أقول: یہ بھی حریری سے ہے۔

قال: وعندی شهادات من ربی لقوم مستقرین ووجه کوجه الصادقین.

أقول: ''ووجہ'' عطف ہے شہادات پر، گویا وعندی وجه ہوا اور یہ خلاف محاورہ محققین ہے کیونکہ وجہ جزء ہے اور جزء پر عند نہیں آتا۔

Marfat.com

قال: ماقبلونی من البخل والاستکبار.

أقول: ''من'' کا کلمہ یہاں پر ''قبلو'' ثبت کے لئے تعلیلیہ نہیں ہوسکتا اور نفی مستفاد من الحرف کے لئے خلاف محاورہ ہے اور نیز بخل کی جگہ حسد چاہیے۔

قال: ص۸: حتی اتخذ الخفا فیش و کرلجنانھم.

أقول: ترجمہ یہ ہے: ''یہاں تک کہ چمگادڑوں نے مخالفین کے دل کو آشیانہ بنالیا۔ جنانھم پہلا مفعول ہوا۔ اتخذ کے لئے اور وکر دوسرا مفعول ہوا۔ ''اتخذ'' چوں کہ بنفسہ متعدی الی المفعولین ہے لہٰذا لام کا لانا فضول ہے۔ دوسرا ''تقدیم مفعول ثانی'' کی بے وجہ ہے۔ تیسرا جنان اور وکر کا بلحاظ ماقبل یعنی قولھم و فضلھم واعیانھم. کے جمع ہونا چاہیے۔

قال: ص۹: واعطی ماتوقعوہ۔

أقول: اس کا پہلا مفعول نائب عن الفاعل ہونے کا زیادہ مستحق ہے۔ لہٰذا واعطوا چاہیے تھا۔

قال: ص۹: مفتری۔

أقول: مفتر چاہیے۔

قال: ص۹: واکفروہ مع مریدیہ واعوانہ وانزل اللّٰہ کثیرا من الأی فما قبلوا.

أقول: وانزل اللّٰہ کثیرا فصل کا محل ہی کوئی کلمہ دالہ علی الفصل چاہیے۔

قال: ص۱۱: وقدموا حب الصلات علی حب الصلوة.

أقول: ''حریری'' کے پہلے مقالہ سے ماخوذ ہے۔ بتغیر ما۔

قال: ص۱۳: بل یریدون ان یسفکوا قائلہ۔

أقول: ان یسفکوا دم قائلہ چاہیے۔ لایقال سفکم یدا بل دمہ.

قال: ولما جاء ھم امام بما لاتھوی انفسھم.

أقول: قرآن کا سرقہ ہے بتغیر ما.

قال: وجعل قلمی وکلمی منبع المعارف.

أقول: منابع المعارف یا منبعی المعارف چاہیے۔

قال: وکان غبیا ولو کان کالھمدانی او الحریری فما کان فی وسعہ ان

Marfat.com

یکتب کمثل تحریری.

أقول: یہ غبی جناب فضیلت مآب ''مولانا مہر علی شاہ صاحب گولڑوی'' کو کہتا ہے۔ ایسے عمدۃ الفضلاء کو غبی کہتا ہے، حالانکہ اعلیٰ قسم کا غبی تو خود ہے جو ''غیر المغضوب علیہم ولا الضالین'' سے سمجھے کہ اس سے معلوم ہوا کہ دجال شخص جیسا کہ جہال کا فرقوم ہے کوئی چیز نہیں، اگر علم الٰہی میں اس کا وجود ہوتا تو یوں فرماتا کہ غیر المغضوب علیہم ولا الدجال۔ دیکھو ص ۱۸۹ اور اسی ''اعجاز المسیح'' کے صفحہ ۴۲ پر مرزا نے لکھا ہے کہ مالک یوم الدین میں یوم الدین جو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود یعنی قادیانی کے زمانے کا نام رکھا ہے وسمی زمان المسیح الموعود یوم الدین لانہ زمان یحیی فیہ الدین.

أقول: لعنة اللہ علی الکاذبین المحرفین فی کتاب اللہ تعالٰی۔ اللہ تعالیٰ تو خود قرآن پاک میں یوم الدین کی تفسیر اس طرح فرماتا ہے۔ ﴿وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۝ یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ﴾ یعنی گناہ گار دوزخ میں قیامت کے دن داخل ہوں گے۔ اگر یوم الدین قادیانی کا زمانہ ہے، تو اسی وقت سے حساب و کتاب ہو کر گناہ گاروں کو دوزخ میں داخل کیا جاتا۔ پھر باری تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَمَا اَدْرٰکَ مَایَوْمُ الدِّیْنِ ۝ ثُمَّ مَااَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًاط وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ﴾ غور کرو ﴿یَوْمُ الدِّیْنِ﴾ اور ﴿یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا﴾ دونوں کا مفاد ایک ہی ہے، اور یہی مرزا قادیانی پھر ص ۳۵ پر لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ﴿ولہ الحمد فی الاولی والآخرۃ﴾ دو احمدوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اولی حمد سے پہلا ''احمد یعنی آنحضرت ﷺ'' اور آخرہ حمد سے پچھلے ''احمد'' کا اشارہ کیا ہے۔ یعنی غلام احمد قادیانی پھر اس کے بعد لکھتا ہے۔ وقد استنبطت ھذہ النکتة من قولہ الحمد للہ رب العالمین۔ ''سبحان اللہ یہ مرزا کا استنباط ہے جس پر ''صرف میر'' پڑھنے والے طلباء بھی مزاح کرتے ہیں''۔

قال: ص ۲۷: وما رمیت اذ رمیت ولکن للہ رمی.

Marfat.com

أقول: قرآن کا سرقہ ہے۔

قال: ص۲۷: وحجته بالغة تلدغ الباطل كالنضناض.

أقول: حریری کے ص۴۹ سے مسروق ہے۔ بتغیر ما۔

قال: وما انا الاخاوی الوفاض.

أقول: ''حریری'' کے ص۸ کا سرقہ ہے۔ بازدیاد۔

قال: ص۲۸: ومن نوادر ما اعطی لی من الکرامات.

أقول: ما اعطی کی جگہ ما اُعْطِیْتُ چاہیے۔

قال: ص۳۲: ولا ترهق بالتبعة والمعتبة

أقول: حریری کے صفحہ۲ کا سرقہ ہے۔

قال: عن معرة اللكنّ.

أقول: حریری کے پہلے صفحہ کا سرقہ ہے۔

قال: وتوفيقا قائدا الى الرشد والسداد.

أقول: حریری سے لیا ہے۔

قال: ص۳۶: ان ارى ظالعه كالضليع.

أقول: مسروق من الحريرى ص ۵ بتغير ما.

قال: ص۳۹ يقال عثاره.

أقول: حریری کے ص ۵ سے مسروق ہے بتغیر ما.

قال: اقتعد منا غارب الفصاحة وامتطى مطايا الملاحة.

أقول: حریری کا سرقہ ہے۔

قال: ص۴۳: بالاعانة على الا بانة.

أقول: حریری کے ص۳ کا سرقہ ہے۔

قال: ص۴۳: ويعصمهم من الغواية ويحفظهم فى الرواية والدراية.

أقول: حریری، ص۳ کا سرقہ ہے بتغیر ما.

قال: واى معجزة.

Marfat.com

(صفحہ:۵) میں مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو محمد ﷺ ثانی بھی کہا ہے اور اسی اشتہار میں کمال اتحاد کی وجہ سے نفی غیریت بھی کی ہے۔

سوال یہ ہے کہ اول اور ثانی کا اطلاق غیریت جتلانے کے لئے کیا جایا کرتا ہے یا غیریت کی نفی کرنے کو؟ مرزا قادیانی نے ''من تو شدم تو من شدی'' کہہ کر کمال اتحاد کا ثبوت دیا ہے۔

اوّل: تو جب تک من کہنے والا اپنے آپ کو من اور مخاطب کو ''تو'' کہنے کی حالت میں ہے۔ اس وقت تک کیوں کر سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ منی اور ''توئی'' کی تقیدات سے نکل گیا ہے؟

دوم مرزا قادیانی کو تو محمد ﷺ بن جانے میں وہ شرف ہوسکتا ہے جو ذرہ ناچیز کو آفتاب جہاں تاب بننے میں۔ مگر سید الانبیاء وفخر رسل کو مرزا غلام احمد قادیانی بننے کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے؟

مرزا قادیانی کی تصنیفات دیکھنے سے جو تجربہ مجھے حاصل ہوا ہے اس پر بھروسہ کر کے میں کہہ سکتا ہوں کہ محمد ثانی مرزا اس لئے بنا ہے کہ ''نقاش نقش ثانی بہتر کشد زاول'' اس کے پیش نظر ہے چنانچہ پہلے مرزا قادیانی مثل مسیح بنا تھا مگر پھر مسیح کے مکاشفہ کو مکدر بتلایا اور ان کے معجزات کو اپنے لئے ننگ وعار سمجھا آنحضرت ﷺ پر جزوی فضیلت کثرت براہین ودلائل میں اس نے اپنے لئے تجویز کر ہی چکا ہے۔

اب میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ جن پیشگوئیوں کی بنیاد پر مرزا قادیانی نے اپنی غیب اور غیب دانی کی بنا پر نبوت ورسالت کا اظہار کیا ہے۔ وہ کیا حالت رکھتی ہیں مرزا قادیانی نے اپنی پیشگوئیوں کی تعداد دوسو (۲۰۰) سے زیادہ تحریر کی ہے جن کی تفصیل نا معلوم محض ہے۔

نوٹ: یہ ابتدائی بات ہے بعد میں دس لاکھ نشانات کا اعلان کیا۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۱، خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۳)

اِسلامی دنیا کی نگاہ ایک صرف ایک ہی پیشگوئی پر ہے جس کا تعلق مرزا قادیانی کی ذات خاص سے ہے محمدی بیگم کے متعلق الہامی الفاظ جو مرزا قادیانی پر نازل ہوئے ہیں۔ وہ انا زوجنا کے ہیں۔

(تذکرہ صفحہ ۱۶۶ طبع ۲)

Marfat.com

زوجنا کھا ماضی کا صیغہ ہے، اور ظاہر کرتا ہے کہ اللہ پاک کے حکم سے تزویج ہو چکی ہے۔ اگر یہ ارشاد ربانی ہے تو تعجب ہوتا ہے کہ تدبیر انسانی کیوں کر اسے ملیا میٹ کر سکیں کہ وہ عفیفہ دس بارہ سال اپنے جائز شوہر کے گھر میں آباد و شاد ہے۔

مرزا قادیانی! میں خیال کرتا ہوں کہ اس پیشگوئی کا حوالہ تمہارے دل دردمند کو دکھانا بھی ہے مگر یہ بھی عرض کر دوں کہ میری غرض نہ گستاخی ہے۔ نہ تمہیں صدمہ پہنچانا بلکہ صرف اس پیشگوئی کا ذکر کیا گیا ہے جس سے بذات خود جناب والا کو قلبی و شغفی اور روحی و جانی تعلق ہے اسی ایک الہام پر آپ کے اظہار غیب کی قابلیت اور اس قابلیت کی بنیاد پر صداقت دعویٰ رسالت و نبوت کا بہت کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں میری التماس یہ ہے کہ مرزا قادیانی ایک مستقل رسالہ تحریر کر دو جس میں ناکامی یا دیر کے وجوہ اور دلائل مفصل درج ہوں۔ اس کتاب میں یہ بھی ذکر کیا جائے کہ اصل الہام میں ''باکرہ'' یا ''ثیبہ'' کا لفظ کیوں ہے کیا الہام کنندہ کو یہ خبر تو ہو گی کہ اس مستورہ نے آپ کی زوجہ تو ضرور بننا ہے مگر یہ اطلاع کیوں نہ ہوئی کہ اس کا پہلا نکاح ہو گا یا پچھلا۔

صورت سوال یہ ہے کہ حرف ''یا'' شک کے موقعہ پر بولا جایا کرتا ہے اگر یہ الہام عالم الغیب کی جانب سے ہے تو اسے شک کیوں ہو اور جب الہام اظہار غیب کے لئے تجھ پر نازل ہوا ہے تو شکیہ جملہ سے حتمی طور پر اظہار غیب کیوں کر متصور ہو سکتا ہے؟ مرزا قادیانی سے یہ بھی کہنا ہے کہ جو مرید تکمیل یافتہ ہیں۔ ان کے نام شائع کر دو تا کہ ناتمام کو مخالفین کے ساتھ حوصلہ بحث نہ رہے اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ جن کے پاس مرزا قادیانی کی عطیہ سند نہ ہو اسے ہمیشہ ناقص ہی سمجھتے رہیں۔ مریدان مرزا قادیانی سے کہنا ہے کہ کوشش کر کے داغ ناواقفیت کو مٹاؤ، ورنہ رسول پاک ﷺ سے ایسی استغناء ایسی لاپرواہی تو کفران نعمت بلکہ کفر حقیقت ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدی

فقط

تمت بالخیر

Marfat.com

مرزا قادیانی کی غلطیاں

حضرت علامہ قاضی غلام ربانی چشتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش ۱۸۷۱ء **وفات** ۱۲ دسمبر ۱۹۴۶ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانك لاعلم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم

مرزا غلام احمد قادیانی کا مدت دراز سے یہ دعویٰ تھا کہ چوں کہ میں مُحدَث [1] یعنی نبی ہوں۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تقریر و تحریر ایسی معجز عنایت کی ہے کہ کل روئے زمین کے فصحاء و بلغاء اس سے عاجز ہیں۔ مرزا نے بہت رسالے اور ایک آدھ دیوان عربی و فارسی بھی لکھا، مگر کسی عالِم علم دار نے اس کی طرف کبھی توجہ نہ کی۔ مگر مرزائی لوگ چوں کہ اس کے علم کی لافیں [2] اور لن ترانیاں بڑے زور و شور سے مار مار کر کہتے ہیں کہ اُس کی مثل منشی و شاعر اور فصیح و بلیغ و نحودان کوئی آج کل موجود نہیں۔

لہٰذا قدرے بمثال بمشتے نمونہ از خروارے اُس کی غلطیاں اُس کی کتاب ''اعجاز المسیح'' سے لکھتا ہوں۔ فاقول وباللّٰہ التوفیق نعم الرفیق۔

قادیانی نے ''اعجاز المسیح'' کے ''اول صفحہ'' پر لکھا ہے:

(۱) في سبعين يوما من شهر الصيام۔

أقول: رمضان شریف تو ستروں (۷۰) کا نہیں ہوتا اور بر تقدیر تاویل خالی نہ ہوگا ایہام معنی غیر مراد سے جو منافی ہے فصاحت و بلاغت کو اس صفحہ میں ہے۔

(۲) و کان من الهجرة ۱۳۱۸ ومن شهر النصاری۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء۔

أقول: بے ربط عبارت اور خلاف محاورہ عرب کے ہے۔ اسی صفحہ میں ہے۔

(۳) مقام الطبع قادیاں ضلع گورداسپور۔

أقول: ضلع گورداسپور بھی خلاف محاورہ ہے۔ نہ صرف اسی وجہ سے کہ بجائے گورداسپور کے (غورداسفور) یا جورداسپور چاہیے تھا۔ بلکہ من جهة التركيب والاعراب بھی۔ اسی صفحہ میں ہے (۴) باہتمام الحلیم فضل دین۔

1۔ ''مُحدَث'' کا معنیٰ ہے وہ جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہو۔ یہ لفظ نبی کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے۔ جبکہ ''مُحدِّث'' کا مطلب ہے حدیث کا مکمل علم رکھنے والا۔ 2۔ بڑھکیں (مرتب)

Marfat.com

أقول: وآیة معجزة چاہیے۔

قال: کمجهول لایعرف ونکرة لاتعرف.

أقول: حریری ص ۵ سے مسروق ہے۔

قال: ص ۵۰:فکل رداء نرتدیه جمیل.

أقول: ایک مشہور شعر کا سرقہ ہے۔قال السمو أل بن عادیا.

اذا المرء لم یدنس من اللوم عرضه. فکل رداء یرتدیه جمیل.

(حماسہ ۶ ص ۱۴)

قال: ص ۵۵:لاشیوخ ولاشاب.

أقول: ایک کا جمع اور دوسرے کا مفرد لانا بے وجہ ہے۔

قال: ص ۵۵:کنز المعارف و مدینتها وماء الحقائق وطینتها۔

أقول: مقامات کی عبارت ہے۔

قال: ص ۵۸ کما یملأ الدلو الی عقد الکرب.

أقول: مقامات بدیع کے شعر ثانی کا مصرعہ ہے۔بازدیاد لفظ کما۔

قال: ص ۶۰:القیت بهاجر انی.

أقول: مقامات حریری کے ص ۱۲۴ کا سرقہ ہے۔

قال: کادراك العهاد السنة جماد.

أقول: حریری کے ص ۱۲۴ کا سرقہ ہے۔بتغیر ما

قال: ص ۶۴:فصاروا کمیت مقبور. وزیت سراج احترق ومابقی معه من نور.

أقول: دوسرا سجع پہلے سے بہت بڑا ہے۔یہ عند الفصحاء والبلغاء عیب ہے اور دونوں مضمون مسروق ہیں۔

قال: ص ۶۴ فما کانا ان یتحرکوا.

أقول: یہاں مصدر کا حمل ناجائز ہے۔اس لئے (ان) نہ چاہئے تھا۔

قال: ص ۷۷ ومثلها کمثل ناقة تحمل کلما تحتاج الیه توصل الی دیار الحب من رکب علیه.

Marfat.com

أقول: ناقہ کی طرف مذکر ضمیر کا ارجاع غلط ہے۔

قال: ص۸۱وهذا الرجيم هو الذى ورد فيه الوعيد اعنى الدجال.

أقول: عجیب مسئلہ ہے کہ اعوذ بالله من الشيطان الرجيم میں جو شیطان ہے اس سے تو مراد ''ابلیس'' ہے اور رجیم جو اس کی صفت ہے۔اس سے مراد ''دجال'' ہے۔ جس کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے۔ آج تک تو یہی سنتے رہے کہ موصوف اور صفت کا مصداق ایک ہی ہوا کرتا ہے۔ مگر اعوذ بالله من الشيطان الرجيم میں مرزا قادیانی نے کیا ثابت کر دیا کہ ان کا مصداق مغائیر بھی ہوتا ہے۔ سبحان اللہ کیا نحو دانی ہے۔

قال: ص۸۳:لزم الله كافة اهل الملة.

أقول: كافة کا لفظ عربی میں مضاف نہیں آتا۔

قال: ان الاسم مشتق من الوسم.

أقول: هذا خلاف ما صرح به الثقات.

قال: ص۱۲۷:طرف الله ذا الجلال.

أقول: ذاالجلال منصوب غلط ہے۔

قال: ص۱۲۹:الامن اعطى له عينان.

أقول: خلاف اولیٰ ہے کیونکہ اعطی کا پہلا مفعول نائب عن الفاعل ہونے کا حقدار ہے۔

قال: ص۱۳۰ ومن اشرف العلمين واعجب المخلوقين وجود الانبياء والمرسلين.

أقول: وجود کا لفظ نہ چاہیے عدم صحة العمل.

قال: ص۱۴۰وذلك وقت المسيح الموعود وهو زمان هذا المسكين واليه اشار فى اية "يوم الدين" فى "سورة الفاتحة". ثم قال فى ص۱۴۳ وسمى زمان المسيح الموعود يوم الدين.

أقول: لعنة الله على الكاذبين المحرفين.

قال: الاقليل الذى هو كا لمعدوم.

أقول: دعویٰ تو فصاحت و بلاغت کا اور موصوف نکرہ اور صفت معرفہ لائے۔ واہ واہ۔

Marfat.com

قال: ص ۱۶۳: ان یجعل اللّٰہ احمد کل من تصدی بعبادہٖ.

أقول: جعل کا دوسرا مفعول بے وجہ مقدم کیا گیا ہے۔

قال: وان لا تؤذی اخیک.

أقول: اخاك چاہئے۔

قال: وانھم ثمرات الجنة فویل للذی ترکھم.

أقول: ترکھا چاہئے۔

قال: الظن ان یکون الغیر.

أقول: اے فصیح صاحب کلمہ غیر تو معروف باللام نہیں ہوتا۔

قال: ینضفضون تضنضنة الصل ویحملقون حملة البازی المطل.

أقول: ''مقامات حریری'' کے ص ۱۵۶ سے مسروق ہے بتغیر ما۔

قال: ص ۱۴۱ زفقد الغدم علمه کثلج بالذوبان.

أقول: الغدم کا لفظ غیر مستعمل ہے۔ محاورہ فصحاء میں عدم چاہے۔ دیکھو قاموس نقل از حجۃ اللہ البالغہ۔ وفیه کفایة لذوی الدرایة. ایسا ہی اس کی تصنیفات میں عربیت کے قاعدہ سے بکثرت غلطیاں ہیں۔

محمد غلام ربانی پنجابی شمس آبادی کیملپور

وما علینا الا البلاغ المبین

فائدہ: جس شخص کے علم کا یہ حال ہے لوگ اس کو مہدی موعود کیونکر ماننے لگے اس نے اپنے ماننے والوں کیلئے قرآن وحدیث سے نہ کوئی فتویٰ بتایا نہ کوئی ایسی کتاب کہ جس سے کل احکام نکالے جاتے۔ اس کے ماننے والے مثل سابق دستور کے اب بھی اسی صرف ونحو وفقہ واصول وتفسیر وغیرہ فنون پر کاربند ہیں جو کہ غیر لوگوں کے بنے ہوئے ہیں۔ جس قدر سستی اسلام کی لوگوں میں تھی وہ ویسی ہی ہے۔ کوئی بدعت مرجہ دور نہ ہوئی۔ خالی نام کا مہدی بنا۔ کام مہدی کا ایک بھی نہ کیا اور فوت ہو گیا بلکہ مرزا کی ذات سے تو اور علماء صلحاء سابقہ وموجودہ جو کہ مدرسین وصاحب تصانیف مفیدہ و

Marfat.com

واعظ حقانی ہیں عامہ مخلوق کے حق میں اچھے ہیں کہ وہ بالکل بے ضرر ہیں اور مرزا نے ہدایت اسلام تو کسی کو نہ کی، الٹے اور فتنے وفساد برپا کر دیئے۔ اب اس کے خلیفے بھی پنبہ غفلت در گوش ہو کر راہ راست کو اختیار نہیں کرتے بلکہ دن رات لوگوں کی تباہی میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالی ان کو اسلام کی ہدایت دے۔

(محمد غلام ربانی ۱۲)

''ہر محب اسلام کا یہ فرض ہے کہ ختم نبوت کے مسئلے کو تمام دوسرے مسائل پر ترجیح دے۔ اگر ہم ''ناموس ختم نبوت'' کے تحفظ سے اپنی بقا کا اہتمام کر لیتے ہیں تو توحید، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قرآن، شریعت کسی اصول دین کو ضعف نہیں پہنچ سکتا۔''

اس مضمون کے آخر میں بطل حریت انتہائی دردمندی سے تحریر کرتے ہیں:

''ختم نبوت کا انکار آسمانوں پر فرشتوں کا انکار ہے۔ زمین پر قبلہ اور حج کا انکار ہے۔ سیاست میں مسلمانوں کے غلبہ اور جداگانہ وجود کا انکار ہے۔ غرض ختم نبوت سے انکار خود مسلمان کے مسلمان ہونے سے انکار ہے۔ یہاں پہنچ کر زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ قلم ٹوٹ جاتا ہے اور الفاظ کا ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے۔''

(مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ
ماہنامہ ترجمان اسلام، ناروے، جولائی)

Marfat.com

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا

الخبر الصحیح
عن
قبر المسیح

(حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کے بارے میں صحیح خبر اور مرزا قادیانی پر رد)

مولانا محمد ابراہیم میر صاحب فاضل سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۸۷۴ء **وفات:** جنوری ۱۹۵۶ء

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ مَالِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ مُحۡصِیۡ كُلِّ شَیۡءٍ فِیۡ كِتَابٍ مُّبِیۡنِ الَّذِیۡ جَعَلَ ابۡنَ مَرۡیَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰیَةً وَّاٰوَیۡنٰهُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیۡنٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الۡاَتَمَّانَ الۡاَكۡمَلَانَ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ الَّذِیۡ اَخۡبَرَنَا بِخُرُوۡجِ الدَّجَاجِلَةِ الۡكَذَّابِیۡنَ قَرِیۡبًا مِّنۡ ثَلٰثِیۡنَ وَاَنۡبَاءَ نَا بِنُزُوۡلِ عِیۡسَی بۡنِ مَرۡیَمَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الۡاَرۡضِ قَبۡلَ یَوۡمِ الدِّیۡنِ وَقَالَ فَیُدۡفَنُ مَعِیَ فِیۡ قَبۡرِیۡ فَاَقُوۡمُ اَنَا وَعِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ فِیۡ قَبۡرٍ وَاحِدٍ بَیۡنَ اَبِیۡ بَكۡرٍ وَعُمَرَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّاهِرِیۡنَ الطَّیِّبِیۡنَ وَاَصۡحَابِهِ الصِّدِّیۡقِیۡنَ الۡفَارِقِیۡنَ وَاَزۡوَاجِهٖ اِمَامِ اَهۡلِ الۡیَقِیۡنِ﴾

سبب تالیف:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب سے دعویٰ مسیحیت کیا نئے نئے مسائل نکال کر ہندوستان میں شور برپا کردیا اور بہت سی خلق خدا کو حق سے گمراہ کردیا۔ ان نئے مسائل میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتائی جس کے بارے میں نہ تو کوئی آیت ہی آئی ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی حدیث فرمائی اور نہ ہم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی کوئی روایت پائی۔ قادیانی نے محض اپنا مطلب سیدھا کرنے کے لئے اِدھر اُدھر سے طومار توہمات جمع کیا اور اپنے ماننے والوں کو جو ان کی تقلید میں پھنس کر دین وایمان کو ان کے ہاتھ بیچ چکے ہیں پر چالیا۔

مرزا قادیانی کی عام عادت تھی کہ اپنے مریدوں کو قائم رکھنے کے لئے اپنے غلط دعوؤں اور باطل اقوال کی تائید میں کبھی تو موضوع ومنکر روایتیں پیش کرنی شروع کردیتا اور کبھی

Marfat.com

قرآن شریف کی آیات میں لفظی ومعنوی تصرف کر کے اپنی رائے وہوائے سے تفسیر کر کے لوگوں کودھوکا دینا شروع کر دیتا۔ اس لئے خاکسار نے ضروری سمجھا کہ قادیانی کے اس فاسد خیال کا فساد اور باطل قول کا بطلان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور آثار سلفیہ سے ظاہر کر کے عام مسلمانوں کو غلطی سے بچائے اور قادیانیوں پر حجت پوری کر کے ان کو حق و باطل میں تمیز کرنے کا موقع دے۔

اگر اب بھی نہ وہ سمجھے
تو اس بت سے خدا سمجھے

عذر مؤلف:

یہ رسالہ کتاب شہادت القرآن باب ثانی کے زمانہ تصنیف ۱۳۲۵ھ ہی میں تصنیف کیا گیا تھا۔ اسی لئے اس کتاب میں کسی جگہ اس کی بابت نوٹ بھی لکھ دیا تھا۔ لیکن اس کے بعد کثرت سے متواتر سفروں اور دیگر مشاغل اور کئی عوائق کے سبب اس کی طبع کا موقع نہ مل سکا کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِوَقْتِهٖ ہر کام کے لئے خدا کے علم میں ایک وقت مقرر ہے۔ طبع اوّل ختم ہونے پر اب پھر اس کے طبع کا خیال آیا ہے اور خدا کا نام لے کر مضمون پر نظر ثانی کر کے طبع کروا دیا اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

مرزا قادیانی کی تحریر پُر تزویر:

مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ الھدیٰ والتبصرة لمن یریٰ کے صفحہ ۱۰۹ میں لکھا ہے:

(وثبت بثبوت قطعی ان عیسیٰ هاجر الی ملك كشمیر بعد ما نجاه الله من الصلیب بفضل كبیر ولبث فیه الی مدة طویلة حتی مات ولحق الا موات۔ وقبره موجود الی الان فی بلدة بلدة سری نگر التی هی من اعظم امصار هذا الخطة)

Marfat.com

''اور قطعی طور پر (مگر صرف مرزا قادیانی کے نزدیک) ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) نے ملک کشمیر کی طرف ہجرت کی بعد اس کے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو اللہ (تعالیٰ) نے (اپنے) بڑے فضل سے نجات دی اور اس (ملک) میں بہت مدت تک بستے رہے۔ حتیٰ کہ مر گئے اور مردوں کو جا ملے اور آپ کی قبر شہر سری نگر میں جو اس خطہ کے سب شہروں سے بڑا ہے اب تک موجود ہے۔''

اور پھر اس کے بعد کتاب اکمال الدین کا حوالہ دے کر کہتا ہے کہ: تسلی واطمینان کے لئے اس کتاب کو پڑھنا چاہیے کیونکہ اس میں یہ بیان تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

مرزا قادیانی کا یہ سارا بیان بالکل غلط اور محض بہتان ہے جیسا کہ اس کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہوگا۔

اس بیان سے مرزا قادیانی کا مدعا صرف یہ ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور فوت شدہ لوگ پھر دنیا پر نہیں آتے تو حدیث میں جس مسیح کی بشارت سنائی گئی ہے۔ اس سے خواہ مخواہ کوئی مثیل مسیح مراد ہے اور وہ مسیح موعود بہ حسب ادعاء خود مرزا قادیانی ہے۔ مرزا قادیانی کے اس بیان کا تار و پود بالکل باطل اور خلاف واقع ہے اور قرآن وحدیث کے سراسر مخالف ہے کیونکہ نہ تو حضرت روح اللہ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور نہ ان کے لئے کوئی مرہم تیار کی گئی اور نہ وہ کشمیر کی طرف کو بھاگے اور نہ وہ وہاں فوت ہوئے نہ کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر لکھا ہے اور نہ احادیث نبویہ کا مصداق کوئی مثیل ہے نہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہو سکتا ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ عزیز وحکیم نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے آسمان پر اٹھا لیا اور یہودیوں کے ہاتھوں کو آپ تک نہ پہنچنے دیا اور آپ آخری زمانہ میں قیامت سے پہلے زمین پر نزول فرما ہوں گے اور مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوں گے۔ اور قیامت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ علیہ السلام اسی قبرستان سے اٹھیں گے۔ وَاللّٰهُ عَلٰی مَانَقُوْلُ شَهِيْدٌ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت واقعہ صلیبی کی تردید اور آپ کی رفع جسمانی وحیات جسمانی وحیات آسمانی کا ثبوت اور ان تیس ۳۰ آیات کے جوابات جو مرزا قادیانی نے حضرت

Marfat.com

عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قبل النزول کے بارے میں اپنے ازالہ میں لکھی ہیں ہمارے رسالہ صدق مقالہ شہادت القرآن میں جو اس امر میں آپ اپنی نظیر ہے۔ایسے زبردست اور محکم دلائل سے بیان ہو چکے ہیں کہ آج تک مرزا قادیانی اور اس کے حواری اس کے جواب سے عاجز ہیں۔اب اس رسالہ الخبر الصحیح عن قبر المسیح میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور آپ کے مدفن مقدس کے متعلق مدلل بحث کر کے مرزا قادیانی کے قول کی تردید کی جاتی ہے تاکہ مرزا قادیانی سے رنگ مماثلت کافور ہو جائے اور ملمع مشابہت اتر جائے اور مرزا قادیانی اپنی اصلی رنگت میں لوگوں کو نظر آئے اور وہ دھوکے سے بچ جائے۔ **هذا باللّٰه اعتصم عما يصم وان اريد الا الا صلاح مااستطعت وما توفيقى الا باللّٰه عليه توكلت واليه انيب۔**

مرزا قادیانی کی نئی اور پرانی تصانیف میں اختلاف:

مرزا قادیانی کی مختلف کتابوں کو غور و تحقیق سے مطالعہ کرنے والے لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس کی اکثر عبارات میں تعارض و تناقص ہوتا ہے اور اس کی بات بات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔اس طرح اس کی نئی اور پرانی تصانیف حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کے متعلق بھی متفق نہیں ہیں چنانچہ اوپر گزر چکا ہے کہ وہ الہدیٰ میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتاتا ہے لیکن ازالہ اوہام میں یوں کہتا ہے:

''سچ ہے کہ مسیح علیہ السلام اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔''

(ازالہ اوہام، جلد اوّل، تقطیع خرد ص ۴۷۳ اور تقطیع کلاں، صفحہ ۲۳۷)

دُنیا کے نقشہ پر نظر کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ گلیل اور سری نگر میں مشرق و مغرب کا فرق ہے اور یہ دو مختلف مقامات ہیں کہاں ولایت کشمیر اور کہاں علاقہ شام۔

اگر یہ عذر کیا جائے کہ ازالہ اوہام کا بیان پادری صاحبان کے مقابلہ میں لکھا ہے اور انہیں انجیلی حوالہ سے جواب دیا ہے۔تو یہ عذر درست نہیں کیونکہ اول تو انجیل کی عبارت سے ایسا مفہوم نہیں ہوتا اور اگر مرزا قادیانی نے اپنی نئی منطق سے اناجیل سے ایسا ہی سمجھا ہے تو پھر بھی عذر صحیح نہیں کیونکہ اس عبارت کو وہ اس طرح شروع کرتا ہے ''یہ تو سچ ہے'' جس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی

Marfat.com

مضمون بعد کی تصدیق کرتا ہے اور اگر کہیں کہ یہ سچ انجیل سچ ہے نہ کہ نفس الامر تو یہ بھی معقول نہیں کیونکہ اسی اپنے ازالہ اوہام میں اُس نے اناجیل کے مسئلہ صلیب اور موت مسیح پر اپنی تحقیق یہ لکھی ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر کھینچے تو گئے۔ مگر اس پر مرے نہ تھے۔ بلکہ نیم جان اتارے گئے تھے پس اس کے بعد مرزا قادیانی کا حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ ماننا اور پھر گلیل میں جا کر فوت شدہ جاننا ثابت کر رہا ہے کہ مرزا قادیانی اس عبارت میں اپنا ذاتی خیال ظاہر کر رہا ہے۔ گو اس کی بنیاد اناجیل پر ہے۔ دیگر یہ کہ مرزا قادیانی اس موقع پر اناجیل کا مطالعہ اضطراری طور پر کرتا ہے کیونکہ اس کے پاس واقعہ صلیبی کے ثبوت کے لئے سوائے بیان اناجیل کے کوئی دستاویز نہیں ہے اور ان میں سے بعض امروں کو جو اس کے خیال کے موافق ہوں تسلیم کر لیتا ہے اور جو مخالف ہوں انہیں رد کر دیتا ہے یا تاویل کرتا ہے۔ اس سے اتنا ثابت ہے کہ مرزا قادیانی ان کتابوں کو بالکل حق اور سراسر راست قرار نہیں دیتا۔ پس حق کو حق سمجھنے اور باطل کو باطل قرار دینے کے لئے اس کے پاس اناجیل کے علاوہ کوئی اور معیار چاہیے اور یہ مسلم ہے کہ وہ معیار مسلمانوں کے پاس قرآن شریف اور حدیث نبوی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تورات وانجیل کے ذکر کے بعد قرآن شریف کا ذکر فرمایا اور اس کی یہ صفت بیان کی۔ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔ یعنی اے پیغمبر! ہم نے یہ قرآن شریف تم پر پہلی کتاب (یعنی جنس کتاب خواہ توریت ہے خواہ زبور خواہ انجیل) پر مہیمن کر کے نازل کیا ہے یعنی اختلاف کو دُور کر کے محکم رائے سے فیصلہ کرنے والا اور (حق کی) حفاظت کرنے والا اور اسی طرح آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا کہ پچھلی کتابوں کا بیان جو کتاب اللہ یعنی قرآن شریف کے موافق ہو وہ (بوجہ تحریف سے محفوظ رہنے کے) قبول کر لو اور جو موافق نہ ہو اسے چھوڑ دو۔

پس مرزا قادیانی پر واجب ہے کہ واقعہ صلیبی کے اثبات کیلئے قرآن وحدیث میں سے کوئی دلیل پیش کرے اور بیان اناجیل پر جن کو وہ خود محرف مانتا ہے اور کہتا ہے کہ مصنفین اناجیل نے کئی امور از خود بڑھا دیئے ہیں یا صرف حسن ظنی سے لکھ دیئے ہیں یا پچھلی نسلوں میں سے کسی نے لکھ دیئے ہیں، کفایت نہ کرے کیونکہ ان پر سے ایمان مرفوع ہے۔

اور اگر کہا جائے کہ ازالہ اوہام کی تصنیف کے وقت بے شک مرزا قادیانی کی تحقیق یہی تھی کہ مسیح علیہ السلام گلیل میں فوت ہوئے اور اب یہ تحقیق ہے کہ ان کی قبر کشمیر میں ہے اور اس کے متعلق اِس کو وحی بھی ہو چکی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی

Marfat.com

تحقیق میں نقص ہوتا ہے اور بات بات میں وہ ٹھوکریں کھاتا ہے اور الزام سے بچنے کے لئے پچھلی عبارت کو وحی الٰہی قرار دے دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پیشتر کی تحریر بھی وحی یا بمنزلہ وحی مانی جاتی تھی۔ چنانچہ ازالہ اوہام کا یہی حال ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو وحی نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ ان کے ازالہ اوہام کی تصنیف اور رسائل الہدیٰ وغیرہ کی تصنیف میں کئی برسوں کا عرصہ ہے۔ اگر وہ صاحب وحی ہوتا تو اللہ تعالیٰ علیم وخبیر آپ کو اتنے سال تک اس غلطی کے اندھیرے میں نہ پڑا رہنے دیتا کیونکہ پیغمبرانِ خدا اپنی غلطی کے بعد بلامہلت متنبہ کئے جاتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف اور کتب حدیث اور کتب عقائد کے مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے اور یہ امر عرف شرع میں عصمت کی تعریف میں داخل ہے چنانچہ طوالع الانوار میں عصمت کی تعریف میں یہ بھی لکھا ہے وَتَتَاَکَّدُ فِی الْاَنْبِیَآءِ بِتَتَابِعِ الْوَحْیِ عَلَی التَّذَکُّرِوَا الْاِعْتَرَاضِ عَلٰی مَایَصْدُرُ عَنْھُمْ سَھْوًا.

وَّاٰوَیْنٰھُمَا اِلٰی رَبْوَۃٍ (مومنون پارہ ۱۸) کی صحیح تفسیر:

مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ اپنے مریدوں کو قائم رکھنے کے لئے اپنے غلط دعاوی واقوال کی تائید میں کبھی تو موضوع وضعیف روائتیں پیش کیا کرتا تھا اور کبھی قرآن شریف کی آئتیں جن کو اس کے مدعا سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا۔ اس سے اس کی حدیث وتفسیر دانی بخوبی معلوم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہونے کے متعلق اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

﴿وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّہٗٓ اٰیَۃً وَّاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ﴾

(سورۃ المومنون: ۱۸)

ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنایا اور ان دونوں کو ایک اونچی جگہ پر جو ٹھہرنے کے قابل اور شاداب بھی تھی لیجا کر پناہ دی۔ اس آیت سے مرزا قادیانی اس وجہ سے استدلال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں خبر دی ہے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو اور اس کی ماں مریم کو ایک ایسی جگہ پر پناہ دی جو اونچی ہے اور شاداب ہے اور چونکہ کشمیر ان ہر دو صفتوں سے

Marfat.com

موصوف ہے اس لئے اس آیت میں ولایت کشمیر کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ واقعہ تب ہی ہوا جب عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیبی کے بعد مرہم پٹی کرا کر اس طرف بھاگ آئے۔

اس آیت کی تفسیر صحیح بیان کرنے سے پہلے ناظرین کی توجہ اس طرف کرنی ضروری ہے کہ آیت میں کشمیر وغیرہ کسی ولایت کا نام مذکور نہیں بلکہ ایسے دو وصف مذکور ہیں جو دنیا میں بہت سے مقامات وولایات میں پائے جاتے ہیں اور وہ جغرافیہ دانوں سے پوشیدہ نہیں پس اس مقام کی تخصیص کے لئے کسی خارجی دلیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جو امر کئی ایک میں مشترک ہو اس کے متعلق یہ حکم لگانا کہ اس مقام پر فلاں مقصود ہے اور فلاں مراد نہیں ہے بغیر دلیل کے مقبول نہیں ہو سکتا اور مرزا قادیانی کی تحریر میں ہم نے اس آیت کے سوا کوئی آیت یا حدیث یا کسی صحابی یا مفسر کا قول نہیں دیکھا جو تمہارے اس خیال کی تائید کرے۔

دوم یہ کہ مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیاحت کشمیر کے لئے آپ کا صلیب پر چڑھایا جانا ضروریات میں سے ہے اور جب ثابت ہو چکا کہ واقعہ صلیبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بآیت قرآنی۔ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ (یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا) بالکل باطل اور غلط ہے تو اس کے بعد کشمیر کی طرف ہجرت کرنے کے کیا معنے؟

اب ہم اس آیت کی صحیح تفسیر بیان کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے متعلق ایک امر کا اشارہ ہے اور اس مقام سے مراد بیت المقدس ہے۔ جہاں حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت پناہ لی تھی۔ اس امر کی دلیل کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے متعلق ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ ہے کہ اس کے شروع میں فرمایا وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً یعنی ہم نے ابن مریم کو اور اس کی ماں کو (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنایا اور ان کا یہ نشان ہونا عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ ہونے کے اعتبار سے ہے اور اس کے بعد فرمایا:

﴿وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ﴾

ترجمہ: ''یعنی ہم نے ان دونوں کو ایک اونچی جگہ میں جو قرار کے قابل اور شاداب بھی تھی پناہ دی''۔

Marfat.com

اوران دونوں جملوں کوحرف عطف سے وصل کیا اور لفظ اٰیۃً کو مفرد ذکر کیا حالانکہ ذکر ان دونوں کونشان بنانے کا ہے تو جب تک دونوں اکٹھے ایک ہی امر میں نشان نہ ہوں تب تک ان کو ایک نشان نہیں کہہ سکتے بلکہ پھر دونشان کہنا پڑے گا۔

جیسا کہ فرمایا:

﴿وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ﴾

ترجمہ: ''بنایا ہم نے رات اوردن کو (اپنی قدرت وانتظام کے دونشان۔

(سورۃ بنی اسرائیل، پارہ ۱۵)

اوروہ امر جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ دونوں اکٹھے ایک نشان ہیں سوائے آپ کی ولادت بلا پدر کے اور کونسا ہے۔ چنانچہ اسی کے موافق سورۃ انبیا میں بھی فرمایا۔ وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَا اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ہم نے مریم علیہا السلام کو اور اس کے بیٹے کو (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنایا۔

سورۃ مومنون کی آیت میں مقصود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اس لئے اس مقام پر آپ کا ذکر پہلے کیا اور آپ کی ماں حضرت مریم کا ذکر پیچھے لیکن سورۃ انبیاء میں مقصود مریم کا ذکر ہے اس لئے اس جگہ ان کا ذکر پہلے کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیچھے۔

اسی طرح سورۂ مریم میں مذکور ہے۔ کہ حضرت مریم کو عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بلا پدر کی بشارت کے وقت بھی سنایا گیا تھا۔ (کہ اس کے بلا بدر پیدا کرنے میں یہ حکمت ہے) کہ اس کو لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کا) نشان بنانا چاہتے ہیں۔

﴿وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ﴾

(سورۃ مریم پارہ ۱۶)

اوراسی طرح سورۂ زخرف میں بھی کفار کے جواب میں فرمایا:

﴿وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ﴾

ترجمہ: ''ہم نے اس کو (ابن مریم کو) بنی اسرائیل کے لئے (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنایا۔''

(سورۃ زخرف پارہ ۲۵)

Marfat.com

اس سارے بیان سے واضح ہو گیا کہ دوسری آیات قرآنی کی طرح اس آیت زیر بحث میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بلا باپ پیدا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس قدر بیان کے بعد شاید میرے ناظرین یہ کہہ اٹھیں کہ دلیل تو اس امر کی دینی تھی کہ جملہ وَآوَيْنٰهُمَا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بلا پدر کے متعلق ایک واقعہ کا اشارہ ہے۔ اور تقریر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بلا پدر ہونے کی چھیڑ دی۔ تو آپ کی حیرانی کو دور کرنے کے لئے اب اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ یہ سارا بیان اصل مقصود کے ثابت کرنے سے پہلے ذکر کیا ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی حکمت تو ضرور ہے اور وہ حکمت یہ ہے کہ سورۂ مریم میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر ہے۔

فرمایا:

﴿فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَا اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾

ترجمہ: ”پس جبرئیل کے بشارت سناتے ہی (خدا کی قدرت سے) اس نے (پیٹ میں) اس (بیٹے) کو اٹھالیا (جس کی بشارت سنائی گئی تھی) پس اس کو دردِ زہ کھجور کے تنے کی طرف لے پہنچا۔ کہنے لگی اے کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہو گئی ہوتی اس پر اس کو اس کے نیچے سے آواز دی تو کوئی اندیشہ نہ کر (دیکھ تو) تیرے پروردگار نے تیرے نیچے ایک چشمہ بہا دیا ہے اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا وہ تجھ پر پکی پکی تازہ کھجوریں جھاڑے گی۔“

(سورۃ مریم پارہ ۱۶)

سورۃ مریم کی ان آیات میں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ذکر میں چشمہ کا ذکر صاف طور پر ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو اس وقت کرامت فرمایا تھا۔ پس آیت زیر بحث یعنی وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ذکر کے بعد اسی کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر ہے جو نہایت اختصار سے

Marfat.com

بیان کیا گیا ہے۔

اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ خوشگوار پانی والا اونچا قطعہ زمین وہی علاقہ شام ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے۔

﴿وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا﴾

ترجمہ: ''اور وارث کیا ہم نے ان لوگوں کو جو ضعیف شمار کئے جاتے تھے اس زمین کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے''۔

(سورۃ اعراف پارہ ۹)

اسی سورۂ بنی اسرائیل میں بھی فرمایا۔

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ﴾

ترجمہ: ''پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد ہم نے برکت رکھی ہے''۔

(سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵)

سورۃ مائدہ میں اس مبارک زمین کو ارض مقدسہ بھی کہا گیا ہے چنانچہ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔

﴿یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾

ترجمہ: ''اے میری قوم داخل ہو اس زمین پاک میں جو خدا نے تمہارے لئے لکھی ہے''۔

(سورۃ المائدہ پارہ ٦)

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔

﴿وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا﴾

ترجمہ: ''سلیمان کے لئے زور کی ہوا بھی چلتی تھی اس کے حکم سے اس زمین کی

Marfat.com

طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔

(سورۃ انبیاء پارہ ۱۷)

ان آیات مذکورہ بالا سے صاف واضح ہو گیا کہ اس زمین کو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارض مبارکہ اور ارض مقدسہ فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے روحانی وجسمانی ہر طرح کی برکتیں رکھی ہوئی ہیں۔ روحانی یہ کہ اس میں بہت پیغمبر پیدا کئے۔ جسمانی یہ کہ اس میں میٹھی نہریں چلتی ہیں باغات بکثرت ہیں۔

میوہ جات باافراط ہوتے ہیں اور یہ ہر دو امر ایسے ہیں کہ محتاج بیان نہیں [1]پس اس آیت زیر بحث میں بھی اس جگہ سے یہاں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جگہ ملی یہی زمین مبارک مراد ہے۔ کیونکہ اس کی صفات دوسرے مقامات پر قرآن شریف میں مذکور ہیں جو ہم نے بیان کر دیں تفسیر ابن کثیر میں اس قول کو اقرب اور اظہر اور مؤید بالقرآن کہہ کر لکھا ہے۔

﴿واقرب الاقوال فی ذالك ما رواه العو فی عن ابن عباس فی قوله واوینهما الی ربوة ذات قرارو معین قال المعین الماء الجاری وهو النهر الذی قال الله تعالٰی قد جعل ربك تحتك سریا وكذا قال الضحاك وقتاده الی ربوة ذات قرارو معین هو بیت المقدس فهذا والله اعلم هو الا ظهر لانه المذکور فی الایة الاخری والقران یفسر بعضه بعضا﴾

''اور سب قولوں سے اقرب وہ ہے جو عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت وَاٰوَیْنٰهُمَا الخ کی بابت روایت کیا کہ معین جاری پانی کو کہتے ہیں اور اس سے وہ نہر مراد ہے جس کی بابت دوسری جگہ فرمایا قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا (سورۃ مریم) ''یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت پر جو حضرت مریم کیلئے خدا نے ظاہر کی'' اور اسی طرح ضحاک

۱۔ چنانچہ خاکسار بتوفیق الٰہی ۱۳۳۰ھ کے سفر حج میں بچشم خود دیکھ آیا ہے۔ منہ

Marfat.com

اور قتادہ نے کہا کہ رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ سے مراد بیت المقدس ہے اور یہی قول اظہر ہے کیونکہ یہ دوسری آیت میں مذکور ہے اور قرآن کی بعض آیتیں بعض کی تفسیر کرتی ہیں۔''

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اس زمین سے مراد ملک کشمیر ہے نہ تو قرآن مجید سے اور نہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور نہ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ پس اس کی اپنی رائے قرآن شریف کی آیات اور آثار صحابہ و تابعین کے مقابلہ میں ہرگز پیش نہیں ہو سکتی۔

ثانیاً یہ کہ آوینھما سے تحقق موت ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ جملہ صرف اس امر کا مفید ہے کہ خدا نے ان کو جگہ دی اس سے موت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے؟

شاہزادہ یوذ آسف کا قصہ

چونکہ مرزا قادیانی نے کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ کا ذکر کر کے کہا ہے کہ کشمیری قبر کی تصدیق کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اس سے اُس نے خلق خدا کو سخت دھوکا دیا ہے اور یوذ آسف کو یسوع بنا کر اپنا مطلب سیدھا کرنا چاہا ہے اس لئے ہم اس کتاب کا کچھ ترجمہ بطور خلاصہ درج کرتے ہیں۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ اصل کتاب میں کسی اور شخص کا ذکر ہے اور مرزا قادیانی حسب عادت دھوکے سے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہہ کر اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے۔

شیخ ابن بابویہ کتاب ''اکمال الدین واتمام النعمۃ'' میں بسند خود محمد بن زکریا سے نقل کرتے ہیں کہ۔

ممالک ہندوستان میں ایک بادشاہ تھا جس امر کو امور دنیا سے چاہتا تھا بآسانی میسر ہوتا تھا۔ اس کی مملکت میں دین اسلام آچکا تھا جب یہ تخت پر بیٹھا تو اہلِ دین سے بغض رکھنے لگا۔ اور ان کو ستانے لگا بعض کو قتل کروا دیا اور بعض کو جلا وطن کر دیا اور بعض اس کے خوف سے روپوش ہو گئے ایک دن بادشاہ نے ان لوگوں میں سے جو اس کے نزدیک نظر عزت سے دیکھے جاتے تھے۔ ایک شخص کی نسبت سوال کیا تو وزراء نے جواباً عرض کیا کہ وہ چند ایام سے تارک دنیا ہو کر گوشہ نشین ہو

Marfat.com

گیا ہے بادشاہ نے اس کی طلبی کا حکم دیا اور اسے لباس زہاد و عباد میں دیکھ کر بہت خفگی ظاہر کی۔ اس باخدا کے ساتھ بادشاہ کی بہت باتیں ہوئیں۔ اور اس نے بہت حکمت آموز باتیں کیں۔ لیکن بادشاہ کو کچھ اثر نہ ہوا۔ اور اسے اپنی مملکت سے نکلوا دیا۔ بعد اس واقعہ کے تھوڑا عرصہ نہ گزرا تھا کہ بادشاہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام یوذ آسف رکھا۔ شہزادے کی ولادت پر منجموں نے اس کے طالع کی نسبت بالاتفاق کہا کہ یہ شہزادہ فرخندہ طلعت نیک اختر نہایت اقبال مند ہو گا لیکن ایک بوڑھے منجم نے کہا کہ اس کا طالع و اقبال دینوی جاہ و حشم کے متعلق نہیں بلکہ یہ سعادت مندی عاقبت کی ہے اور گمان قوی ہے کہ یہ شاہزادہ پیشوایانِ زہاد و عباد سے ہو گا۔

بادشاہ یہ سن کر نہایت حیران و غمگین ہوا اور اس کی تربیت کے لئے حکم دیا کہ ایک شہر کا قلعہ خالی کرایا جائے جس میں صرف شاہزادہ اور اس کے خادم سکونت کریں اور سب کو نہایت تاکید کی کہ آپس میں کوئی تذکرہ دینِ حق اور مرگ و آخرت کا ہرگز نہ کریں تاکہ یہ خیالات اس کے کان میں نہ پڑیں۔

اس کے بعد کئی سو صفحوں تک شاہزادے کی تربیت اور دینِ حق کی طرف اس کی رغبت اور علم دین کی تعلیم اور ترک سلطنت اور اختیار فقر کا ذکر ہے۔

اس بیان سے صاف واضح ہے کہ شہزادہ یوذ آسف ممالک ہندوستان کے شہزادوں میں سے ایک باہدایت و باایمان شاہزادہ ہوا ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی راہ دکھائی۔ نہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلی پیغمبر ملک کشمیر میں آئے اور یہاں فوت ہوئے۔

ہم مرزا قادیانی کے مقلدین کو پکار کر کہتے ہیں کہ وہ کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ کو نکال کر ہمارے سامنے کسی مجلس میں اس میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر خدا کا ذکر نکال کر دکھا دے۔ ورنہ جھوٹ کا اقرار کر لو اور کہہ دو......

جھوٹے پر خدا کی لعنت

یہ کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ لندن کے سرکاری کتب خانہ میں بزبانِ فارسی موجود ہے چنانچہ شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر کا ایک خط جو انہوں نے سفر ولایت کے ایام میں لندن سے لکھا تھا پیسہ اخبار لاہور میں شائع ہوا تھا اس میں انہوں نے اس کتاب کو دیکھنے کا ذکر کیا

Marfat.com

تھا اور اس کی بعض عبارتیں اصل فارسی زبان میں نقل کی تھیں۔ جن کا ترجمہ ہماری عبارت منقولہ بالا میں آ گیا ہے اور اب اس تمام کتاب کا اردو ترجمہ بنام تنبیہ الغافلین مطبع صبح صادق میں چھپ چکا ہے لاہور وغیرہ سے دستیاب ہو سکتا ہے مزید اطمینان کے لئے شائقین خود کتاب منگوا کر تسلی کر لیں۔

مدفنِ عیسیٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مدینہ طیبہ داخل حجرہ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسٰى بْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرٍ)

بعد نزول کے فوت ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ شریفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شیخین یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان مدفون ہوں گے۔

یہ حدیث بروائت عبداللہ بن عمر بتخریج ابن الجوزی در کتاب الوفاء مشکوٰۃ کے باب نزول عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہے اس سے منصوصاً اور منطوقاً ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مقبرہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے نہ کوئی اور موضع۔

اس حدیث کے متعلق ہم علاوہ امر مقصود کے دیگر امر بھی ذکر کرتے ہیں جن سے مرزا قادیانی کی مسیحیت ان کی اپنی زبانی بالکل درہم برہم ہو جاتی ہے۔

مرزا قادیانی اپنی مشہور کتاب ضمیمہ انجام آتھم اور شہادت القرآن کے صفحہ ۵۳ پر اس حدیث کو اپنی مسیحیت کی دلیل گردانتا ہے۔ اس تقریب سے کہ اس حدیث کا شروع اس طرح ہے۔

(يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ خَمْسًا وَّاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ)

اتریں گے عیسیٰ بن مریم زمین پر پس نکاح کریں گے اور ان کے ہاں

Marfat.com

اولاد پیدا ہوگی اور زمین میں پینتالیس سال رہیں گے پھر فوت ہوں گے۔

اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نکاح کا جو ذکر ہے اس کی بابت مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اس سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی محمدی بیگم کے میرے نکاح میں آنے اور پھر اس سے اولاد کے ہونے کی بشارت ہے چنانچہ شہادت القرآن کے صفحہ ۵۳ پر لکھتا ہے کہ

''حدیث میں اس نکاح کو مسیح موعود کی صداقت کی علامت خود حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ پھر اسی حدیث کو ذکر کیا ہے جو ہم نے اوپر لکھی ہے۔''

اوّل یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب مرزا قادیانی اس حدیث کو اپنے دعوے کے دلائل میں شمار کرتا ہے تو یہ حدیث اِس کے نزدیک صحیح اور قابل استناد ہے پس جب اسی حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مدینہ طیبہ داخل حجرہ شریفہ ہے تو مرزا قادیانی کا آپ کی قبر کی بابت یہ کہنا کہ وہ کشمیر میں ہے باطل ہے۔

دوم یہ کہ اس حدیث میں مسیح موعود کے لئے بتایا گیا کہ وہ مدینہ طیبہ میں مدفون ہوں گے اور سب پر واضح ہے کہ مرزا قادیانی لاہور میں فوت ہوا اور وہاں سے ریل پر سوار کر کے قادیان میں دفن کیا گیا۔ پس جب مطابق حدیث کے اس کا دفن نہ ہوا تو اس کا دعویٰ مسیحیت بھی باطل ہوا۔

سوم یہ کہ مرزا قادیانی نے اس حدیث کے رو سے محمدی بیگم کے نکاح کو اپنی مسیحیت کا نشان قرار دیا۔ اور معلوم ہے کہ مرزا قادیانی دنیا سے اس کے نکاح سے محروم رخصت ہوا تو جس امر کو اُس نے مسیحیت کا نشان قرار دیا تھا وہ پورا نہ ہوا تو مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت غلط ہوا۔

مولوی محمد احسن صاحب نے اس حدیث نبوی پر یہ اعتراض کیا کہ اس سے گستاخی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لازم آتی ہے کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک میں دفن کیے جائیں تو بالضرور قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھودنا لازم آئے گا اور یہ بے ادبی ہے جناب اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں۔

Marfat.com

مولوی محمد احسن صاحب نے لیاقت علمی اور قوت نظری سے بالکل کام نہیں لیا اور تقویٰ اور ادب کو بالائے طاق رکھ دیا یہ اعتراض تو رسول اللہ ﷺ ناطق بالوحی کے کلام ہدایت التیام[1] پر ہوا نہ کہ اہل سنت کے اعتقاد پر۔ کیونکہ اہل سنت تو صرف کلمات نبویہ کے ناقل ہیں۔ اور ان کے مطابق اعتقاد رکھنے والے افصح الفصحاء ناطق بالوحی ﷺ کے کلمات جامعہ خود اس شبہ واہی کو رد کرتے ہیں اور تصریح بین ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہم اسی لئے ہے کہ کسی متجاہل[2] کو شبہ قبر کے کھودنے کا نہ پڑے کیونکہ مرکب اضافی بین ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہم متعلق ہے فِعل یُدْفَنُ کے نہ کہ اَقُوْمُ کے کیونکہ نقشہ روضہ پاک اس کا انکار کر رہا ہے جب یہ صاف بتلا دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام شیخین خلیفتین رضی اللہ عنہم کے درمیان مدفون ہوں گے تو شبہ کھودنے قبر کا جاتا رہا اور یہی تنصیص بین ابی بکر وعمر مفید ہے اس امر کی کہ قبر بمعنی مقبرہ ہے اور فے بمعنی من ہے (فافہم) اس حدیث میں قبر بمعنی مقبرہ اور فی ثانی بمعنی من کی تصریح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کی شرح میں کی ہے۔

روضہ مطہرہ نبی ﷺ کا نقشہ حسب ذیل ہے (منقول از جذب القلوب)



آنحضرت ﷺ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

موضع قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

اس کیفیت سے کہ سر مبارک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا محاذی معدن اسرار منبع انوار صدر شریف حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہے اور سر مبارک حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کا بمقابلہ سینہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور قدم مبارک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ہے اور قدم حضرت عمر رضی اللہ عنہ

1۔ کامل ہدایت 2۔ ان پڑھ، ناواقف (مرتب)

Marfat.com

کے دیوار کے بیچ میں ہیں۔ اس کیفیت سے جو موضع حضرت خلیفہ ثانی فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سرہانے خالی بچی ہوئی ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی جگہ ہے جو قادیانی کو کبھی بھی نصیب نہ ہوگی ان اللہ لا یخلف المیعاد (1)

یہ کیفیت قبور ثلاثہ کی شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے جذب القلوب میں درج فرمائی اور اسی وضع کو اصح کہا ہے حجج الکرامہ میں بنقل ابن خلدون از کندی ذکر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مدینہ میں فوت ہوں گے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس دفن کئے جائیں گے یہ بھی مروی ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم دو پیغمبروں کے درمیان سے محشور ہوں گے۔

دوسری حدیث کنز العمال میں بتخریج ابن عساکر نقل کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے جناب اقدس سے عرض کیا کہ

(عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَرٰی اَنِّیْ اَعِیْشُ بَعْدَكَ فَتَاذَنُ اَنْ اُدْفَنَ اِلٰی جَنْبِكَ فَقَالَ وَاَنّٰی لِیْ بِذَالِكَ الْمَوْضِعَ مَافِیْهِ الاموضعُ قَبْرِیْ وَقَبْرُاَبِیْ بکر وعُمر وعیسٰی ابن مریم)

(کنز العمال علیہ ہاش المسند الامام احمد جلد سادس صفحہ ۵۷)

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی پس آپ اجازت فرمائیں کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں تو آپ نے فرمایا کہ اس جگہ کی نسبت میرا کچھ اختیار نہیں ہے وہاں تو سوائے میری قبر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی قبر کے کسی کی جگہ نہیں۔

چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آئینہ قلب بوجہ اکتساب انوار نبویہ از بس مجلے تھے اس لئے آپ پر کرامۃً مکشوف و مشہور ہوگیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زندہ رہیں گی پس تمنا کی کہ آپ کی جنب مبارک میں مدفون ہوں۔ اس پر آپ نے جواب فرمایا کہ اللہ مدبر السموات والارض

۱۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بروز منگل سہ شنبہ لاہور میں بعارضہ مرض ہیضہ فوت ہوگیا اور فریضہ حج ادا نہ کیا جو بوجہ تمول اس پر فرض تھا اور بوجہ دعوائے مسیحیت ہونا ضروری تھا۔

Marfat.com

کی طرف سے یہی امر مقدر ہے کہ میرے مقبرہ میں سوائے میری قبر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے اور کسی کی قبر نہ ہو پس یہ میرا اختیاری امر نہیں ہے۔

اللہ اکبر! جس امر کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وضاحت اور صفائی سے مصرح بیان فرمائیں۔ مبطلین منکرین اس میں ترددات وشبہات وارد کرتے ہیں اور صراط مستقیم کی طرف توجہ نہیں کرتے یہ صرف بداعتقادی کا نتیجہ ہے۔

تیسری حدیث کو امام ترمذی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کیا اور اس حدیث کو حسن کہا کہ تورات میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان ہوئی ہے۔

(عن عبد اللّٰہ بن سلام قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد وعیسیٰ بن مریم یدفن معہ قال ابو مودود وقد بقی فی البیت موضع قبر)

(رواہ الترمذی (وحسنہ) مشکوٰۃ باب اسماء النبی)

اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ عیسیٰ بن مریم ان کے ساتھ مدفون ہوں گے ابو مودود جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ابھی تک حجرہ منیفہ وروضہ شریفہ میں ایک قبر کی جگہ باقی پڑی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان ہر دو پیغمبران صلواۃ اللہ علیہما والسلام کی خبر توریت میں دی تھی اور یہ بھی کہ ان دونوں کا مدفن ایک ہوگا اور الفاظ مبارکہ یدفن معہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن مریم کی موت وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متاخر ہوگی۔ کیونکہ مقام وصول پر ملحق بہ ملحق سے متقدم ہوتا ہے۔

روایت چہارم تفسیر ابن کثیر میں بتخریج ابن عساکر عن بعض السلف ذکر کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ میں آپ کے پاس مدفون ہوں گے۔ روایت پنجم۔ طبرانی اور ابن عساکر اور امام المحدثین امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عبداللہ بن سلام سے روایت کیا کہ

(ذکر الحافظ ابو القاسم ابن عساکر فی ترجمۃ عیسیٰ بن مریم من تاریخہ عن بعض السلف انہ یدفن مع النبی صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم فی حجرتہ)

(ابن کثیر جلد ثالث بذیل آیت وان من اہل الکتب)

عیسیٰ بن مریم اور رسول اللہ ﷺ صاحبین یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔

(یدفن عیسی بن مریم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیۃ فیکون قبرہ رابعاصفحہ ۴۲۹)

پس آپ کی قبر چوتھی ہوگی

اوراسی طرح امام زرقانی مالکی نے شرح مواہب لدنیہ میں کہا کہ

(ذکر ابن عساکر ان وفات عیسی تکون بالمدینۃ فیصلے علیہ هنالك ویدفن بالحجرۃ النبویۃ)

(ج)

ابن عساکر نے ذکر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوگی پس اسی جگہ آپ کا جنازہ پڑھا جائے گا۔

اور حجرہ نبویہ ﷺ میں دفن کیے جائیں گے۔

ان احادیث واخبار سے عیسیٰ علیہ السلام کا اب تک زندہ ہونا اور پھر زمانہ اخیر میں نازل ہونا اور کئی سال کے بعد فوت ہو کر مدینۃ الرسول ﷺ میں آپ کے پاس دفن کیا جانا صاف ثابت ہے اور اس امر پر امت مرحومہ کا اجماع ہے پس چونکہ ان سے مرزا قادیانی کی عمارت مسیحیت بالکل منہدم اور ان کی بیخ رسالت کھوکھلی ہوجاتی ہے اور دام بیعت کا سارا تانا بانا ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ مرزا قادیانی کا مدینہ منورہ میں پہلوئے نبی ﷺ میں مدفون ہونا تو درکناران پر دخول حرمین بھی حرام ہے اس لئے ان الزامات سے بچنے کے لئے ایک دروغ بے سروپا کھڑا کردیا اور عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتادی۔

چونکہ مرزا قادیانی کا خروج وفتنہ مذہبی پہلو میں ہے اوران کا ادعا مسلمانوں کی امامت کا ہے اس لئے ان کو خواہ مخواہ قرآن وحدیث میں تصرف کر کے مسلمانوں کے سامنے کچھ نہ کچھ پیش کرنا پڑا ہے ورنہ اس کے مسائل مخصوصہ میں ان کے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں ہوتی جو قابل

Marfat.com

اعتبار ہو کیا آپ دیکھتے نہیں کہ قرآن مجید میں صاف طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب نہ ہونے کا ذکر موجود ہے اور پھر اُس نے اپنے مطلب کو سیدھا کرنے کے لئے عیسائیوں کی کتابوں کی پیروی کی اور قرآن شریف کی آیت کے معنی ہی بدل دیئے حالانکہ وہ معنی نہ تو لغت کی رو سے درست ہیں اور نہ سلف وخلف میں سے کسی سے منقول ہیں۔ اسی طرح اس آیت وَاٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ کو اُس نے محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے پیش کیا ہے اور اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کا کشمیر میں ہونا بتایا ہے حالانکہ اس میں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ذکر ہے۔ نہ قبر کا اور نہ ملک کشمیر کا۔

علاوہ بریں یہ کہ اس آیت میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا ذکر نہیں بلکہ آپ کی والدہ حضرت مریم کا بھی ساتھ ہی ذکر ہے اور صیغہ تثنیہ کے یہی معنی ہیں کہ ایک کے ساتھ دوسرا بھی اس حکم میں شامل ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام معاذ اللہ بعد مصلوب ہونے کے کشمیر کو بھاگ آئے۔ تو حضرت مریم بھی ساتھ ہی ہوں گی اور ان کی قبر بھی کشمیر ہی میں چاہیے کیونکہ اس آیت میں دونوں کا ذکر ہے۔ لیکن بیان بالا سے معلوم ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک میں ہوگی اور حضرت مریم کی قبر تو بیت المقدس میں ہے جہاں وہ بعد رفع عیسوی فوت ہوئیں اور دفن کی گئیں (ا) پس مرزا قادیانی کا قول سراسر باطل ہے۔

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ (مرزا غلام احمد قادیانی کا) آخری فیصلہ:

قبر مسیح یا حیات مسیح وغیرہ کے مضامین گو ایک حد تک مفید ہیں لیکن پوری طرح ازالہ فساد کرنے کو یہی مضمون ہے جس کا نام آخری فیصلہ ہے حقیقت اس کی یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک اشتہار بطور آخری فیصلہ کے دیا تھا جس میں اُس نے دعا کی تھی کہ الٰہی ہم دونوں (مرزا اور مولوی ثناء اللہ) میں سے جو تیرے نزدیک جھوٹا ہے اس کو سچے کی زندگی میں مار دے چنانچہ وہ اشتہار یہ ہے:

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے آپکے پرچہ اہل

ا۔ چنانچہ خاکسار سفر ۱۳۳۰ھ میں بچشم خود دیکھ آیا ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے اوپر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین!

(راقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ واید)

اس دعا کی بابت اخبار "بدر" ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں مرزا قادیانی کا قول لکھا ہے کہ ثناء اللہ کی بابت جو ہم نے دعا کی ہے خدا نے اس کو قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ وہ قبول ہوگئی کہ مرزا قادیانی اس دنیا سے رخصت ہوا اور مولوی صاحب تا حال زندہ سلامت ہیں۔ الحمد للہ کیا سچ ہے۔

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

المرتب خاکسار ابراہیم سیالکوٹی عفی عنہ

Marfat.com

دعوت حفظ ایمان

امام العصر حجۃ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۲۷ شوال المکرم ۱۲۹۲ھ بروز ہفتہ بمطابق ۱۱۶ اکتوبر ۱۸۷۵ء

وفات: ۳ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ بروز اتوار بمطابق ۱۹۳۳ء

Marfat.com

تعارف

الحمد للّٰہ و کفٰی وسلام علی خاتم الانبیاء، اما بعد!

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے رد قادیانیت پر مندرجہ ذیل کتب تحریر فرمائیں:

ا۔اکفار الملحدین۔ ۲۔خاتم النبیین

۳۔التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ۴۔عقیدۃ الاسلام

۵۔تحیتہ الاسلام

الحمدللہ! یہ کتابیں بارہا شائع ہوئیں۔ پہلی تین کتابوں کے اُردو میں تراجم بھی ہو گئے۔ آخری دو کتابوں کے ترجمے تاحال طبع نہیں ہوئے۔ خدا کرے ہو جائیں تو اِسلامیان برصغیر کیلئے گرانقدر علمی اثاثہ ہوں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ عقیدۃ الاسلام کا ترجمہ حضرت مرحوم کے صاحبزادے حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری کر رہے ہیں۔ خدا کرے جلد شائع ہو جائے۔ ان کے علاوہ حضرت مرحوم کی ''دعوت حفظ ایمان'' ہے۔ یہ مختصر چند صفحات کے رسائل ہیں۔ دعوت حفظ ایمان حصہ اول میں حکومت کشمیر کو قادیانی فتنہ کی زہرناکیوں سے باخبر کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ، استاذ محترم مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحنان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری پر بے چینی کا اظہار کیا گیا ہے اور اپنے شاگردوں سے ختم نبوت کا کام کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ تحریر ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ کی ہے۔ دعوت حفظ ایمان حصہ دوم میں قادیانی کفریہ عقائد کو طشت از بام کر کے روزنامہ زمیندار کی اشاعت کی توسیع اور مستشار علماء پنجاب لاہور (جو آپ کے شاگردوں نے رد قادیانیت کے لئے قائم کی تھی) سے تقویت اور اعانت کے لئے متوجہ فرمایا گیا۔ یہ تحریر پہلی تحریر کے دس دن بعد یعنی ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ کی ہے۔ یہ رسالے ایک ایک بار شائع ہوئے۔ اب ان کا ملنا مشکل مسئلہ تھا۔ اس لئے ان کو ان مجموعہ میں شامل کیا گیا ہے۔ (باقی ضخیم کتب ہیں جن کے نام اوپر ذکر کر دیئے ہیں) اللہ رب العزت شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

مولانا اللہ وسایا

Marfat.com

حصہ اوّل

حامدا و مصلیا و مسلما. السلام علیکم یا اهل الاسلام
ورحمة الله وبرکاته.

محمد انور شاہ کشمیری عفی اللہ عنہ بحیثیت ایمان واسلام واخوت دینی اور امت مرحومہ
محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء ہونے کے لحاظ سے کافہ اہل اسلام خواص وعوام کی عالی خدمت میں عرض
گزار ہے کہ اگرچہ فتنے طرح طرح کے حوادث اور وارداتیں اس دین سماوی پر وقتاً فوقتاً گزرتی
رہی ہیں اور باوجود اس کے آخری پیغام خدائے برحق کا یہ ہے کہ:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾

ترجمہ: ''آج کے دن میں نے دین تمہارا اکمال کو پہنچایا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر
دی اور اسلام پر ہی تمہارا دین ہونے کے لئے راضی ہوا۔''

(سورۃ مائدہ:۳)

﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ
وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ، وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا﴾

ترجمہ: ''نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے، لیکن ہیں
رسول، خدا کے اور خاتمہ پیغمبروں کے اور خدا ہر چیز کا اپنے امور میں سے
عالم ہے۔''

(سورۃ احزاب:۴۰)

اور اس کے قطعی الدلالت ہونے پر بھی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجماع منعقد ہو گیا اور ختم
نبوت کا عقیدہ دین محمدی کا اساسی اصول قرار پایا اور جس امت نے ہم تک یہ آیت پہنچائی اسی

Marfat.com

امت نے یہ مراد بھی پہنچائی اور اس دعویٰ پر مسیلمہ کذاب اور اسود کاذب کو قتل کیا اور بڑا کفر دونوں کا یہ دعویٰ قرار دے کر کذاب مشتہر کیا اور باقی جرائم کو کذاب کے ماتحت رکھا۔ مگر پھر بھی بحکم حدیث نبوی بہت سے دجالوں نے نبوت کے دعوے کئے اور ان کی حکومتیں بھی رہیں اور بالآخر واصل بجہنم ہوئے۔ ہمارے اس دور میں جو یورپ کی افتاد سے ایمان اور خصائل ایمان کی فنا کا زمانہ ہے۔ منشی غلام احمد قادیانی کا فتنہ درپیش ہے اور گزشتہ فتنوں سے مزید اور شدید ہے اور حکومت وقت بھی بمقابلہ مسلمانوں کے قادیانی جماعت کی امداد اور اعانت کر رہی ہے۔ یہ جماعت بہ نسبت یہود اور انصاریٰ و ہنود کے اہل اسلام کے ساتھ زیادہ عداوت رکھتی ہے۔ کوئی چیز ان کے اور اہل اسلام کے درمیان مشترک اور اتحادی باقی نہیں رہی۔ منشی غلام احمد قادیانی جو اس زمانہ کا دجال اکبر ہے بیس جز، وحی قرآن مجید پر اضافہ کرتا ہے۔ جو کوئی اس کی بیس جز، وحی کا انکار کرے اور ان کو نبی نہ مانے، وہ ان کے نزدیک کافر ہے اور اولاد زنا ہے اور کوئی اسلامی تعلق مثل جنازہ کی نماز اور نکاح کے اس کے ساتھ جائز نہیں۔ پھر قرآن مجید کی تفسیر اس نے اپنے قبضہ میں رکھی ہے۔ دوسرے کسی کا کوئی حصہ نہیں لگتا۔ جیسے فارسی مثل ہے:

"خوردن زمن ولقمہ شمردن از تو"[1]

اس کی تفسیر کے متعلق خواہ کل امت کا اختلاف ہو وہ سب اس کے نزدیک گمراہ ہیں۔ حدیث پیغمبر اسلام ﷺ کی جو اس وحی کے موافق نہ ہو۔ اس کی نسبت اس کی تصریح ہے کہ ردی کے ٹوکرے میں پھینک دی جائے۔ ان دو اصول اسلام یعنی کتاب اور سنت کی تو اس کے نزدیک یہ حاصلات ہے اور بحسب تصریح اس کے اس پر شریعت بھی نازل ہوئی ہے اور بمقابلہ اس عقیدہ اسلامیہ کے۔ کہ بعد ختم نبوت کے آئندہ کوئی شریعت نہیں ہوگی۔ صریح ادعاء شریعت کیا ہے اور نیز اس کا اعلان ہے کہ آئندہ حج قادیان ہوا کرے گا۔ نیز جہاد شرعی اس کے آنے سے منسوخ ہو گیا ہے اور پیغمبر اسلام ﷺ کے معجزات تو تین ہزار ہی نقل ہوئے ہیں۔ منشی غلام احمد قادیانی کے تین لاکھ اور دس لاکھ تک ہیں۔ جن میں تحصیل چندہ کی کامیابی بھی شمار ہے اور اس کے اشعار ہیں:

زندہ شد ہر نبی با آمدنم
ہر رسولے نہاں با پیراہنم

1۔ کھانا مجھ سے اور تیرے کھاتے میں ڈال دینا یعنی کہ کسی اور سے کھا کر کسی اور کی تعریف کرنا (مرتب)

Marfat.com

آنچه دادست هر نبی را جام
داد آں جام را مرابا تمام

(نزول المسیح صفحہ ۹۹،۱۰۰، خزائن صفحہ ۴۷۷،۴۷۸، جلد نمبر ۱۸)

نیز اپنی مسیحیت کی تولید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جن پر ایمان، دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ایسی توہین کی ہے کہ جس سے دل اور جگر شق ہوتا ہے اور اس کے نزدیک تحقیق توہین ہے۔ الزامی یا بقول نصاریٰ تو درکنار رہی۔ توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں علاوہ اپنی تحقیقی توہین کے ایک اور طریقہ بھی اختیار کیا ہے کہ نقل نصاریٰ کے سر رکھ کر توہین سے اپنا دل ٹھنڈا کرتا ہے:

''گفته آید در حدیث دیگراں''

یہ معاملہ اسی پیغمبر کے ساتھ کیا ہے تاکہ عظمت ان کی وثوق سے اتار دے اور خود مسیح بن بیٹھے۔ اسی واسطے ہنود کے پیشواؤں کے ساتھ ایسا نہیں کیا بلکہ توقیر کی ہے اور ایسے ہی بزرگان اسلام امام حسین رضی اللہ عنہ وغیرہم کی تحقیر اور اپنی تعلیٰ میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔

غرض یہ کہ اس دجال کی دعوت اس کے نزدیک سب انبیاء علیہم السلام اور رسل صلوٰۃ اللہ علیہم سے بڑھ چڑھ کر اور افضل واکمل ہے۔

علماء اسلام نے اس فتنہ کے استیصال میں خاصی خدمتیں کیں مگر وہ خدمتیں انفرادی اور خصوصی تھیں۔ اس وقت کہ ایک لطیفہ غیب نمودار اور نمایاں ہوا ہے کہ مجاہد ملت جناب سامی القاب مولوی ظفر علی خان صاحب دامت برکاتہم اس خدمت کا فرض ادا کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اس وقت جناب ممدوح اور ان کے رفقاء جناب مولوی عبدالحنان صاحب ہزاروی، مولوی لال حسین صاحب اختر اور احمد یار خان صاحب سپرد حوالات ہیں۔ ہم کو کچھ حمیت اور حمایت اسلام سے کام لینا چاہیے۔ اہل خطہ کشمیر سمجھ اور بوجھ لیں کہ جو کچھ قادیانی جماعت ان کی امداد کر رہی ہے وہ اہل خطہ کے ایمان کی قیمت ہے اور ناممکن ہے کہ کوئی امداد اور ہمدردی اس فرقہ کی ایمان خریدنے کے سوا ہو:

دانی که چنگ وعود چه تقریر می کنند
پنهاں خورید باده که تکفیر می کنند

جن لوگوں نے اس فرقہ کے ساتھ کسی قسم کی رواداری بھی برتی ہے وہ خطرہ میں ہیں۔

Marfat.com

یہ نہ سمجھیں کہ یہ کوئی معمولی بیعت ہے۔ بلکہ (بقول ان کے) ایک چھوٹی پیغمبری سے ایک بڑی پیغمبری ''قادیانی'' میں تحویل ہونا ہے، اور جن کا جی چاہے ان عقائد ملعونہ قادیانی کا ثبوت ہم سے لے اور اس شدید وقت میں کہ (اہل) وطن کو بے خبر کر کے ایمان پر چھاپا مارا گیا ہے، کچھ غیرت ایمانی کا ثبوت دیں۔

جن حضرات نے اس احقر ھیچمیز سے حدیث شریف کے حرف پڑھے ہیں جو تقریباً دو ہزار ہوں گے۔ وہ اس وقت کچھ ہمدردی اسلام کی کر جائیں اور کلمہ حق کہہ جائیں اور انجمن دعوت وارشاد میں شرکت فرمائیں۔

اس فرقہ کی تکفیر میں توقف یا تو اس وجہ سے ہے کہ صحیح علم نصیب نہیں ہوا اور اب تک ایمان اور کفر کا فرق ہی معلوم نہیں اور نہ کوئی حقیقت محصلہ ایمان کی، ان کے ذہن میں ہے اور یا کوئی مصلحت دنیاوی دامن گیر ہے۔ ورنہ اسلام کوئی نسبی اور نسلی لقب نہیں ہے۔ جیسے یہود اور ہنود کہ زائل نہ ہو اور جو کوئی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہے بس وہ قوم نسبی لقب یا ملکی وشہری نسبت کی طرح لاینفک رہے بلکہ (اسلام) عقائد اور عمل کا نام ہے اور ضرورت قطعیہ اور متواترات شرعیہ میں کوئی تاویل یا تحریف بھی کفر والحاد ہے۔ جب کوئی ایک حکم قطعی اور متواتر شرعی کا انکار کر دے وہ کافر ہے۔ خواہ اور بہت سے کام اسلام کے کرتا ہو:

''ان اللّٰہ لیؤید الدین بالرجل الفاجر''

اسی میں وارد ہوا ہے حق تعالیٰ صحیح علم اور صحیح سمجھ اور توفیق عمل نصیب کرے۔ آمین!

انتباہ!

آخر میں یہ عاجز بحیثیت رعیت ریاست کشمیر ہونے کے حکومت کشمیر کو متنبہ کرنا چاہتا ہے کہ قادیانی عقیدہ کا آدمی عالم اسلام کے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔ لہٰذا حکومت کشمیر وجمیع اہل اسلام اور مذہب قدیمی اہل کشمیر کی رعایت کرتے ہوئے قادیانیوں کی بھرتی سکولوں اور محکموں میں نہ کرے ورنہ اختلال امن کا اندیشہ ہے۔

محمد انور شاہ کشمیری عفی اللہ عنہ

از دیوبند محلہ خانقاہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ

Marfat.com

حصہ دوم

السلام علیکم یا اھل الاسلام ورحمة اللہ وبرکاته.

حامدا ومصلیا ومسلما.

بندہ درگاہ الٰہی، محمد انور شاہ کشمیری عفی اللہ عنہ پھر بحیثیت ایمان واسلام وبحیثیت اخوت دینی وبحیثیت اس کے کہ ہم سب امت مرحومہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء واجزاء ہیں جملہ اہل اسلام خاص وعام کی عالی خدمت میں عرض گزار ہے کہ:

عالم چو کتابے است پر از دانش و داد
صحاف قضاء و جلد او بدعه و معاد
شیرازه شریعت چو مذاهب اوراق
امت همه شاگرد و پیمبر استاد

عالم بعقیدۂ ادیان سماوی جانبین ماضی ومستقبل سے محدود ہے کیونکہ مستقبل کل قوت سے فعلیت میں نہیں آیا اور میرے نزدیک چونکہ ماضی ومستقبل محض ہمارے اعتبار سے ہیں حق تعالیٰ کے ہاں ایک ہی آن حاضر ہے جیسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

''لیس عند ربك صباح ولا مساء''

پھر جب ہم حق تعالیٰ سے زمانہ رفع کر دیں تو حوادث آ رہے ہیں اور جا رہے ہیں آنے کی جانب کو ہم نے مستقبل نام رکھا ہے اور جانے کی جانب کو ماضی۔ اس تقدیر پر یہ دونوں اعتباری اور اضافی ہوئے نہ حقیقی اور حوادث خواہ کیسے ہی غیر محصور ہوں پھر بھی قدم کی وسعت اور امتداد کو پر نہیں کر سکتے۔

وعلیٰ ہذا ماضی کی جانب بھی میرے نزدیک غیر متناہی بالفعل نہیں جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے بلکہ عالم دونوں جانب سے غیر متناہی:

''بمعنی لایقف عند حد''

Marfat.com

ہے اور دونوں طرف سے منقطع، اور زمانہ کوئی شے مستقل براسہ نہیں بلکہ ان ہی حوادث سے منتزع ہے اور مسئلہ تجدد امثال کا بھی ایک صحیح مسئلہ ہے اور چونکہ مادہ سے کثرت ہوتی ہے اور صورت سے اتحاد جیسے سامان عمارت چونکہ مادہ ہے وہ کثیر اور متعدد ہے اور صورت تعمیری چونکہ صورت ہے اس سے عمارت کی وحدت شخصی آئی۔

علیٰ ہذا القیاس کل عالم کو سمجھئے کہ اس میں ایک وحدت انتظامی ہے اور وہ ایک شخص اکبر ہے نہ محض ایک بے انتظام گدام۔ حضرت آدم علیہ السلام سے پیشتر عناصر اور موالید ثلاثہ اور ارض وسماء اور بعض انواع پیدا کئے گئے مگر یہ تاچندے بمنزلہ مادہ کے رہے، حضرت آدم علیہ السلام کے آنے کے بعد ان متفرقات منتشرہ کو وحدت انتظامی عطا کی گئی کہ بمنزلہ صورت کے ہے۔ اشیاء متفرقہ کے مجموعہ میں اگر وحدت ہوسکتی ہے تو وحدت انتظامی اور ترتیبی ہی فقط۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ اور افسر بنا کر بھیجا اور عالم کو ان کی ماتحتی میں دے دیا اس سے کل عالم واحد بالشخص اور شخص اکبر ہوگیا۔ اس پیغمبر برحق نے اپنے عمل سے بنی آدم علیہ السلام کو یہ تعلیم دی کہ جب کسی ایک پر کسی معاملہ میں فرد جرم لگا کر وہ بارگاہ خداوندی میں نہ جواب دعویٰ پیش کرے اور نہ صفائی دینے کی کوشش بلکہ اس کا حق صرف ایک ہی راہ ہے وہ یہ کہ مراحم خسروانہ میں درخواست دے کہ:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

(سورۃ الاعراف:۲۳)

عزازیل (ابلیس) نے حق تعالیٰ سے حجت کی وہ ابدالدہر ملعون ہوگیا:

﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾

(سورۃ الانبیاء:۲۳)

اب اہل سنت کا قدم حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پر ہے اور اہل اعتزال کا قدم عزازیل کے قدم پر۔

اور اس واقعہ سے حق تعالیٰ نے یہ بھی تعلیم کردی کہ خلفاء سے جو شخص انحراف کرے وہ اصل سلطنت سے باغی ہے یہاں ہی سے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا جزء ایمان ہوگیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد کچھ دیر تک دنیا میں ایمان ہی رہا حضرت نوح علیہ السلام کے

Marfat.com

قُبیل دُنیا میں قابیل کی ذریت میں کفر نمودار ہوا اور پہلے وہ پیغمبر کہ کفر کے توڑ کے واسطے بھیجے گئے وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد دنیا میں صابئین ظاہر ہوئے۔ صابئین ان کو کہتے ہیں جن کا خیال ہے کہ ہم اعمال سفلیہ سے علویات کو تابع اور مسخر کریں گے جیسے معشوق یا ہمزاد کو کوئی مسخر کرتا ہے۔ اس خیال میں یہ بھی مندرج ہے کہ اس فرقہ کو خدا کی جانب سے ہدایات کی ضرورت نہیں اور نہ کسی ہادی کا واسطہ وثنیت (بت پرستی) بھی صابئیت کا ایک ذلیل تنزل ہے۔ منتر جنتر کے ذریعہ سے خدا کو مسخر کرنا چاہتے ہیں؟

انبیاء علیہم السلام کا دین اس کے بالکل برخلاف ہے ان کا دین یہ ہے کہ خدا کی بارگاہ میں محض بندگی اور عبدیت کی عرض و معروض رہے گی اور ادھر ہی کی ہدایت پر عمل پیرا ہونا ہوگا و بس۔ صابئین کے مقابلہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا گیا اور ان کا قلب حنیف ہوا۔ حنیف اس کو کہتے ہیں کہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر ایک خدا کا ہو جائے جیسے شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

از یکے گو وزهمه یك سوئے باش
یك دل و یك قبله و یك روئے باش

اس کے بعد کچھ تکمیل دین سماوی کی کہ ابتداء سے خاتم الانبیاء تک دین واحد ہے باقی تھی وہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر تمام کر دی اور اعلان کر دیا کہ:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾

(سورۃ المائدۃ: ۳)

اور:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾

(سورۃ الاحزاب: ۴۰)

پہلی آیت میں یہ بھی آ گیا کہ اب کوئی جزء ایمان کا باقی نہیں رہا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا کل انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ہے۔ ایسا نہیں کہ من بعد کسی پر ایمان نہ لانے سے کافر رہے جیسے قادیانی دجال سمجھا ہے کہ

Marfat.com

''جو دین نبی ساز نہ ہو وہ دین لعنتی ہے''۔

(براہین پنجم، صفحہ:۱۳۸، خزائن، جلد:۲۱، صفحہ:۳۰۶)

جیسے معلوم ہوا کہ عالم محض متفرقات منتشرہ نہیں بلکہ وہ ایک واحد منظم ہے اسی طرح بتصریح حدیث خاتم الانبیاء ﷺ نبوت بھی عمارت کی مثال ہے کہ اس کی اساس رکھی گئی اور تعمیر کی گئی اور تکمیل کو پہنچا کر آخری لبنہ[1] نبی کریم ﷺ کو رکھ کر عمارت ختم کر دی گئی۔ قرآن مجید نے اعلان تکمیل و ختم سنا دیا اور نبوت کی کوئی جزئی باقی نہیں رہی۔ البتہ کمالات نبوت کہ وہ فیوض اور متعلقات نبوت ہیں عین نبوت نہیں۔ باقی ہیں۔ یہاں اجزاء اور جزئیات کا فرق بھی اہل معقول پر مخفی نہیں جزء پر کل صادق نہیں اور جزئی پر کلی صادق۔

ختم نبوت کا عقیدہ بہ تبلیغ پیغمبر اسلام، خاص و عام کو پہنچ کر ضروریات دین میں سے ہو گیا جس کا انکار یا تحریف کفر ہے۔ صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے جو کوئی مقام ولایت کا انبیاء الاولیاء اور نبوت من غیر تشریع ذکر کیا ہے تو ساتھ ہی نہایت مؤکد پیاپے تصریح کی ہے کہ نبوت سے مراد لغوی بمعنی پیشین گوئی ہے نہ نبوت شرعی۔ کیونکہ نبوت شرعی کا جو ایک منصب الٰہی اور وہبی ہے نہ کسبی۔ خواہ شریعت جدیدہ ہو یا نہ ہو اختتام اسلام میں اساسی اصول ہے اور منصوص قرآن واحادیث متواترہ اور مجمع علیہ امت محمدیہ ﷺ ہے۔ اسی دفعہ کے ماتحت مسیلمہ کذاب کو قتل کیا، اور کذاب، فرد جرم لگائی بقیہ شنائع اس کے مادون اور مابعد کے رہے بلکہ جیسے ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے یہ امور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کے قتل کے بعد معلوم ہوئے ہیں۔ قتل تو دعویٰ نبوت پر ہوا ہے۔

اس کے بعد دنیا میں بحسب طبیعت دنیا، زندقہ اور الحاد ظاہر ہوا۔ زندقہ اور الحاد اس کو کہتے ہیں کہ سچے دین کو گڑبڑ کر دے اور اسماء سابقہ کو بحال رکھ کر حقیقت ان کی بگاڑ دے کہ فلاں چیز کی حقیقت یہ نہیں بلکہ یہ ہے۔ وعلی ہذا القیاس دین کا اسم ہی چھوڑے مسمی فناء کر دے۔ دہلی میں ایک صاحب چارپائی کے پائینتی کے سیروے[2] فقط بغل کے نیچے دبائے ہوئے یہ صدا لگایا کرتے تھے (دو نہیں لمبے تڑنگے، ایک نہیں سرھنے کا، چار نہیں ٹیکن کے، اور لو چارپائی) آٹھ لکڑیوں میں سے سات موجود نہیں اور پھر بھی چارپائی ہے۔

1۔ اینٹ 2۔ چارپائی کے سر یا پائنتی کی طرف کی لکڑی (مرتب)

Marfat.com

ایسے ہی وقتاً فوقتاً ملحدوں اور زندیقوں نے دین برحق کی شکست وریخت کر کے مسمی فناء کیا اور کچھ پردہ باقی رکھنے کی وجہ سے عوام کی نظر میں غیر فرقہ ہونے کی جو کچھ زد پڑتی اس سے بچ گئے۔ اس وقت یورپ کی افتاد جو ایمان اور صفات ایمان پر ہے اس کی پیداوار اور حکومت وقت کی پیداوار منشی غلام احمد قادیانی کی دعوت نبوت ہے۔

یہ شخص معمولی درجہ کی فارسی اور اردو کا مالک ہے نثر ونظم میں کوئی اعلیٰ پایہ نہیں رکھتا۔ عربی میں محض تک بندی یا سرقہ کر سکتا ہے اور صوفیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین جسے فن حقائق کہتے ہیں اس میں سے کسی حقیقت کو صحیح نہیں سمجھ سکا۔ قرآن مجید کی مناسبت سے اس قدر محروم ہے کہ اپنی مطبوعات میں نہایت کثرت سے آیات غلط اور محرف نقل کرتا جاتا ہے۔

تعلیم اس کی باب اور بہاء اللہ کی تعلیم سے مسروق ہے۔ بہاء اللہ کی کتابیں یہاں پیشتر موجود نہیں تھیں۔ جس کی وجہ سے کچھ وقفہ رہا اب کہ کتابیں اس کی آ گئیں۔ ناظرین نے اس سرقہ فاضحہ کو ثابت کر دکھایا۔ معہذا اس دجال کی دریدہ دہنی اس درجہ تک ہے کہ کہتا ہے:

زندہ شد ہر نبی بآ مدنم
ہر رسولے نہاں بپیرا ہنم

(نزول المسیح صفحہ:۱۰۰، خزائن، صفحہ:۴۷۸، جلد:۱۸)

ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہوا ہے۔ (نہیں تو مرے پڑے تھے) اور ہر رسول میرے چولے میں چھپا پڑا ہے۔

پہلوں نے کیا خوب پیشین گوئی کی ہے:

بنمائے بصاحب نظرے گوہر خود را
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

اور:

کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک

بیٹا اس (مرزا غلام احمد قادیانی) کا اس کی بعثت کو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے افضل اور اکمل اعلان کرتا ہے اور اسی پر بیعت لیتا ہے۔ اس کافر دجال نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جو کوئی کل عالم اسلام اسے نبی نہ مانے اس کو کافر اعلان کیا اور ولد الزنا کہا، اور دعویٰ وحی کیا جو

Marfat.com

مساوی قرآن اس کے زعم میں ہے اور بمقابلہ ان علماء رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے جنہوں نے آئندہ شریعت ناممکن لکھی ہے (اور کلام ان کی شریعت جدیدہ میں ہے) دعویٰ شریعت کیا۔ اس سے ناظرین خود سمجھ لیں کہ یہ دعویٰ بمقابلہ ان علماء رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے دعویٰ شریعت جدیدہ کو مستلزم ہے یا یوں ہی بے سوچے سمجھے کلام بے موقع ولایعنی ہے۔ اس کے ساتھ اعلان کیا ہے کہ جہاد اسلامی میرے آنے سے منسوخ ہو گیا اور (ظلی) حج آئندہ قادیان کا ہوگا اور جو چندہ قادیان کو نہ دے گا وہ خارج از بیعت یعنی خارج از اسلام ہے زکوٰۃ یہی رہ گئی۔ اور بہت سے ضروریات دین کا انکار کیا جو تاویل سے ہو یا بغیر تاویل کے کفر ہے۔ عالم کو قدیم کہتا ہے اور قیامت کو ایک تجلی فقط اور تجلی کو جو صوفیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی اصطلاح ہے کوئی مفہوم محصل اس کے ذہن میں نہیں اور اگر سو دفعہ جئے اور سو دفعہ مرے کبھی ان حقائق کو سمجھ نہیں سکتا ناحق صوفیاء رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی اصطلاحات میں الجھتا ہے اور منہ کی کھاتا ہے۔ صوفیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے اس لفظ کو اور مواضع میں اطلاق کیا ہے کسی نے ان میں سے قیامت کو تجلی نہیں کہا مگر اس دجال نے ان ہی سے اڑایا ہے اور قدم عالم کا مسئلہ ایسا معرکتہ الآراء ہے کہ باپ بیٹا مل کر قیامت کی صبح تک بھی نہیں سمجھ سکتے ناحق ان مشکلات مین ٹانگ اڑائی ہے۔ اپنی کم مائیگی اور تنگ ظرفی سے معمولی سواد کو جو اسے حاصل ہے عدیم المثال سمجھتا ہے اور اسی کم حوصلگی کی بناء پر جب کسی جذبہ کے ماتحت غیب گوئی کرتا ہے اور منہ کی کھاتا ہے تو کمال بے ایمانی سے تاویلات مضحکہ اور مبکیہ[1] کرنے کو آموجود ہوتا ہے۔

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

تقدیر کا بھی منکر ہے ملائکہ کرام کو قویٰ کہتا ہے اور ان کے نزول کا جو منصوص قرآن مجید ہے منکر ہے۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام جو متواتر دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور معجزہ احیاء میت جو منصوص قرآن ہے اس کو شرک وکفر کہتا ہے اور جو دین نبی ساز نہ ہو اسے لعنتی دین بتلاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اور بہت سی چیزوں کا جو دین میں متواتر اور اصول ہیں تحریف کی۔ جو زندقہ اور کفر ہے جیسے کوئی نماز کی تحریف کرے۔ توہین انبیاء علیہم السلام کی گزر گئی کہ کل کے کل کو اپنا چیلا بتلاتا ہے اور

1۔ رُلانے والی (مرتب)

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کو تو العیاذ باللہ اپنی تعلیم کا مستقل موضوع بنایا ہے اور رسالے لکھے ہیں نہ تحقیقی توہین میں کمی ہے اور نہ تعریضی میں یعنی دوسرے کے کندھے پر رکھ کر بندوق چلانا اور غرض اس دجال کی اس سے یہ ہے کہ عظمت ان کی قلب سے اتارے اور خود مسیح بن بیٹھے۔ ولہٰذا ہنود کے پیشواؤں کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا بلکہ توقیر اور استمالہ کیا ہے۔

ہم نے کسی جماعت میں خواہ علماء ہوں یا عقلاء روزگار بکلی اتفاق علم نہیں دیکھا۔ ابنیاء کرام کہ ان میں اتفاق کلی ہے۔ اسی سے ہم سمجھتے تھے کہ یہ کوئی اور علم ہے جو حضرت حق نے دیا۔ اس قادیانی دجال نے اس کو بھی بے وزن کر دیا اور یہی تعلیم اپنے اذناب کو دے گیا۔ یہ بھی معلوم ہو کہ قادیانی پہلے مسیحیت کے دعویٰ کو تناسخ کہتا تھا اور دعویٰ صرف مثیل ہونے کا تھا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ:

''مجھے مسیح ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے''۔

(اشتہار مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات، جلد: ۱ صفحہ ۲۳۱، عسل مصفی، جلد: دوم، صفحہ ۵۲۸)

اس کے بعد جب دوسرا جنم لیا تو یوں کہا:

''سو اس نے قدیم وعدے کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر اجمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے''۔

(اربعین نمبر ۴، صفحہ: ۱۸، خزائن، صفحہ: ۴۴۶، جلد: ۱۷)

یہاں ضروریات دینیہ کی تفسیر ضروری ہے۔ ضروریات دینیہ ان متواترات شرعیہ کو کہتے ہیں جو، بہ تبلیغ پیغمبر اسلام، خاص سے متجاوز ہو کر عوام کو بھی پہنچ گئے اور ان کے علم میں عوام بھی شریک ہو گئے اور شریعت کے بدیہی امور ہو گئے۔

اور مراد، ان کی بھی وہی مقرر رہے گی جو امت نے بوقت تبلیغ...... سمجھی اور پھر طبقہ بعد طبقہ پہنچاتے اور سمجھاتے آئے۔ اس کی تحریف اور اس سے انحراف کفر و الحاد ہے۔ یہاں ضرورت بمعنی بداہت ہے اور یہ ایک مشہور اصطلاح فنون کی ہے جس کا علم بالاضطرار ہو۔ متواتر اس کو کہتے ہیں جس کی نقل اس قدر پیہم ہو کہ خطاء کے احتمال کی اس میں گنجائش نہ رہے۔ فنون مدونہ میں بھی

Marfat.com

کسی فن کے اصحاب کے نزدیک بکثرت متواترات ہوتے ہیں۔ جیسے صرف ونحو میں بکثرت متواترات ہیں جن میں کوئی بھی شبہ نہیں کرتا اور ایسے ہی علماء لغت جو ایک جماعت مخصوصہ ہے ان کے اتفاق کے بعد بھی کوئی متردد نہیں رہتا۔ اسی طرح قرآن مجید تو حرفاً حرفاً متواتر ہے۔ علاوہ اس کے شریعت میں اور بھی بکثرت متواترات موجود ہیں جیسے مضمضہ واستنشاق (ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا) وضو میں اور مسواک وغیرہ صدہا امور، اور یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ضروریات دینیہ اعلیٰ درجہ کے فرائض مؤکدہ کو کہتے ہیں بلکہ مستحب بھی اگر صاحب شریعت سے بتواتر ثابت ہو وہ بھی ضروریات میں سے ہے، بلکہ بعض مباحات کی اباحت مثلاً جو اور گیہوں کی اباحت ضرورت دینیہ سے ہے جو کوئی ان کی اباحت اور حل کا انکار کرے وہ قطعاً کافر ہے کیونکہ پیغمبر اسلام کے عہد سے لے کر اب تک امت کھاتی آئی اور حلال کہتی آئی۔ کسی کو جو، مرغوب طبیعت نہ ہو وہ بخوشی ترک کر سکتا ہے لیکن حِلّت کے انکار سے کافر ہو جائے گا۔ ضرورت سے یہاں ضرورت اعتقاد وثبوت مراد ہے نہ ضرورت عمل جوارح۔

یہ بھی معلوم رہے کہ یہ کل ضروریات دین، ایمان کے دفعات ہیں نہ فقط توحید ورسالت بلکہ رسالت پر ایمان تو اسی واسطے ہے کہ جو کچھ وہ خدا سے لائیں اور تبلیغ کریں اس پر ایمان ہو۔ وعلیٰ ہذا کہہ سکتے ہیں کہ مسواک سنت ہے اور اعتقاد اس کی سنیت کا فرض ہے اور اس کی معلومات حاصل کرنا سنت ہے اور دانستہ جحود کفر ہے اور جہل اس سے حرمان نصیبی۔

شریعت محمدیہ ﷺ میں یہ تبلیغ پیغمبر اسلام، بہت کثرت کے ساتھ متواترات ہیں اور بتواتر توارث یعنی نسلاً بعد النسل بتواتر نقل کئے گئے ہیں اور ان میں طبقہ بعد طبقہ تواتر چلا آتا ہے تواتر اسنادی کوئی لازم نہیں۔

حاصل کلام کا یہ کہ کل وہ امور جو دین میں بالبداہت معلوم اور درمیان عام وخاص کے مشتہر اور مسلم ہوں، وہ کل کے کل ضروریات دینیہ میں سے ہیں اور ان سب پر بدون انحراف وتحریف کے ایمان لانا ایمان کی حقیقت میں داخل ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ایمان کے دفعات وہی امور ہیں جن کی تبلیغ حضرت رسالت پناہ سے ہو۔ اور ان مسائل وعقائد بدیہیہ کا انکار کفر اور ارتداد ہے۔ ایمان کے دو جزء یعنی شہادتین ان کل متواترات اور ضروریات کی تسلیم پر حاوی ہیں۔

Marfat.com

ورنہ یوں دجال بھی آنحضرت ﷺ کی مجمل تصدیق کرے گا جیسے احادیث میں موجود ہےاوراسی میں قرآن مجید نازل ہوا ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝﴾

ترجمہ: ''نہیں، (اے پیغمبر!) تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں، پھر تم جو کچھ فیصلہ کرو اس کے بارے میں اپنے دِلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں، اوراس کے آگے مکمل طور پر سرِ تسلیم خم کردیں۔''

(سورۃ النساء۴: آیت:۶۵)

اس بدیہی مضمون کے بعد قادیانی کی تکفیر بدیہی امر ہے۔

توقف کا سبب کوئی علمی مرحلہ نہیں بلکہ بعض کو تو ایمان کے ساتھ کوئی ہمدردی ہی نہیں اور نہ فرق ایمان وکفر سے کوئی سروکار۔ ان کے نزدیک دعویٰ اسلام ہی اسلام ہے جیسے نسب اور شہر وملک کی نسبت میں فقط دعویٰ کافی سمجھا جاتا ہےان لوگوں کو تو مسئلہ تکفیر سے اشتعال اور طیش آجاتا ہے۔

وہ خود بہت سی قیود شریعت سے آزاد ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کسی کا کیا حق ہے کہ ہم پر حرف گیری کرے کفر ہے کس جانور کا نام؟ اور بعض ایسے ہیں کہ سلامت روی میں ان کا دنیوی فائدہ ہےان کو اس کی کیا پرواہ کہ ایمان پر کیا گزر رہی ہے:

حافظ اگر خیر خواهی صلح کن باخاص و عام
بامسلماں اللہ اللہ بابرهمن رام رام

بعض روشن خیال زمانہ جن کا نصاب تعلیم فقط انگریزی زبان اور انگریزی خط ہےاور نصاب علم شریعت سے بکلی فارغ، اوران کو اس کا اقرار بھی ہوتا ہےمگر پھر چنے کے چھلکے کی طرح خالی چٹختے رہتے ہیں۔

''وما مثله الا كفارغ حمص . خلى بلا معنى ولكن

Marfat.com

یفرقع.''

یہ صاحب زبانی دعوت اتفاق واتحاد دیتے ہیں اور اس میں خلل انداز صرف مولویوں کی تکفیر بازی قرار دیتے ہیں۔

اس گمراہ کن مغالطہ میں یہ چند امور یادداشتی ہیں کیا کافر کی تکفیر اگرحق بجانب بھی ہو وہ بھی ترک کرنی چاہیے؟۔اس صورت میں تو کفر وایمان میں کوئی فرق ہی نہ رہا۔

اگر یہ صحیح نہیں اور عقیدت اسلام کی ہے تو ضرور کوئی معیار درمیان کفر وایمان کے فرق ہوگا پھر اس معیار کی تحقیق کرنی چاہیے تا کہ اسی پر عمل رہے۔

پھر دیکھنا یہ ہے کہ کیا تکفیر بازی اولاً مرزا غلام احمد قادیانی نے کی۔جس نے کل عالم اسلام کو جو اس کو نبی نہ مانے کافر اور ولد الزنا کہا اور یہ ہی بیخ کن اسلام ہوا یا علماء اسلام؟

جنہوں نے مرزا قادیانی اور اس کے اذناب کی تکفیر کی جن کی تعداد سنا ہے کہ مردم شماری کی اعداد میں ۵۷ ہزار دونوں (لاہوری وقادیانی) طائفہ کی ہے اور کیا اتفاق کی جڑ مرزا غلام احمد قادیانی نے کاٹی یا علماء اسلام نے؟

قادیانی کہتا ہے کہ عقیدہ حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور احیاء میت شرک وکفر ہے اور ساتھ ہی کہتا ہے کہ میں بھی ایک زمانہ دراز سے بتقلید جمہور اہل اسلام اسی عقیدہ پر تھا اب کفر سے اسلام کی طرف آیا ہوں اور علماء اسلام کہتے ہیں نہیں بلکہ قادیانی اسلام سے کفر کی طرف گیا۔

پھر کیا جو انتقال اس نے اپنے اقرار سے کیا مخول کی طرح ٹال دینے کی چیز ہے یا علماء اسلام کا حق ہے کہ اس کو پرکھیں؟

بات یہ ہے کہ اپنی لینی میں تو کوئی یہ سخاوت اور کرم نہیں کرتا اور جب ایمان کی تقسیم کا وقت ہو سو وہ ہے کیا چیز جس میں سخاء اور جود نہ کریں:

بخال ھند و ش بخشم سمر قندو بخارا را

گھر سے کیا گیا جو حساب واحتیاط ہو۔

جو صاحب لاہوریوں کی تکفیر میں جو قادیانی کو مسیح موعود وغیرہ سب کچھ مانتے ہیں اور نبوت ظلی بروزی وغیرہ کہتے رہتے ہیں جن کی کوئی اصل دین میں نہیں متامل ہیں وہ بھی سمجھ سے

Marfat.com

محروم ہیں۔ کیا اگر کوئی یہ کہے کہ مسیلمہ نے دعویٰ نبوت کیا ہی نہیں بلکہ ایک محدث وہ بھی ہوا ہے تو اس سے وہ شخص کفر سے نجات پائے گا؟ حق تعالیٰ صحیح سمجھ نصیب کرے اور سلامت فطرت کی دے۔ آمین!

قادیانی کی تعلیم اور دعوت کو کیوں اٹھا کر نہیں دیکھتے کیا وہ دعویٰ نبوت اسی معنی سے نہیں کرتا جس معنی میں یہ لفظ آسمانی کتابوں میں آیا ہے اور کیا وہ اپنی نبوت نہ ماننے والے کو کافر اور ولد الزنا نہیں کہتا اور کیا وہ اپنی وحی کو قرآن مجید کے برابر نہیں کہتا اور کیا اس نے دعویٰ شریعت اور توہین انبیاء علیہم السلام نہیں کی؟ اس کے بعد لاہوریوں کا کتمان اور عمداً مغالطہ ان کے منہ پر کیوں نہ مارا جائے اور ان کو فی النار والسقر کیوں نہ کہا جائے؟

اصل میں اسی فرقہ کی تکفیر میں بھی توقف کے وجوہ وہی ہیں جو اوپر گزر گئے کوئی نئی بات نہیں۔ پنجابی دھوبی کپڑے کو پتھر پر مارنے کے وقت بولا کرتے ہیں: ''ساڈا کی جاندے اچھو'' اور اگر کسی کو ان مسائل کا جہل ہو تو اپنے جہل ہی کا اعتراف کرتا رہے جہل کو علم نہ بنائے اور جہل خدادا کو نہ چھپائے اور خلق اللہ کو گمراہ نہ کرے۔

تکفیر کا مسئلہ اگر احتیاط کی چیز ہے تو دونوں جانب سے ہے نہ مسلم کو کافر کہے، اور نہ کافر کو مسلم۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی قطعاً کافر ہے اور بدیہی کافر اور تاریخ اسلام میں بلا فصل مدعی نبوت کو کافر کہتے آئے ہیں اور سزائے قتل دیتے، تو اس کے دعاوی کو کتمان کرنے والا اور مصالح سے تحریف کرنے والا جو بداہت کے خلاف ہے کفر سے کیسے بچ سکتا ہے؟

بداہت کے خلاف مکابرہ شرعاً وعقلاً قابل التفات نہیں۔ کفار کے ساتھ جہاد کیوں ہوتا ہے۔ کیا ان کے شبہات نہیں؟ یہی تو کہ وضوح حق کے بعد شبہات کی پرواہ نہیں کی گئی اور یہاں تو شبہات بھی نہیں محض بے حیائی اور کتمان ہے اور جنگ زرگری۔

اور سنئے کہ اس جاہلانہ احتیاط میں کیا کچھ مضمر ہے۔ کیا کسی ناپاک ذات کو مسیح موعود ماننا کفر نہیں؟ شریعت تورات میں کہ نبوت جاری تھی اس میں متنبی کاذب کا کیا قتل نہیں؟

کیا کسی رجس خبیث کو مسیح موعود اور مہدی مسعود کہنا شریعت متواترہ اسلامیہ کی تحریف اور تمسخر نہیں؟۔ شریعت متواترہ کی تحریف کیا بجائے خود کفر نہیں۔ کفر کے کوئی سینگ ہیں کہ دروازہ

Marfat.com

میں نہ سمائیں؟

ہاں! خوب یاد آیا کہ ممکن ہے کہ کفر کی شکل جے سنگھ بہادر ہو یا رودر گوپال، اوران کے سینگ بھی ہوں۔

اس کے بعد اس جاہل محتاط سے کہنا چاہیے کہ وہ اپنی اس ہمہ دانی میں میاں مٹھو کی طرح اتنے ہی پر اکتفا کرے کہ قادیانی قطعی بدیہی کافر ہے پھر دنیا کو ان کی سمجھ پر چھوڑ دے وہ خود نتیجہ نکال لیں گے کہ بدیہی کافر کو مسیح و مہدی بنانے والا کیا ہے؟

یہ بھی شریعت میں دیکھنے کی چیز ہے کہ کیا کسی کے لئے سوائے اعتقاد نبوت کے اعتقاد وحی مساوی قرآن رکھنا یا اعتقاد شریعت رکھنا یا اس کے اس قول پر:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے

من بعرفاں نہ کمترم زکسے

(نزول المسیح: صفحہ:۹۹، خزائن، ۴۷۷، جلد ۱۸)

اعتقاد رکھنا کیا یہ کفر نہیں؟

نیز فرض کیجئے کہ کسی شخص نے دعویٰ نبوت بالتصریح کیا اور اس کے اذناب ہو گئے بعض نے نبی مانا اور بعض نے عمداً و مصلحتاً: ''**توجیه القائل بما لا یرضی به قائله**'' کر کے اس کو نبی نہ کہا لیکن سب خصائص و فضائل انبیاء علیہم السلام کے اس کے لئے اعتقاد کر لئے کیا وہ سب کافر نہیں؟

یہ بھی معلوم رہے کہ انبیاء علیہم السلام کی نقل اتارنا مثلاً اپنے دو چیلوں کا نام جبریل اور میکائیل رکھے اور کہتا رہے کہ مجھے جبریل نے یہ خبر دی اور میکائیل نے یہ کہا یا یہ کہے کہ مجھ پر میرے حق میں: ''**لولاك لما خلقت الا فلاك**'' نازل ہوئی ہے۔

(تذکرہ، صفحہ: ۶۱۲)

غرض نقل اتارتا ہو جیسے مسیلمہ نقل اتارتا تھا اور محاکات کرتا تھا:

آنچہ انساں مے کند بوز زینہ ہم

اس کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ استہزاء کرتا ہو، یا ادعاء ہو کہ مجھے بھی یہ خصائص حاصل ہیں اور واقعی یہ دو فرشتے میرے پاس آتے ہیں اگرچہ اس ادعاء سے نقل اتارنا مغائیر ہے۔ حکم دونوں صورت کا کفر ہے اور جو کوئی اس کے اس ادعاء کو صداقت باور کرے وہ بھی

Marfat.com

کافر ہے۔ان صاحبوں سے یہ بھی دریافت کیا جائے کہ اس فرقہ کے علاوہ اگر آپ سے بایں عنوان مسئلہ پوچھا جائے کہ اگر کوئی اور خبیث مخبث، کھڑا ہو جائے اور دعویٰ مسیحیت کرے اور اس کے پاس مال نہ ہو اور اذناب پیدا نہ ہوں لیکن وہ برابر اسی دعویٰ پر رہے، اس کے حق میں آپ کا کیا حکم ہے یا فقط زوردار اسامی ہی دیکھ کر آپ کا مسئلہ بدلتا ہے؟

دجال اکبر جس کے قتل کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اس کی کیا وجہ ہے سوائے اس کے کہ اس نے اپنے آپ کو یہود سے مسیح موعود منوایا ہوگا۔ جسے خدا سمجھ نہ دے اسے خدا سمجھے۔ بالجملہ انبیاء علیہم السلام کی نقل اتارنا مستقل کفر ہے اگرچہ ادعاء نبوت بلفظ نبوت نہ کرے اور جو کوئی اس کو صداقت باور کرے بلکہ جملہ مقربین سے بڑھ کر مانے اور اس پر ایمان لائے وہ بھی قطعاً کافر ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو انبیاء علیہم السلام کی اسامی قبھائے اور وہ کہ اس پر ایمان لائے۔ خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ قادیانی نے علاوہ دعویٰ نبوت کے دعویٰ وحی، مساوی قرآن اور دعویٰ شریعت اور توہین انبیاء علیہم السلام اور تکفیر امت حاضرہ اور ادعاء خصائص انبیاء علیہم السلام اور ان کی نقل اتارنا اور انکار ضروریات دینیہ اور تحریف دین متواتر اور تمسخر بعض شریعت متواترہ کا کیا ہے اور یہ سب وجوہ متفق علیہ کفر ہیں اور لاہوری اس پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔

کشتی نوح صفحہ:١٦، خزائن، صفحہ:١٨، جلد:١٩ پر قادیانی کی عبارت دیکھنی چاہیے کہ اپنی جانب سے اپنی تحقیق سے مریم صدیقہ کی طرف (نعوذ باللہ) زنا کی نسبت کرتا ہے:

"والعیاذ باللہ العلی العظیم. واللہ الھادی لاھادی الا ھو"

یہ کل بحث اس صاحب کے ساتھ ہے جس کے نزدیک دین کی کوئی حقیقت مصلحہ ہے اور اس پر ایمان و کفر کا فرق گراں نہیں۔ ورنہ جس کا دین محض مصلحت وقت اور ہردلعزیزی ہے اس کے ساتھ ہمارا تخاطب نہیں۔ بالآخر پھر اپنے احباب سے استدعاء ہے کہ وہ اس وقت کو غنیمت سمجھ کر انجمن دعوت وارشاد میں شرکت فرمائیں اور ہر طرح سے اس کی تقویت وامداد کی سبیل نکالیں تاآنکہ ایک مستقل اور مستقر انجمن ہو جائے اور دین مبین کی خدمت کرتی رہے۔

نیز زمیندار کی توسیع اشاعت میں سعی فرمائیں کیونکہ ان معلومات کا اصل ذخیرہ اور سرچشمہ وہی ہے اور اسی کی فروع میں سے باقی شعبے ہیں۔ حکومت کشمیر کو پھر بحیثیت رعیت ہونے کے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل عالم اسلام، مصر، شام، عرب، عراق، ہندوستان، کابل وغیرہ

Marfat.com

قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے ان کی بھرتی سکولوں اور محکموں میں مسلمانوں پر احسان نہیں اور ہمیشہ موجب تصادم وخلل امن رہے گی فقط!!

اہل کشمیر پر واضح رہے کہ جو قادیانی اخبار کشمیر سے جاری ہوا ہے وہ قادیانی عقائد یعنی کفر کی تخم ریزی ہے۔ عنقریب شاخ و برگ دکھائے گا۔ مسلمان اپنی جیبیں خالی کر کے کفر نہ خریدیں۔

والسلام!......العارض

محمد انور شاہ کشمیری عفی اللہ عنہ

از دیو بند ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۵۱ ہجری

مجلد مستشار العلماء پنجاب لاہور سے بھی بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ کیونکہ اعضاء اس کے مستند علماء ہیں۔ اصحاب واحباب اسے بھی فراموش نہ کریں۔ اگر اس کی تقویت اور اعانت ہوگی تو ان شاءاللہ! بہت سی خدمت مذہب وملت کی انجام دے گی۔ واللہ الموفق!!!

''قادیانی جو کہ غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں۔ اس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بے باکی کے ساتھ گستاخیاں کیں۔ خصوصاً حضرت عیسیٰ رُوح اللہ کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ صدیقہ مریم علیہا السلام کی شان جلیل میں تو وہ بیہودہ کلمات استعمال کئے جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل دہل جاتے ہیں۔ خود مدعی نبوت بننا کافر ہونے اور ابد الآباد تک جہنم میں رہنے کیلئے کافی تھا کہ قرآن مجید کا انکار اور حضور خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماناہے مگر اس نے اتنی بات پر اکتفانہ کیا بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب وتوہین کا وبال بھی اپنے سرلیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے کہ کسی نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے۔ اگرچہ دیگر ضروریات کا قائل بنتا ہو۔ ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے۔''

(حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ
بہار شریعت، جلد ۱، ص ۴۲)

Marfat.com

مرزا قادیانی کی کہانی

مرزا اور مرزائیوں کی زبانی

حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

خاندانِ مرزا

(۱) اب میرے سوانح اس طرح ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے۔

(کتاب البریہ ص:۱۳۴ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص:۱۶۲)

(۲) ایسا ہی میں بھی تو ام [1] پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے مشابہ ہوں، اور اس قول کے مطابق جو حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ خاتم الخلفاء صینئی [2] الاصل ہوگا۔ یعنی مغلوں میں سے، اور وہ جوڑہ یعنی توام پیدا ہوگا۔ پہلے لڑکی نکلے گی، بعد اس کے وہ پیدا ہوگا۔ ایک ہی وقت میں۔ اسی طرح میری پیدائش ہوئی، کہ جمعہ کی صبح کو بطور توام میں پیدا ہوا، اول لڑکی اور بعدہٗ میں پیدا ہوا۔

(تذکرۃ الشہادتین ص:۳۳، خزائن ج ۲۰ ص:۳۵)

1۔ جڑواں بچے 2۔ چین سے تعلق رکھنے والا (مرتب)

Marfat.com

(۳) اوراس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب فصوص الحکم میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ صینئی الاصل ہوگا۔

(حقیقۃ الوحی ص:۲۰۱ خزائن ج ۲۲ ص:۲۰۹)

(۴) اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوا ہوگا۔ ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے۔ اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ کیونکہ اگرچہ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا، کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے۔ مگر یہ تو یقینی اور مشہور ومحسوس ہے، کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں، اور وہ صینئی الاصل ہیں۔ یعنی چین کے رہنے والی۔

(حقیقۃ الوحی ص:۲۰۱ خزائن، حاشیہ ج ۲۲ ص:۲۰۹)

(۵) ایک حدیث سے جو کنز العمال میں موجود ہے۔ سمجھا جاتا ہے، کہ اہل فارس یعنی بنی فارس بنی اسحاق میں سے ہیں۔ پس اس طرح پر وہ آنے والا مسیح اسرائیلی ہوا، اور بنی فاطمہ کے ساتھ امہاتی تعلق رکھنے کی وجہ سے جیسا کہ مجھے حاصل ہے، فاطمی بھی ہوا۔ پس گویا وہ نصف اسرائیلی ہوا، اور نصف فاطمی ہوا۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں۔

(تحفہ گولڑویہ طبع دوم ص:۲۹ خزائن ج ۱۷ ص:۱۱۶)

(۶) ”سوانی قرأت فی کتب سوانح ابائی وسمعت من ابی ابن ابائی کانوا من لجر ثومة المغلیة ولکن اللّٰہ اوحی الی انھم کانوا من بنی فارس لامن الاقوام الترکیة و مع ذلك اخبرنی ربی بان بعض امھاتی کن من بنی الفاطمة و من اھل بیت النبوة واللّٰہ جمع فیھم نسل اسحاق و اسمٰعیل من کمال الحکمة و المصلحة“.

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص:۷۷ خزائن ج ۲۲ ص:۷۰۳)

Marfat.com

شجرۂ نسب:

(۱) ہمارا شجرۂ نسب اس طرح پر ہے۔ میرا نام غلام احمد بن مرزا غلام مرتضیٰ صاحب بن مرزا عطا محمد صاحب بن مرزا گل محمد صاحب بن مرزا فیض محمد صاحب بن مرزا الہ دین صاحب بن مرزا جعفر بیگ صاحب بن مرزا محمد بیگ صاحب بن مرزا عبدالباقی صاحب بن مرزا محمد سلطان صاحب بن مرزا ہادی بیگ صاحب مورث اعلیٰ۔''

(کتاب البریہ ص:۱۴۲ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص:۱۷۲)

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص:۷۷ خزائن ج ۲۲ ص:۷۰۳)

شجرۂ مرزا:

مرزا غلام احمد قادیانی کا شجرۂ نسب۔ مرزا ہادی بیگ، مغل، حاجی برلاس، مغل خان کے ذریعے یافث بن حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی فارسی النسل یا بنی اسرائیل یا بنی اسحاق میں سے ہوتا، تو چاہیے تھا کہ اس کا شجرۂ نسب حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے سام بن حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچتا۔ مگر معاملہ برعکس ہے۔

پیدائشِ مرزا

عیسوی سنہ:

مرزا قادیانی نے کہا:

''میری پیدائش ۱۸۳۹ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے''۔

(کتاب البریہ ص:۱۴۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص:۱۷۷، قادیانی اخبار بدر مؤرخہ ۱۸ اگست ۱۹۰۴ ص:۵، کتاب حیات النبی (از شیخ یعقوب علی

Marfat.com

تراب قادیانی ایڈیٹر اخبار الحکم) ج اوّل ص:۴۹، قادیانی رسالہ ریویو، جلد ۵ نمبر ۶ بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء ص:۲۱۹، قادیانی اخبار الحکم مؤرخہ ۲۱، ۲۸ مئی ۱۹۱۱ء ص:۴)

تاریخ اور دن:

''یہ عاجز بروز جمعہ چاند کی چودھویں تاریخ میں پیدا ہوا ہے''۔

(تحفہ گولڑویہ (مطبوعہ ۱۹۱۴ء ضیاء السلام پریس قادیان) ص:۱۸۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص:۲۱۸)

وقت:

''میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توام پیدا ہوا تھا''۔

(حقیقۃ الوحی ص:۲۰۱ خزائن ج ۲۲ ص:۲۰۹)

کیفیت ولادت:

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا، اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے باہر نکلی تھی، اور بعد اس کے میں نکلا تھا، اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا، اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا''۔

''تیسری آدم سے مجھے یہ بھی نسبت ہے کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا، اور میں بھی توام پیدا ہوا۔ پہلے لڑکی پیدا ہوئی، بعدہٗ میں، اور بایں ہمہ میں اپنے والد کے لئے خاتم الاولاد تھا۔ میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا اور میں جمعہ کے روز پیدا ہوا تھا''۔

(تریاق القلوب ص:۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص:۴۷۹، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۸۶، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۳)

Marfat.com

مرزا قادیانی کی ماں کا نام:

مرزا بشیر احمد ایم اے نے لکھا ہے:

''خاکسار عرض کرتا ہے، کہ ہماری دادی صاحبہ یعنی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی والدہ صاحبہ کا نام چراغ بی بی تھا۔ وہ دادا صاحب کی زندگی میں ہی فوت ہو گئی تھیں''۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص: ۷ روایت نمبر ۱۰)

(ایک اور نام بھی زبان زد خلائق ہے۔ مرتب)

مرزا قادیانی کے استاد:

''بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی، کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں، اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا، اور جب میری عمر قریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے۔ جن کا نام فضل احمد تھا.......... اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے، اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا، اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں، اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے''۔

(کتاب البریہ ص: ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰ حاشیہ، خزائن ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱ ج ۱۳)

Marfat.com

مرزا سلطان احمد کی پیدائش:

''بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے تھے کہ جب سلطان احمد پیدا ہوا۔ اس وقت ہماری عمر صرف سولہ سال کی تھی''۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص:۲۵۶، نمبر ۲۸۳)

نوٹ: حضرت (مرزا قادیانی) ابھی گویا بچہ ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص:۵۳ نمبر ۵۹)

(بچے کا بچہ پیدا ہو گیا۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا معجزہ ہے یا کسی صحابی کی کرامت؟)

مرزا غلام احمد کا بچپن

چڑیاں پکڑنا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہا کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کے رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا، کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے، اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے نہ سمجھا کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص:۲۳۲ نمبر ۲۵۱)

Marfat.com

میاں محمود احمد کا چڑیاں پکڑنا:

''بیان کیا مجھ سے ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل نے کہ ایک دفعہ میاں (مرزا محمود) مکان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت (مرزا قادیانی) نے جمعہ کی نماز کے لئے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا: میاں! گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے، مگر جس میں رحم نہیں، اس میں ایمان نہیں۔''

(سیرۃ المہدی ص: ۱۷۴ نمبر ۱۷۸)

چوری کرنا:

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے۔ کہ جب میں بچہ ہوتا تھا۔ تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا، کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی کے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی، پس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا۔ کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص: ۲۲۶ نمبر ۲۴۴)

روٹی پر راکھ:

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا، کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا، کہ یہ لے لو۔ حضرت صاحب نے کہا نہیں، یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔

Marfat.com

حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہوگیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا جس وقت اس عورت نے مجھے یہ بات سنائی تھی، اس وقت حضرت صاحب بھی پاس تھے، مگر آپ خاموش رہے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص: ۱۲۷، ۲۲۶ نمبر ۲۴۵)

مرزا غلام احمد کی جوانی

باپ کی پنشن:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا، جب آپ نے پنشن وصول کرلی، تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا، اور ادھر ادھر پھراتا رہا، پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کردیا، تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص: ۳۴، ۳۵ نمبر ۴۹)

تلے ہوئے کرارے پکوڑے:

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب جب بڑی مسجد میں جاتے تھے۔ تو گرمی کے موسم میں کنوئیں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پیتے تھے اور مٹی کے تازہ ٹنڈیا تازہ آنجورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ

Marfat.com

حضرت صاحب! اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔
کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے، اور سالم
مرغ کا کباب بھی پسند تھا۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص:۱۶۳ نمبر ۱۶۷)

مرزا قادیانی کا ہاضمہ:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کھانوں میں سے پرندے کا گوشت زیادہ پسند فرماتے تھے۔ شروع شروع میں بٹیر بھی کھاتے تھے لیکن جب طاعون کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو آپ نے اس کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ اس میں طاعونی مادہ ہوتا ہے۔ مچھلی کا گوشت بھی حضرت صاحب کو پسند تھا۔ ناشتہ باقاعدہ نہیں کرتے تھے ہاں عموماً صبح کو دودھ پی لیتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کہ کیا آپ کو دودھ ہضم ہو جاتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہضم تو نہیں ہوتا تھا مگر پی لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا: کہ پکوڑے بھی حضرت صاحب کو پسند تھے"۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص:۴۸ نمبر ۵۶)

مرزا قادیانی کا حافظہ:

فرقہ مرزائیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ:
"حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا"۔

(نسیم دعوت ص:۱۷، خزائن ج ۱۹ ص:۴۳۹، رسالہ ریویو ج ۲ نمبر ۴ بابت ماہ اپریل ۱۹۰۳ء ص:۱۵۳ حاشیہ)

مرزا قادیانی کا ازار بند:

"اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند

Marfat.com

استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا۔ اسلئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تا کہ کھلنے میں آسانی ہو، اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی، تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی''۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص:۴۲ نمبر ۶۵)

مرزا قادیانی کی گرگابی:

''ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا۔ آپ نے پہن لی، مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے، اور پھر تکلیف ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان (انگریز) کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں (اور ان کا خود کاشتہ پودا؟) ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا: کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگا دیئے تھے، مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔ اس لئے آپ نے اسے اتار دیا''۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص:۵۳ نمبر ۸۳)

مرزا غلام احمد کی بیماریاں

مرض ہسٹیریا کا دورہ:

''بیان کیا مجھ سے حضرت صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ (بشیر اوّل ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا۔ جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہو گیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا، اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو

Marfat.com

گئی۔ مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا: کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی (حضرت مسیح موعود کا پرانا مخلص خادم تھا اب فوت ہو چکا ہے) نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کردو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے شیخ حامد علی نے کہا کہ کچھ خراب ہوگئی ہے میں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ میں جب پاس گئی تو فرمایا میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے''۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص:۱۳ نمبر ۱۹)

(۲) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دیدی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا اور کبھی ادھر کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگے جاتا تھا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے''۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص:۲۲ نمبر ۳۶)

Marfat.com

نوٹ:

(۱) ''اس سے معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مرض ہسٹیر یا کا دورہ پڑا تھا۔ مرض ہسٹیر یا سے مراد باؤ گولہ ہے اور حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی مرحوم کی کتاب (مخزن حکمت ج دوم (طبع چہارم) ص:۹۶۶) پر زیر مرض ہسٹیر یا لکھا ہے: ''یہ مرض عموماً عورتوں کو ہوا کرتا ہے۔ اگر چہ شاذ ونادر مرد بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔''

نوٹ:

(۲) ''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اسکو ہسٹیر یا، مالیخولیا، مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے۔ جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن [1] سے اکھیڑ دیتی ہے۔''

(رسالہ ریویو ج ۲۵ نمبر ۸ بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص:۶، ۷)

نوٹ:

(۳) ''ہسٹیر یا کے مریض کو جذبات پر قابو نہیں رہتا۔''

(قادیانی رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ نومبر ۱۹۲۹ء ص:۹)

''کہ نبی میں اجتماع توجہ بالا رادہ ہوتا ہے۔ جذبات پر قابو ہوتا ہے۔''

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۲۶ نمبر ۵ بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء ص:۳۰)

کثرتِ پیشاب:

''میں ایک دائم المرض [2] آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے

1۔ جڑ سے 2۔ ہمیشہ بیمار رہنے والا (مرتب)

Marfat.com

میں حدیثوں میں ذکر ہے، کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا۔ وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں۔ جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کی رو سے دو بیماریاں ہیں سو ایک چادر میرے اوپر کے حصے میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابطیس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے۔''

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳،۴ص:۴، خزائن ج ۱۷ص:۴۷۰)

دوران سر:

''ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسرے بدن کے نیچے حصہ میں اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصے میں کثرت پیشاب ہے۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۳۰۷ خزائن ج ۲۲ص:۳۲۰)

ذیابطیس شکری:

''صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے تا دو زرد رنگ چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آئے دوسری مرض ذیابطیس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے۔ جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول[1] میں شکر پائی گئی۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۳۶۳، ۳۶۴ خزائن ج ۲۲ص:۳۷۷)

1۔ پیشاب (مرتب)

Marfat.com

قادیانی و بہائی کے ساتھ سنیہ[1] کا نکاح

صدرالافاضل، محقق ومفسر علامہ سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: صفر المظفر ۱۳۰۰ھ

1۔ سنی عورت (مرتب)

Marfat.com

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پہلے قادیانی تھا اب قادیانی ہونے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بہائی ہوں یعنی بہاء اللہ کا معتقد اور اس کے مذہب پر ہوں۔ بہاء اللہ وہ شخص ہے جس کی نسبت اخبار وغیرہ میں لکھا ہے اور بہت مشہور ہے کہ وہ مدعی نبوت تھا۔ جس کا زمانہ عنقریب گزرا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسلمہ سنیہ حنفیہ سیّدانی لڑکی کا نکاح شخص مذکور سے شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ بیان فرمائیں!

المستفتی

مقدس حسین۔ نزد جامع مسجد دہلی ۱۳۵۸ھ

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم.

قادیانی مرزا کی نبوت کا قائل ختم نبوت کے معنی متواترہ[1] کا منکر اور اس وجہ سے کافر ہے۔ اب اگر بہائی ہو گیا تو اس وجہ سے اس کا کفر اٹھ نہ گیا۔ جب تک کہ وہ اپنے کفر سے توبہ نہ کرے اور ختم نبوت کے معنی متواترہ کو تسلیم نہ کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بعد کسی نبی جدید کے آنے کے خیال سے تائب نہ ہو۔ اور تمام کفریات سے بیزاری کر کے از سر نو اسلام نہ لائے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بہائی ہو جانا اس کو کفر سے پاک نہیں کر سکتا۔ بلکہ اب بھی وہ گندے کفر میں مبتلا ہے مرزا نے جس قسم کا دین ایجاد کیا اور ضلالت کی جو راہیں اختیار کیں وہ سب اس کی طبع زاد نہیں ہیں۔ اس نے اپنے زمانہ سے قبل کے بے دینوں دجالوں سے بہت کچھ اخذ کیا اور ان

1۔ متواترہ اہل علم کی اصطلاح میں ایسی روایت کو کہتے ہیں جس کے راویوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ اُن کا جھوٹ پر جمع ہونا ناممکن ہو۔ (مرتب)

Marfat.com

سب کا پس خوردہ[1] جمع کر کے ایک دوکان لگائی۔ انہی میں سے بہائی فرقہ بھی ہے۔ تو قادیانی سے بہائی ہو جانا ایک ہی سلسلہ کے کفریات میں گشت لگانا ہے۔ اب سب کی مکاری ختم نبوت کے معنی متواتر کے انکار کو اپنا اصول بنانے سے چلتی ہے۔ ۸۴۵ھ میں جونپور میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام میراں سید محمد تھا اس کے باپ کا نام سید خاں، ماں کا نام بی بی آقا ملک۔ ماں باپ کا نام بدل کر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوین کریمین کے نام رکھے۔ ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبداللہ رکھا۔ اور یہ شخص ''مہدی'' موعود بنا۔ اس سے بھی کام نہ چلا۔ ماں باپ کے نام جاننے والوں نے اعتراض کیا تو اس نابکار نے حضور اقدس اروا حنا فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کا نام عبداللہ ہونے سے انکار کر دیا اور یہ مکر گڑھا کہ حضور کا اسم گرامی محمد عبداللہ ہے ابن کا لفظ راویوں کی غلطی سے زیادہ ہو گیا۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم**۔ اس شخص کے معتقدین اس کی مہدیت کی تصدیق کو فرض اور اس کا انکار کفر جانتے تھے۔ لہٰذا وہ بھی اسی راستے پر چلا ہے جس طرح مرزا کے گھر والوں کو اس کے معتقدین ''اہل بیت'' اور اس کی بی بی کو ''ام المومنین'' کہہ کر ایوان رسالت کی نقل اتارتے ہیں۔ اسی طرح میراں سید محمد کے یہاں خلفاء راشدین پانچ اور صدیق دو۔ اور مبشر بالجنہ ۱۲ اور چوہتر فرقے۔ اور جنگ بدر، اور فاطمہ اور حسنین ولایت سب بنائے گئے تھے۔ یہ لوگ اپنے گروہ میراں سید محمد کو خلفاء راشدین اور تمام انبیاء المرسلین علیہم السلام سے افضل اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرتبہ میں ہمسر و برابر ٹھہراتے تھے اور اس کو مفترض الطاعہ[2] سمجھتے تھے۔ شریعت طاہرہ کے احکام کا ناسخ اور صاحبِ شریعت جدید مانتے تھے اس پر وحی آنے کے معتقد تھے چنانچہ اس کے رسالہ ''ام العقائد'' میں اس کی وحی یوں لکھی ہے۔

> **قال الا مام المهدی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم علمت من اللہ بالواسطة جدید الیوم قلا تی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مهدی الزمان وارث نبی الرحمن عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقة والشریفة والرضوان۔**

اس وحی شیطانی کی زبان اور مضمون بھی قابل دید ہے۔ یہ شخص بلا واسطہ اللہ سے اخذ علوم کا مدعی تھا۔ ہندی میں بھی وحی کا دعویٰ کرتا تھا اور نئے نئے احکام کا نزول بتاتا تھا۔ زکوٰۃ میں

1۔ جھوٹا کھانا، بچا ہوا کھانا 2۔ جس کی پیروی فرض ہو۔ (مرتب)

Marfat.com

بھی بہت سی قطع و بریدیں کی تھیں۔ اس کے عقائد فاسدہ اور مکائد کاسدہ کہاں تک بیان کئے جائیں۔ علماء، عرب و عجم اور فضلاء مکہ مکرمہ نے ان لوگوں کے کفر و قتل کے فتوے دیئے اور شاہانِ اسلام نے انہیں سزائیں دیں اور ہلاک کر دیا۔ پھر اس قسم کا کفر ایران سے پیدا ہوا۔

۱۸۱۹ء میں شیراز میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مرزا علی محمد تھا۔ اسی کو باب کہتے ہیں اور اس کے معتقدین اس پر ایمان لانے والے ''بابی'' کہلاتے ہیں۔ یہ شخص بھی مہدی ہونے کا مدعی تھا اپنے آپ کو مثل حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اور ایک شخص اور جس کا لقب اس نے من یظهر اللہ جل ذکرہ رکھا تھا اسے مثل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتا تھا۔ چنانچہ کتاب ''بہاء اللہ کی تعلیمات'' کے صفحہ سات (۷) پر اس مرزا علی محمد کا یہ قول مذکور ہے کہ میں یحییٰ ہوں۔ من یظهر اللہ۔ اس مرزا علی محمد باب نے پیغمبری کا بھی دعویٰ کیا۔ بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۰ میں ہے۔ سید مرزا علی محمد باب نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اس نے اپنی علیحدہ شریعت بنائی تھی۔ کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۴ میں اس کا یہ قول موجود ہے۔ ''میں نے جو شریعت لکھی ہے اس پر عمل کرنے کا حکم تم کو اسی وقت ملے گا جب کہ من یظهر اللہ ظاہر ہوگا۔ اور شریعت میں سے وہ جس بات کو پسند کرے گا اس پر عمل کرنے کا حکم دے گا۔ اور جس کو وہ ناپسند کرے گا اس کو تم مت کرنا۔

تہران میں سب سے پہلے مرزا حسین علی اس پر ایمان لایا۔ مرزا علی محمد نے اس کو بہاء اللہ کا لقب دیا۔ مرزا حسین علی عرف بہاء اللہ نے دعویٰ کیا کہ وہ من یظهر اللہ ہے جس کی علی محمد باب نے بشارت دی ہے۔ کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۹ میں ہے ''ایڈر یانوپل میں بہاء اللہ نے کہا کہ جس شخص کی بشارت مجھ کو حضرت باب نے دی ہے۔ اور جس کی راہ میں انہوں نے جان فدا کی وہ میں ہی ہوں۔ من یظهر اللہ میرا لقب ہے۔ اس بہاء اللہ پر ایمان لانے والے ''بہائی'' کہلاتے ہیں۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۰ میں ہے جنہوں نے حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ قبول کیا ان کا نام بہائی ہوگیا۔ بہاء اللہ خدا کی طرف سے بے واسطہ علم ملنے اور مبعوث من اللہ ہونے کا مدعی تھا۔ بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۲۵ میں ہے:

> ''یکا یک خدا کی نسیم لطف مجھ پر گذری اور جو کچھ ابتدا آفرینش سے اب تک ظہور میں آیا اس کا علم اس نے مجھے دیا۔ صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے اسی نے مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کے نام کی منادی کر دوں''۔

Marfat.com

اس بہاء اللہ نے اپنی نبوت کا سکہ جمانے کے لئے ختم نبوت کا انکار کیا۔ چنانچہ صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے:

''پیغمبروں کا ظاہر ہونا محال اور غیر ممکن نہیں جانتے اور اگر کوئی شخص اس بات کو محال جانے تو پھر اس میں اور ان لوگوں میں کیا فرق ہے جنہوں نے خدا کے ہاتھوں کو بندھا ہوا سمجھا وہ کون؟ جمہور اہل اسلام اور مخصوص اہل سنت اگر یہ لوگ اے خدائے تعالیٰ کو مختار جانتے ہیں تو انہیں لازم ہے کہ اس شہنشاہِ ازلی کے ہر حکم کو قبول کریں جو اس کے رسول کی معرفت صادر ہیں''۔

صفحہ ۳۵ میں لکھا ہے:

''الطاف باری[1] کی ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا نے جگا کر مجھے یہ حکم دیا کہ میں زمین و آسمان کے درمیان اس کے نام کی منادی کر دوں۔ یہ بات میں نے خود نہیں کی۔ بلکہ خدا ہی کے طرف سے کی۔ اس کی ہدایت ہوئی تھی''۔

صفحہ ۴۱ پر یہ قول لکھا تھا:

''میرا علم خدا کا عطا کردہ ہے کسی انسان سے حاصل نہیں کیا ہے''۔

اس بہاء اللہ نے شریعت کے احکام کو بھی درہم برہم کر دیا ہے اور نئے حکم اپنے دل سے تراشے ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب ''بہاء اللہ کی تعلیمات'' کے آخر حصہ کے صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے۔ خدا تم کو نکاح کا حکم دیتا ہے مگر خبردار دو سے زائد نہ کرنا''۔ تیسری طلاق کے بعد کی حرمت اور بغیر حلالہ عدم علت کے حکم کی تبدیلی۔

صفحہ ۱۸، اسی کتاب کے صفحہ ۴ میں ہے:

''خدا نے منع کر دیا کہ جو تم تیسری طلاق کے بعد کیا کرتے تھے''۔

گانا باجا سب حلال کر دیا۔ اسی کتاب کے صفحہ ۴ میں ہے:

''ہم نے حلال کیا تمہارے اوپر گانے اور بجانے کا سننا''۔

اس گروہ کا دستور تقیہ کرنا بھی ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۷ میں اس کا اقرار ہے۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم (مرتب)

Marfat.com

اتنے بیان سے ظاہر ہوگیا کہ مرزا غلام احمد اور بہاء اللہ ختم نبوت کے معنی متواتر کے انکار میں شریک ہیں۔ دعوئے مہدیت میں شریک ہیں، مثل مسیح ہونے کے دعویٰ میں شریک ہیں، رسالت اور وحی کے دعویٰ میں شریک ہیں، تبدیل احکام شرح میں شریک ہیں، دونوں کافر ہوئے۔ اب بہاء اللہ خود بھی رسول بنتا ہے اور اپنے اوپر وحی آنے بے واسطہ اللہ سے علم پانے کا مدعی ہے۔ اور مرزا علی محمد کو بھی پیغمبر مانتا ہے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بھی کرتا ہے۔ کتنے کفروں میں مبتلا اور اپنے معتقدین کو مبتلا کرنے والا ہے۔ یقیناً اس کی تصدیق کرنے والے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ شفاء شریف میں ہے۔

وکذٰلك قال من تنباء وزعم انه یوحیٰ الیه قاله سحنون وقال ابن القاسم دغی الی ذٰلك سراً و جهراً قال اصبغ وهو کالمرتد لانه کفر بکتاب اللّٰه مع القربة علی اللّٰه وقال اشهب فی یهودی تنباء اوزعم انه یوحی ارسل الی الناس او قال ان بعد نبیکم بنی انه یستناب ان کان معلنا بذلك فان تاب والا قتل وذلك لانه مکذب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی قوله لا بنی بعدی مفتری علی اللّٰه فی دعواه علیه الرسالة و النبوة.

علامہ ملا علی قاری ''شرح فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں:

وقد یکون فی هٰؤلآء من یستحق القتل کمن یدعی النبوة بمثل هذه الخراد بطلت تغیر شی من الشریعة ونحو ذٰلك۔

اب ثابت ہوگیا کہ وہ شخص قادیانی تھا جب بھی کافر تھا اور بہائی ہوا اب بھی کافر ہے۔ اس کے ساتھ مسلمہ کا نکاح قطعی نہیں ہوسکتا ہمیشہ حرام ہوگا۔

والعیاذ باللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم وعلمه عزاسمه اتقن احکم.

سیّد نعیم الدین عفی عنہ

۱۰ شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ

Marfat.com

مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب اور

مرزا قادیانی کے متضاد اقوال

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۲ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ **وفات:** ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادرانِ اسلام! تقسیم ملک سے پہلے مرزائیوں کے باطل فرقہ کی اشاعت کا دروازہ تقریباً بند ہو چکا تھا۔ کیوں کہ مسلمانوں کے علماء کرام نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے اس باطل اور کفر پرست فرقہ کا پول اس قدر کھول دیا تھا کہ انھیں اتنی ہمت نہیں ہو سکتی تھی کہ کہیں اہل سنت والجماعت کے مقابلہ پر آئیں۔ انھیں مناظروں میں اتنی شکستیں مل چکی تھیں کہ انھیں مقابلے میں آنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ بالخصوص مجلس احرارِ ہند کے صدر مجاہد اعظم، مجسمۂ شجاعت، عاشق قرآن، حافظ قرآن، مقرر سحر بیان، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے احراری فوج کی معیت میں مرزائیت کے قلعہ پر اپنی تقریروں کے گولوں سے وہ بمباری کی کہ مرزائیت کے قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ مرزائیت کے قلعہ کے مسمار ہو جانے کے بعد مسلمانوں کے دلوں سے مرزائیوں کے مسلمان ہونے یا ان کے خادم اسلام ہونے کا خیال نکل گیا۔ بلکہ مسلمانوں کے دلوں میں عقیدہ راسخ ہو گیا کہ فرقہ مرزائیہ اسلام کے بھیس میں اسلام سے دشمنی کر رہا ہے۔

تقسیم ملک:

تقسیم ملک کے بعد اس فرقہ باطلہ نے پھر سر اٹھایا۔ کیونکہ پاکستان میں ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ کئی مرزائی معزز عہدوں پر برسر اقتدار آ گئے۔ اور وہ لوگ اپنے ہم خیال لوگوں کی پوری پوری امداد کرتے اور ہر ممکن کوشش کر کے انھیں اچھی سی اچھی جگہیں دلانے میں ایڑی چوٹی کا

Marfat.com

زور لگا دیتے ہیں۔ اس لئے بہت سے نوجوان روٹی کی خاطر مرزائیت کی رو میں بہتے نظر آتے ہیں۔ ابھی چند دن کا ذکر ہے کہ میرے پاس ایک نوجوان کلرک آیا اور کہا کہ ہم چند دوست ہیں سوائے میرے باقی سب مرزائی ہونے پر آمادہ ہو چکے ہیں کہ ہمارے مسلمان افسر ہماری کوئی مدد نہیں کرتے اور مرزائی افسر اپنے چھوٹے چھوٹے آدمی کے لئے پوری امداد کرتے اور اسے کامیاب کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

راقم الحروف (مولانا احمد علی لاہور) ایک مرتبہ ڈاکٹر سر اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور ان سے میں نے سوال کیا کہ ڈاکٹر سر اقبال رحمۃ اللہ علیہ صاحب! نوجوان طبقہ کیوں مرزائیت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ فرمانے لگے، مولوی صاحب! روٹی کے باعث ادھر جھک جاتے ہیں۔

روٹی کیلئے ایمان نہ بیچیں!

برادرانِ اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے کہ

''ابھی ماں کے پیٹ ہی میں انسان ہوتا ہے۔ اس وقت فرشتہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے انسان کا رزق مقدر لکھ دیتا ہے''۔

میرے بھائیو! جو رزق ماں کے پیٹ میں مقدر ہو چکا ہے۔ اس میں سے ایک دانہ بھی چھوڑ کر انسان دنیا سے نہیں جائے گا اور نہ اس رزقِ مقدر سے ایک دانہ زائد کھا کر جائے گا۔ جب واقعہ یہ ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مسلمان روٹی کے لئے اپنا ایمان نہ بیچیں۔ ورنہ یاد رکھیے۔ ایمان بیچ کر روٹی حاصل کرنے میں دنیا تو برباد ہو گی مگر اس کے ساتھ آخرت بھی برباد ہو جائے گی۔

نفرت بلاسبب نہیں ہے:

برادرانِ ملت! مرزائیوں سے مسلمانوں کی نفرت بلاسبب نہیں ہے بلکہ اس کے لئے کئی اسباب ہیں۔ ان کی مختصر سی فہرست پیش کرتا ہوں۔

Marfat.com

(۱) پہلا سبب

مرزا غلام احمد نے ایسی امت تیار کی ہے جو کہ انگریزوں کی وفادار فوج ہے۔
مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''سو خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی، جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکرگزاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزار ہا روپے کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزار ہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیرخواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی سے بھرا ہوا ہے''۔

(تحفہ قیصریہ، ص:۱۲،۱۱، خزائن ج ۱۲، ص ۲۶۳، ۲۶۴)

مسلمانوں کی نظر میں انگریز:

مسلمان گورنمنٹ برطانیہ کو اس کے موجودہ خیالات و حالات کی بناء پر خدا تعالیٰ کا

Marfat.com

دشمن، رسول اللہ ﷺ کا دشمن، قرآن شریف کا دشمن، اسلام کا دشمن، مسلمان کا دشمن جانتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی مسلمانوں کو اس کی وفادار فوج بنانا چاہتا ہے۔ جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔

نتیجہ: ان حالات میں مسلمان کیوں نہ مرزائیت سے متنفر ہوں۔

(۲) دوسرا سبب...... خدا تعالیٰ کی توہین (اپنے خدا ہونے کا دعویٰ)

ایک طرف تو مرزا غلام احمد قادیانی خدا تعالیٰ کا رسول ہونے کا مدعی ہے۔ اپنی کتاب میں کہتا ہے:

''سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔

(دافع البلاء ص:۱۱، خزائن ج ۱۸، ص:۲۳۱)

اور دوسری طرف خود خدا ہونے کا مدعی ہے کیا کبھی کسی نبی نے خدا ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے اور یا یہ دعویٰ نمرود اور فرعون جیسا نہیں ہے؟ مرزا کی عبارت ملاحظہ ہو۔

''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں''۔

(کتاب البریہ ص:۸۵، خزائن ج ۱۳، ص:۱۰۳)

(۳) تیسرا سبب...... خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَظْهَرًا لُحَقِّ وَ الْعُلیٰ کَاَنَّ اللّٰہُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ.

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص:۸۵، خزائن ج ۲۲ ص:۷۱۲)

(۴) چوتھا سبب...... خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

انت منی بمنزلة اولادی.

(حاشیہ اربعین نمبر ۴، ص:۱۹، خزائن ج ۱۷، ص:۴۵۲)

Marfat.com

(۵) پانچواں سبب......رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی توہین

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبارِ بدر نمبر ۴۳ جلد ۲، ص: ۱۴ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

کیا ان شعروں میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی توہین نہیں ہے؟

جو شخص انگریزوں کے لئے ظاہر و باطن فوج تیار کرنے والا ہو، اور جو شخص خود کو گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا کہے اور جو شخص انگریز کے خلاف جہاد کو حرام قرار دے۔ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کہلائے۔ بلکہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے اپنے آپ کو افضل سمجھے، کیا مسلمان اس سے خوش ہو سکتے ہیں؟ کیا یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی توہین نہیں ہے؟

نوٹ:

یہ اشعار اس نظم کے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید اکمل آف گولیکے نے لکھی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے روبرو مجمع عام میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور مرزا قادیانی اسے اپنے ساتھ اندر لے گیا اور اس وقت خود مرزا قادیانی اور کسی دوسرے نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حالانکہ محمد علی امیر جماعت احمدیہ اور اعوانہم [1] وہیں موجود تھا۔

(الفضل قادیان ج ۳۲ ش ۱۹۶ ص: ۴ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء)

(۲) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے افضل ہونے کا دعویٰ، ہمارے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے۔

(تحفہ گولڑویہ ص: ۴۰، خزائن ج ۱۷، ص: ۱۵۳)

اور اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ بتلائی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص: ۵۶ خزائن ج ۲۱ ص: ۷۲)

1۔ اُن کے مددگار (مرتب)

Marfat.com

کیا یہ حضرت محمد ﷺ کی توہین نہیں ہے؟

۳) ''اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔'' **هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله**''۔

(اعجاز احمدی ص:۷، خزائن ج۱۹ص:۱۱۳)

اس عبارت میں نبوت تشریعی [1] کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں جو صریح کفر ہے۔

(۶) چھٹا سبب......رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی توہین

''میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے لئے نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کر سکتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں''۔

(اعجاز احمدی ص:۳۰، خزائن ج۱۹، ص:۱۴۰، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص:۱۰، حاشیہ خزائن ج۱۷، ص:۵۱)

مسلمانوں کے متعلق مرزا بشیر الدین محمود کے فتوے

(۱) کسی مسلمان کا جنازہ مت پڑھو:

''قرآن شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر ایمان لے آیا ہے لیکن حقیقی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں ہے پھر غیر احمدی کا جنازہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے''۔

(انوار خلافت ص:۹۲)

1۔ یعنی ایسا نبی جو صاحب شریعت ہے اور اپنے سے پہلے نبی کی شریعت کا پابند نہیں۔ (مرتب)

Marfat.com

(۲) مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں:

''غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے کہ وہ نکاح جائز ہی نہیں ہے۔لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں......اس لئے وہ جس گھر میں بیاہی جاتی ہیں اس کے خیالات و اعتقادات کو اختیار کر لیتی ہیں اور اسی طرح اپنے دین کو تباہ کر لیتی ہیں''۔

(برکات خلافت ص:۷۳، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

(۳) غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں:

''باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے۔ اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں''۔

(انوارِ خلافت، ص:۸۹)

(۴) غیر احمدی ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں:

''جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو، مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے، مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو''۔

(ملائکۃ اللہ ص:۴۶، مصنفہ بشیر الدین محمود)

(۵) تمام اہل اسلام کافر خارج از دائرہ اسلام ہیں:

''سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں

Marfat.com

ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں"۔

(آئینہ صداقت ص:۳۵)

(۶) غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ مت پڑھو:

"غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے"۔

(انوارِ خلافت ص:۹۳)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کیا:

"میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا میں وہی ہوں"۔

(کتاب البریہ ص:۸۵، خزائن ج ۱۳، ص:۱۰۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین بزبانِ مرزا غلام احمد قادیانی:

(۱) "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا"۔

(حاشیہ ضمیمہ آتھم ص:۷، خزائن ج ۱۱، ص:۲۹۱)

"آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگائے اور زنا کاری کی کمائی کا عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے"۔

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص:۷، خزائن ج ۱۱، ص:۲۹۱)

Marfat.com

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی اطاعت اور جہاد کی ممانعت میں کتابوں کی پچاس الماریاں لکھیں:

''میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے، اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں''۔

(تریاق القلوب ص:۱۵، خزائن ج ۱۵، ص:۱۵۵)

(۷) ساتواں سبب ...... مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے والے سب مسلمان حرام زادے ہیں

''ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور انکے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے''۔

(ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالاتِ اسلام ص:۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵، ص: ایضاً)

(۸) آٹھواں سبب...... مرزا کے مخالف سور اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بدتر

''میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں''۔

(ترجمہ عربی نجم الہدیٰ، ص:۱۰، خزائن ج ۱۴، ص:۵۳)

Marfat.com

(۹) نواں سبب...... مرزا کے معجزات کو نہ ماننے والا شیطان ہے

''خدا نے مجھے ہزار ہا نشانات (معجزات) دیئے ہیں لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے''۔

(چشمہ معرفت ص:۳۱۷، خزائن ج ۲۳، ص:۳۳۲)

کیا یہی شرافت ہے؟

برادرانِ اسلام! کیا یہی شرافت ہے جس کے بل بوتے پر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو نبی اور رسول کہتا ہے۔ کیا پیغمبروں کے یہی اخلاق ہوتے ہیں؟ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نہ ماننے والے سب مسلمانوں کو حرام زادہ سور اور شیطان سے تعبیر کیا ہے اور سب مسلمان عورتوں کو کتیاں بنا دیا ہے ایسے گرے ہوئے اخلاق کا بندہ شریف انسان بھی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائے کہ نبی اور رسول ہو۔

پیغمبر کا اخلاقی مرتبہ:

پیغمبر تو سب سے بڑھ کر اعلیٰ درجے کا با اخلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق قرآن مجید میں اعلان ہے:

''بیشک تو (اے پیغمبر) بڑے خلق والا ہے''۔

(سورۃ القلم، ۴)

(۱۰) دسواں سبب...... انگریز کا خود کاشتہ پودا

نبوت کا دعویٰ:

''اے ایمان والو! یہود اور انصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے

Marfat.com

تو وہ انہی میں سے ہے"۔

(سورۃ المائدہ،۵۱)

اللہ تعالیٰ تو فرمائے کہ جو یہود اور انصاریٰ سے دوستی رکھے وہ انہیں میں سے۔اور مرزا قادیانی مسلمانوں کا نبی بنتا ہے نصاریٰ کا یارِ غار ہے:

"صرف یہ التماس ہے کہ سرکارِ دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربے سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔"اس خود کاشتہ پودا" کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کا اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا، اور نہ اب فرق ہے۔لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار، دولت مدار کی پوری عنایت اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں۔تا کہ ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے"۔

درخواست بحضور نواب لیفٹینٹ گورنر بہادر دام اقبالہ۔

منجانب: خاکسار مرزا غلام احمد قادیان، مورخہ ۲۲ فروری ۱۸۹۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳،ص:۲۱)

حاصل:

حاصل یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت خداداد نہیں تھی، بلکہ انگریزوں نے اسے نبی بنایا تھا۔اس لئے انگریزوں کی حمایت کے لئے مرزا قادیانی نے پچاس الماریاں کتابوں کی لکھ کر تمام ممالکِ اسلامیہ میں وہ کتابیں شائع کیں۔

Marfat.com

(۱۱) گیارہواں سبب......عیسائی حکومت کے خلاف جہاد
کرنے والے حرامی ہیں

برادرانِ اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جو عیسائیت کی تصویر اور اس کے خدوخال تھے وہ اسلام کے مخالف تھے۔ اسی لئے اس وقت کے عیسائی اسلام سے ٹکرائے۔ اسلئے رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی:

"هلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعده، و اذا هلك قيصر فلا قيصر بعده.

(بخاری ج ۲،ص:۹۸۱، باب کیف کان یمین النبی ﷺ)

"کسریٰ ہلاک ہو جائے گا اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ قیصر ہلاک ہوگا اور اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا"۔

اس فرمان کے بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قیصر کی حکومت کو تباہ کیا۔ اس کے بعد صلیبی جنگوں میں عیسائی طاقتیں مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی رہیں۔ گویا کہ ابتداء اسلام سے آج تک عیسائیوں سے جہاد ہوتا رہا۔ انگریزوں نے ہی خلافت اسلامی کو پارہ پارہ کیا۔ انگریزوں نے ہی فلسطین میں یہودیوں کو آباد کیا۔ اب مرزا قادیانی کہتا ہے کہ انگریزوں سے جہاد کرنے والے حرامی ہیں:

"بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یہ یاد رہے کہ سوال ان کا نہایت ہی حماقت کا ہے کیونکہ جن کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض ہے اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے"۔

(اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق،
ملحقہ شہادت القرآن، ص:۸۴، خزائن ج ۶، ص:۳۸۰)

Marfat.com

(۱۲) بارہواں سبب......ممانعت جہاد اور اطاعت انگریزی کتابوں کی

پچاس الماریاں:

''میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے، اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر اور شام، کابل اور روم تک پہنچایا۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ بن جائیں''۔

(تریاق القلوب ص:۱۵، خزائن ج ۱۵، ص:۱۵۵)

(۱۳) تیرھواں سبب......مرزا کا دین انگریز کی وفاداری

''دوستو! میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھوں سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے''۔

(اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق

ملحقہ شہادت القرآن، ص:۸۴، خزائن ج ۶، ص:۳۸۰)

وہ حکومت برطانیہ جو خدا کی دشمن (بحیثیت تثلیث پرست[1] ہونے کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمن (کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں مانتی) قرآن کی دشمن (کہ اللہ تعالیٰ کی

1۔ تین خداؤں کو ماننا (مرتب)

Marfat.com

طرف سے نازل شدہ نہیں مانتی) اسلام کی دشمن (کہ اس کے مٹانے کے درپے رہے) مسلمان کی دشمن (کہ ہمیشہ مسلمانوں کے درپے آزار رہی) ایسی بے ایمان و دشمن اسلام حکومت کی وفاداری مرزا قادیانی کا جزو ایمان ہے کیا کوئی سچا مسلمان مرزا قادیانی کے اس عقیدہ میں ہم خیال ہو سکتا ہے؟ ہاں وہ لوگ مرزا قادیانی کے ہمنوا ہو سکتے ہیں جو اپنے گناہوں کے سبب سے اپنی عقل سلیم کھو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی سمجھ بوجھ سلب کرلی ہو۔ **اللھم لا تجعلنا منھم**.

(۱۴) چودھواں سبب...... نبوت کا دعویٰ

''سچا خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا''۔

(دافع البلاء ص:۱۱، خزائن ج ۱۸، ص:۲۳۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''کہ میرے بعد تیس دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا''۔

لہٰذا مسلمان ہر جھوٹے مدعی نبوت کو اس حدیث کی بناء پر دجال کہتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی مسلمانوں کے عقیدہ میں انھیں دجالوں میں سے ایک ہے۔

(۱۵) پندرھواں سبب...... حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

''اس خدا کی تعریف جس نے مسیح بن مریم علیہم السلام بنایا''۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص:۷۲، خزائن ج ۲۲ ص:۷۵،

اربعین نمبر ۳، ص:۳۲، خزائن ج ۱۷ ص:۴۲۱)

یہ دعویٰ تو تقریباً تمام کتابوں میں موجود ہے مسلمان تو اس عیسیٰ ابن مریم کی آمد کے قائل ہیں جو رسول اللہ سے تقریباً پونے پانچ سو سال پہلے پیدا ہوئے تھے اور جو دمشق میں آسمان سے نازل ہوں گے جو رسول اللہ ﷺ کے دین کی اشاعت فرمائیں گے۔ نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اپنا دین بنائیں گے۔

Marfat.com

(۱۶) سولھواں سبب...... حضرت ابراہیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

آیت: واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی. اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اوران سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا''۔

(اربعین نمبر۳،ص:۳۲ خزائن ج۱۷،ص:۴۲۱)

اس دعویٰ میں قرآن کی آیت کی تحریف ہے اللہ تعالیٰ ایسی بے ایمانیوں سے بچائے کیا رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک مسلمان گمراہ ہی رہے کہ انہوں نے اس آیت کا مصداق رسول اللہ ﷺ کو غلط سے بنائے رکھا تھا؟ (معاذ اللہ)

برادران اسلام! آئندہ درج شدہ حوالہ جات سے یہ صاف ظاہر ہو جائے گا کہ قادیانی نبی اپنے ہی فیصلہ کے مطابق کافر ہے، خارج از اسلام ہے، ملعون ہے، پاگل ہے منافق ہے، مخبوط الحواس ہے اور جھوٹا ہے۔

مرزا قادیانی کی متضاد باتیں

(۱) ''قادیان طاعون سے اس لئے محفوظ رکھا گیا ہے کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا''۔

(دافع البلاء ص:۵،خزائن ج۱۸،ص:۲۲۶)

(۲) ''اگرچہ طاعون تمام بلاد پر اپنا پرہیبت اثر ڈالے گی مگر قادیان یقیناً اس کی دستبرد سے محفوظ رہے گا''۔

(اخبار الحکم،۱۰ا اپریل ۱۹۰۲ء)

متضاد:

''طاعون کے دنوں میں جب قادیان میں طاعون زور پر تھا۔ میرا لڑکا

Marfat.com

شریف احمد بیمار ہوا"۔
(حقیقۃ الوحی حاشیہ ۸۴، خزائن ج ۲۲، ص: ۸۷)

(۳) "چونکہ یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں اس لئے اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو اپنے علاقہ سے نکل کر قادیان یا دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اور دوسروں کو بھی روکیں اور اپنے مقامات سے ہرگز نہ ہلیں"۔
(اشتہار لنگر خانہ کا انتظام مجموعہ اشتہارات ج ۳، ص: ۴۶۷ حاشیہ)

متضاد:

"مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ سے لڑنے والے ٹھہرائے جائیں گے"۔
(ریویو ج ۹، ص: ۳۶۵، ستمبر ۱۹۰۷ء
مریدوں کے لئے عام ہدایت)

(۴) "برادرانِ اسلام! میں اس رسالہ میں مرزا صاحب کی کتابوں کے حوالے سے ثابت کر چکا ہوں کہ مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے والے مسلمان حرام زادے ہیں۔ مرزا قادیانی کے مخالف سور اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ مرزا قادیانی کو نہ ماننے والے شیطان ہیں"۔

متضاد:

"کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے"۔
(ازالہ اوہام ص ۲۶، حاشیہ خزائن ج ۳، ص: ۱۱۵)

"جہاں تک مجھے معلوم ہوتا ہے، میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے"۔

(ازالہ اوہام ص: ۱۳، خزائن ج ۳، ص: ۱۰۹)

Marfat.com

''گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں''۔

(ضمیمہ اربعین نمبر ۴،۳ ص:۵، خزائن ج ۱۷ ص:۴۷۱)

(۵) ''ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ نبی قرار دیں''

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۹، حاشیہ خزائن ج ۱۱، ص:۲۹۳)

متضاد:

''مسیح علیہ السلام ایک کامل اور عظیم الشان نبی تھا''۔

(البشریٰ جلد نمبر ۱، صفحہ ۲۴)

''حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بے نفس بندے تھے''۔

(مقدمہ براہین احمدیہ ص:۱۰۴، حاشیہ خزائن ج ۱ ص:۹۴)

(۶) مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کے معجزے کے متعلق کہتا ہے:

''ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن مجید سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا''۔

(ازالہ اوہام ص:۳۰۷، حاشیہ خزائن ج ۳، ص:۲۵۶)

متضاد:

''حضرت مسیح علیہ السلام کی چڑیاں باوجود یہ کہ معجزہ کے طور پر پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے''۔

(آئینہ کمالات اسلام ص:۶۸، خزائن ج ۵، ص ایضاً)

(۷) ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے (یسوع) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا''۔

(ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ خزائن ج ۱۱، ص ۲۹۰)

متضاد:

''اور سچ صرف اس قدر ہے کہ یسوع مسیح نے بھی بعض معجزات دکھلائے جیسا کہ نبی دکھلاتے تھے''۔

(ریویو آف......ج ۱ نمبر ۹، ص:۳۴۲، ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء)

Marfat.com

(۸) ''حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقت نبوت کی یہ ہے کہ وہ براہِ راست بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کو حاصل ہے''۔

(اخبار بدر ج انمبر۸ص:۶۸، ۸رمضان ۱۳۲۰ھ)

متضاد:

''حضرت مسیح کی جو بزرگی ملی۔ وہ بوجہ تابعداری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملی''۔

(مکتوب احمدیہ، ج ۱۳،ص:۱۲)

(۹) ''خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا''۔

(البشریٰ ج ۲،ص:۶۸)

متضاد:

''حضرت مسیح بن مریم علیہم السلام اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں''۔

(ازالہ اوہام ص:۳۰۳، حاشیہ خزائن ج ۳،ص:۲۵۵)

(۱۰) ''یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑ ہا انسانوں کو یسوع کی ولادت کے بارے میں زبان بند کر دی، اور ان کو تعلیم دی کہ تم یہی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا''۔

(ریویو آف......ج انمبر۴،ص:۱۵۹، ماہِ اپریل ۱۹۰۲ء)

متضاد:

''خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا''۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۹، حاشیہ خزائن ج ۱۱،ص ۲۹۳)

نوٹ:

مرزا قادیانی کے نزدیک یسوع مسیح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کے نام ہیں۔ چنانچہ مرزا کی عبارت ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

''مسیح ابن مریم علیہم السلام جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں''۔

(توضیح المرام ص:۳، خزائن ج ۳، ص:۵۲)

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق متضاد باتیں

(۱) ''میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا''۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص:۱۱۸، خزائن ج ۱۷، ص:۲۹۵)

متضاد:

''اس عاجز نے جو مثل مسیح کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود کا خیال کر بیٹھے ہیں''۔

(ازالہ اوہام ص:۱۹۵، خزائن ج ۳، ص:۱۹۲)

(۲) ''وہ ابن مریم علیہ السلام جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا''۔

(ازالہ اوہام ص:۲۹۱، خزائن ج ۳، ص:۲۴۹)

متضاد:

''جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتا لگتا ہے اس کا انھیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا''۔

(حقیقۃ الوحی ص:۲۶، خزائن ج ۲۲ ص:۳۱)

(۳) ''یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہم السلام اس امت کے شمار میں آگئے ہیں''۔

(ازالہ اوہام ص:۲۶۳، خزائن ج ۳، ص:۴۳۶)

متضاد:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی قرار دینا کفر ہے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص:۱۹۲ خزائن ج ۲۱ ص:۳۶۵)

Marfat.com

(۴) ''ہاں بعض احادیث میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں پاؤ گے کہ اس کا نزول آسمان سے ہوگا''۔

(حمامۃ البشریٰ ص:۲۱،خزائن ج ۷،ص:۲۰۲)

متضاد:

''مسیح آسمان پر جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی''۔

(تشحیذ الاذیان ج ۱ نمبر ۲ ص:۵، ماہِ جون ۱۹۰۶ء ملفوظات ج ۲۱ ص ۴۰۶)

(۵) ''بائبل اور ہماری حدیثوں اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں علیہم السلام کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس علیہ السلام بھی ہے، دوسرے مسیح ابن مریم علیہم السلام جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یسوع بھی کہتے ہیں''۔

(توضیح المرام ص:۳،خزائن ج ۳،ص:۵۲)

متضاد:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا، یہ سب ان پر تہمتیں ہیں''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص:۲۳۰ خزائن ج ۲۱ ص:۴۰۶)

(۶) ''آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے کچھ نہ تھا''۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۷، حاشیہ خزائن ج ۱۱،ص ۲۹۱)

متضاد:

''ہم تو قرآن شریف کے فرمودہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا نبی مانتے ہیں''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص:۱۰۱،خزائن ج ۲۱ ص:۲۶۳)

Marfat.com

(۷) ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انجیل کو ناقص کی ناقص چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے''۔

(براہین احمدیہ ص:۳۶۱ خزائن ج ۱ ص:۴۳۱)

متضاد:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ ایک تہمت ہے کہ گویا وہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے''۔

(نصرۃ الحق براہین احمدیہ ص:۴۵ خزائن ج ۲۱ ص:۵۸)

(۸) ''میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا''۔

(تریاق القلوب ص:۱۳۰ خزائن ج ۱۵ ص:۴۳۲)

متضاد:

''دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا''۔

(حقیقۃ الوحی ص:۱۷۹۔ خزائن ج ۲۲ ص:۱۸۵)

مسیح کے چال چلن کے متعلق مرزا لکھتا ہے:

''ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا''۔

(مکتوبات احمدیہ، ج ۳، ص:۲۳، ۲۴)

متضاد:

''انہوں نے (مسیح نے) اپنی نسبت کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں''۔

(لیکچر سیالکوٹ ص:۴۳، خزائن ج ۲۰، ص:۲۳۶)

مرزا قادیانی کا اپنے متعلق فیصلہ کہ خارج از اسلام اور کافر ہے

''وما کان لی ان ادعی النبوۃ و اخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین''

Marfat.com

''اور مجھے کہاں یہ حق پہنچتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعا کروں''۔

(حمامۃ البشریٰ ص:۷۹، خزائن ج۷، ص:۲۹۷)

متضاد:

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں''۔

(اخبار بدر، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ج۱۰، ص:۱۲۷)

''نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں''۔

(حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱۔ خزائن ج۲۲ ص:۴۰۶)

(۲) ''اور خدا کی پناہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ اور سردار دو جہان محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین بنا دیا۔ میں نبوت کا مدعی بنتا''۔

(حمامۃ البشریٰ ص:۸۳، خزائن ج۷، ص:۲۹۷)

متضاد:

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔

(دافع البلاء ص:۱۱، خزائن ج۸، ص:۲۳۱)

مرزا قادیانی کا اپنے ملعون ہونے کا فیصلہ

(۱) ''ان پر واضح ہو کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کے قائل ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں''۔

(تبلیغ رسالت ج۶ ص:۲،۳۔ مجموعہ اشتہارات ج۲ ص:۲۹۷)

متضاد: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں''۔

(اخبار بدر، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ج۱۰، ص:۱۲۷)

Marfat.com

''نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں''۔

(حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱۔خزائن ج ۲۲ص:۴۰۶)

مرزا قادیانی کا اپنے متعلق فیصلہ کہ منافق اور پاگل ہے

''اور ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیوں کہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق''۔

(ست بچن ص:۳۱،خزائن ج ۱۰،ص:۱۴۳)

مرزا قادیانی کا اپنے متعلق فیصلہ کہ مخبوط الحواس ہے

''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے''۔

(حقیقۃ الوحی ص:۱۸۴۔خزائن ج ۲۲ص:۱۹۱)

مرزا قادیانی کا اپنے متعلق فیصلہ کہ دانش مند نہیں اور حواس درست نہیں

''کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا''۔

(ازالہ اوہام ص:۲۳۹،خزائن ج ۳،ص:۲۲۰)

مرزا قادیانی کا اپنے متعلق فیصلہ کہ جھوٹا ہے

''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ص:۱۱۱،خزائن ج۲۱ص:۲۷۵)

برادرانِ اسلام! بندہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی صحیح پوزیشن آپ کے سامنے واضح کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدنی اسلام پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور جو لوگ مرزائی ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں تائب ہو کر پھر اسلام کا متبع بنائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

Marfat.com

میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی؟

مناظر اِسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

وفات: ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۳ھ بمطابق ۱۱ جولائی ۱۹۷۲ء

Marfat.com

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت چھوڑنے کے اسباب بیان کرنے کی غرض سے ایک کتاب ''ترک مرزائیت'' مرتب فرمائی تھی۔ اس کو قدرت نے اس قدر قبولیت سے نوازا کہ شیخ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری تصنیف ''خاتم النّبیین'' میں اس کے حوالہ جات درج فرمائے۔ فللحمد للہ، مولانا لال حسین اختر کے زمانہ حیات میں ''ترک مرزائیت'' کے چار ایڈیشن شائع ہو گئے۔ آپ نے کتاب میں قادیانیوں کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اس کا جواب شائع کر کے انعام حاصل کریں۔ قادیانیوں کو جواب دینے کی جرات نہ ہو سکی۔ اس کے پانچویں ایڈیشن کے لئے حضرت لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ تحریر فرمایا تھا لیکن پانچواں ایڈیشن آپ کی زندگی میں شائع نہ ہو سکا۔ حضرت مرحوم کے تمام رسائل کا مجموعہ ''احتساب قادیانیت'' کے نام سے شائع کیا تو پانچویں ایڈیشن کا یہ مقدمہ ہمارے علم میں نہ تھا۔ بعد میں حضرت مرحوم کے غیر مطبوعہ مسودہ جات کو ترتیب دی تو یہ مسودہ مل گیا۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت مرحوم نے قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق کچھ خواب دیکھے تھے۔ جو آپ کے قلم سے کسی کتاب یا رسالہ میں موجود نہیں، روایت بالمعنی کے طور پر آپ کے شاگرد مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر مدظلہ، کی روایت سے ''تذکرہ مجاہدین ختم نبوت'' میں شائع کئے گئے۔ اس مسودہ میں وہ خواب حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے لکھے ہوئے مل گئے ہیں۔ یہ مسودہ آج تک کہیں شائع نہیں ہوا۔ ہم آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس تناظر میں آپ اس کا مطالعہ فرمائیں۔ ترک مرزائیت کے اسباب۔ خواب اور حضرت کی سوانح اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی اس میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے فیض کو قیامت تک جاری رکھیں آمین!

Marfat.com



الحمد للّٰہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

اما بعد اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

ھل انبئکم علی من تنزل الشیطین. تنزل علی کل افاک اثیم

(پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء ۲۲۰)

کیا میں تم کو بتلاؤں کس پر شیاطین اترا کرتے ہیں۔ ایسے شخصوں پر اترا کرتے ہیں جو جھوٹ بولنے والے بدکردار ہوں۔

گر آن چیزے کہ مے بینم مریداں نیز دید ندے
زمرزا توبہ کردندے بچشم زار و خوں بارے

خدائے واحد وقدوس کے فضل وکرم سے ''ترک مرزائیت'' کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی جو میرے وہم وگمان میں نہ تھی۔ عامتہ المسلمین نے عموماً اور حضرات علمائے کرام نے خصوصاً اسے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ حتیٰ کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے اپنی مشہور ومعروف اور لاجواب کتاب ''خاتم النبیین'' میں متعدد مقامات پر ''ترک مرزائیت'' سے حوالہ جات درج فرمائے ہیں۔ **ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء**۔

طبع اول، دوم، سوم اور چہارم میں اعلان کیا گیا تھا کہ اگر کوئی لاہوری مرزائی ''ترک مرزائیت'' کا جواب لکھے گا تو اسے بعد فیصلہ منصف ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ چالیس سال کا طویل عرصہ گزر گیا کسی مرزائی کو ہمت نہیں ہوئی کہ ''ترک مرزائیت'' کا جواب لکھتا، مجھ سے جواب الجواب، منصف کے تقرر اور انعام کا مطالبہ کرتا۔ مرزائی مناظرین ومبلغین کی ہمتیں پست ہوگئیں ان کے قلم ٹوٹ گئے اور ان کے مناظرانہ دلائل غتر بود ہوگئے۔ میرا چالیس سالہ تجربہ شاہد ہے کہ میری زندگی میں مرزائیوں کو جرات نہیں ہوگی کہ ''ترک مرزائیت'' کے جواب میں قلم اٹھا سکیں (ایسے ہی ہوا)

میدان کارزار میں اترے تو مرد ہے　　　اپنی جگہ تو سب کو ہے دعویٰ مردمی

انشاءاللہ تعالیٰ

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　　یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب مزید اضافہ کے ساتھ پانچواں ایڈیشن شائع کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مزید شرف قبولیت عطا فرما کر گم کردہ راہ اشخاص کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور میرے لئے زاد آخرت۔ آمین!

(لال حسین اختر)

Marfat.com

ترے نام سے ابتداء کر رہا ہوں
میری انتہائے نگارش یہی ہے

بے شمار حمد وثناء خالق حقیقی کے لئے جس نے تمام جہانوں کو نیست[1] سے ہست کیا لاکھ لاکھ ستائش[2] ذات باری تعالیٰ کے لئے جس نے جنس خاکی کو اشرف المخلوقات بنایا اسے احسن تقویم اور خلافت ارضی کے شرف سے نوازا گیا۔ ہزار بار درود وسلام اس مقدس وجود کے لئے جسے اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور ان کی ذات گرامی پر نبوت ورسالت ختم کر دی گئی۔ ان کی متبرک بعثت نے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کفر وشرک کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو توحید کی رم جھم سے ٹھنڈا کیا اور ساری دنیا میں نور کا عالم پیدا کر دیا۔

تیرے نقش قدم کے نور سے دنیا ہوئی روشن
تیرے مہر کرم نے بخشی ہر ذرے کو تابانی

ان کی پاک ومقدس نظر نے جہالت ووحشت اور فسق وفجور کی ان تمام آرائشوں کو جو عوارض[3] کی صورت اختیار کئے ہوئے اشرف المخلوقات کو چمٹی ہوئی تھیں۔ نہ صرف دور کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے ان کا قلع قمع کر دیا۔ یہ ہادی کامل، یہ رہبر حقیقی، یہ ناصح اکبر، یہ شافع محشر وہ ہستی ہے جن پر ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ کا قول اطلاق پذیر ہوتا ہے۔ ان کا اسم گرامی حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہے۔ شتربانوں اور گڈریوں کو جہانبانی کی راہ ورسم سکھانے والے گمراہان عالم کو راہ راست دکھانے والے گنہگار انسانوں کو پاک کر کے خدائے واحد وقدوس کی بارگاہ معلیٰ تک پہنچانے والے قانون الٰہی اور نبوت ورسالت کو ختم کرنے والے حضور اقدس ﷺ ہی ہیں۔

1۔ نہ ہونے سے ہونے والا کیا یعنی عدم سے وجود بخشا 2۔ تعریف 3۔ بیماریاں (مرتب)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے ارشادات عالیہ کے طفیل ایک راہ راست سے بھٹکا ہوا عاصی بندہ ایک گنہگار انسان جو آٹھ سال تک تاریکی کے گڑھے اور کفر و ضلالت کے اندھیرے غار میں حیران و سرگردان رہا اسلام کے پرنور عالم اور روشنی کی دُنیا میں داخل ہوتا ہے۔

﴿قل اننی ھدٰنی ربی الی صراط مستقیم دیناً قیماً ملة ابراھیم حنیفاً وما کان من المشرکین﴾

ترجمہ: ''کہو کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے وہ دین ہے مستحکم جو طریقہ ابراہیم علیہ السلام کا جس میں ذرہ بھر کجی نہیں اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے''۔

(پارہ ۸، انعام ۶ نمبر ۱۶۲)

تبلیغی زندگی کا آغاز:

میری تبلیغی زندگی کا آغاز تحریک خلافت کا مرہون منت ہے۔ ۱۹۱۴ء میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کی جرمنی سے پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی۔ اس جنگ میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا اور برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ عراق۔ عرب۔ فلسطین۔ شام اور مصر سلطنت ترکی کے زیر نگیں تھے۔ ان تمام ممالک میں اتحادیوں اور ترکوں میں خوفناک جنگ شروع ہوئی۔ اس جنگ کے ابتداء ہی میں برطانوی حکومت نے اپنی اور اپنے اتحادیوں کی طرف سے اعلان کیا تھا اور مسلمانانِ عالم کو یقین دلایا تھا کہ جنگ میں ہمیں فتح ہوئی تو ہم مسلمانوں کے مقامات مقدسہ پر قبضہ نہیں کریں گے۔ جنگ کے ابتداء میں جرمنوں اور ترکوں کا پلہ بھاری تھا۔ ہر محاذ پر انہیں عظیم فتوحات حاصل ہو رہی تھیں۔

برطانیہ اور اس کے ساتھیوں کو شکست فاش کا سامنا ہو رہا تھا۔ اپنی بگڑتی ہوئی حالت کے پیش نظر برطانیہ اور اس کے حلیفوں نے روس اور امریکہ سے مدد مانگی۔ ان دونوں ملکوں کی حکومتوں نے برطانوی عرضداشت کو منظور کر کے جرمنی اور ترکی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۱۸ء میں جرمنی اور ترکی کو شکست ہوگئی۔

Marfat.com

انگریزوں نے عراق و فلسطین کے مقامات مقدسہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ترکی حکومت کی طرف سے عرب کے گورنر شریف حسین نے ترکی سلطنت سے غداری کر کے اپنی خود مختار بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ یہاں تک کہ بیت اللہ شریف میں سینکڑوں ترکوں کو شہید کر دیا گیا۔

ملت اسلامیہ کی خلافت کا اعزاز سلطنت ترکی کو حاصل تھا۔ خلیفۃ المسلمین مسلمانوں کی عظمت و وقار کے علمبردار تھے۔ سلطنت ترکی کی شکست اور مقامات مقدسہ پر انگریزوں کے قبضہ سے مسلمانانِ عالم میں کہرام برپا ہو گیا۔

تحریک خلافت:

ہندوستان میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد علی جوہر، حضرت حکیم محمد اجمل خان، حضرت مولانا ظفر علی خان، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شوکت علی، مولانا مظہر علی اظہر، مولانا حسرت موہانی کی قیادت میں خلافت اسلامیہ کی بقاء کے لئے تحریک خلافت شروع ہوئی۔

مارچ ۱۹۲۰ء میں حضرت مولانا محمد علی جوہر، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی اور سید حسن امام صاحب بیرسٹر پر مشتمل ایک وفد لندن گیا اور وزیر اعظم برطانیہ مسٹر لائیڈ جارج سے ملا۔ مقامات مقدسہ کے بارے میں برطانوی حکومت کا وعدہ یاد دلایا اور خلافت کے متعلق مسلمانان ہندوستان کے دینی احساسات سے آگاہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اپنے وعدہ کا ایفاء کیجئے اور مقامات مقدسہ سے برطانوی قبضہ اٹھا لیجئے برطانوی وزیر اعظم نے وفد کے مطالبے کو مسترد کر دیا وفد ناکام واپس آ گیا مقامات مقدسہ کے سقوط اور انگریزوں کی وعدہ خلافی کے باعث مسلمانان ہندوستان بے حد پریشان و مضطرب تھے۔ آل انڈیا خلافت کمیٹی نے عدم تشدد اور انگریزوں سے ترک موالات کی مقدس تحریک شروع کی۔ تحریک کا مقصد ترکی سلطنت اور خلافت کے وقار کا بحال کرنا اور مقامات مقدسہ اور ممالک اسلامیہ کا انگریزوں سے واگذار کرانا تھا۔ پروگرام یہ تجویز ہوا تھا۔

Marfat.com

۱۔ انگریزی فوج اور پولیس کی نوکری چھوڑ دی جائے۔

۲۔ انگریزی حکومت کے لئے ہوئے خطابات واپس کئے جائیں۔

۳۔ انگریزی درسگاہوں سے طلباء اٹھالئے جائیں۔

۴۔ ولائیتی مال کا بائیکاٹ کیا جائے۔

۵۔ ہاتھ کا بنا ہوا کھدر پہنا جائے۔

۶۔ انگریزی حکومت سے عدم تعاون کیا جائے اس کے خلاف نفرت پیدا کی جائے اور ہندوستان کی جیلیں بھر دی جائیں۔

تحریک خلافت میں شمولیت:

میں اورینٹل کالج لاہور میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تحریک خلافت شروع ہوئی علماء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے شریعت مطہرہ کے احکامات کے تحت حکومت کی درسگاہوں کے بائیکاٹ کے فتویٰ کی تعمیل کرتے ہوئے کالج چھوڑ دیا۔ اپنے وطن مالوف دھرم کوٹ رندھاوا اور بارہ منگا ضلع گورداسپور چلا گیا۔ لیکن ایک خواہش تھی جو دل میں چٹکیاں لے رہی تھی۔ ایک آرزو تھی جو نچلا نہ بیٹھنے دیتی تھی۔ ایک ارمان تھا کہ جس نے معمورۂ دل کو زیروزبر کر رکھا تھا حسرت تھی تو یہی، تمنا تھی، تو یہی کہ جس طرح ہوا اپنے دین ہاں پیارے اسلام کی خدمت کروں۔

ہمیشہ کے لئے رہنا نہیں اس دار فانی میں
کچھ اچھے کام کرلو چار دن کی زندگانی میں

عقل نے لاکھ سمجھایا دوستوں اور رشتہ داروں نے قید و بند کا خوف دلایا تو میرے جذبہ ایمان نے کہا:

یہ تو نے کیا کہا ناصح نہ جانا کوئے جاناں میں
مجھے تو راہروں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا

میں نے کسی کی ایک نہ مانی اور مشہور و معروف شعر

دل اب تو عشق کے دریا میں ڈالا
توکلت علی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کا ورد کرتے ہوئے خلافت کمیٹی میں شمولیت کی۔ آٹھ نو ماہ ضلع گورداسپور میں خلافت کمیٹی بٹالہ کے زیر ہدایت آنریری تبلیغ و تنظیم کا فریضہ ادا کرتا رہا۔ مولانا مظہر علی اظہر ایڈووکیٹ کی معیت میں مختلف مقامات کا دورہ کیا اور پورے زور سے خلافت کے اغراض و مقاصد کی تبلیغ کی۔ میری سرگرمی اور جمہور کی بیداری نے حکام کی طبع انتقام گیر کو مشتعل کر دیا۔ آخر کار مجھ پر گورداسپور ننگل کنجروڑ اور ڈیرہ بابا نانک کی تین تقریروں کی بناء پر حکومت کے خلاف منافرت اور بغاوت پھیلانے کا الزام عائد کر کے گورداسپور میں مقدمہ قائم کر دیا گیا۔ پولیس نے مجھے عید کے دن گرفتار کیا اور فسٹ کلاس فرنگی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کر دیا، مجسٹریٹ نے مجھے کہا کہ آپ پر بغاوت کا مقدمہ ہے جس کی سزا چودہ سال قید سخت ہوسکتی ہے میں نے کہا:

یہ سب سوچ کر دل لگایا ہے ناصح
نئی بات کیا آپ فرما رہے ہیں

مجسٹریٹ نے کہا اگر آپ اپنی تقریروں کے متعلق تحریری معذرت کر دیں تو مقدمہ واپس لے کر آپ کو رہا کر دیا جاتا ہے میں نے جواب دیا۔

جلا دو پھینک دو سولی چڑھا دو خوب سن رکھو
صداقت چھٹ نہیں سکتی ہے جب تک جان باقی ہے

مجسٹریٹ نے پولیس کے چند ٹاؤٹ گواہوں کی سرسری شہادت کے بعد مجھے ایک سال قید سخت کا حکم سنایا۔ ایک سال کی طویل مدت گورداسپور جیل میں گزاری۔ رہائی سے کچھ عرصہ پہلے جیل میں ہی مجھے اخبارات سے معلوم ہوا کہ مشہور آریہ سماجی لیڈر سوامی شردھانند اور آریہ سماج نے صوبہ یو۔ پی میں ملکانوں اور علم دین سے بے بہرہ مسلمانوں کی مرتد کرنے کی تحریک زور شور سے جاری کی ہے۔ اس تحریک سے مسلمانانِ ہندوستان میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ ارتداد روکنے کے لئے جمیعۃ العلماء ہند۔ خلافت کمیٹی۔ مدرسہ عالیہ دیوبندی۔ حنفی، اہل حدیث اور شیعہ جملہ مکاتب فکر کے مسلمان علماء و زعماء آریہ سماج کے مقابلہ میں میدان تبلیغ میں نکل آئے۔

مرزائیت میں داخلہ:

جیل سے رہا ہوتے ہی گردوپیش کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد میں نے فیصلہ کرلیا

Marfat.com

کہ مجھے آریہ سماج اور شدھی وارتداد کے مقابلہ پر حفاظت واشاعت اسلام کا کام کرنا چاہیے، آریوں نے پنجاب کو مناظروں کا اکھاڑا بنا رکھا تھا میں نے آریہ سماج کے متعلق لٹریچر مہیا کیا، اس کا مطالعہ کرنے کے بعد ضلع گورداسپور کے مختلف مقامات پر صداقت اسلام اور آریہ سماج کی تردید پر متعدد تقریریں کیں، فروری ۱۹۲۴ء میں تحصیل شکر گڑھ کے ایک جلسہ میں لاہوری مرزائیوں کے چند مبلغین سے میری ملاقات ہوئی۔ آریہ سماج کی تردید کے بارے میں انہوں نے مجھے کہا کہ اگر آپ احمدیہ انجمن لاہور میں تشریف لائیں تو ہم آپ کو اسلام پر آریہ سماج کے تمام اعتراضات کے جوابات سکھا دیں گے انہوں نے اپنی جماعت کے تبلیغی کارناموں کو نہایت ہی مبالغہ سے بیان کیا اور مرزا قادیانی آنجہانی کی خدمات اسلامی کے بڑھ چڑھ کر افسانے سنائے، میں نے کہا کہ ہمارا اور آپ کے مذہب کا بنیادی اختلاف ہے ہم حضور سرور کائنات ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور حضور ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کے مدعی ہیں انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت نہ تھے۔ قادیانیوں نے مرزا قادیانی کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کر کے ان پر افتراء کیا ہے اور بہتان طرازی سے کام لیا ہے۔ اپنے اس بیان کو درست ثابت کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی ابتدائی کتابوں سے چند حوالہ جات پڑھ کر سنائے، جن میں اس نے حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد مدعی نبوت کا کافر دجال اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ میں مدعی نبوت نہیں، بلکہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں میرا مجددیت اور محدثیت کا دعویٰ ہے۔ ہمارے وہی عقائد ہیں جو اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں، میرا مرزائی مذہب کے متعلق معمولی مطالعہ تھا اس لئے میں نے تبلیغ اسلام کے نام پر ان کے دام تزویر میں پھنس گیا اور مسٹر محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہوریہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کی مجددیت ومہدویت کا پھندا اپنے گلے میں ڈال لیا ان کے تبلیغی کالج میں داخل ہوا۔ تین سال میں ایک اور مرزائی طالب علم اور میری تعلیم پر پچاس ہزار روپے سے زائد رقم خرچ ہوئی۔

قرآن مجید کی تفسیر، حدیث، بائبل، عیسائیت، ہندی، سنسکرت، ویدوں آریہ سماج اور علم مناظرہ کی تعلیم حاصل کی۔

مدت معینہ میں نصاب تعلیم ختم ہونے کے بعد مجھے مستقل مبلغ مقرر کر دیا گیا۔ میں نہ صرف مبلغ ومناظر اور محصل ہی کے فرائض ادا کرتا رہا بلکہ سیکرٹری احمدیہ ایسوسی ایشن، ایڈیٹر اخبار

Marfat.com

پیغام صلح کے ذمہ دارانہ عہدوں پر بھی فائز رہا اور پوری جانفشانی و سرگرمی کے ساتھ مرزائی عقائد کی تبلیغ واشاعت اور آریوں اور دہریوں، عیسائیوں سے کامیاب مناظرے کرتا رہا۔

ترک مرزائیت:

۱۹۳۱ء کے وسط میں میں نے یکے بعد دیگرے متعدد خواب دیکھے جن میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نہایت گھناؤنی شکل دکھائی دی اور اسے بری حالت میں دیکھا۔ میں یہ خواب مرزائیوں سے بیان نہ کر سکتا تھا کیونکہ اگر انہیں خواب سنائے جاتے تو وہ مجھے کہتے کہ یہ شیطانی خواب ہیں نہ ہی کسی مسلمان کو یہ خواب بتا سکتا تھا کیونکہ اگر انہیں یہ خواب سنائے جاتے تو وہ کہتے کہ مرزا قادیانی اپنے تمام دعوی میں جھوٹا ہے مرزائیت سے توبہ کر لیجئے میری حالت یہ تھی۔

دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را
بلائے فرقت لیلیٰ و صحبت لیلیٰ

اگرچہ پہلے بھی مرزا قادیانی کے بعض الہامات اور اس کی چند پیشگوئیاں میرے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھیں۔ لیکن حسن عقیدت اور غلو محبت کی طاقتیں ان خیالات کو فوراً دبا دیتی تھیں اور دل کو تسلی دے دیتی تھیں کہ مرزا نبی تو نہیں کہ جس کے تمام ارشادات صحیح ہوں، ان خوابوں کی کثرت سے متاثر ہو کر میں نے غور و فکر کیا گو کہ ہمارے خوابوں پر دین کا مدار نہیں اور نہ ہی یہ حجت شرعی ہیں۔ لیکن ان سے صداقت کی طرف رہنمائی تو ہو سکتی ہے آخر میں نے فیصلہ کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی محبت اور عداوت دونوں کو بلائے طاق رکھ کر اور ان سے صرف نظر کرتے ہوئے مرزائیت کے صدق و کذب کو تحقیقات کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے، خدائے واحد وقدوس کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے۔ یہ اعلان کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں نے مرزا غلام احمد کی محبت اور عداوت کو چھوڑ کر اور خالی الذہن ہو کر مرزا کی اپنی مشہور تصنیفات اور قادیانی و لاہوری ہر دو فریق کی چیدہ چیدہ کتابوں کو جو مرزا کے دعاوی کی تائید میں لکھی گئی تھیں چھ ماہ کے عرصہ میں نظر غائر سے بطور محقق کے پڑھا اور علماء اسلام کی تردید مرزائیت کے سلسلہ میں چند کتابیں مطالعہ کیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جتنا زیادہ میں نے مطالعہ کیا اتنا ہی مرزائیت کا کذب مجھ پر واضح ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ مجھے یقین کامل ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ الہام۔ مجددیت۔

Marfat.com

مسیحیت۔ نبوت وغیرہ میں مفتری[1] تھا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضور رسالت مآب ﷺ آخری نبی ہیں حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں واپس تشریف لائیں گے۔

تیرے رندوں پہ سارے کھل گئے اسرار دین ساقی
ہوا علم الیقین عین الیقین حق الیقین ساقی

اب میرے لئے ایک نہایت مشکل کا سامنا تھا ایک طرف ملازمت تھی جماعت مرزائیہ کے ارکان اور افراد جماعت سے آٹھ سال کے دیرینہ اور خوشگوار تعلقات تھے۔ بحیثیت ایک کامیاب مبلغ ومناظر جماعت میں رسوخ حاصل تھا۔ لیکن جب دوسری طرف مرزا غلام احمد کے عقائد قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے بالکل الٹ دیکھتا تھا۔ ان کے الہامات اور پیشگوئیوں کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑتی ہوئی نظر آتی تھیں اور قیامت کے دن ان عقائد باطلہ کی باز پرس کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا تو میں لرزہ براندام ہو جاتا تھا کہ ایک طرف حق تھا اور دوسری طرف باطل، ایک طرف تاریکی تھی اور دوسری طرف مشعل نور۔ ایک طرف معقول تنخواہ کی ملازمت اور آٹھ سال کے دوستانہ تعلقات تھے اور دوسری طرف دولت ایمان لیکن ساتھ دینوی مشکلات اور مصائب کا سامنا۔ آخر میں نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ چاہے ہزار ہا تکالیف اٹھانی پڑیں انہیں بخوشی برداشت کروں گا کیونکہ حق کے اختیار کرنے والوں کو ہمیشہ تکالیف ومصائب کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔[2]

صداقت کے لئے گر جاں جاتی ہے تو جانے دو
مصیبت پر مصیبت سر پہ آتی ہے تو آنے دو

چنانچہ میں اشکبار آنکھوں اور کفر وارتداد سے پشیمان اور لرزتے ہوئے دل سے اپنے رحیم وکریم خداوند قدوس کے حضور کفر مرزائیت سے تائب ہو گیا توبہ کے بعد دِل کی دُنیا ہی بدل چکی تھی۔

عصیان ما و رحمت پروردگار ما
ایں را نہایتے است نہ آں انہایتے

میرے غفور ورحیم مالک۔

1۔ جھوٹا 2۔ اور ایسا کرنا سنت نبوی ﷺ بھی ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

﴿الحمد للّٰہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لو لا ان ھدانا اللّٰہ﴾

(پارہ ۸، الاعراف نمبر ۴۳)

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان وشکر ہے جس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ کرتا تو ہم ہرگز راہ راست پانے والے نہ تھے۔ ذالك فضل الله یوتیه من یشاء

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

میں نے یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو احمدیہ انجمن لاہور کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا جو ۲۴ جنوری کو منظور کر لیا گیا۔

ترکِ مرزائیت کا اعلان:

۱۹۳۲ء کی ابتداء میں انگریزی اور ڈوگرہ حکومت کے خلاف تحریک کشمیر انتہائی عروج تک پہنچ چکی تھی مجلس احرار اسلام کے ایک درجن سے زائد مجاہدین شہید ہو چکے تھے۔ مجلس کے تمام راہنما اور چالیس ہزار سرفروش رضا کار جیل خانوں میں محبوس تھے۔ برطانوی حکومت نے عام اجتماعات پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ حالات کچھ سازگار ہوئے پابندیاں ختم ہوئیں تو احباب کی طرف سے ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا قد آدم اشتہار شائع کئے گئے کہ ۷ مئی ۱۹۳۲ء بعد نماز عشاء باغ بیرون موچی دروازہ لاہور جلسہ عام منعقد ہوگا جس میں مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ جن کی تعلیم پر مرزائیوں نے پچاس ہزار سے زائد روپیہ خرچ کیا تھا۔ اور وہ جماعت مرزائیہ لاہوریہ کے مشہور مبلغ ومناظر تھے ترک مرزائیت کا اعلان کریں گے اور ترک مرزائیت کے وجوہ اور ناقابل تردید دلائل بیان کریں گے۔ ان کی تقریر کے بعد مرزائیوں کے نمائندہ کو سوال وجواب کے لئے

Marfat.com

وقت دیا جائے گا۔ اندرون شہر اور بیرون شہر منادی کی گئی بعد نماز عشاء کم از کم تیس ہزار کے مجمع میں مَیں نے ترک مرزائیت کے موضوع پر تین گھنٹے تقریر کی۔ سٹیج کے بالمقابل مرزائی مبلغین و مناظرین کیلئے میز اور کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ میری تقریر کے بعد صاحب صدر نے اعلان کیا حسب وعدہ مرزائی صاحبان کو مولانا لال حسین اختر کی تقریر پر سوال و جواب کے لئے وقت دیا جاتا ہے تاکہ حاضرین مرزائیت کے صدق و کذب کا اندازہ لگا سکیں۔ لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کے مبلغ و مناظر موجود تھے لیکن کسی کو ہمت و جرات نہ ہوئی کہ وہ میرے مقابلہ میں آسکیں۔ صاحب صدر کی دعا کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔

لالچ اور قاتلانہ حملے:

اس عظیم الشان جلسے اور مرزائیت کی شکست کی خبر اور تفصیل اخبارات میں شائع ہوئی تو ملک کے طول و عرض سے مجھے تقریر کے لئے دعوتوں کا لگاتار سلسلہ شروع ہو گیا مختلف شہروں اور قصبات میں میری بیسیوں تقریریں اور مرزائیوں سے پانچ چھ نہایت کامیاب مناظرے ہوئے ان ایام میں اونچی مسجد اندرون بھاٹی دروازہ لاہور کے بالمقابل میرا قیام تھا۔ میری تقریروں اور مناظروں کی کامیابی سے متاثر ہو کر مرزائیوں کے ایک وفد نے مجھ سے ملاقات کی اور مجھے کہا کہ آپ نے اپنی تحقیق کی بناء پر احمدیت ترک کر دی ہے آپ کے موجودہ عقائد کے متعلق ہم آپ سے کچھ نہیں کہتے ہم یہ کہنے آئے ہیں کہ آپ کی تقریریں اور مناظرے ہمارے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ سوائے تقریروں اور مناظروں کے آپ کی مالی آمدنی کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔ جماعت احمدی آپ کو پندرہ ہزار روپے کی پیشکش کرتی ہے۔

آپ ہم سے یہ رقم لے لیں اور اس سے جنرل مرچنٹ یا کپڑے کا کاروبار شروع کرلیں۔ اور ہمیں اشٹام لکھ دیں کہ میں پندرہ سال تک احمدیت کے خلاف نہ کوئی تقریر کروں گا اور نہ مناظرہ اور نہ ہی کوئی تحریری بیان شائع کروں گا اگر اس معاہدہ کی خلاف ورزی کروں تو جماعت احمدیہ کو تیس ہزار روپیہ ہرجانہ ادا کروں گا۔ یہ بھی کہا کہ احمدیت کی تردید کوئی ایسا فرض نہیں جس کے بغیر آپ مسلمان نہیں رہ سکتے۔ حنفیوں اہل حدیثوں اور شیعوں میں ہزاروں علماء ایسے ہیں جو احمدیت کی تردید نہیں کرتے اگر وہ تردید احمدیت کے بغیر مسلمان رہ سکتے ہیں تو آپ بھی مسلمان

Marfat.com

رہ سکتے ہیں۔ میں نے جواباً کہا آپ صاحبان کو یہ ہمت کیسے ہوئی کہ مجھے لالچ کے فتنے میں پھانسنے کی جرات کریں میں ان علماء کرام کے طریق کار کا ذمہ دار نہیں جو تردید مرزائیت سے اجتناب کرتے ہیں میرے لئے تو استیصال مرزائیت کی جدوجہد فرض عین ہے کیونکہ میں نے مدت مدید تک اس کی نشرواشاعت کی ہے۔ مجھے تو اس کا کفارہ ادا کرنا ہے دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا لالچ مجھے تردید مرزائیت سے منحرف نہیں کرسکتا۔ قریباً ایک گھنٹے کی گفتگو کے بعد مجھ سے مایوس ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے اور جاتے ہوئے کہہ گئے کہ آپ نے ہمارے متعلق نہایت خطرناک طرز عمل اختیار کررکھا ہے آپ کے لئے اس کا نتیجہ تباہ کن ہوگا میں نے انہیں کہا:

مو احد پہ در پائے ریزی زرش

خبر شمشر ندی نئی پر سرش

میں نے ان کے اس جارحانہ چیلنج کی پرواہ نہ کی حسب سابق اپنے تبلیغی سفروں، تقریروں اور مناظروں میں منہمک رہا مرزائیوں نے اپنی سوچی سمجھی سکیم کے مطابق یکے بعد دیگرے ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور کے مناظرہ اور بیلوں ڈلہوزی کے جلسہ کے ایام میں مجھ پر دوبار قاتلانہ حملے کئے۔ ڈیرہ بابا نانک کے حملہ میں مجھے زخم آیا۔ ایک مرزائی نے صاف الفاظ میں مجھے کہا کہ یاد رکھو ہم تمہیں قتل کرادیں گے خواہ ہمارا پچاس ہزار روپیہ خرچ ہو میں نے اسے جواب دیا کہ میرا عقیدہ ہے شہادت سے بہتر کوئی موت نہیں۔ قبر کی رات کبھی گھر میں نہیں آسکتی۔ ایک دفعہ بعد نماز عشاء بیلوں ڈلہوزی کی مسجد میں تردید مرزائیت پر میری تقریر ہورہی تھی۔ ایک مرزائی جس نے کمبل اوڑھا ہوا تھا میز کے نزدیک آیا ایک مسلمان نے پکڑلیا مرزائی نے کمبل میں چھرا چھپا رکھا تھا۔ سب انسپکٹر پولیس جلسہ میں موجود تھا۔ اس نے اسی وقت مرزائی کو گرفتار کرکے چھرا اپنے قبضہ میں لے لیا اور اسے تھانے کے حوالات میں بند کردیا دوسرے دن علاقہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کردیا۔

مجسٹریٹ نے ملزم سے چھ ماہ کے لئے نیک چلنی کی ضمانت لے لی لاہور کے اخبارات میں مجھ پر ڈیرہ بابا نانک کے حملہ کی خبر شائع ہوئی تھی حضرت مولانا ظفرعلی خان رحمۃ اللہ علیہ نے زمیندار میں ایک شذرہ سپرد قلم فرمایا تھا۔

مجلس احرار اسلام کے زعماؤں کو مجھ پر مرزائیوں کے حملوں کا علم ہوا تو قائد احرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ناظم دفتر سے فرمایا کہ مرزائیوں کی جارحیت کا

Marfat.com

جواب دینے کے لئے جلسہ کا انتظام کیجئے۔ چنانچہ کثیر التعداد پوسٹر چسپاں کئے گئے اخبارات میں اعلان ہوا شہر کے ہر حصے میں منادی ہوئی کہ باغ بیرون دہلی دروازہ بعد نماز عشاء زیر صدارت چوہدری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ عظیم الشان جلسہ منعقد ہوگا جس میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھانوی رحمۃ اللہ علیہ مرزائیوں کی جارحیت کے چیلنج کا جواب دیں گے۔

بعد نماز عشاء چالیس ہزار سے زائد کے مجمع میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سٹیج پر کھڑا کر کے میرا تعارف کرایا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے اس نوجوان مسلم عالم نے مناظروں میں مرزائیوں کو ذلیل ترین شکستیں دی ہیں مرزائی ان کے دلائل کا جواب نہ دے سکے تو ڈیرہ بابا نانک اور ڈلہوزی میں ان پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔

میں مرزائیوں سے نہیں ان کے خلیفہ مرزا محمود سے کہتا ہوں کہ اگر تم یہ کھیل کھیلنا چاہتے ہو تو میں تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ مرد میدان بنو۔ اب لال حسین اختر پر حملہ کراؤ پھر احرار کے فدا کاروں کی یورش اور قربانیوں کا اندازہ لگانا ایک کی جگہ ایک ہزار سے انتقام لیا جائے گا۔ ہم خون کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ ہماری تاریخ تمہارے سامنے ہے ہم محلاتی سازشوں کے قائل نہیں ہم میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے ہیں۔ ہمیں جو عمل کرنا ہوتا ہے اس کا واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیتے ہیں۔ حضرت مولانا کی تقریر کیا تھی شجاعت وایثار اور حقائق کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ بار بار نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتے تھے۔ فرمایا ہم وہی احرار ہیں جن کے ۱۳۱ رضا کار اسلام اور مسلمانوں کی عزت بچانے کے لئے سینوں پر ڈوگرہ حکومت کی گولیاں کھا کر شہید ہوئے ہیں اور چالیس ہزار نے قید وبند کی مصیبتیں بخوشی برداشت کیں۔ اس کے بعد مرزائیوں کو سانپ سونگھ گیا مرزا بشیر کی عقل ٹھکانے آ گئی میں حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے گرامی قدر رفقاء کی معیت میں ترویج واشاعت اسلام اور احقاق حق وابطال باطل کے لئے وقف ہو گیا۔ اوپر میں نے جن خوابوں کا ذکر کیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

خواب:

ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ چٹیل میدان میں ہزاروں حیران وپریشان کھڑے ہیں میں بھی ان میں موجود ہوں۔ ان کے چاروں طرف لوہے کے بلند وبالا ستون ہیں اور ان

Marfat.com

پر زمین سے لے کر قد آدم تک خاردار تار لپیٹا ہوا ہے۔ تار کے اس حلقے سے باہر نکلنے کا کوئی دروازہ یا راستہ نہیں۔ ہزاروں اشخاص کو اس میں قید کر دیا گیا ہے ان میں چند میری شناسا صورتیں بھی ہیں، میں نے ان سے دریافت کیا کہ:

''ہمیں اس مصیبت میں گرفتار کیوں کیا گیا ہے''

انہوں نے مجھے جواباً کہا کہ:

''ہمیں احمدیت کی وجہ سے مخالفین نے یہاں بند کر دیا ہے یہاں سے کچھ فاصلہ پر مسیح موعود پلنگ پر سوئے ہوئے ہیں انہیں ہماری خبر نہیں کہ وہ ہماری رہائی کے لئے کوشش کر سکیں۔ ہم میں سے کسی کے پاس کوئی اوزار نہیں جس سے خاردار تار کو کاٹ کر باہر نکلنے کا راستہ بنایا جا سکے''۔

میں نے خاردار تار کے چاروں طرف گھومنا شروع کیا۔

میں نے دیکھا کہ:

''ایک جگہ سے زمین کی سطح کے قریب کا تار ڈھیلا ہے میں زمین پر بیٹھا اور اس تار کو اپنے دائیں پاؤں سے نیچے دبایا تو وہ تار زمین کے ساتھ جا لگا سر کے قریب تار کو ہاتھ سے ذرا اوپر کیا تو دونوں تاروں میں اس قدر فاصلہ ہو گیا کہ میں تار سے باہر نکل آیا''۔

مجھے کافی فاصلہ پر پلنگ نظر آیا جس پر مرزا غلام احمد قادیانی چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا۔ میں نہایت ادب و احترام سے پلنگ کے قریب پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس نے اپنے چہرے سے چادر سرکائی تو اس کا منہ قریباً دو فٹ لمبا تھا، شکل ناقابل بیان تھی (خنزیر جیسی) ایک آنکھ بالکل بے نور اور بند تھی، دوسری آنکھ ماش کے دانے کے برابر تھی، اس نے کہا میری بہت بری حالت ہے۔ اس کی آواز کے ساتھ شدید قسم کی بدبو پیدا ہوئی۔ اس کی شکل اور بدبو سے میں کانپ گیا، میری نیند اچاٹ ہو گئی، میری نیند جاتی رہی اور میری آنکھ کھل گئی۔

دوسرا خواب:

ایک رات خواب دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے قریباً دو سو گز آگے جا رہا ہے میں اس کے

Marfat.com

پیچھے پیچھے چل رہا ہوں تانت (جس سے روئی دھنی جاتی ہے) کا ایک سرا اس کی کمر میں بندھا ہوا ہے اور دوسرا سرا میری گردن میں، ہمارا سفر مغرب سے مشرق کی طرف ہے۔ دوران سفر راستہ پر ئیں طرف ایک نہایت وجیہ شخص نظر آئے۔ سفید رنگ درمیانہ قد روشن آنکھیں سفید پگڑی سفید با کرتہ سفید شلوار۔

مسکراتے ہوئے مجھے فرمایا کہ:

''کہاں جا رہے ہو؟''

میں نے جواب دیا کہ:

''جہاں میرے آگے جانے والے مجھے لے جا رہے ہیں''۔

کہنے لگے:

''جانتے ہو یہ کون ہے؟ اور تمہیں کہاں لے جا رہا ہے؟''

میں نے کہا:

''مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں؟ اور مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟''

فرمانے لگے:

''یہ غلام احمد قادیانی ہے خود جہنم کو جا رہا ہے اور تمہیں بھی وہیں لے جا رہا ہے''۔

میں نے کہا کہ:

''دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں جو جان بوجھ کر جہنم میں جائے اور دوسروں کو بھی جہنم میں لے جائے''۔

انہوں نے کہا کہ:

''مسیلمہ کذاب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے عمداً جہنم کا راستہ اختیار نہ کیا تھا؟''

میں نے اس کی دلیل کا جواب نہ دے سکا

تو فرمانے لگے:

''غور سے سامنے دیکھو''

میں نے سامنے نگاہ کی تو مجھے بہت دور حد نگاہ پر زمین سے آسمان تک سرخی دکھائی دی۔

Marfat.com

انہوں نے پوچھا:

''جانتے ہو یہ سرخ رنگ کیا ہے؟''

میں نے کہا:

''میں نہیں جانتا''

کہنے لگے:

''یہی تو جہنم کے شعلے ہیں''

میں حسب سابق چل رہا تھا وہ بھی میرے ساتھ ساتھ قدم اٹھاتے جا رہے تھے۔

وہ غائب ہو گئے میں بدستور اس شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ ہم سرخی (جہنم کے شعلوں) کے قریب ہو رہے تھے۔ اب تو مجھے حرارت بھی محسوس ہونے لگی۔ وہ وجیہہ شخصیت پھر نمودار ہوئی انہوں نے تانت پر ضرب لگائی تانت ٹوٹ گئی اور میں نیند سے بیدار ہو گیا۔

''بہت سے ناواقف لوگ قادیانیت کو سمجھے بغیر اس سے وابستہ ہو گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن کریم کی خانہ ساز تفسیر اور نبوت کی خود ساختہ اقسام بیان کر کے سادہ لوگوں کو یہ باور کرایا۔ اس کا دعوائے نبوت، ختم نبوت، کے عقیدے سے متصادم نہیں ہے۔ اس وجہ سے بہت سے ایسے لوگ جو دین کے اصول اور قواعد سے ناآشنا تھے۔ مرزا صاحب کی نبوت سے متفق ہو گئے لیکن اب جب کہ پوری ملت اسلامیہ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا ہے اور پاکستان میں اس کی سرکاری حیثیت بھی منوالی ہے۔ تو اب ان حضرات کو سوچنا ہو گا کہ چند لاکھ قادیانیوں کے مقابلے میں کروڑوں مسلمان جھوٹے نہیں ہو سکتے۔''

(حضرت علامہ غلام رسول سعیدی
مقالاتِ سعیدی، مقالہ ختم نبوت ص ۷۷)

Marfat.com

قادیانی اور مولانا اختر

(حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تاریخی نظم)

فروری ۱۹۳۴ء کی بات ہے۔ جب قادیانیوں نے اسلامیہ کالج لاہور کے طلباء کو مرتد کرنے کی مردود کوششیں کی، تو اکابر ملت نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے مسجد مبارک میں تقریریں کیں۔ جس پر حکومت نے حضرت مولانا ظفر علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبد الحنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اور احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیکرٹری مجلس احرار اسلام کو مقید و محبوس کر دیا۔ ایک دن مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ سے ایک قیدی نے شکایت کی کہ جیل والے اسے اتنے دانے دیتے ہیں کہ پیسے نہیں جاتے۔ حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء کو بلالیا اور سب حضرات نے باری باری چکی پیس کر وہ باقی دانے ختم کر دیئے۔ اس دوران میں مولانا اختر نے حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد کی درخواست کی، تو ارتجالاً[1] حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر یہ شعر آگئے جو تاحال کسی کتاب میں شائع نہیں ہو سکے۔ حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین کرام ہیں۔

غلام احمد بھلا کیا جان سکتا ہے کہ دیں کیا ہے
رموز علم الاسما چہ داند ذوق ابلیسی
ادھر توحید کی باتیں ادھر تثلیث کی گھاتیں
مری فطرت حجازی ہے سرشت اس کی ہے انگلیسی

1۔ فوراً، فی البدیہہ (مرتب)

Marfat.com

یہ کہہ کر حق جتا دوں گا محمد ﷺ کی شفاعت پر
کہ آقا تیری خاطر میں نے چکی جیل میں پیسی
مقابل قادیانی ہو نہیں سکتے ہیں اختر کے
پڑے گا ایک ہی تھپڑ تو جھڑ جائے گی بتیسی
ہوا جب علم کا چرچا دیا فتویٰ یہ مرزا نے
ہمارا علم ہے دریا کہ نام اس کا ہے سائیسی
ہے امرتسر سے مغرب کی طرف مینارہ(۱) مرزا
یہ نکتہ حل کریں مرقد سے اٹھ کر آج ادریسی(۲)

۱۔ ''قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے۔ جو لاہور سے گوشہ مغرب اور جنوب میں واقع ہے''۔
(''تبلیغ رسالت'' جلد۹،صفحہ۴۰،''مجموعہ اشتہارات'' جلد۳،صفحہ۲۸۸)

۲۔ مشہور جغرافیہ دان۔

Marfat.com

ارمغان قادیاں

(مولانا صاحبؒ کے قادیانیت پر لکھے گئے کلام سے چند انتخاب)

حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ارمغانِ قادیان

تم کو اگر منظور ہے سیرِ جہانِ قادیان
اے مسلمانو! خریدو ''ارمغانِ قادیاں'' 1
جی کو بہلاؤ گے کیونکر گر نہ لو گے یہ کتاب
کیونکہ مٹ 2 جانے کو ہے نام و نشانِ قادیاں
اس بجھارت کو نہ بوجھا آج تک کوئی ادیب
میں نے ہی آخر کو حل کی چیستانِ قادیاں

1۔محترم جناب مولانا ظفر علی خان صاحب کی مشہور تصنیف ہے جس میں اُنہوں نے قادیانیوں کے متعلق مضامین لکھے جسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ حصہ نظم اور حصہ نثر۔ اس کتاب میں بیشتر نظمیں ایسی ہیں جن میں سنجیدگی سے قادیانی عقائد پر بحث کی گئی ہے لیکن بیشتر نظموں میں طنز و ہجو کا انداز غالب ہے۔ افسوس کہ مولانا نے قادیانیوں کے متعلق جو مضامین لکھے وہ سب کے سب محفوظ نہ رہ سکے۔ اخبار کے بعض فائل جن میں یہ مضامین چھپتے تھے، مولانا کی قید اور نظر بندی کے زمانے میں گم ہو گئے تھے۔ اسلئے جب مولانا نے انہیں کتابی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ کیا تو بعض مضامین جو اُنہوں نے بڑی کاوش سے لکھے تھے، نہ مل سکے۔ لیکن جو مضامین ''زمیندار'' اور ''ستارۂ صبح'' کے فائلوں میں ملے، وہ بھی اس قدر زیادہ تھے کہ انہیں ایک جلد میں شائع کرنا ممکن نہ تھا۔ آخر یہ طے پایا کہ فی الحال مضامین کا ایک مختصر سا انتخاب شائع کر دیا جائے لیکن اسی زمانے میں ''زمیندار'' کے پریس کی ضبطی کا واقعہ پیش آیا اور اخبار سے ضمانت طلب کر لی گئی۔ ابھی اس مصیبت سے رہائی نہیں ہوئی تھی کہ مولانا کو کرم آباد میں نظر بند کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ''ارمغانِ قادیان'' جسے اعلان کے مطابق ۱۹۳۵ء کے آغاز میں شائع ہو جانا چاہئے تھا، ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے نئے ایڈیشن کو بہت جلد ''بک کارنر شوروم، جہلم'' کے پلیٹ فارم شائع کیا جا رہا ہے۔ (مرتب)

2۔ غالباً تیرہ سال کے بعد اگست ۱۹۴۷ء میں یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ جب ہندوستان کی تقسیم کے وقت ریڈ کلف ایوارڈ نے تحصیل بٹالہ، گورداسپور اور پٹھان کوٹ کو ہندوستان میں شامل کر دیا۔ قادیان تحصیل بٹالہ میں ہے۔

Marfat.com

میرے ہی خامے کی رنگینی تھی جس کے فیض سے
ہو گئی سننے کے قابل داستانِ قادیاں
میں نے دی اس کو لگام اور ہو گیا اس پر سوار
ورنہ کس کو مانتی تھی مادیانِ قادیاں
کس طرح ممکن ہے دل پر ہو کسی کو اختیار
جب ہوں دِل کے چھیننے والے بتانِ قادیاں
مجھ سے پوچھو، کیوں فدا ہے قادیاں کشمیر پر
مجھ سے بڑھ کر کون ہو گا رازدانِ قادیاں
جو مجاور ہیں بہشتی مقبرے کے آج کل
بیچتے پھرتے ہیں گھر گھر استخوانِ قادیاں
صرف غائب نحو عنقا اور سلاست ناپدید
ان سب اجزا سے مرکب ہے زبانِ قادیاں
''اک برہنہ سے نہ یہ ہو گا کہ تا باندھے ازار''
یہ کہ ''تا'' [3] ہے شاہکار شاعرانِ قادیاں
لوگ حیراں تھے کہ جب پھیکا ہے پکوان اس قدر
ہو گئی پھر اتنی اونچی کیوں دُکانِ قادیاں
جَو فروشی کے لیے گندم نمائی شرط تھی
تھا بڑا ہی کائیاں بازارگانِ قادیاں
کیا سلوک ان سے روا رکھتے ہیں منکر اور نکیر
قبر میں خود دیکھ لیں گے منکرانِ قادیاں

3۔ قادیانی تصانیف میں بیشتر زبان کی غلطیاں ہیں۔ اس شعر میں ''تا'' کے غلط استعمال کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

قادیاں کا تھیٹر

قولِ فیصل

اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ○ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○

''اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو جیسے تم ہنس رہے ہو، اُسی طرح ہم بھی تم پر ہنستے ہیں۔ عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آ رہا ہے جو اُسے رُسوا کر کے رکھ دے گا، اور کس پر وہ قہر نازل ہونے والا ہے جو کبھی ٹل نہیں سکے گا۔''

(سورۃ ہود ۱۲، آیت ۳۸۔۳۹)

اے طبع رسا آج ترا رنگ جما دوں
اور شوخیٔ تحریر کا اعجاز دِکھا دوں
پہلے سبق حق تجھے قرآں سے پڑھا دوں
تنہا تجھے پھر لشکر باطل سے لڑا دوں
جو حیلہ نہ سوجھا ہو کبھی تجھ کو بجھا دو
جو چال نہ چلنی تجھے آتی ہو سکھا دوں
احسان کی بازی پہ اگر جان لگا دوں
شطرنج میں طاغوت پرستوں کو ہرا دوں
گر مروحۂ طیش سے غیرت کو ہوا دوں
اک پھونک میں طامات کی مشعل کو بجھا دوں
گر برق حمیت کو تڑپ کر میں گرا دوں
اک آگ خرافات کے خرمن میں لگا دوں
مجھ میں جو یہ قدرت ہے کہ روتوں کو ہنسا دوں
کوشش نہ کروں کیوں یہ کہ سوتوں کو جگا دوں

Marfat.com

ماروں اگر اک نعرہ ھو اللہ احد کا
ہر بتکدۂ شرک کے گنبد کو ہلا دوں

اک گرز[1] کی قدرت ہے مرے خامے کے اندر
اس گرز سے البرز کو بھی سرمہ بنا دوں

مسلم ہوں میں طاقت ہے یہ میرے سرِ پا میں
رستے میں ہمالہ ہو تو ٹھوکر سے ہٹا دوں

میرے نفس گرم کے پف میں ہے یہ تاثیر
گنگا مجھے روکے تو اسے پل میں سکھا دوں

سوئے ہوئے فتنوں کو جگایا ہے جنہوں نے
آغوش عدم میں انہیں سیلی سے سلا دوں

جس ہاتھ نے ''الفیل'' کو ''مالفیل'' بنایا
طوطے اڑیں اس کے جو ابابیل اڑا دوں

اسلام کی محفل میں اگر کفر ہو داخل
رستہ اسے دروازے کا انگلی سے بتا دوں

خاطر میں نہ لائے اس اشارے کو اگر وہ
میں کان پکڑ کر اسے مجلس سے اُٹھا دوں

اس پر بھی وہ اکڑے تو اڑنگے ہی پہ لا کر
دوں پٹخنی ایسی کہ ثریا ہی دکھا دوں

ہے جن کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مساوات کا دعویٰ
مثواہِ[2] جہنم کی وعید ان کو سنا دوں

گل انکے چراغ آج ہوں پگڑی بھی ہو غائب
اتنی ہی فقط دیر ہے چٹکی میں بجا دوں

1۔لوہے کا ہتھوڑا جس کا ڈنڈا کافی لمبا ہوتا ہے۔ 2۔ ٹھکانہ (مرتب)

Marfat.com

میرے لیے تفسیر تو ان کے لیے تاویل
خود کھاؤں میں رُمّاں[1] انہیں زقّوم کھلا دوں
میں قائل الہام تو وہ مائل ایہام
کوثر میں پیوں آبِ حمیم[2] ان کو پلا دوں
ہے میمنہ و مشئمہ میں فرق مراتب
اللہ کے لفظوں میں یہ فرق ان کو بتا دوں
اکملت لکم[3] پڑھ کے زبانِ عربی میں
ظلی و بروزی کی نبوت کو مٹا دوں
کچھ فرق بروز اور تناسخ میں نہیں ہے
انکار ہو جن کو انہیں اقرار کرا دوں
جن کو نہ ہو کچھ پاس پیمبر ﷺ کے ادب کا
چن چن کے میں اس قوم کو مٹی میں ملا دوں
اسلام سے جس قوم کو ہے کچھ بھی محبت
میں اس کے لیے راہ میں آنکھوں کو بچھا دوں
غصہ اگر آئے اسے آ جائے مجھے پیار
دشنام وہ دے مجھ کو تو میں اس کو دُعا دوں
لیکن جنہیں اسلام کی تضحیک ہے منظور
کس طرح میں اس قوم کی باتوں کو بھلا دوں
پھر کس لیے دریائے معانی نہ رواں ہو
جس میں انہیں مثلِ خس و خاشاک بہا دوں
انگشتِ شہادت ہے قضا لات و ہبل کی
منہ کے بل انہیں ایک اشارے سے گرا دوں

یکم نومبر ۱۹۱۷ء

1۔انار 2۔گرم پانی 3۔آیت مبارکہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ﴿میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا﴾ (مرتب)

Marfat.com

پیغامِ جنگ

کہہ دو قادیاں کے نبی سے کہ خوش نہ ہو
دن رات شاد کام ہیں ناکامیوں میں ہم

اُمتِ رسول ﷺ کی ہیں امانت خدا کی ہیں
ہیں جنت النعیم کے انعامیوں میں ہم

بت خانۂ ممات کے ناقوسیوں میں تُو
وار کعبۂ حیات کے احرامیوں میں ہم

سودائے شرع کی سرِ شوریدہ کی نوید
دیکھیں گے پختگی کو انہیں خامیوں میں ہم

اسلام امتیازِ نسب کا حریف ہے
کیا کم ہے یہ شرف کہ ہیں اسلامیوں میں ہم

ہندوستاں عرب کے گھرانے میں ہے شریک
کل آریا تھے آج ملے سامیوں میں ہم

دُنیا میں ہے بلند ہمارے نبی ﷺ کا نام
خود گرچہ ہیں مٹے ہوئے ناکامیوں میں ہم

گردش میں جام مصطفوی ﷺ حشر تک رہے
کچھ کر کے نام جائیں مے آشامیوں میں ہم

طاغوتیوں سے جنگ تو یزدانیوں سے صلح
ہیں جنگ اور صلح کے پیغامیوں میں ہم

مباھلہ

وہ بھاگتے ہیں اس طرح مباہلے کے نام سے
فرار کفر جس طرح ہو مسجد حرام سے

پکار کر یہ کہہ رہا ہے زلزلہ بہار کا
نہ بچ سکے گا قادیاں خدا کے انتقام سے

مسیلمہ کے جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں
کتر کے جیب لے گئے پیمبری کے نام سے

سنا بھی تُو نے ہم نفس! کہ مادیاں دمشق کی
ہوئی ہے جفت اندلس کے خِنگ بدلگام سے

بچی بچی کے دوش پر سری نگر میں اُٹھ گیا
جناب ''ٹل مسیح'' کا جنازہ دھوم دھام سے

میں قادیاں سے کیا لڑوں کہ فرصت آجکل نہیں
رکوع سے سجود سے قعود سے قیام سے

۲۱ فروری ۱۹۳۴ء

Marfat.com

قادیانی اینٹ کا جواب بوقبیسی پتھر

قادیانیوں کے ترجمان ''الفضل'' مؤرخہ ۷ نومبر ۱۹۲۱ء میں ایک شاعر نے مولانا ظفر علی خاں مرحوم کو یوں مخاطب کیا تھا:

بری طرح قادیاں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ظفر علی خاں
سمجھ پہ کیوں پڑ گئے ہیں پتھر یہ کیسے فتنے اُٹھا رہے ہیں
جناب محمود کو برا کہہ کے کیا ملے گا سوائے ذلت
یہی نہ جو کچھ رہی تھی عزت اسے بھی دِل سے گنوا رہے ہیں
وہ اپنی مسجد الگ چنیں گے ہزار دُنیا بنے مخالف
انہیں یہ ضد ہے کہ کیوں مسلمان ایک مرکز پہ آ رہے ہیں
نفاق کی آندھیوں سے اِک دِن مٹا کے رکھ دیں گے قصر مسلم
کسی کو ملحد بنا رہے ہیں، کسی کو کافر بنا رہے ہیں
وہ کانگرس پر فدا کریں گے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مقبول کی شریعت
وہ اپنے کاندھوں پر آج اسلام کا جنازہ اُٹھا رہے ہیں
وہ کانگرس جس کا مقصدِ اوّلین مٹانا ہے نامِ مسلم
اسی کی حرمت پہ کٹ رہے ہیں اسی کی عزت بڑھا رہے ہیں
بڑے بڑے کانگرس کے ہندو ہیں آج مسلم کے خوں کے پیاسے
یہ گیت ہندو کا گا رہے ہیں یہ اُلٹی گنگا بہا رہے ہیں

مولانا ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشعار کا جواب یوں ارشاد فرمایا:

یہ فتنہ پرواز قادیانی نئے نئے گل کھلا رہے ہیں
اُدھر رقیبوں سے مل رہے ہیں اِدھر ہمارے گھر آ رہے ہیں
منافقوں کی یہ ہے نشانی، زباں پہ دیں ہوں تو کفر دِل میں
اسی نشانی سے قادیانی تعارف اپنا کرا رہے ہیں

Marfat.com

یہ ہمے سیرت النبی ﷺ کے یہ زمزمے عشقِ مصطفےٰ ﷺ کے
جنہیں سمجھتے ہیں دِل سے کافر، انہیں کو گھر گھر سنا رہے ہیں
رسولِ مقبول ﷺ کی شریعت کے نام پر دَیں ہمیں نہ دھوکہ
اسی شریعت کی آڑ لے کر وہ سب کو اُلو بنا رہے ہیں
پڑا ہے چندے کا جب سے پھندا گلے میں ان قادیانیوں کے
ہمارے ہی گھر سے بھیک لے کر ہمیں کو آنکھیں دِکھا رہے ہیں
خبر پیغمبر ﷺ نے جس کی دی تھی وہ فتنہ اُٹھا ہے قادیاں سے
خلیفہ محمود قادیانی اسے قیامت بنا رہے ہیں
ظفر علی خاں کی آبرو پر نہ حرف آیا نہ آ سکے گا!
خدا نے جب دی ہے اس کو عزت تو آپ کیوں تلملا رہے ہیں
وہ کانگرس کا ہے گرچہ حامی خدا نہیں لیکن اس کا نامی
یہ وہ خدا ہے کہ قادیانی گن اس کے دن رات گا رہے ہیں

۳۰ نومبر ۱۹۳۱ء

حدیثِ قادیاں

حقیقت قادیاں کی پوچھ لیجئے ابن جوزی سے
نکوکاری کے پردے میں سیہ کاری کا حیلہ ہے
یہ وہ تلبیس ہے ابلیس کو خود ناز ہے جس پر
مسلمانوں کو اس رندے نے اچھی طرح چھیلا ہے
پلی ہے مغربی تہذیب کے آغوشِ عشرت میں
نبوت بھی رسیلی ہے پیمبر بھی رسیلا ہے
نصاریٰ کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا
اور ابطال [1] جہاد انجاحِ [2] مقصد کا وسیلا ہے
بیاس اور اس کی موجیں آئے دِن کرتی ہیں غمازی
کہ پوتا قادیاں کے رب اکبر کا رنگیلا ہے

۱۷ جون ۱۹۲۹ء

1۔ باطل قرار دینا 2۔کامیابی (مرتب)

Marfat.com

ارمغانِ قادیان

یہ باطل کے لیے دیکھو! عجب منحوس سال آیا
کہ اس سن میں غلام احمد کی اُمت پر زوال آیا
کہا ایوان نے یہ قادیانی غیر مسلم ہیں
کہ جب کشمیر کی اسمبلی میں یہ سوال آیا
نبی بننے کی ٹھانی جب سے کذابوں لٹیروں نے
بڑھا ابلیس کا حلقہ تو فطرت کو جلال آیا
فرنگی نے جو بویا تھا وہ پودا کٹنے والا ہے
خبر سنتے ہی اولاد فرنگی کو ملال آیا
خریدا کس طرح تم نے مسلمانوں کے ایمان کو؟
بتاؤ کس طرح یُورپ کے دلالوں کو زوال آیا
حقیقت میں نبوت کا فقط دعویٰ ہی دعویٰ تھا
غرض چندے سے تھی ان کو حرام آیا حلال آیا
بہت کذاب آئے ہیں ابھی کچھ اور آئیں گے
مگر اس دَور کا کذاب آیا بے مثال آیا
بہشتی مقبرے کی ہڈیوں سے آگ نکلے گی
شہیدانِ نبوت کے لہو کو جب جلال آیا
انہیں پکڑو، انہیں ڈھونڈو یہ جاسوسوں کا ٹولہ ہے
حکومت خود کہے گی جب حکومت کو خیال آیا
پتہ اس دِن چلے گا قادیانی کون ہیں؟ کیا ہیں؟
کہ جب بنگال کے جانباز چھنٹے کا سوال آیا

جانباز مرزا مرحوم

Marfat.com

صدائے ایمان

شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۷ محرم الحرام ۱۳۰۵ھ بمطابق ۱۸۸۵ء **وفات:** ۲۱ صفر المظفر ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء

Marfat.com

امابعد!

رسول کریم ﷺ کی ذات مبارک کچھ ایسی کفر توڑ ہے کہ ہر شخص جس کے دل میں کفر کی کوئی رگ ہو آپ ﷺ سے دشمنی رکھتا ہے اور آپ ﷺ کی مقدس ذات پر حملہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے کیونکہ وہ محسوس کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی ترقی میں اس کا زوال اور آپ ﷺ کی زندگی میں اس کی موت ہے۔

تعجب ہے ان لوگوں پر جو اسلام سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ قرآن کریم پر اپنا یقین ظاہر کرتے ہیں۔ درود پڑھتے ہیں اور سلام بھیجتے ہیں باوجود اس کے رسول کریم ﷺ کی ذات پر حملہ کرنے سے نہیں ڈرتے اور ایسے عقائد و خیالات پھیلاتے ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک کی سخت تنقیص[1] ہوتی ہے اور اس طرح عوام الناس کے دلوں سے آپ ﷺ کی محبت کم کر کے اپنی محبت و تعظیم کا سکہ بٹھانا چاہتے ہیں۔

دیکھو قادیان کا متنبی[2] سرور کائنات جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے معجزات کی کل تعداد تین ہزار بتلاتا ہے۔

(تحفہ گولڑویہ، صفحہ:۴۰، خزائن، صفحہ:۱۵۳، جلد:۱۷)

لیکن خود اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ بیان کی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶، خزائن ص ۷۲ ج ۲۱)

گویا سید الانبیاء ﷺ اپنی عظمت و شان میں اس مفتری سے تین سو تینتیس درجہ کم ہوئے۔ (العیاذ باللہ)

قرآن کریم میں خداوند قدوس نے ہمارے حضور ﷺ کی نسبت فرمایا ہے:

﴿اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا﴾

(سورۃ الفتح:۱)

1۔ گھٹانا 2۔ نبوت کا جھوٹا دعویدار (مرتب)

Marfat.com

یہ مفتری اس کو بھی برداشت نہ کر سکا اور صاف لکھ دیا کہ:

''فتح مبین'' کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (یعنی خود اس مفتری) کا وقت ہو''۔

(خطبہ الہامیہ: صفحہ: ۲۸۸، خزائن، صفحہ ۲۸۸، جلد: ۱۶)

گویا حضور ﷺ کی فتح اگر مبین [1] تھی تو اس مفتری کی فتح اَبین [2] ہے اور وہ ظاہر تھی تو یہ اظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات ﷺ کی نسبت فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾

(سورۃ الفتح: ۲۸)

ترجمہ: ''وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ سب ادیان پر اس کو غالب کر دے''۔

یہ مفتری کہتا ہے کہ:

''اس آیت کا مصداق تو میں ہوں اور قرآن مجید میں یہ میری خبر دی گئی ہے''۔

غرض اس نے قسم کھائی ہے کہ جو بزرگی اور سیادت ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ثابت ہوگی اس کو کسی نہ کسی طرح کم کر کے یا جھوٹ اور غلط ثابت کر کے رہوں گا۔ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام اور بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے ان کی امتوں سے عہد لیا تھا کہ جو کوئی ان میں سے خاتم الانبیاء علیہم السلام کا زمانہ پائے ان پر ایمان لائے اور ان کی تائید و حمایت کے لئے کمر بستہ رہے۔

اسی لئے سرور کائنات خاتم الانبیاء حضور ﷺ نے صحیح حدیث میں فرمایا کہ:

''اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع سے چارہ نہ تھا''۔

لیکن یہ سب باتیں صرف قرآن مجید و حدیث کے ماننے والوں کی عقیدت و بصیرت

1۔ واضح 2۔ واضح ترین یعنی سب سے واضح (مرتب)

Marfat.com

میں اضافہ کرنے والی تھیں۔ خداوند کریم کا ارادہ یہ ہوا کہ امام الانبیاء سید المرسلین ﷺ کی سیادت و امامت کے عقیدہ کو محض کاغذی دستاویزوں یا زبانی شہادتوں اور خوش عقیدہ مسلمانوں کے حلقوں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس کا ایک ایسا خارق عادت[1] مظاہرہ کیا جائے جس کے سامنے موافق و مخالف کو طوعاً و کرہاً سر تسلیم جھکا لینا پڑے اس کی صورت یہ قرار دی کہ جب دنیا میں اسلام و کفر یا بلفظ دیگر حق و باطل کی فیصلہ کن معرکہ آرائی اور بالکل آخری کشمکش کا وقت آ جائے۔ اس وقت انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل کے خاتم، حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو خاتم مطلق و سید برحق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نائب اور امت محمدیہ ﷺ کا قائد بنا کر نہایت اکرام و اجلال کے ساتھ آسمان سے زمین پر لایا جائے۔ آپ زمین پر نزول فرما کر یہودیت کا استیصال اور نصرانیت کی اصلاح فرمائیں، باطل کو محو کریں، حق کو پھیلائیں، گھر گھر میں اسلام کا غلغلہ بلند کریں۔ اور یہ سب کچھ اپنا نام لے کر نہیں بلکہ اس سید و آقا کے نام سے ہو جس کے آپ نائب بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

اس وقت آپ اپنی رسالت کی طرف کوئی خصوصی دعوت نہ دیں گے بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف مخلوق کو بلائیں گے اور بائبل کے دستور و آئین پر نہیں، خالص قرآن و سنت کے احکام پر بندوں کو چلائیں گے جن لوگوں نے ان کو خدا بنایا تھا ان کو بتلائیں گے کہ میں خدا کا ایک عاجز بندہ ہوں بلکہ اس کے سب سے بڑے بندے اور رسول کا متبع بن کر اور ایک طرح ان کی امت میں شامل ہو کر آیا ہوں۔ اس وقت آشکار ہو گیا کہ جو عہد انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا تھا اس کی نوعیت کیا تھی۔ دنیا دیکھ لے گی کہ ہمارے حضور ﷺ کی اور اس امت محمدیہ مرحومہ کی وہ شان ہے کہ جو مقدس و مکرم وجود اس قدر تعظیم و تکریم سے آسمان رفعت پر اٹھایا گیا تھا۔ آج ان کی خاطر آسمان سے اترتا ہے اور خالص ان کی کتاب و سنت کا اتباع کر کے بتلا دیتا ہے کہ بڑے اونچے مقام والے بھی بارگاہ محمدی سے انتساب اور آئین محمدی کی پیروی کو اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں۔

سبحان اللہ! وہ منظر کیا عجیب اور کیسا قابل فخر ہو گا جب سرور کائنات ﷺ کی سروری اور انبیاء علیہم السلام پر آپ ﷺ کی فضیلت و سیادت اس خارق عادت طریق سے علیٰ رؤس الاشہاد[2] ظاہر ہو گی۔ ایک مومن محمدی کے لئے کون سا موقعہ اس سے زیادہ مسرت و انبساط کا ہو سکتا ہے۔ شاید اسی لئے حدیث میں ارشاد ہوا کہ:

1۔ خلاف معمول، عقل سے بالاتر 2۔ کھلم کھلا علی الاعلان (مرتب)

Marfat.com

(کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم .... الخ)

ترجمہ: ''تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم علیہما السلام تمہارے اندر نزول فرمائیں گے''۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ آخرت میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا حشر دو مرتبہ ہوگا۔ایک دفعہ انبیاء علیہم السلام ورسل علیہم السلام کے زمرہ میں اور ایک مرتبہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذیل میں۔(واللہ اعلم) خیال کرو کہ اس صورت میں ہمارے دین اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ ابی وامی) کا کس قدر اعزاز واکرام ہے اور وہ وقت نئے اور پرانے عیسائیوں کے لئے کس قدر ذلت اور رسوائی کا ہونا چاہیے۔

قادیان والوں کو یہ بھی ناگوار ہوا کہ کسی وقت ان کے سفید فام عیسائی آقاؤں کو خود حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے اتر کر اس طرح خفیف ورسوا کریں۔انہوں نے فوراً قادیان سے ایک جھوٹا مسیح کھڑا کر دیا تاکہ آسمان سے اس سچے مسیح کو اترنے نہ دیں۔ٹھیک اسی طرح جو تم نے سنا ہوگا کہ ایک ''پرندہ'' رات کو اس غرض سے پاؤں اوپر کر کے سوتا تھا اگر کہیں آسمان گرنے لگے تو اس کو اپنے پاؤں پر روک سکے:

﴿یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلٰمَ اللّٰہِ﴾

(سورۃ الفتح:۱۵)

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ہرگز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نمایاں شان امامت وسیادت کا جلوہ دنیا کو دیکھنے نہ دیں گے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے آئیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک اعلیٰ ترین نائب اور وفادار جرنیل کی حیثیت سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل ہوں اور اپنے نفس کو درمیان سے بالکل الگ کر کے اعلان کریں کہ:

''میں سارے جہاں کو محمدی پرچم کے نیچے جمع کرنے اور ان کے دشمنوں کو ختم کرنے کے لئے آیا ہوں۔''

کہا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے بڑے نبی کو آسمان پر نہ اٹھایا تو حضرت مسیح علیہ السلام کی عزت ان سے بڑھ کر کیوں کی جائے کہ وہ بجائے قبر میں دفن کئے جانے کے آسمان پر ہیں اور اتنے زمانہ تک نہ مریں؟۔

Marfat.com

لیکن ان رباطنوں[1] کو یہ معلوم نہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ تو وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ایک آسمان پر نہیں، تمام آسمانوں سے بھی اوپر لے گیا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر لے جا کر صحیح و سالم رکھنا بھی ان ہی محمد ﷺ کے طفیل میں ہوا تا کہ وقت موعود[2] پر ان کی نیابت کا فرض ادا کرنے کے لئے اسی عزت کے ساتھ اتارے جائیں جس عزت کے ساتھ چڑھائے گئے تھے۔

پس فی الحقیقت ان کا آسمان پر لے جایا جانا۔ دوبارہ زمین پر لانے کے لئے تھا اگر دنیا پر محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت و سیادت اور اس امت کے خیر الامم ہونے کا مظاہرہ مدنظر نہ ہوتا تو نہ حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر (جو موطن کون و فساد نہیں ہے) سے جان کی ضرورت تھی اور نہ اتنے طویل زمانہ تک زندہ رکھنے کی!

مسلمان جانتے ہیں کہ تمام آسمان فرشتوں سے آباد ہیں اور کتنی طویل مدت سے فرشتے ایک حالت پر الآن کما کان[3] موجود ہیں۔ لیکن صرف اتنی بات سے انبیاء و رسل علیہم السلام پر ان کی فضیلت ثابت نہیں ہوئی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ چاند، سورج، ستارے آج تک یکساں حالت پر زمین سے کس قدر بلند مقام پر ہیں۔ کیا ان ستاروں کو انبیاء علیہم السلام سے جو اسی زمین پر پیدا ہوئے جوانی اور بڑھاپے کی منزلیں طے کیں اور آخر اسی زمین کے نیچے دفن کئے گئے، افضل کہا جائے گا؟ اس پر بھی اگر کوئی جاہل عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے:

''رفع الی السماء'' سے فائدہ اٹھاتا ہے تو اٹھانے دو! اس کی حماقتوں اور ہماری مصلحت بینیوں سے حقائق واقعیہ بدل نہیں جاسکتیں اور نہ کسی کو اس بات کا موقعہ دیا جا سکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی موت سے فائدہ اٹھا کر خود مسیح بن بیٹھے۔

مرزا محمود نے بہت رو رو کر بیان کیا ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ نے مکہ میں ایسی ایسی سختیاں اٹھائیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسی ایسی قربانیاں دیں جن کا عشر عشیر بھی حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے حواریوں سے ظاہر نہیں ہوا۔ (گو قادیانی مسیح جو تمام شانوں میں اپنے کو اصل مسیح سے بڑھ کر بتلاتا ہے اس کا عشر عشیر بھی نہ دکھلا سکا) پھر کیونکر مان لیا جائے کہ حضرت محمد ﷺ تو آسمان

1۔ اندر کے اندھے یعنی عقل کے اندھے   2۔ وعدہ کردہ وقت

3۔ جس طرح شروع میں تھے اسی طرح اب بھی ہیں (مرتب)

Marfat.com

ر نہ اٹھائے جائیں اور حضرت مسیح علیہ السلام اٹھالیے جائیں۔ خدا کو کیا ضرورت تھی کہ وہ یہودیوں سے ڈر کر اپنے نبی کو آسمان پر اٹھالیتا وہ اسی زمین میں ہی ان کی حفاظت کر سکتا ہے اور اس کے شمنوں کو تباہ کر سکتا تھا۔

بلاشبہ ہمارے آقا و سید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت طویل مدت تک جو سختیاں ٹھائیں ان سے آپ کا مرتبہ کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے:

''کما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الحدیث نحن معشر الانبیاء اشد بلا ثم الا مثل فا لا مثل''

اور جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں اور حضور کے اسی علو مرتبت [1] کے آثار و ثمرات میں سے یہ ایک اثر اور ثمرہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے زمرہ میں شریک کرنے کے لئے آسمان پر محفوظ رکھا گیا پس مسیح علیہ السلام کا آسمان سے اٹھانا اگر کوئی عزت وفضیلت کی چیز ہے اور بے شک ہے تو وہ عزت وفضیلت بھی نتیجہ اور غرض وغایت کے اعتبار سے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی۔

رہا یہ کہنا کہ آسمان پر لے جانے کی ضرورت ہی کیا تھی کیا زمین پر خدا حفاظت نہ کر سکتا تھا؟ تو کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے مدینہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عراق سے شام لے جانے کی کیا ضرورت تھی؟۔

کیا اللہ اس پر قادر نہیں تھا کہ ان کو وطن عزیز ہی میں رہنے دیتا اور اس سرزمین سے جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم سب شہروں سے زیادہ مجھ کو محبوب ہے، الگ نہ کرتا اور سب دشمنوں کو وہیں رہتے ہوئے زیر کر دیتا اور دوستوں کو وہیں کھینچ لاتا؟۔

اس طرح کے سوال ہزاروں ہو سکتے ہیں جن سب کا جواب حافظ شیرازی نے دیا ہے کہ:

حدیث از مطرب ومی گودراز هر کمتر جو
که کس نکشو دو نکشاید بحکمت ایں معمه

1۔ مرتبے کی بلندی (مرتب)

Marfat.com

پس تمام سچے ایمان داروں کو لازم ہے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور ان عظیم الشان فتنوں کی شب دیجور میں قرآن مجید وسنت کی روشنی سے علیحدہ نہ ہوں بہت سے لٹیرے، ڈاکو، چور، اچکے گھات میں لگے ہیں تم سے دولت ایمان چھین لیں اور بظاہر نبی کریم ﷺ کی محبت وعظمت کا دم بھرتے ہوئے بہت ہوشیاری سے اندر ہی اندر تمہارے دلوں سے ان چیزوں کو نکالنے اور اپنی عظمت ومحبت کا سکہ بٹھانے میں کامیاب ہو جائیں لیکن اولاً اللہ کی توفیق اور ثانیاً مؤمنین کی فراست سے امید ہے کہ وہ رہبر ورہزن میں فرق کریں گے اور ان عیاروں کو اپنے ملعون مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیں گے۔

مسلمانو! ہوشیار و بیدار رہو۔ ان دجالوں کے مغالطات میں مت آؤ۔ قرآن مجید وسنت کی جبل متین [1] کو مضبوط تھامے رکھو اور اپنے سید وآقا سرور کائنات ﷺ کے نائب اعظم حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان سے آنے دو کہ ان کا آنا عیسائیت ویہودیت اور ہر قسم کے کفر کا جانا ہے۔ ان کی زندگی دجالوں کے لئے پیام موت ہے۔ اس لئے یہ دجال صفت ہمیشہ ان کی آمد کی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹاتے رہے ہیں۔ تم ان کی آمد پر یقین رکھو۔ کیونکہ یہ چیز قرآن کریم واحادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہو چکی ہے۔

ہاں! ان کی آمد سے پہلے اپنی سرتوڑ کوششوں اور مجاہدانہ قربانیوں سے ثابت کرو کہ ہم:

﴿وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾

(سورۃ الجمعہ:۳)

بھی اسی سچے مسیح کے ہراول ہیں جو سارے جہاں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ایک جرنیل اعظم کی حیثیت سے دنیا کو علم اسلام کے نیچے جمع کرنے والا ہے۔ا

واللہ الموفق والمعین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر

خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔!!!

جمادی الاخریٰ، ۱۳۵۰ھ

1۔ عزت والی رسّی (مرتب)

Marfat.com

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت

یہ تقریر آپ نے دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے جلسہ میں فرمائی
جس میں زیادہ تعداد علماء کرام اور طلباء کی تھی۔ لہذا علمی انداز میں خطاب فرمایا

امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: یکم ربیع الاول ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۱ء **وفات:** ۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ بمطابق ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء

Marfat.com

حضرت شاہ صاحب عوامی خطابت کی اقلیم کے فرمانروا ہیں۔ آپ کی زبان کا لوچ، اسلوب کی دلکشی، خیالات کی پختگی، روانی کا بہاؤ، ظرافت کا شستہ پن، حاضر جوابی کی شوخی، تمثیلات کا قرآنی رنگ، اشعار کی سحر کاری، نہ صرف اُردو خطابت کیلئے بے مثال ہے بلکہ وہ مجمع کے ذہنوں کو اکائی میں تبدیل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ بقول ''سپرد'' ایک خطیب کا منتہائے کمال یہ ہے کہ وہ جس حد تک سامعین کو ہمنوا بنا سکتا ہے، اسی درجہ کا خطیب تسلیم ہوتا ہے۔ شاہ جیؒ کے بیان کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آنسوؤں کے دھاگے میں قہقہوں کے پھول پرو دیتے تھے اور قہقہوں کے رشتہ میں آنسوؤں کے موتی اور بقول علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ان کی خطابت کا خلاصہ یہ ہے۔

گہے گریہ او چوں ابر بہارے
گہے خندہ او چوں تیغ اصلے

روزنامہ ''آزاد'' ۲۷ ستمبر ۱۹۵۸ء

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا٥

(الاحزاب: ۴۰)

بھائیو!! عمل تھوڑا اور عقیدہ درست ہو تو نجات مل سکتی ہے۔ عقیدہ غلط ہو، عمل پہاڑوں جیسے ہوں تو نجات نہیں، جہنمی ہے۔ چاہے صائم الدہر[1] کیوں نہ ہو اور قائم اللیل[2] کیوں نہ ہو، چاہے تہجد میں مرے، صحن کعبہ میں کیوں نہ مرے، روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کیوں نہ مرے مردار ہے مردار۔ جہنمی ہوگا، بہشتی نہیں۔

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ طب کا مسئلہ ہے، جس آدمی کو کوڑھ کی بیماری لگ جائے، اس کو جتنا بھی لذیذ اور طاقت بخش خوراک کھلائیں۔ اس کی بیماری ترقی کرتی جائے گی اسی طرح جس کا عقیدہ خراب ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرا نبی مانے وہ کتنے اچھے ہی عمل کیوں نہ کرے، لوگوں سے نرم سلوک اور برتاؤ سے پیش آئے، اس کا کفر و شرک بڑھتا جائے گا۔

1۔ ہمیشہ روزہ رکھنے والا۔ 2۔ راتوں کو قیام کرنے والا (مرتب)

Marfat.com

عقیدہ صحیح تو عمل سرسبز و شاداب، عقیدہ غلط تو عمل برباد:

حضرات!! کوئی درخت بغیر جڑ کے قائم نہیں رہ سکتا اور کوئی مکان بغیر بنیاد کے استوار ہو نہیں سکتا۔ عقد، عقد، عقدۃ، عقیدۃ چار الفاظ ہیں ان کے معنی میں مضبوطی ہے۔ اردو میں گرہ، پنجابی میں گٹھ اور پشتو میں کیا معنی ہوگا؟۔ (حاضرین نے جواب دیا "غوٹہ") اس چادر کو اگر میں مضبوط گرہ دے دوں۔ تو اس کا کھولنا مشکل ہوگا ورنہ آسان۔ دل میں جو (غوٹہ) پڑ گیا عقیدہ بن گیا۔ محسوسات میں پڑ گیا تو گٹھ جوڑ اور غوٹہ ہو گیا۔ عقیدہ صحیح ہو، تو عمل سرسبز و شاداب ہوں گے۔ تھوڑا عمل بھی نجات وفلاح کا باعث بن سکتا ہے۔ عقیدہ خراب ہو، اعمال برباد و ضائع ختم نبوت کے مسئلہ پر اگر عقیدہ مستحکم نہیں تو نہ توحید پر عقیدہ ہے، نہ رسالت پر اور نہ خدا خدا رہتا ہے۔ ہاں ہاں اللہ میاں نے خود فرمایا ہے: وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جب "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" نہ رہا تو العیاذ باللہ خاکم بدہن[1]۔ خدا کا کلام جھوٹا ہو جائے گا۔ کلام باطل ہو تو متکلم کی صداقت کیسے رہ سکتی ہے۔

پہلی آسمانی کتابوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جو خوشخبریاں دی ہیں وہ کیسے درست رہ سکیں گی۔ تمام انبیاء علیہم السلام من آدم علیہ السلام[2] الی سید ولد آدم علیہ السلام اس بات پر متفق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک بھیجے ہوئے آخری نبی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو تمام انبیاء علیہم السلام کا اتفاق کہاں؟۔

کہاں اللہ کا فرمان "وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" اور کہاں نبی آخر زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان "انا خاتم النبیین لانبی بعدی".

خود مرزا قادیانی کی کتابوں کا جو انصاف کی نگاہوں سے مطالعہ کرے گا وہ خود بخود اس کے خرافات سے، اس کی حماقت کا اندازہ لگا سکے گا کہاں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزانہ کلام اور کہاں پنجابی نام نہاد جھوٹے نبی کا بے ہودہ کلام۔

1۔ میرے منہ میں خاک۔ 2۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک (مرتب)

Marfat.com

چہ نسبت خاک را با عالم پاک:

مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے کہ:

''اللہ میرے ساتھ سویا اور طاقت رجولیت کا اظہار کیا۔ پھر مجھے حمل ہو گیا۔ تھوڑے دنوں بعد مجھ سے بچہ پیدا ہو گیا۔ (اس بچے کی یوں تعریف کرتا ہے) فرزند دل بند گرامی ارجمند **مظهر الحق والعلی کان الله نزل من السماء**''.

آہ!! افسوس!! کہ اس کلام کو پڑھ کر بھی کوئی مرزا کو نبی یا مہدی تصور کر سکتا ہے؟۔ یہ کوئی انسانوں کا کلام ہے؟۔ مجھے ایسی باتوں کے نقل کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ یہ کوئی انصاف ہے؟۔

خدا کی قسم!!! ایسی باتیں زبان پر نہیں آسکتیں۔ نہ کوئی شریف آدمی کہہ سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے؟۔

ان باتوں سے بدبو آرہی ہے:

لیکن کیا کروں۔ کبھی کبھی بدبودار گلیوں سے بھی گذرنا پڑتا ہے ایک جگہ لکھتا ہے:

''مرزا قادیانی اپنے الہام ''**یریدون ان یروا طمثك**'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی و ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا جو متواتر ہوں گے۔ اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہیں۔

مرزا کی کفریات کی ایک لمبی چوڑی داستان ہے۔ اس نے خدا کے انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین رحمۃ اللہ علیہ کی اور ہر دور کے علماء کے حق میں ہتک آمیز عبارتیں لکھی ہیں۔

میرے دوستو اور بھائیو!! تو مجھے سمجھاؤ تا کہ میں اس مسئلہ کے بیان سے رک جاؤں۔ یا میری فریاد سن لو۔ اور اس فتنہ ارتداد (مرزائیت) کے خاتمہ کے لئے متفق ہو جاؤ۔

Marfat.com

مصلحت دیدمن آں است کہ یاراں همه کار
بگذار انند سر طره یاری گیرند

انگریز اور کتے کی مثال:

اگر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی ختم المرسلینی نہ رہی تو پھر آپ کے یہ مدارس اور دار العلوم کس کام کے؟۔ نہ تمہارا علمی عزت و وقار رہے گا اور نہ یہ پیری فقیری۔ میں تو اس خارداروادی میں کود پڑا ہوں۔ ؎

ہرچہ بادا باد ماکشتی در آب انداختیم

اگر آپ میرا ساتھ دیں گے تو بچ جائیں گے۔ میری مثال تو اس کتے اور انگریز جیسی ہے۔ ایک دفعہ ایک انگریز اپنے کتے کو دریا کی طرف لے گیا۔ انگریز دریا میں نہانے کیلئے آگے بڑھا۔ کتے نے دیکھا کہ دریا میں ''سنسار'' ہے۔ اگر انگریز بڑھ جائے تو سنسار اسے غرق کر دے گا۔ جب انگریز آگے بڑھتا، کتا اس کے پاؤں میں بھونکتا، چیختا، چلاتا۔ تا کہ وہ آگے جانے سے رک جائے۔ مگر انگریز نہ سمجھا۔ جب انگریز سنسار کے نزدیک ہونے لگا تو کتے نے اپنے مالک کو بچانے کی خاطر چھلانگ لگادی۔ خود غرق ہوا۔ انگریز کتے کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ دریا میں کوئی آفت ہے تو میں نے بھی اس دریا میں چھلانگ دی ہے۔ تا کہ مسلمانوں کو مرزائی سنساروں سے بچا سکوں۔

لما نزل:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

''نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی کے باپ، لیکن اللہ کا بھیجا ہوا رسول اور نبی ہے اور کل نبیوں علیہم السلام پر مہر۔ (ان کے بعد کوئی نبی آنے والا

Marfat.com

نہیں!!)۔

(الاحزاب:۴۰)

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایھاالناس لا نبی بعدی ولا امۃ بعد کم.

(مسند احمد ص:۳۹۱ جلد۲)

کئی احادیث کے جملوں کو جمع کر کے بیان کیا کہ تا کہ آیت کا مفہوم آپ کو سمجھ میں آسانی سے آسکے۔

انا خاتم النبیین لانبی بعدی میں لانفی جنس کے لئے ہے۔ اسم نکرہ ہواور اس پر لا داخل ہو جائے تو اپنے مدخول کے بیج کو نکال دیتا ہے۔ ککھ بھی نئی چھڈ دا۔ (یعنی نام ونشان مٹا دیتا ہے۔)

ارے طالب علمو!! تم تو مرفوعات میں پڑ گئے:

میں منصوبات کے ''لا'' کی بحث کر رہا ہوں۔ تم معمول میں پھنس گئے اور عامل سے غافل رہے گئے۔ لارجل فی الدّار کے کیا معنی ہیں؟۔ گھر میں کوئی مرد نہیں۔ فارسی میں اس کا ترجمہ یہ ہوگا ''نیست مردے درخانہ'' پنجابی میں '' گھر دے اندر کوئی جناں مرد نہیں'' پشتو میں کیا معنی ہو گا (حاضرین میں سے کسی نے بتایا) ''پہ کور کی خوک سڑی نشتہ''۔ انگریزی میں اس کا معنی ''نو مین ان دی ہاؤس (No man in the house) اگر غلط پڑھوں تو جیل خانہ کی انگریزی ہے۔ کوئی الو کا پٹھا یہ کہہ سکتا ہے کہ میرا باپ گھر میں ہے یا چچا گھر میں ہے۔ یا تو اس کا باپ مردوں سے نہ ہوگا۔ ''خسرہ'' اور ''لالہ گاموں'' ہوگا۔ اور اگر مرد ہوگا تو گھر میں نہ ہوگا۔

وہ کسی بھیک مانگنے والے نے آواز دی ''فقیر کو بھیک دے دو'' گھر کے اندر سے ایک آدمی نے جواب دیا کہ '' گھر میں کوئی نہیں''، فقیر بھی منطقی تھا۔ اس نے کہا کہ ''اے خسرے!! آپ چند منٹ کے لئے آدمی بن کر بھیک لے آئیں''۔

Marfat.com

تولانبی بعدی کا معنی یہ ہوگا کہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں کیا یہ معنی ہوسکتا ہے کہ ظل بروزی نبی آسکتا ہے؟۔تو پھر لا الہ الا اللہ بھی یہ ہوگا کہ ظلی بروزی خدا موجود ہیں۔''لا'' جس چیز پر داخل ہوتا ہے تو اس کا تخم ماردیتا ہے۔

لا الہ الا اللہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔یہاں تو الا ہے (خاکم بدہن خاکم بدہن) اگر الا نہ ہوتا تو معنی کے لحاظ سے ''اللہ'' کا سلب بھی ہوجاتا۔

لا الہ الا اللہ کا معنی:

لا الہ الا اللہ کوئی معبود نہیں، کوئی مقصود نہیں، کوئی معبود نہیں، کوئی مسجود نہیں، کوئی حل المشکلات نہیں، کوئی قاضی الحاجات نہیں، کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں، کوئی عالم الغیب نہیں،

''وعنده مفاتح الغيب لايعلمهما الا هو''.

اسی کے پاس ''غیب'' کی کنجیاں ہیں۔اسی کے قبضہ میں غیب کے خزانے ہیں جو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔کوئی دینے والا نہیں، کوئی لینے والا نہیں، کوئی اجاڑنے والا نہیں، کوئی بسانے والا نہیں۔کوئی عزت دینے والا نہیں۔کوئی ذلت دینے والا نہیں۔

''قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝

(آل عمران:۲۶)

آپ ﷺ کہہ دیجئے!! اے میرے اللہ!! شہنشاہی کے مالک!! جسے چاہے سلطنت دے جس سے چاہے حکومت چھین لے۔اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے۔بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے......

آپ ﷺ کہہ دیجئے۔اے میرے مولا شہنشاہی کے مالک تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ جسے چاہے سلطنت دے وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ جس سے حکومت و بادشاہی، عزت و اقبال چھیننا چاہے، چھین سکتا ہے۔کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔کوئی نذر و نیاز کا مستحق نہیں کوئی سجدہ کا

Marfat.com

حقدار نہیں ہے۔

مدت سے لئے پھرتا ہوں اک سجدۂ بے تاب
ان سے کوئی پوچھے وہ خدا ہیں کہ نہیں

یہ ''لا'' جب الٰہ باطلہ پر آیا تو اس نے تمام الٰہ باطلہ کو بیخ و بن [1] سے نکالا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب فرمایا:

''**لانبی بعدی**''.

تو تمام باطل نبیوں کو جڑ سے اکھاڑا۔

''**الم ○ ذلك الكتاب لاريب فيه**''.

یہ ہے وہ کتاب جس میں کسی قسم کا، کسی وجہ سے، کسی نہج سے، کسی زبان سے، کسی مکان میں:

''**فی ای زمان و فی ای مکان**''.

بھیجنے والے کی طرف سے، لانے والے کی طرف سے، لینے والے کی طرف سے، پڑھنے والے کی طرف سے، سننے والے کی طرف سے، ادنی ایک حرف، ایک لفظ، زبر زیر، پیش، شد، مد، ذرے کا ذرہ کروڑویں کا کروڑواں حصہ، تھوڑا، تولہ، ماشہ، ''ذراجیاوی'' شک کی گنجائش نہیں۔

''**مَايَكُونُ لِيٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآءِ نَفْسِيْ**''.

جس پر نازل ہوا، وہ خود اس میں تبدل وتغیر اور ترمیم واضافہ سے عاجز ہے۔ (حضرات یہ ہے عقیدہ)

نحوی حضرات جلوہ افروز ہیں۔ اگر غلط کہوں تو روک دیں کچھ ایسی ویسی بات نہیں۔ میں بھی جھگڑالو طالب علم ہوں۔ مگر کوئی رضی اور سیبویہ کے ساتھ بھی جھگڑا کرے گا؟۔ انہوں نے ''لا'' کا معنی یہ کیا ہے۔ میں نے نحو کے اصول کے مطابق یہ طویل ترجمہ کیا۔ ''لا'' کے بغل میں نکرہ آجائے تو عموم پیدا کرتا ہے۔ جنس کی نفی کر لیتا ہے۔ میں نے سال بھر میں شرح

1۔ جڑ سے (مرتب)

Marfat.com

جامی کو ختم کرنے نہ دیا۔ جس جگہ پر نہ سمجھتا تو اپنے شیخ کو تمام حلقہ درس میں بآواز بلند کہتا کہ

''شیخ!! اس جگہ پر نہیں سمجھا، سمجھا کے آگے جانا''!!

طالب علمو!! لا لنفی الجنس مجھ سے سیکھو:

باقی مسائل میں تم سے سیکھ لوں گا۔ یہ ''لا'' فعل پر آجائے یا اسم پر تو فعل کی بھی خیر نہیں اور اسم کی بھی۔ دونوں کا خاتمہ کر دیتا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ.

(المائدہ:۳)

اللہ تعالیٰ نے تم پر مردار جانور اور ذبح کے وقت بہتا ہوا خون، خنزیر کا گوشت اور نذر و نیاز جو اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کے نام نامزد کیا جائے حرام کر دیا ہے۔ پھر بھی جو شخص بھوک سے بے تاب ہو جائے۔ بے بسی اور لاچاری میں مبتلا ہو کر ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھالے بشرطیکہ نہ تو اس میں طالب لذت ہو اور نہ کفایت سے تجاوز کرنے والا ہو (فلا اثم علیہ) تو اس شخص پر کوئی گناہ نہیں!!

واقعی اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ فلا اثم میں لا نفی جنس کا ہے۔ یعنی یہ معنی نہیں کہ ظلی بروزی اثم ہے۔

لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ.

تم پر کوئی گناہ نہیں نہ صغیرہ نہ کبیرہ۔ اگر تم اپنی عورتوں کو طلاق دو، اور تم نے ہاتھ بھی نہ لگایا ہو اور مقرر کیا ہو۔ ان کے لئے کچھ مہر۔ ایسی حالت میں ان کو متعہ دو۔ کپڑوں کا جوڑا اور دوپٹہ مالدار پر اس کے موافق اور غریب پر

Marfat.com

اس کے موافق!!

(البقرہ:۲۳۶)

"لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرُ لَہٗ وَلَا مِثَالَ لَہٗ وَلَا مَثِیْلَ لَہٗ وَلَا شَبِیْہَ لَہٗ وَلَا ضِدَّلَہٗ وَلَا نِدَّلَہٗ".

یہ تمام لانفی جنس کے لئے ہیں۔ لاشریک لہ کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ اللہ کا ظلی بروزی شریک ہے؟۔

اَنَا اخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰیO اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا.

(طٰہٰ:۱۳،۱۴)

میں نے چن لیا ہے تجھ کو اے موسیٰ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی پس میری بات بات کان دھر کے سننا۔ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ یہ پکی بات ہے کہ ہم مابدولت "اللہ" ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا کوئی معبود نہیں کوئی مسجود نہیں۔

یقین دانم دریں عالم که لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا هُوْ
ولا مقصود فی الکونین لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا هُوْ

الا انا مگر میں۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ.

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ.

بے شک جو اللہ کے دوست ہیں اور اس کے حکم کو بسر و چشم مانتے ہیں۔ ان کو حق بیان کرنے میں کسی قسم کا خوف و حزن نہیں۔

(یونس:۲۲۲)

اب لا نبی بعدی کا معنی خوب ذہن نشین ہوا ہوگا۔

حضرات!! قرآن کریم کے الفاظ و معانی دونوں پر ایمان عقیدہ اسلام میں ضروری ہے۔ نہ صرف الفاظ پر ایمان لانا کافی ہے اور نہ صرف معانی پر۔ بلکہ دونوں پر، یہ نہیں کہ الفاظ ہوں اللہ تعالیٰ کے اور معنی ہوں عطاء اللہ کے، یا الفاظ ہوں عطاء اللہ کے معانی ہوں اللہ تعالیٰ کے نہیں نہیں!! الفاظ

Marfat.com

ومعانی دونوں اللہ تعالیٰ کے ہوں گے۔

تمہیں معلوم ہے کہ قرآن مخلوق نہیں۔ کیونکہ وہ قدیم کا کلام ہے۔ متکلم قدیم تو کلام بھی قدیم۔ کلام الٰہی کبھی تو فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترا ہے۔ اور کبھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر۔ کبھی میدان جنگ میں تو کبھی مکہ اور مدینہ کی مقدس اور طیب گلیوں میں جو گفتگو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کی ہے وہ ہے وحی الٰہی۔ اس کا نام ہے قرآن کریم اور کلام الٰہی۔

اللہ تعالیٰ کے الفاظ تو قرآن مجید کی عبارت ہے:

اور اللہ تعالیٰ کے معانی وہ ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا ہو۔ نہ کہ مرزا غلام احمد نے۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيْهِمْ.

(النحل:۴۴)

اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ کتاب تا کہ بیان کرے ان لوگوں کو اس کتاب کو جو تجھ پر اتاری گئی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرائض میں چار امور قرآن نے ذکر کئے ہیں:

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍO

(الجمعہ:۲)

اللہ تعالیٰ وہی ذات ہے، جس نے ان پڑھوں میں ایک عظیم الشان رسول بھیجا۔

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ.

ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے۔

وَ يُزَكِّيْهِمْ.

Marfat.com

اوران کے دلوں کو کفر وشرک کے میل کچیل سے صاف کرتا ہے۔

وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ .

اوران کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔اس کتاب کے معانی بیان کرتا ہے۔

وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ.

بیشک وہ اس سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(آل عمران:۱۶۴)

اس میں بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرائض میں تلاوت، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب وحکمت بیان کیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا:

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(البقرہ:۱۲۹)

اس میں بھی یہی ذکر ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کے جو معنی بیان کئے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے اشارے پر۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○

(النجم:۳،۲)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دہن مبارک سے ایک حرف بھی نہیں نکلتا، مگر وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی ہے۔

گویا وحی دو قسمیں ہیں۔وحی متلو یعنی قرآن اور ایک وحی خفی وہ ہے حدیث۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتم النبیین کی تشریح خود فرما دی۔فرمایا:

Marfat.com

اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.

ان کو حق ہے قرآن کے معنی بیان کرنے کا۔

مسلم شریف کے حدیث میں و ختم بی النبیون کا جملہ ہے۔

تمام انبیاء کرام حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت میں شامل ہیں:

حضرات!! تمام پیغمبر علیہم السلام حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی امت میں ہیں۔ دعویٰ سے کہتا ہوں طالب العلمو!! سنو!! تم کو کہہ رہا ہوں۔ علماء مشائخ کے سامنے کہہ رہا ہوں۔ اس لئے کہ سند ہو، غلط کہوں گا تو میری اصلاح فرمائیں گے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ.

(آل عمران:۸۱)

اس کے معنی وَاذْکُر اِذْ اَخَذَ اللّٰہ ہوں گے۔ اذ کا عامل مفسرین اذکر یا قالوا بتاتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی کانفرنس منعقد کی اور خود صدر بنے۔ پیغمبروں علیہم السلام سے اقرار نامہ کیا۔

اس نکرہ پر ہزار معرفے قربان:

لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ.

جب میں دوں تمہیں کتاب اور علم شریعت۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ.

پھر تمہارے پاس بڑے شان والے، رسول میں تنوین تعظیم کے لئے ہے۔ اس نکرہ پر ہزار معرفے قربان ہوں۔

مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ.

وہ نبی اس کتاب کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے۔ تو تم اس کی تصدیق و تائید کرنا اور اس کی نصرت کرنا۔ مسلمانو!! یہ معنی ہے خاتم

Marfat.com

النبیین کا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.

میرے بعد کسی زمانہ میں، کسی ملک میں، نہ حقیقی، نہ مجازی، نہ ظلی، نہ بروزی چروزی کروزی وغیرہ نبی اور رسول نہیں۔ اس کے باوجود جب مرزا کہے کہ میں ظلی بروزی نبی ہوں تو کیا اس کی بات درست ہے؟۔ (لوگوں نے کہا: نہیں!!)

ظلی کا معنی ومفہوم:

ظلی کے کیا معنی سایہ والا ہے۔ ہمارے اوپر کیا ہے؟۔ سائبان اور شامیانہ۔ ہم کو آسمان نظر آتا ہے؟ نہیں۔ کیونکہ ہم سایہ میں ہیں۔ ارے شامیانہ سے باہر والا!! تمہیں آسمان نظر آرہا ہے؟ ہاں تم ہم سے اچھے ہو۔ مرزا سے بھی تم اچھے ہوئے۔ تم ظلی نہیں وہ ظلی تھا لو بھئی۔ شاہ جی بھی ظلی بروزی ہوا۔ اور تم بھی ظلی بروزی ہوئے۔ مرزا تو اس لئے ظلی بروزی کہ اس کے درمیان شامیانے جیسا پردہ تھا۔ وہ برطانیہ کا نبی تھا۔ نہ اللہ سے اس کا تعلق، نہ نبی سے اس کا تعلق۔ سایہ ہی سایہ۔ پھر وہ کس طرح نبی ہوا۔

یہ کہتا ہے کہ: ''محمد رسول اللہ ﷺ کا عکس ہوں''۔

ارے بھائیو!! کسی شئے کا عکس بعینہ [1] وہی شئے ہوتا ہے۔ شیر کی تصویر بعینہ شیر کی ہو گی۔ ایسا نہیں کہ شیر کی تصویر گیدڑ کی ہو۔

ظلی ہو محمد ﷺ کا، طواف کرے گورنر کی کوٹھی کا:

نبی کریم ﷺ نے مکہ و مدینہ میں پیغام الٰہی کو مخلوق تک پہنچانے کی راہ میں کتنی قربانیاں پیش کی ہیں۔ یہاں تک کہ احد کی لڑائی میں آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ بتاؤ، مرزا نے اسلام کی اشاعت کے لئے کتنے جہادوں میں شرکت کی۔ ارے مرزا تو جہاد کو حرام سمجھتا رہا حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا:

1۔ بالکل بالاصل (مرتب)

Marfat.com

آں زایراں بود، ایں مہدی نژاد
آں ز حج بے گانہ وایں از جہاد

یعنی بہاء اللہ ایرانی جو ختم رسالت کا منکر تھا۔ اس نے حج سے انکار کیا۔ اور مرزا غلام حمد قادیانی نے جہاد کا انکار کیا۔

حالانکہ رسول عربی ﷺ فداہ ابی وامی، کا ارشاد مبارک ہے:

"اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَةِ".

''جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔''

مرزا نے کہا تھا:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص: ۴۲ خزائن ج ۱۷ ص: ۷۷)

انگریز کی غلامی کیلئے:

مرزا کہتا ہے:

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہے۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، اور شام، کابل اور روم تک پہنچایا ہے۔''

(تریاق القلوب ص: ۱۵ خزائن ج ۱۵ ص: ۱۵۵)

مرزا کی برطانیہ نوازی کا یہ حال ہے۔ سلطنت انگریزی کی حمایت درحقیقت کفر کی حمایت ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے:

''میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تا کہ مسلمانوں کے

Marfat.com

دلوں کو گورنمنٹ انگلش کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کے طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کو دور کروں۔"

انگریز کا خود کاشتہ پودا:

سنو!! برطانیہ کے خود کاشتہ پیغمبر کے کفریات کو۔ میں نے اس کو برطانیہ کا خود کاشتہ پیغمبر نہیں کہا، وہ خود یہ لقب اپنے لئے منتخب کر بیٹھا ہے۔ سنئے کہتا ہے:

"غرض یہ ایک جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ ہے۔ اور مورد مراحم [1] گورنمنٹ ہے سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس (۵۰) برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار اور جانثار ثابت کر چکی ہے اس خود کاشتہ پودا کی نسبت احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری کا لحاظ کرے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص:۲۱)

جو شخص انگریز جیسے خونخوار اور مردم خور ظالم حکومت کی خوشامد و تعریف میں رطب اللسان ہو، وہ کیسے حضور کا عکس ہو سکتا ہے مرزا نے پیش گوئی کی تھی کہ: "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ۔"

اب مرزا کو نہ مکہ کی ہوا نصیب ہوئی اور مدینہ کی۔ لاہور میں ہیضہ کی مرض سے مرا اور ملکہ وکٹوریہ کی تمنا اپنے ساتھ قبر کو لے گیا۔

ولکم حسرات فی صدور المقابر.

ستارہ قیصریہ میں مرزا کا وہ خط درج ہے جو اس نے ملکہ وکٹوریہ کے نام بھیجا تھا۔ جس میں ملکہ وکٹوریہ کو نور قرار دیا۔

(ستارہ قیصریہ ص:۶، خزائن ج ۱۵ ص:۱۱۷)

اس ملکہ وکٹوریہ کے تین سو فرینڈز (یار دوست) تھے جہاں بھی جاتی اپنے یاروں سے

1۔ انگریز حکومت کی نوازشات کی حقدار (مرتب)

Marfat.com

ملتی۔ ؎

برزمیں که رسیدیم آسماں پیدا است

ملکہ وکٹوریہ کے طلب میں بہت سے الو کے پٹھے مر گئے۔ ؎

دریں ورطه کشتی فرو شد هزار

که پیدا نه شد تخته اش بر کنار

برطانیہ نواز۔ گورنر کی کوٹھی کے طواف کرنے والا۔ جہاد کو حرام سمجھنے والا۔ ملکہ وکٹوریہ کے نور کا مجذوب کب حضور اکرم ﷺ کا عکس ہو سکتا ہے۔

نه هر که سر بتراشد قلندری داند

سرفروشی کی تمنا هے تو سر پیدا کر

مرزائیوں کے ساتھ بحث مباحثہ مت کرو۔ ان سے صرف ''لا'' کو پوچھو۔ لام، الف لا۔ دو حرف ہیں نہ بی ہے نہ لو ہے بلکہ لا ہے (اللہ ان دونوں کو آپس میں ملنے کی توفیق نہ دے) جس پر بھی آ جائیں اسی کا تخم ہی نکال کر چھوڑتے ہیں۔ ''لا'' کی تلوار مارو۔ جہاں کوئی مرزائی ملے ''لا نبی بعدی'' کا پوچھو۔

جہاں بھی رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کو نہ ماننے والے ملیں تو ان کو بندوق سے نہیں، چاقو سے نہیں، لاٹھی سے نہیں، جوتوں سے مارو، پچاس مارو اور پانچ گنو۔ ہاں ہاں!! خود مرزا نے لکھا ہے کہ: ''پانچ اور پچاس میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے۔''

پانچ اور پچاس میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے:

بھوپال کی ملکہ (اور دوسرے مسلمانوں) سے مرزا نے چندہ طلب کیا کہ میں براہین احمدیہ کو پچاس (۵۰) جلدوں میں لکھوں گا۔ تو ملکہ (اور دوسرے مسلمانوں) نے پچاس جلدوں کے لئے کثیر رقم دے دی مرزا نے صرف پانچ لکھ دیں۔ عرصہ دراز کے بعد ملکہ نے دریافت کیا کہ تو نے پچاس کا وعدہ کیا تھا اور لکھ دیں پانچ۔ تو مرزا نے کہا کہ پچاس اور پانچ میں

Marfat.com

صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔

(براہین حصہ پنجم دیباچہ ص:۷۔خزائن ج ۲۱ص:۹)

تو آپ پچاس مارو اور پانچ گنو۔ بلکہ پانچ سو مارو اور پچاس گنو کیونکہ پچاس اور پانچسو میں ایک نقطہ کا فرق ہے۔

ختم نبوت جان ہے قرآن کی:

بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداوٗد، نسائی، ابن ماجہ، حدیث کی تمام کتابوں کی جان ''ختم نبوت'' ہے۔ تفسیر و اصول تفسیر، حدیث و اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم کلام، وغیرہ تمام مذہبی علوم وفنون کی روح ختم نبوت ہے۔

بزرگان دین!! میری زبان کو نہ دیکھو۔ میرے مدعا کو دیکھو۔ اپنے مدعا کی اس بات کے لئے اگر صرف ''لا'' کو پیش کروں تو دوسو (۲۰۰) ''لا'' صرف قرآن مجید سے استشہاد[1] کے طور پر پیش کر سکتا ہوں اور احادیث ہیں تو بے شمار۔ یہ ایسا قوی ''لا'' ہے کہ اسم اور فعل دونوں پر آجائے تو کچھ نہیں چھوڑتا۔ سات سمندروں میں پانی آجائے۔ طغیانی اور طوفان برپا ہوں تو اتنی تخریب نہ ہوگی۔ شاید کچھ بچ جائے گا۔ جیسا کہ طوفان نوح سے جودی کے پہاڑ کی چوٹی بچ گئی تھی۔ مگر ''لا'' جب آجائے تو پھر کسی چیز کے بچنے کی امید نہ کریں۔

''وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ''۔

(قاسم الخیرات والعلوم) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

''اگر یہ ثابت کیا جائے کہ مریخ اور دیگر کواکب میں آبادی ہے تو وہاں نبیوں کا آخری نبی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوں گے۔ جیسا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کبریت احمر نے مراقبہ میں دیکھا تھا کہ مریخ میں آبادی ہے۔''

1۔ بطور شہادت یا دلیل (مرتب)

Marfat.com

شیعہ اور سنی ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اکٹھے ہو جائیں:

ختم نبوت کی حفاظت کے لئے متفق ہو جاؤ!! ختم نبوت نہیں تو تم بھی نہیں۔ وہ تو نواسہ ہیں اور یہ تو مرزائیوں نے ان کے نانا کے عمامہ شریف پر ہاتھ ڈالا ہے۔

مرزا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو بھی نہیں چھوڑا:

مرزا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے رضی اللہ عنہ کی توہین بھی کی ہے لکھتا ہے۔

کربلائے ست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص:۹۹ خزائن ج ۱۸ ص:۴۷۷)

شعروں میں بیان کئے ہیں:

وَشَتَّانُ مَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ حُسَیْنِکُمْ
فَاِنِّیْ اُؤَیَّدُ کُلَّ ان وَّاُنْصَرُ
وَاَمَّا حُسَیْنٌ فَاذْکُرُوْ دَشْتَ کَرْبَلَا
اِلٰی ھٰذِہِ الْاَیَّامِ تَبْکُوْنَ فَانْظُرُوْا

(اعجاز احمدی ص:۵۲ خزائن ج ۱۹ ص:۱۶۴)

''میرے اور حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ مجھے ہر وقت تائید و نصرت حاصل ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کو تائید و نصرت کہاں؟ دشت کربلا کا واقعہ یاد کرو۔ اس وقت سے لے کر اب تک تم روتے ہو۔''

نئی اور پرانی خلافت:

مرزا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی بھی توہین کی ہے۔

شیعہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

Marfat.com

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔اب نئی خلافت لو (یعنی مرزا کی خلافت)
ایک زندہ آدمی تم میں موجود ہو اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔'' (نعوذ باللہ من ذالک)

(ملفوظات احمدیہ ص: ۴۰۰ ج ۱)

شیعہ اور سنی حضرات!! آپس میں مت لڑو۔ آپ دو (۲) نمائندے مقرر کرو۔ ایک نمائندہ شیعہ کا ہو جو اللہ سے ڈرنے والا ہو اور دیندار ہو اور ایک نمائندہ سنیوں کا۔ دونوں کو روضہ اطہر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بھیجو وہاں چل کر غسل کرو یا وضو کی طہارت کر کے ''روضة من رياض الجنة'' میں دو رکعت نفل پڑھ کر روضہ اطہر کے مقابل آ کر صلوٰۃ و سلام پڑھ کر مراقبہ کریں اور یہ دعا کریں کہ

''اے مولا!! میرا ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں کچھ شک ہے تو میری اصلاح فرمائیے۔ اگر اس کی اصلاح نہ ہوئی تو یہ میری گردن حاضر ہے۔ اس کو کاٹ دو''۔

گذشتہ سال قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے انہوں نے بیان کیا کہ:

''جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور روضۂ اطہر کی زیارت کی تو میں نے ایک آدمی دیکھا کہ اس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قبر انور کی زیارت کر کے حضور اکرم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مبارک قبروں کی زیارت نہ کی اور نہ ان کو سلام پیش کیا۔ میں نے اس کو کہا کہ بھئی یہ کیوں؟۔

اس نے کہا:

''میں شیعہ ہوں۔ میرا جی نہیں چاہتا کہ ان دونوں پر سلام کہوں''۔

میں نے اسے پیار سے کہا:

''ارے بھائی خدا کے لئے ذرا وضو کر کے آنا اور یہاں بیٹھ کر تھوڑی دیر

Marfat.com

کے لئے مراقبہ کرنا۔“

چنانچہ اس نے میری بات مان لی۔ وہ منصف مزاج شیعہ تھا وضو کر کے آیا۔ دوگانہ پڑھنے کے بعد کافی دیر تک مراقبہ میں رہا یک اس نے باآواز بلند نعرہ لگایا۔ حاضرین نے متعجب ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا اس نے کہا:

”خدا کی قسم!! حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے درمیان میرے پاس آکر کہنے لگے کہ تو میرے ان محبوب ساتھیوں کے بارے میں بدظنی اور برے خیالات کیوں رکھتا ہے؟۔

”آج سے توبہ کرتا ہوں۔ میں فضیلت شیخین کا معتقد بن گیا“۔

دعا کرو!! اے اللہ تعالیٰ شیعہ سنی بھائیوں کے جھگڑوں کو ختم فرمادے۔

هنوز ابرے رحمت درخشاں است

خم و خمخانه با ابرو فشان است

اس فتنہ کی تردید کے لئے سنی اور شیعہ سب متفق ہو جاؤ۔ ”لا“ کی تلوار لو اور ان سے لڑو۔ لابزن بلابزن۔

مرزے کا ترجمہ:

ان مرزائیوں سے پوچھو کہ تمہارے باپ نے جو ترجمہ کیا ہے:

”وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ“.

اس کو کیوں نہیں مانتے؟۔ ازالہ اوہام مصنفہ مرزا غلام قادیانی“ میں یہ عبارت ہے:

”مگر وہ رسول اللہ (ﷺ) اور ختم کرنے والا نبیوں کا“

(ازالہ ص:۶۱۴ خزائن ج ۳ ص:۴۳۱)

یہ آیت بھی صاف دلالت کرتی ہے کہ ہمارے بعد کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پھر اس کو کیا جنون ہوا کہ اپنی عبارت بھی اس کو یاد نہ رہی اور برطانیہ کے اشارے نبوت کا دعویٰ کیا۔

Marfat.com

لا اله الا الله، لاحول ولاقوة الا با الله.

ذالك الكتاب لاريب فيه.

''یہ ہے وہ کتاب جس میں کسی قسم کا شک نہیں''۔

(البقرہ ۲:۵)

نہ حقیقی نہ مجازی، نہ ظلی نہ بروزی چروزی، ھدی للمتقین یہ کتاب راہ ہے متقی کے واسطے۔ متقی کے معنی شرک سے بچنے والا، بدعات سے بچنے والا، گناہ سے بچنے والا صغیرہ ہو یا کبیرہ الذین یومنون متقی وہ لوگ ہیں جو مان لیتے ہیں۔ بالغیب جو یقین لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر بن دیکھے............ یہ ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔

شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ فی ارض اللہ:

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (محدث دہلوی) نے ہند میں احادیث وتفاسیر کا چرچا پیدا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی تصانیف حدیث وتفسیر، علم کلام اور تصوف میں لکھیں۔ اور قرآن شریف کا ترجمہ فارسی میں کیا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلف الرشید شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کا ترجمہ اردو میں کیا۔ مگر ایسی ویسی اردو میں نہیں، فصیح وبلیغ اردو میں۔ جس سے اگر عربی بنائی جائے تو عین قرآن ہوگا۔ ترجمہ میں ایک لفظ بھی زیادہ نہیں۔ یہ ترجمہ انہوں نے ۴۰ سال میں مکمل کیا ہے۔ یہ ترجمہ موجود تراجم کی جان ہے۔ ہم نے تو تمام عمر منطق وفلسفہ، ریاضی، صدرا[1] میں صرف کی۔ قرآن اور حدیث سے بے خبر یہ۔ حمد اللہ[2] اور صدرا، متنبی میں تو مہارت ہو، اور قرآن کے ایک جملہ کا معنی نہ آتا ہو۔ کتنی شرمناک بات ہے۔

کیا تمہیں صدرا سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دے گی؟

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ ھُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ. (البقرہ:۶۱) کے ضمن میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر منطق وفلسفہ کے درپے ہونا خیر کو چھوڑ کر ادنی کو طلب کرنا ہے۔

1۔ درس نظامی میں پڑھائی جانے والی ایک کتاب کا نام 2۔ درس نظامی کی کتاب کا نام (مرتب)

Marfat.com

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرًا.

اس دن رسول شکایت کے طور پر کہیں گے!!! اے میرے پروردگار!! میری اس قوم نے قرآن کو جو واجب العمل تھا، بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔

یہ شاہ اشرف علی کا ترجمہ ہے۔ اس پر شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں:

''قرآن مجید کی تلاوت پر تعاہد کرنا اور دیگر مشاغل میں مصروف رہنا مکروہ اور ممنوع ہے''۔

آج کل تو واعظوں نے بجائے قرآن و حدیث کے شعر و شاعری کا وعظ شروع کر دیا ہے۔ ایسے واعظ قیامت کے دن مہجوریت قرآن میں شمار ہوں گے۔ جیسا کہ کلام الٰہی شاہد ہے۔

طالب العلمو!! یہ آیت کس کے متعلق ہے۔ غصہ نہ ہونا بھائی۔ مشورے کی بات کرتا ہوں۔ اگر غصہ ہو بھی جائے تو کیا مار ہی جاؤ گے؟۔ ایک دفعہ ہی مرنا ہے۔ تم ہی مار ڈالو۔

ایک جان ہے باقی، اسے تو لے یا خدا

ارے طالب العلمو!

تمہارے پڑھنے کا نتیجہ درس و تبلیغ ہونا چاہیے۔ تدریس بھی بہت ضروری ہے۔ اگر تدریسی سلسلہ بند ہو جائے تو تبلیغی سلسلہ کہاں؟۔ تدریس سے مبلغین پیدا ہوتے ہیں۔ مولوی فاضل اور منشی فاضل میں تو کہیں تدریس نہیں۔ تبلیغ تو بہت بڑی بات ہے۔ ہمارے طالب العلم اخیر میں عربی ٹیچر اور فارسی ٹیچر بن جاتے ہیں۔

ارے ہوشیار ہو جاؤ!! جس چیز کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے۔ اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ باتوں میں بات آ گئی۔ شاہ ولی اللہ پہلے مترجم ہیں فارسی زبان میں۔ اور ان کا بیٹا چراغ سے چراغ جلا پہلا مترجم ہے قرآن مجید کا اردو زبان میں۔ چالیس (۴۰) سال باوضو بیٹھ کر اس نے یہ ترجمہ مکمل کیا ہے ایک پتھر پر تکیہ لگایا کرتے تھے۔ میں بہت سی دفعہ دہلی گیا ہوں۔ مگر برطانیہ کے ظلم استبداد سے اس مسجد کا استیصال کیا گیا ہے۔ اگر وہ مسجد اب موجود ہوتی تو میں اس میں جا کر دو رکعت نفل پڑھتا۔ اور اسی پتھر کو بوسہ دیتا اور دعا کرتا کہ کہ:

''اے خداوند!! حضرت شاہ عبدالقادر کی روح پر فتوح پر رحمتوں کی بارش

Marfat.com

برسا۔

"اَللّٰهُمَّ بَرِّدْ قَبْرَهٗ بِاَمْطَارِ الرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ".

"اے اللہ! اس کی قبر کو رحمت اور مغفرت کی بارش سے ٹھنڈا کر دے۔"

اس کا ترجمہ لفظ بہ لفظ ہے مفرد کا مفرد اور مرکب کا مرکب۔ اگر اللہ تعالیٰ اردو میں قرآن مجید نازل فرماتے تو شاہ عبدالقادر کی زبان میں ہوتا۔ اس نے بالغیب کا ترجمہ "بن دیکھے" سے کیا ہے۔

"اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ".

رُوح المعانی اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں "رسول" سے فرشتہ مراد لیا ہے۔ جیسا کہ: "وَاِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ."

میں رسول سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے۔

"وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ".

نماز کو مع فرائض وواجبات اور سُنن ومستحبات قائم کرتے ہیں۔ قیام کرتے ہیں۔ قیام نماز اور چیز ہے، اور اداء نماز اور چیز ہے۔

"وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ".

اور جو کچھ دیا ہے، ہم نے ان کو ان میں سے خرچ کرتے ہیں بانٹ اگر خدائی بانٹ ہو جائے تو فساد ختم ہے۔ کمیونزم وغیرہ کا استیصال ہو جائے گا۔

"وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ".

اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے:

"وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ".

اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہے۔

حضرات!! غور سے دیکھو کہ یہاں پر "من بعدك" کا لفظ نہیں بلکہ "من قبلك" کا لفظ ہے۔ جھگڑا ختم۔ مرزا کا "براہین احمدیہ" کس طرح قرآن ہو سکتا ہے؟۔

Marfat.com

ارے جو قبل ہے۔اس میں بھی ایک بات ضرور ہے۔وہ یہ کہ امام الانبیاء ان کی تصدیق کرنے والے ہوں۔محمد مصطفیٰ ﷺ......

"مَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ".

کے مصدق ہیں۔

میں اپنی طرف سے نہیں کہتا خود اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں۔

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّ حِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ.

(آل عمران:۸۱)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ہیں۔جب تصدیق ہو جائے تو پھر تائید کی ضرورت نہیں۔

"وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ".

اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

مرزا کہتا ہے کہ آخرت سے مراد غلام احمد قادیانی ہے۔

ارے حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لَوۡ كَانَ بَعۡدِیۡ نَبِیٌّ لَّكَانَ عُمَرُ بۡنُ الۡخَطَّابِ".

"میرے بعد اگر نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا"۔

"قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَبَارِكۡ وَسَلَّمَ اَنَا اٰخِرُ الۡاَنۡبِيَآءِ وَ اَنۡتُمۡ اٰخِرُ الۡاُمَمِ".

(ابن ماجہ ص:۳۰۷)

"میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت"۔

اگر حضور نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہتا۔تو حضور نبی کریم ﷺ یہ اعلان نہ فرماتے۔"اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعۡدِیۡ"

آخرت سے اگر مولانا غلام غوث مراد لیا جائے یا عطاء اللہ لیا جائے،اور اگر مولانا مفتی نعیم صاحب مراد لئے جائیں۔

Marfat.com

''ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ''.

پھر تم سے قیامت کے دن نعیم کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

ارے یہ ہوسکتا ہے کہ آخرت سے غلام غوث اور عطاء اللہ یا محمد نعیم لیا جائے۔ نہیں نہیں حاشا وکلا[1]۔ تو مرزا کس طرح اس سے مراد ہوسکتا ہے۔

آہ!! زبان بھی یتیم ہوگئی اور قرآن بھی یتیم ہوگیا:

عربی زبان دانی کا یہ حال ہے مرزا کا۔

''اُولٰئِكَ عَلٰی هُدًی مِّن رَّبِّهِم''

یہ لوگ جن کے احوال اور اوصاف ذکر کئے گئے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ پر ہیں۔

''وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ''

یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں یا فلاح پاچکے ہیں۔

اگر بقیہ قرآن نازل نہ ہوتا یہ آیتیں اسلام کی صداقت اور مسلمان کے عقیدے کے لئے کافی ہیں۔

ارے یہ مرزائی نبوت کے بہت حریص ہیں (کدونئی رجدن) یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک انگریزوں کا ایجنٹ اور سرکردہ نبی ہوسکتا ہے۔

پٹنہ[2] میں ایک دفعہ بچپن کے زمانے میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ساتھ ایک دعوت کو گیا، مجھے اللہ تعالیٰ نے چون پچپن سال اپنے والد بزرگوار کی خدمت اور شرف صحبت سے نوازا ہے۔ جس وقت میں چھوٹا تھا تو باپ کے ساتھ دعوتوں کو جایا کرتا تھا۔ مگر ایسا نہیں، جب دعوت نامہ پر یہ نہ لکھا ہوتا ''مولانا ضیاء الدین بمعہ صاحبزادہ طفیلی'' جانے کا منکر تھا۔

ایک دفعہ کسی دعوت کو چلا گیا۔ کھانا لایا گیا۔ ایک بہت حریص آدمی پر نظر پڑ

1۔ ہرگز نہیں 2۔ ہندوستان کے ایک شہر کا نام (مرتب)

Marfat.com

گئی۔ جس کے سامنے بڑا رقاب رکھا ہوا تھا۔ رقاب جانتے ہو یعنی مخروطی شکل جیسا برتن جو چاول سے بھرا ہوا تھا اس حریص کا منہ چاول سے بھرا ہے اور گھر والے کو یہ کہنا چاہتا ہے کہ اور چاول لے آنا اس کے منہ میں چاول کا لقمہ ہے۔ زبان سے تو کہنے سے قاصر ہے۔ اشاروں سے اوں اوں کر رہا ہے۔ مجھے والد ماجد نے فرمایا کہ یہ بھی کبھی سیر ہوگا۔ تو مرزائی اس آدمی کی طرح حریص ہیں۔ نبوت پر کبھی بھی سیر نہیں ہوتے۔ ارے اب نبوت کی کیا ضرورت؟۔

"اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا"

(المائدہ:۳)

ارے وہ ایک فرد کی حرص تھی اور یہ تو پوری مرزائی قوم کی حرص ہے "یومنون" کا کلمہ منہ میں ہے۔ "ینفقون" کا کلمہ منہ میں اور دوسرے پیغمبر کو کہیں (اوں اوں) پوچھتا ہوں اور کیا بات باقی ہے۔ جس کی تکمیل کے لئے مابدولت مرزا تشریف لا رہے ہیں۔ تم تو وہاں گرداسپور میں رہتے تو اچھا ہوتا۔

ارے ان ظالموں نے خود گرداسپور ہندوؤں کے حوالہ کیا:

گرداسپور میں مسلمانوں کی تعداد بہ نسبت ہندوؤں کے زیادہ تھی۔ مگر مردم شماری کے وقت ان ظالموں نے کہا:

"ہم غیر مسلم ہیں" تو وہاں غیر مسلموں کی تعداد بڑھ گئی اور ہندوؤں کے حصہ میں یہ علاقہ آ گیا۔ مرزائیوں کو پاکستان میں دھکیلا گیا۔ آج گرداسپور پاکستان کے قبضہ میں ہوتا اور پاکستانی پرچم دہلی کے لال قلعے پر لہراتا ہوا نظر آتا۔

یہ سب گھر ہم نے بسائے ہوئے ہیں:

میں نے علمی پرورش حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی محمد حسن صاحب

Marfat.com

امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پائی ہے۔ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شوکت علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبتیں میسر آئی ہیں۔

میں نے ان لوگوں کے چہرے پڑھے ہیں اور ان کا پیار اور دعائیں حاصل کی ہیں۔

روحانی تربیت جناب حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے حاصل ہے۔

پیدا کہاں ایسے پراگندہ طبع لوگ
شاید کہ تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

۳۳ سال انگریز کا مقابلہ کیا۔ اب بھی الآن کما کان.[1]

لعنت بر پدر فرنگ صد بار لعنت بر پدر فرنگ:

انگریز چلے گئے مگر دم باقی ہے۔ چھپکلی کا قصہ ہے کہ چھپکلی کو اگر مارا جائے تو وہ مر جائے گی مگر اس کی دم دیر تک حرکت کرتی رہے گی۔ یہ مرزائی برطانیہ کی دم ہیں انہوں نے آج تبلیغ نہیں کی۔ اغوا مچا دی ہے مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرزائیوں نے اغوا کا نام تبلیغ رکھ دیا ہے۔

آخر میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ ''لا'' کی تلوار لو اور میدان میں نکلو۔ لمبے قصے چھوڑ دو۔ ''دو حرفی گل مکا نڑی''۔

اگر ساری رات اس مسئلہ ختم نبوت پر بولتا رہوں تو اس مسئلہ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ یہ لمبی داستان ہے۔ راتیں ختم ہو جاتی ہیں مگر مسئلہ ویسے کا ویسا تشنہ رہ جاتا ہے۔

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

(وما علینا الا البلاغ المبین)

''المنبر'' لائل پور (فیصل آباد)

۱۴/ رجب تا ۱۴/ شعبان ۱۳۸۷ھ

1۔ اب بھی ویسا ہے جیسا پہلے تھا۔ (مرتب)

Marfat.com

مرزائیوں سے چند سوال

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۲۱ شعبان ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۷ء **وفات:** ۱۰ شوال ۱۳۹۶ھ بمطابق ۵ اکتوبر ۱۹۷۶ء

Marfat.com

مجھ کو یہ پوچھنا ہے مرزا سے
یہ کبھی ہوش میں بھی آتا ہے

وہ لوگ جو ناواقفیت یا کسی مغالطے و غلط فہمی سے مرزائیت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ میں ان کو اللہ اور اس کے رسول کا واسطہ دے کر دلی خیر خواہی اور ہمدردی سے عرض کرتا ہوں کہ یہ دین و آخرت کا معاملہ ہے، ہر شخص کو اپنی قبر میں اکیلا جانا اور حساب دینا ہے، کوئی جتھا اور جماعت وہاں کام نہ آئے گی۔

اللہ تعالیٰ کیلئے ہوش میں آئیں اور عقلِ خداداد سے کام لیں اور سمجھیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی انہیں اوصاف و علامات اور نشانات کے آدمی تھا جو سید الانبیاء ﷺ نے مسیح موعود علیہ السلام کی پہچان کے لئے امت کے سامنے رکھے ہیں۔

- کیا مرزا قادیانی کا نام ''غلام احمد'' نہیں بلکہ ''عیسیٰ'' ہے؟
- کیا اس کی والدہ کا نام ''چراغ بی بی'' نہیں بلکہ ''مریم'' ہے؟
- کیا اس کے والد کا نام ''غلام مرتضیٰ'' نہیں، بلکہ بے باپ کی پیدائش ہیں؟
- کیا اس کا مولد ''قادیان'' جیسا کوردہ نہیں، بلکہ ''دمشق'' ہے؟ یا قادیان، دمشق کے ضلع یا صوبے میں واقع ہے؟
- کیا اس کا مدفن ''قادیان'' نہیں بلکہ ''مدینہ طیبہ'' ہے؟
- کیا ان کے نانا ''عمران'' اور ماموں ''ہارون'' اور نانی ''حنہ'' ہیں؟
- کیا ان کی والدہ کی تربیت حضرت مریم کی طرح ہوئی؟ اور کیا ان کی نشوونما ایک دن میں اتنی ہوئی جتنا ایک سال میں بچی کا ہوتی ہے؟ کیا ان کے پاس غیبی رزق آتا تھا؟ کیا فرشتے ان سے کلام کرتے تھے؟
- کیا مرزا جی کی پیدائش جنگل میں کھجور کے درخت کے نیچے ہوئی؟
- کیا اس کی والدہ نے پیدائش کے بعد درختِ کھجور کو ہلا کر کھجوریں کھائی تھیں؟

Marfat.com

- کیا مرزا قادیانی نے کسی مردے کو زندہ کیا ہے؟
- کیا اُس نے کسی برص کے بیمار یا مادر زاد اندھے کو اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر شفاء دی ہے؟
- کیا مٹی کی چڑیوں میں بحکم خداوندی جان ڈالی ہے؟
- کیا وہ آسمان پر گیا ہے اور پھر اترا ہے؟
- کیا اس کی سانس کی ہوا سے کافر مر جاتے تھے؟ (۱)
- کیا اس کی سانس کی ہوا اِتنی دُور پہنچتی تھی جہاں تک ان کی نظر پہنچے؟
- کیا وہ دمشق کی جامع مسجد میں گیا ہے؟
- کیا اس کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں ہوا ہے؟
- کیا اُس نے دُنیا سے صلیب پرستی اور نصرانیت کو مٹایا ہے یا اس کے زمانے میں نصرانیت کو ترقی ہوئی؟
- کیا اس کے زمانے میں ان تین اوصاف کا دجال نکلا ہے جو بحوالہ احادیث ہم نے نقشے میں درج کئے ہیں؟
- کیا اُس نے ایسے دجال کو حربہ سے قتل کیا ہے؟
- کیا اُس نے اور اِس کی جماعت نے یہودیوں کو قتل کیا ہے؟
- کیا کسی نے اس کے زمانے میں پتھروں اور درختوں کو بولتے دیکھا ہے؟
- کیا اُس نے مال و دولت کو اتنا عام کر دیا ہے کہ اب کوئی لینے والا نہیں ملتا؟ یا اور افلاس، فقر و فاقہ اور ذلت ان کے قدموں کی برکت سے دنیا میں پھیل گئے؟
- کیا آسمانی برکات پھلوں اور درختوں میں اس طرح ظاہر ہوئیں کہ ایک انار ایک جماعت کے لئے، ایک بکری کا دودھ ایک قبیلے کے لئے کافی ہو جائے؟
- کیا اُس نے لوگوں کے قلوب میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا یا نفاق و خلاف کی طرح ڈالی؟

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مرزا قادیانی میں باوجود مسیح یا مثیل مسیح کے دعوے کے یہ وصف نہ ہوئے، ورنہ ساری دنیا خالی ہو جاتی، کیونکہ یہود و نصاریٰ اور ہنود واقعی کافر ہیں ہی، مرزا جی کے نزدیک دنیا کے کروڑوں مسلمان بھی کافر ہیں۔ دیکھیں (حقیقۃ الوحی ص:۱۷۹، و اربعین نمبر ۴ ص:۶، وسیرت الابدال ص:۱۴۱، انجام آتھم ص:۶۲ وغیرہ۔ ۱۲منہ)۔

Marfat.com

- کیا بغض وحسد لوگوں کے قلوب سے اٹھ گیا یا اور زیادہ ہو گیا؟
- کیا بچھو سانپ وغیرہ کا زہر بے کار ہو گیا؟
- کیا مرزا قادیانی کو حج یا عمرہ یا دونوں کرنا نصیب ہوا ہے؟
- کیا مرزا قادیانی کبھی مسلمانوں کو لے کر کوہِ طور تک گیا ہے؟
- کیا اس کے زمانے میں یاجوج ماجوج نکلے ہیں؟ کیا اس کے مردوں سے تمام زمین آلودۂ نجاست وبدبو ہوئی اور مرزا قادیانی کی دعا سے بارش نے اس کو دھویا ہے؟
- کیا مرزا قادیانی نے کسی مقعد نامی آدمی کو خلیفہ بنایا ہے؟
- کیا مرزا قادیانی کو مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی؟

الغرض مسیح موعود کے حالات ونشانات کا مکمل نقشہ بحوالہ قرآن وحدیث اس کے سامنے ہے، آنکھیں کھول کر ایک ایک نشان اور ایک ایک علامت کو مرزا قادیانی میں تلاش کیجئے اور خدا تعالیٰ نظروں سے غائب ہے تو مخلوق ہی سے شرمایئے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ چٹھی جس پر یہ نشانات اور یہ پتہ لکھا ہوا ہے، آپ کس کے سپرد کرتے ہیں؟

اور اگر کہیں غلام احمد سے مراد عیسیٰ اور چراغ بی بی سے مریم اور دمشق اور مدینہ سے قادیان اور نصرانیت کے مٹانے سے مراد اُس کی ترقی اور عزت سے مراد ذلت ہے تو اس خانہ ساز مرزائی لغت پر قرآن اور احادیث نبویہ کی اس تحریف بلکہ ان کا مضحکہ بنانے کو کیا واقعی تمہاری عقل قبول کرتی ہے؟

اور کیا دنیا میں کوئی انسان اس پر راضی ہو سکتا ہے؟ اور اگر تحریفات وتاویلات اور استعارات کی یہی گرم بازاری ہے تو پھر کیا دنیا کا کوئی کام یا کوئی معاملہ درست رہ سکتا ہے؟۔

ہم تو جب جانیں کہ مرزا قادیانی یا اس کی امت کسی عیسیٰ نامی دمشقی آدمی کا ایک کارڈ چٹھی رساں سے یہ کہہ کر وصول کر لے کہ آسمان میں قادیان ہی کا نام دمشق ہے اور میرا ہی نام عیسیٰ ہے، اور چراغ بی بی ہی کا نام مریم ہے، کبھی یہ کہہ کر دیکھو کہ چٹھی رساں اور ساری دنیا تمہیں کیا کہے گی؟

ہاں!! مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس چٹھی کو لاوارث سمجھ کر راستے میں اڑانا چاہتے ہو، مگر یاد رہے کہ آج بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ وارث موجود ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی لکیر کے فقیر ہیں، اور اسی کو اپنی بادشاہی سمجھتے ہیں اور اسی عہد پر جان دے دینے کو اپنی فلاحِ دارین جانتے ہیں

Marfat.com

جو نبی کریم ﷺ سے باندھ چکے ہیں۔

اگرچہ خرمنِ عمرم غمِ تو داد بباد　　بخاك پائے عزیزت که عهد نشکستم

اس لئے ہم بعون اللہ تعالیٰ ببانگ دہل کہتے ہیں کہ مرزائی امت کتنا ہی زور لگائے مگر یہ والا نامہ اسی مکتوب الیہ کو ملے گا۔ جس کے نام آج سے تیرہ سو برس پہلے آنحضرت ﷺ نے تحریر فرمایا اور بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کو سلام پہنچایا ہے۔

واللہ باللہ!! ہمیں مرزا قادیانی سے کوئی عداوت نہیں، کون چاہتا ہے کہ گھر آئے ہوئے مسیح کو اور ان کی مسیحائی کو ٹھکرادے، بالخصوص ایسے وقت جبکہ قوم کو مسیح کی سخت حاجت ہے، مگر بات وہی ہے کہ مسیح تو ماننے کے لئے تیار ہیں مگر کوئی مسیحائی بھی تو دکھلائے۔

ہوں میں پروانہ مگر شمع تو ہو رات تو ہو　　جان دینے کو ہوں موجود کوئی بات تو ہو
دل بھی حاضر سر تسلیم بھی خم کو موجود　　کوئی مرکز ہو کوئی قبلۂ حاجات تو ہو
دل تو بے چین ہے اظہار ارادت کے لئے　　کسی جانب سے کچھ اظہارِ کرامات تو ہو
دل کشا بادۂ صافی کا کسے ذوق نہیں　　باطن افروز کوئی پیر خرابات تو ہو

مسلمانو!! آپ کی مذہبی غیرت وحمیت اور خداداد عقل وفہم کو کیا ہوا کہ آپ کو مشاہدات اور بدیہیات کے انکار کی طرف بلایا جاتا ہے، اور آپ ذرا عقل سے کام نہیں لیتے۔

اے کشتۂ ستم!! تری غیرت کو کیا ہوا؟

خدا کے لئے ذرا ہوش میں آؤ اور اس فتنے کے انجام پر نظر ڈالو کہ اگر یہی مرزائی لغت اور قادیانی زبان اور اس کے عجیب استعارات رہے تو قرآن وحدیث اور مذہب اسلام کا تو کہنا کیا، ساری دنیا کا گھروندہ اور عالم کا نظام برباد ہو جائے گا۔

ایک شخص اگر زید کے گھر پر دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہے، اور مرزا قادیانی کی طرح کہے کہ آسمانی دفتروں میں میرا ہی نام ''زید'' لکھا ہوا ہے اور مالکِ مکان کی جتنی علامات اور نشانات سرکاری کاغذوں میں درج ہیں اس سب کا مستحق بر نگ استعارات میں ہوں، تو بتلائیے کہ آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟

اسی طرح اگر ایک مرد کسی غیر منکوحہ عورت پر اسی حیلے سے اپنی بی بی ہونے کا دعویٰ کرے، یا کوئی عورت اسی مرزائی استعارہ کے بل پر کسی غیر مرد کو اپنا خاوند بتائے، یا کوئی ملازم

Marfat.com

دوسرے ملازم کی تنخواہ وصول کرلے، یا کوئی بھنگی بادشاہی محل میں گھس کر شاہی بیگمات کو اسی مرزائی فلسفے کی طرف دعوت دے، یا ایک قتلِ عمد کا مجرم اپنا جرم اسی مرزائی استعارات کے ذریعہ کسی دوسرے غریب کے سر ڈال دے اور کہے کہ آسمانی دفتروں میں اسی کا نام وہ ہے جو قاتل کے لئے لکھا ہے، تو فرمایئے کہ مرزائی اصول اور ان کے استعارات کی دنیا کو جائز رکھتے ہوئے کسی کو کیا حق ہے کہ ان لوگوں کی زبان بند کر سکے یا ہاتھ روک سکے؟ اور جب نوبت اس پر پہنچ گئی تو خود سمجھئے کہ دین ومذہب تو کیا، خود دنیا داری کے بھی لالے پڑ جائیں گے۔

الغرض دنیا کے تمام معاملات بیع وشراء، لین دین، نکاح وطلاق، جزاء وسزا میں ایک شخص کی تعیین کے لئے جب اس کا نام اور ولدیت وسکونت وغیرہ دو چار وصف ذکر کر دیئے جاتے ہیں تو اس شخص کی تعیین وتمیز ایسی حتمی اور یقینی ہو جاتی ہے کہ اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور کسی دوسرے کی مجال نہیں ہوتی کہ اس کے احوال واقوال کو اپنی طرف منسوب کر سکے اور اس کی مملوکات میں تصرف کر سکے، نہ یہاں کوئی استعارہ چل سکتا ہے نہ مجاز، دنیا کے تمام کارخانے اسی اسلوب پر قائم ہیں۔

غضب ہے کہ جس شخص کے متعلق خاتم الانبیاء ﷺ نے دو چار نہیں، دس بیس نہیں، ایک سو اسی (۱۸۰) علامات ونشانات امت کو بتلائے ہوں، امت کو اب بھی اس کی تعیین میں شبہ رہے، اور آپ ﷺ کے صاف وصریح ارشادات کو استعارات ومجاز کہہ کر ٹال دے۔

ہرگز باور نمے آید زروئے اعتقاد — ایں ہمہ ہا گفتن و دین پیمبر داشتن

بلکہ بلا شبہ یہ آنحضرت ﷺ کی صریح تکذیب اور قرآن و حدیث کو جھٹلانا ہے (نعوذ باللہ منہ)۔ یا اللہ تو ہماری قوم کو عقل دے اور عقل سے کام لینے کی توفیق دے کہ اس جیسے بدیہیات کے انکار میں مبتلا نہ ہوں۔

وَاللّٰہُ الْھَادِیْ وَ عَلَیْہِ التُّکْلَانُ

العبد الضعیف

محمد شفیع دیوبندی غفرلہٗ ولوالدیہ ومشائخہ

مدرس دار العلوم، دیوبند

شعبان المعظم ۱۳۴۶ھ

Marfat.com

ختم نبوت کے تقاضے

''اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کا کھلا کھلا اعلان ضرور کرتے''

سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۳ رجب ۱۳۲۱ھ بمطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء **وفات:** ۳۰ شوال ۱۳۹۹ھ بمطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء

Marfat.com

ایک گروہ، جس نے اس دور میں نئی نبوت کا فتنہ عظیم کھڑا کیا ہے، لفظ خاتم النبیین کے معنی ''نبیوں کی مہر'' کرتا ہے اور اس کا یہ مطلب یہ لیتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو انبیاء علیہم السلام بھی آئیں گے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر لگنے سے نبی بنیں گے، یا بالفاظ دیگر جب تک کسی کی نبوت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نہ لگے، وہ نبی نہ ہو سکے گا۔

جس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا○

(الاحزاب: ۴۰)

لیکن جس سلسلہ بیان میں یہ آیت وارد ہوئی ہے، اس کے اندر رکھ کر اسے دیکھا جائے تو اس لفظ کا یہ مفہوم لینے کی قطعاً کوئی گنجائش نظر نہیں آتی، بلکہ اگر یہی اس کے معنی ہوں تو یہاں یہ لفظ بے محل ہی نہیں، مقصود کلام کے بھی خلاف ہو جاتا ہے۔ آخر اس بات کا کیا تک ہے کہ اوپر سے تو نکاح زینب رضی اللہ عنہا پر معترضین کے اعتراضات اور ان کے پیدا کئے ہوئے شکوک وشبہات کا جواب دیا جا رہا ہے ہو اور یکایک یہ بات کہہ ڈالی جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں علیہم السلام کی مہر ہیں۔ آئندہ جو نبی بھی بنے گا، ان کی مہر لگ

Marfat.com

کر بنے گا۔اس کا سیاق وسباق میں یہ بات نہ صرف یہ کہ بالکل بے تکی ہے، بلکہ اس سے وہ استدلال الٹا کمزور ہو جاتا ہے، جو اوپر سے معترضین کے جواب میں چلا آرہا ہے۔اس صورت میں تو معترضین کے لئے یہ کہنے کا اچھا موقع تھا کہ آپ یہ کام اس وقت نہ کرتے تو کوئی خطرہ نہ تھا اس رسم کو مٹانے کی ایسی ہی کچھ شدید ضرورت ہے تو آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی مہر لگ کر جو انبیاء علیہم السلام آتے رہیں گے، ان میں سے کوئی اسے مٹا دے گا۔

ایک دوسری تاویل اس گروہ نے یہ بھی کی ہے کہ ''خاتم النّبیین'' کے معنی افضل النّبیین کے ہیں، یعنی نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے، البتہ کمالات نبوت حضور اکرم ﷺ پر ختم ہو گئے ہیں۔لیکن یہ مفہوم لینے میں بھی وہی قباحت ہے جو اوپر ہم نے بیان کی ہے۔

سیاق وسباق سے یہ مفہوم بھی کوئی مناسبت نہیں رکھتا، بلکہ الٹا اس کے خلاف پڑتا ہے۔ کفار و منافقین کہہ سکتے تھے کہ حضرت، کم تر درجے کے ہی سہی، بہرحال آپ ﷺ کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے۔پھر کیا ضروری تھا کہ اس رسم کو بھی آپ ہی مٹا کر تشریف لے جاتے۔

لغت کی رو سے ''خاتم النّبیین'' کے معنی:

پس جہاں تک سیاق وسباق کا تعلق ہے، وہ قطعی طور پر اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں خاتم النبیین کے معنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والے ہی کے لئے جائیں اور یہ سمجھا جائے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔لیکن یہ صرف سیاق ہی کا تقاضا نہیں ہے۔لغت بھی اسی معنی کی مقتضی[1] ہے۔عربی لغت اور محاورے کی رو سے ''ختم'' کے معنی مہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔

ختم العمل کے معنی ہیں: ''فرغ من العمل''.

1۔تقاضا کرنے والی (مرتب)

Marfat.com

''کام سے فارغ ہو گیا''۔

ختم الاناء کے معنی ہیں۔

''برتن کا منہ کر دیا اور اس پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے گی اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو''۔

خاتم الکتاب کے معنی ہیں۔

''خط بند کر کے اس پر مہر لگا دی تا کہ خط محفوظ ہو جائے''۔

ختم علی القلب کے معنی ہیں۔

''دل پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے، نہ پہلے سے جمی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے''۔

ختام کل مشروب.

''وہ مزا جو کسی چیز کے پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے''۔

خاتم کل شیء عاقبة و اخرته.

''ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے، اُس کی عاقبت اور آخرت''۔

ختم القوم، اخرھم.

''خاتم القوم سے مراد ہے، قبیلے کا آخری آدمی (ملاحظہ ہو لسان العرب، قاموس اور اقرب الھوارد)۔

اسی بنا پر تمام اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق **خاتم النبیین** کے معنی آخر النّبیین کے لئے ہیں۔ عربی لغت و محاورے کی رو سے خاتم کے معنی ڈاک خانے کی مہر کے نہیں ہیں، جسے لگا لگا کر خطوط جاری کئے جاتے ہیں، بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہے، جو لفافے پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے''۔

ختم نبوت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات:

قرآن کے سیاق وسباق اور لغت کے لحاظ سے اس لفظ کا جو مفہوم ہے، اس کی تائید

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریحات کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر چند صحیح ترین احادیث ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی مرجاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، بلکہ خلفاء ہوں گے''۔

(بخاری شریف کتاب المناقب، باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

''میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی، مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے، مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟۔ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ (یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے، اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے، جسے پر کرنے کے لئے کوئی آئے)''۔

(بخاری شریف کتاب المناقب، باب خاتم النبیین)

اسی مضمون کے چار حدیثیں مسلم، کتاب الفضائل، باب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہیں اور آخری حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

''فجئت فختمت الانبیاء''.

''پس میں آیا اور میں نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کردیا''۔

یہ حدیث انہی الفاظ میں ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور کتاب الآداب، باب الامثال میں ہے۔

Marfat.com

مسند ابوداؤد طیالسی میں یہ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث کے سلسلے میں آئی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

''ختم بی الانبیاء''۔ ''میرے ذریعہ سے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کیا گیا''۔

مسند احمد میں تھوڑے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ اس مضمون کے احادیث حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہیں۔

(۳) تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

مجھے چھ باتوں میں انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے:

① مجھے جامع ومختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی۔

② مجھے رعب کے ذریعہ سے نصرت بخشی گئی۔

③ میرے لئے اموالِ غنیمت حلال کیے گئے۔

④ میرے لئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی (یعنی میری شریعت میں نماز صرف مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں، بلکہ روئے زمین پر ہر جگہ پڑھی جاسکتی ہے اور پانی نہ ملے تو میری شریعت میں تیمّم کر کے وضو کی حاجت بھی پوری کی جاسکتی ہے اور غسل کی حاجت بھی)۔

⑤ مجھے تمام دنیا کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنایا گیا۔

⑥ اور میرے اوپر انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(مسلم شریف، ترمذی شریف، ابن ماجہ)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی''۔

(ترمذی شریف، کتاب الرؤیا، باب ذہاب النبوۃ، مسند احمد، مرویات، انس بن مالک)

Marfat.com

(۵) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں محمد ﷺ ہوں۔ میں احمد ﷺ ہوں، میں ماحی ﷺ ہوں کہ میرے ذریعے سے کفر محو کیا جائے گا۔ میں حاشر ﷺ ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کئے جائیں گے۔ (یعنی میرے بعد اب بس قیامت ہی آئے ہے) اور میں عاقب ﷺ ہوں، اور عاقب وہ ہے، جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(بخاری و مسلم شریف، کتاب الفضائل، باب اسماء النبی ﷺ ترمذی شریف،
کتاب الآداب، باب اسماء النبی ﷺ ، المستدرک للحاکم،
کتاب التاریخ، باب اسماء النبی ﷺ)

(۶) سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی علیہ السلام نہیں بھیجا۔ جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو (مگر ان کے زمانے میں وہ نہ آیا) اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ لامحالہ اب اس کو تمہارے اندر ہی نکلنا ہے''۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن، باب الدجال)

(۷) عبد الرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے مکان مبارک سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے، اس انداز سے کہ گویا آپ ﷺ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں''۔

آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''میں محمد ﷺ نبی امی ہوں''۔

پھر ارشاد فرمایا:''اور میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

(مسند احمد، مروّیات عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ)

(۸) رحمتِ عالم نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے، صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں''۔

عرض کیا گیا وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟

ارشاد فرمایا:

''اچھا خواب یا فرمایا صالح خواب (یعنی وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو بس اچھے خواب کے ذریعے سے مل جائے گا۔)

(مسند احمد، مروّیات ابوالطفیل، نسائی، ابوداؤد)

(۹) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوتے''۔

(بخاری و مسلم شریف، کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم)

(۱۰) سرورِ کائنات رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

''میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کی تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

بخاری و مسلم نے یہ حدیث غزوۂ تبوک کے ذکر میں بھی نقل کی ہے۔

مسند احمد میں اس مضمون کی دو حدیثیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہیں۔ جن مین سے ایک کا آخری فقرہ یوں ہے:

Marfat.com

''الا انہ لانبوۃ بعدی''۔ ''مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے''۔

ابوداؤد طیالسی، امام احمد اور محمد بن اسحاق نے اس سلسلے میں جو تفصیلی روایات نقل کی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے جاتے وقت نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے اپنے پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ منافقین نے اس پر طرح طرح کی باتیں ان کے بارے میں کہنی شروع کر دیں۔

انہوں نے جا کر حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ!! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟''۔

اس موقعہ پر حضور اکرم ﷺ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

''تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام رکھتے تھے''۔

یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی نگرانی کے لئے پیچھے چھوڑا تھا، اسی طرح میں تم کو مدینے کی حفاظت کے لئے چھوڑے جا رہا ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضور اکرم ﷺ کو اندیشہ ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ یہ تشبیہ کہیں بعد میں کسی فتنے کی موجب نہ بن جائے، اس لئے فوراً آپ ﷺ نے یہ تصریح فرما دی کہ میرے بعد کوئی شخص نبی ہونے والا نہیں ہے۔

(۱۱) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اور یہ کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے، جن میں ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

(ابوداؤد، کتاب الفتن)

Marfat.com

اسی مضمون کی ایک اور حدیث ابوداؤد نے کتاب الملاحم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ترمذی نے بھی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دونوں روائتیں نقل کی ہیں اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انه رسول الله''۔

''یہاں تک کہ اٹھیں گے تیس کے قریب جھوٹے فریبی، جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے''۔

(ابوداؤ، کتاب الملاحم)

(۱۲) رحمت عالم سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم سے پہلے جو بنی اسرائیل گزرے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ ہوئے ہیں، جن سے کلام کیا جاتا تھا، بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں، میری امت میں اگر کوئی ہوا تو، وہ عمرؓ ہوگا۔''

(بخاری شریف، کتاب المناقب)

مسلم میں اس مضمون کی جو حدیث ہے اس میں یکلمون کے بجائے محدثون کا لفظ ہے۔ لیکن مکلم اور محدث، دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، یعنی ایسا شخص جو مکالمہ الٰہی سے سرفراز ہو، یا جس کے ساتھ پردۂ غیب سے بات کی جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے بغیر مخاطبہ الٰہی [1] سے سرفراز ہونے والے بھی اس امت میں اگر کوئی ہوتے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (یعنی کسی نئے آنے والے نبی کی اُمت) نہیں۔''

(بیہقی، کتاب الرؤیا، طبرانی)

1۔ اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا یا اللہ کا مخاطب بننا۔ (مرتب)

Marfat.com

(۱۴) رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (یعنی مسجد نبوی) ہے''۔

منکرین ختم نبوت اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ:

''جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد کو آخر المساجد فرمایا، حالانکہ وہ آخری مسجد نہیں ہے، بلکہ اس کے بعد بیشمار مسجدیں دنیا میں بنی ہیں، اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخر الانبیاء ہوں تو اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی آتے رہیں گے، البتہ فضیلت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد آخری مسجد ہے۔''

لیکن درحقیقت اسی طرح کی تاویلیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ لوگ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو سمجھنے کی اہلیت سے محروم ہو چکے ہیں۔ صحیح مسلم کے جس مقام پر یہ حدیث وارد ہوئی ہے، اس سلسلے کی تمام احادیث کو ایک نظر ہی آدمی دیکھ لے تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد کو آخری مسجد کس معنی میں فرمایا۔

اس مقام پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے جو روایات امام مسلم نے نقل کی ہیں، ان میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں صرف تین مساجد ایسی ہیں، جن کو عام مساجد پر فضیلت حاصل ہے، جن میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے اور اسی بناء پر صرف انہی تین مسجدوں میں سفر کر کے جانا جائز ہے باقی کسی مسجد کا یہ حق نہیں کہ آدمی دوسری مسجدوں کو چھوڑ کر خاص طور پر اُس میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کرے۔ ان میں سے پہلی مسجد، مسجد الحرام ہے، جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا، دوسری مسجد اقصیٰ ہے، جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا اور تیسری مسجد، مدینہ منورہ کی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، جس کی بنیاد حضور نبی

Marfat.com

اکرم ﷺ نے رکھی۔ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ اب چونکہ میرے بعد کوئی نبی آنے والے نہیں ہے، اس لئے میری اس مسجد کے بعد دنیا میں کوئی چوتھی مسجد ایسی بننے والی نہیں ہے، جس میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں سے زیادہ ہو اور جس کی طرف نماز کی غرض سے سفر کر کے جانا درست ہو۔''

(مسلم شریف، کتاب الحج، باب فضل الصلوٰۃ، مسجد مکہ والمدینہ)

یہ احادیث بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہیں اور بکثرت محدثین نے ان کو بہت سی قوی سندوں سے نقل کیا ہے، ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مختلف مواقع پر، مختلف طریقوں سے، مختلف الفاظ میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، نبوت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم ہو چکا ہے اور آپ ﷺ کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کریں، وہ دجال وکذاب ہیں۔ قرآن کے الفاظ ''خاتم النّبیین'' کی اس سے زیادہ مستند و معتبر اور قطعی الثبوت تشریح اور کیا ہو سکتی ہے۔ رسول پاک ﷺ کا ارشاد تو بجائے خود سند و حجت ہے۔ مگر جب وہ قرآن کی ایک نص کی شرح کر رہا ہو، تب تو وہ اور بھی زیادہ قوی حجت بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والا اور اس کی تفسیر کا حقدار اور کون ہو سکتا ہے کہ وہ ختم نبوت کا کوئی دوسرا مفہوم بیان کرے اور ہم اُسے قبول کرنا کیا معنی، قابلِ التفات بھی سمجھیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع:

قرآن و سنت کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ نبی کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی، ان سب کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق جنگ کی تھی۔

Marfat.com

اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ مسیلمہ کذاب کا معاملہ قابل ذکر ہے۔ یہ شخص نبی کریم ﷺ کی نبوت کا منکر نہ تھا، بلکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ اسے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے۔ اس نے حضور اکرم ﷺ کی وفات سے پہلے جو عریضہ آپ ﷺ کو لکھا تھا، اس کے الفاظ یہ ہیں:

''مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف۔ آپ ﷺ پر سلام ہو، آپ ﷺ کو معلوم ہو کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں''۔

(طبری، جلد دوم ص:۳۹۹، طبع مصر)

علاوہ بریں مؤرخ طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ

مسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی، اس میں **اشھد ان محمد الرسول اللّٰہ** کے الفاظ کہے جاتے تھے۔ اس صریح اقرار رسالت محمدی ﷺ کے باوجود اسے کافر اور خارج از ملت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔

''تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنو حنیفہ نیک نیتی کے ساتھ (IN GOOD FAITH) اُس پر ایمان لائے تھے اور انہیں واقعی اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کو خود شریک رسالت کیا ہے۔ نیز قرآن کی آیات کو اس کے سامنے مسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسے شخص نے پیش کیا تھا، جو مدینہ طیبہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا''۔ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر، جلد ۵، ص:۵۱) مگر اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی، پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کے خلاف ارتداد کی بنا پر نہیں، بلکہ بغاوت کے جرم میں جنگ کی تھی۔ اسلامی قانون کی رو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت

Marfat.com

آئے تو ان کے اسیرانِ جنگ غلام نہیں بنائے جا سکتے، بلکہ مسلمان تو درکنار، ذمی بھی اگر باغی ہوں تو گرفتار ہونے کے بعد ان کو غلام بنانا جائز نہیں ہے۔ لیکن مسیلمہ اور اس کے پیروؤں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے اور جب وہ لوگ اسیر ہوئے تو فی الواقع ان کو غلام بنایا گیا۔ چنانچہ انہی میں سے ایک لونڈی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی، جس کے بطن سے اسلامی تاریخ کی مشہور شخصیت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ (حنفیہ سے مراد قبیلہ بنوحنفیہ کی عورت) نے جنم لیا"۔

(البدایہ والنہایہ لابن کثیر، جلد ۶ ص:۳۱۶،۳۱۵)

اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جس جرم کی بنا پر اس سے جنگ کی تھی، وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے۔ یہ کاروائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد ہوئی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ہوئی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی ہے۔ اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

تمام علمائے اُمت کا اجماع:

اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد چوتھے نمبر پر مسائل دین میں جس چیز کو حجت کی حیثیت حاصل ہے، وہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد کے علمائے امت کا اجماع ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی سے لے کر آج تک ہر زمانے کے، اور پوری دنیائے اسلام میں ہر ملک کے علماء اس عقیدے پر متفق ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا اور یہ کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس

Marfat.com

منصب کا دعویٰ کرے، یا اس کو مانے، وہ کافر، خارج از ملت اسلام ہے۔

اس سلسلہ کے بھی چند شواہد ملاحظہ ہوں:

(۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۸۰ھ/۱۵۰ھ):

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا:

''مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں''۔

اس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

''جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا، وہ بھی کافر ہو جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما چکے ہیں کہ لا نبی بعدی''۔

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ لا بن احمد المکی رحمۃ اللہ علیہ ج اص:۱۶۱ مطبوعہ حیدر آباد ۱۳۲۱ھ)

(۲) علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (۲۲۴ھ/۳۱۰ھ):

''علامہ ابن طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تفسیر میں آیت:

''وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ''.

کا مطلب بیان کرتے ہیں۔

جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی، اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔

(تفسیر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ، جلد ۲۲ صفحہ ۱۲)

(۳) امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۹ھ/۳۲۱):

''اپنی کتاب ''عقیدہ سلفیہ مین سلف صالحین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے

Marfat.com

نبوت کے بارے مین یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں، اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے، چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء، امام الاتقیا سید المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے"۔

(شرح الطحاویہ فی العقیدہ السّلفیہ، دار المعارف مصر، صفات ۱۵، ۸۷، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲)

(۴) علامہ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (۳۸۴ھ/۴۵۶ھ):

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"یقیناً وحی کا سلسلہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمد ﷺ نہیں ہیں، تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، مگر وہ اللہ کے رسول ﷺ اور نبیوں علیہم السلام کے خاتم ﷺ ہیں"۔

(المحلی لابن حزم، ج اوّل ص:۲۶)

(۵) حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (۴۵۰ھ/۵۰۵ھ):

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اگر یہ دروازہ (یعنی اجماع کو حجت ماننے سے انکار کا دروازہ) کھول دیا جائے تو بڑی قبیح باتوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً کہنے والا کہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے بعد کسی رسول کی بعثت ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں تامل نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن بحث کے موقع پر، جو شخص اس کی تکفیر میں تامل کو ناجائز ثابت کرنا چاہتا ہو، اسے لامحالہ اجماع سے مدد لینی پڑے گی، کیوں کہ عقل اس کے عدم جواز کا فیصلہ نہیں کرتی۔ اور جہاں تک نقل کا تعلق ہے، اس

Marfat.com

عقیدہ کا قائل لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کی تاویل کرنے سے عاجز نہ ہو گا۔ وہ کہے گا کہ خاتم النبیین سے مراد اولوالعزم رسولوں کا خاتمہ ہونا ہے اور اگر کہا جائے کہ نبیین کا لفظ عام ہے تو عام کو خاص قرار دے دینا اس کے لئے کچھ مشکل نہ ہوگا اور لا نبی بعدی کے متعلق وہ کہہ دے گا لا رسول بعدی تو نہیں کہا گیا ہے، رسول اور نبی میں فرق ہے اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلند تر ہے۔ غرض اس طرح کی بکواس بہت کچھ کی جا سکتی ہے اور محض لفظ کے اعتبار سے ایسی گنجائش مانتے ہیں اور اس طرح کی تاویلیں کرنے والے کے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ نصوص کا انکار کر رہا ہے۔ لیکن اس قول کے قائل کی تردید میں ہم یہ کہیں گے کہ امت نے بالاتفاق اس لفظ (یعنی لا نبی بعدی) سے اور نبی کے قرائن احوال سے یہ سمجھا ہے کہ حضور اکرم کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ نیز امت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو منکرِ اجماع کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا"۔

(الاقتضاء فی الاعتقاد المطبعۃ الادبیہ، مصر، ص: ۱۱۴)

(۶) محی السنہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۱۰ھ):

موصوف اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے سے نبوت کو ختم کیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں.......... اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) یہ فیصلہ فرما دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا"۔

(جلد ۳ صفحہ: ۱۵۸)

(۷) علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ (۴۶۷ھ/۵۳۸ھ):

تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

''اگر تم کہو کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے، جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں نازل ہوں گے؟ تو میں کہوں گا کہ آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں، جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے، اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ ﷺ کے پیرو اور آپ ﷺ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے، گویا کہ وہ آپ ﷺ ہی کی امت کے ایک فرد ہیں''۔

(تفسیر کشاف، جلد۲، صفحہ:۲۱۵)

(۸) قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۴ھ):

لکھتے ہیں:

''جو شخص خود اپنے حق میں نبوت کا دعویٰ کرے، یا اس بات کو جائز رکھے کہ آدمی نبوت کا اکتساب کر سکتا ہے اور صفائی قلب کے ذریعے سے مرتبہ نبوت کو پہنچ سکتا ہے، جیسا کہ بعض فلسفی اور غالی صوفی کہتے ہیں اور اسی طرح جو شخص نبوت کا دعویٰ تو نہ کرے مگر یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے...... ایسے سب لوگ کافر اور نبی ﷺ کو جھٹلانے والے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر پہنچائی ہے کہ آپ ﷺ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں اور تمام انسانوں کی طرف آپ ﷺ کو بھیجا گیا ہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر مفہوم پر محمول ہے۔ اس کے معنی و مفہوم میں کسی تاویل و تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا ان تمام گروہوں کے کافر ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں، بر بنائے اجماع

Marfat.com

بھی، بر بنائے نقل بھی۔''

(شفاء جلد۲ صفحہ: ۲۷۰، ۲۷۱)

(۹) علامہ شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۸ھ):

اپنی مشہور کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں:

''اور اسی طرح جو کہے .... کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے، (بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے) تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہے''۔

(جلد۳ صفحہ: ۲۴۹)

(۱۰) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ (۵۴۳ھ/۶۰۶ھ):

اپنی تفسیر کبیر میں آیت خاتم النبیین کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس سلسلہ بیان میں وخاتم النبیین اس لئے فرمایا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو، وہ اگر نصیحت اور توضیح احکام میں کوئی کسر چھوڑ جاتے تو اس کے بعد آنے والا نبی اسے پورا کرسکتا ہے، مگر جس کے بعد کوئی آنے والا نبی نہ ہو، وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح رہنمائی دیتا ہے، کیونکہ اس کی مثال اس باپ کی ہوتی ہے، جو جانتا ہے کہ اس کے بیٹے کا کوئی ولی وسرپرست اس کے بعد نہیں ہے۔''

(تفسیر کبیر، جلد۶ صفحہ: ۵۸۱)

(۱۱) علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۵ھ):

اپنی تفسیر ''انوار التنزیل'' میں لکھتے ہیں:

''یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء علیہم السلام میں سب سے آخری نبی ہیں، جس نے ان کا سلسلہ ختم کردیا، یا جس سے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ پر مہر کردی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نازل ہونا اس ختم نبوت میں

Marfat.com

قادح نہیں ہے، کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ﷺ ہی کے دین پر ہوں گے۔"

(انوار التنزیل، جلد ۴ صفحہ: ۱۶۴)

(۱۲) علامہ حافظ الدین النسفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۱۰ھ):

اپنی تفسیر "مدارک التنزیل" میں لکھتے ہیں:

"اور آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں............ یعنی نبیوں علیہم السلام میں سب سے آخری۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وہ ان انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد ﷺ پر عمل کرنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ گویا کہ وہ آپ ﷺ کی امت کے افراد میں سے ہیں۔"

(مدارک التنزیل، صفحہ: ۴۷۱)

(۱۳) علامہ علاؤ الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۵ھ):

اپنی تفسیر "خازن" میں لکھتے ہیں:

"وخاتم النّبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نبوت ختم کر دی۔ اب نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبوت ہے نہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی اس میں شریک............ "وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْماً o"۔

"یعنی یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں"۔

(خازن صفحہ: ۴۷۱، ۴۷۲)

(۱۴) علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ):

اپنی مشہور و معروف تفسیر میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

''پس یہ آیت اس باب میں نصِ صریح ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور جب آپ ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہے، کیوں کہ رسالت کا منصب خاص ہے اور نبوت کا منصب عام، ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا............ حضور اکرم ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس مقام کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا، مفتری[1]، دجال، گمراہ، اور گمراہ کرنے والا ہے، خواہ وہ کیسے ہی خرق عادت اور شعبدے اور جادو اور طلسم اور کرشمے بنا کر لے آئے۔ یہی حیثیت ہر اس شخص کی ہے، جو قیامت تک اس منصب کا مدعی ہو۔''

(تفسیر ابن کثیر، جلد ۳ صفحہ: ۴۹۳، ۴۹۴)

(۱۵) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ ھ):

تفسیر ''جلالین'' میں لکھتے ہیں:

''وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا''۔

''یعنی اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو آپ ﷺ کی شریعت ہی کے مطابق عمل کریں گے''۔

(تفسیر جلالین صفحہ: ۷۶۸)

(۱۶) علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۰ ھ):

اصول فقہ کی مشہور کتاب الاشباہ والنظائر، کتاب السیر، باب الردہ میں لکھتے ہیں:

''اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے، کیونکہ یہ ان باتوں میں سے ہے، جن کا جاننا اور ماننا ضروریات دین میں سے ہے''۔

(صفحہ: ۱۷۹)

1۔ افتراء کرنے والا، کذاب (مرتب)

Marfat.com

(۱۷) ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۶ھ):

شرح فقہ الاکبر میں لکھتے ہیں:

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے''۔

(صفحہ:۲۰۲)

(۱۸) شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۳۷ھ):

تفسیر روح البیان میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عاصم نے لفظ خاتم ت کے زبر کے ساتھ پڑھا ہے، جس کے معنی ہیں آلہء ختم کے، جس سے مہر کی جاتی ہے۔ جیسے طابع اس چیز کو کہتے ہیں، جس سے ٹھپّا لگایا جائے۔ مراد یہ ہے کہ نبی انبیاء علیہم السلام میں سب سے آخر تھے، جن کے ذریعہ سے نبیوں علیہم السلام کے سلسلے پر مہر لگادی گئی۔ فارسی میں اسے ''مہر پیغمبراں'' کہیں گے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نبوت کا دروازہ سربمہر کردیا گیا اور پیغمبروں علیہم السلام کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔ باقی قاریوں نے اسے ت کے زیر کے ساتھ خاتم پڑھا ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہر کرنے والے تھے۔ فارسی میں اس کو ''مہر کنندہ پیغمبراں'' کہیں گے۔ اس طرح یہ لفظ بھی خاتم کا ہم معنی ہی ہے............اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے علماء آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صرف ولایت ہی کی میراث پائیں گے۔ نبوت کی میراث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختمیت کے باعث ختم ہوچکی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نازل ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النّبیین ہونے میں قادح نہیں ہے، کیوں کہ خاتم النّبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا............اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نبی بنائے جاچکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکی حیثیت سے نازل

Marfat.com

ہوں گے۔آپ کے قبلے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے۔آپ کی امت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے۔نہ ان کی طرف وحی آئے گی اور نہ وہ نئے احکام دیں گے۔ بلکہ وہ رسول اللہ کے خلیفہ ہوں گے..........اور اہل سنت والجماعت اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا:

"وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ".

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمادیا:

"لَانَبِيَّ بَعْدِيْ".

"اب جو کوئی کہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہے تو اس کو کافر قرار دیا جائے گا، کیونکہ اس نے نص کا انکار کیا۔اور اسی طرح اس شخص کی بھی تکفیر کی جائے گی۔ جو اس میں شک کرے، کیونکہ حجت نے حق کو باطل سے ممیز[1] کر دیا ہے اور جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، اس کا دعویٰ باطل کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا۔"

(جلد۲۲صفحہ:۱۸۸)

(۱۹) فتاویٰ عالمگیری (بارہویں صدی ہجری):

فتاویٰ عالمگیری، جسے بارھویں صدی ہجری میں اورنگزیب عالمگیری کے حکم سے ہندوستان کے بہت سے اکابر علماء نے مرتب کیا تھا، اس میں لکھا ہے:

"اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلم نہیں ہے اور اگر وہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا میں پیغمبر ہوں تو اس کی تکفیر کی جائے گی"۔

(فتاویٰ عالمگیری، جلد۲صفحہ:۲۶۳)

1۔الگ، علیحدہ (مرتب)

Marfat.com

(۲۰) علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۵ھ):

اپنی تفسیر ''فتح القدیر'' میں لکھتے ہیں:

''جمہور نے لفظ خاتم کو ت کے زیر کے ساتھ پڑھا عاصم نے زبر کے ساتھ۔ پہلی قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کو ختم کیا، یعنی سب کے آخر میں آئے اور دوسری قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے مہر کی طرح ہو گئے، جس کے ذریعہ سے ان کا سلسلہ سربمہر ہو گیا اور جس کے شمول[1] سے ان کا گروہ مزیّن ہوا۔''

(فتح القدیر، جلد۴، صفحہ: ۲۷۵)

(۲۱) علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ):

تفسیر رُوح المعانی میں لکھتے ہیں؛

''نبی کا لفظ رسول کی بہ نسبت عام ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے خود بخود لازم آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم المرسلین بھی ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم انبیاء و رسل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں وصفِ نبوت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متصف ہونے کے بعد اب جن و انس میں سے ہر ایک کے لئے نبوت کا وصف منقطع ہو گیا۔''

(تفسیر رُوح المعانی، جلد۲۲ صفحہ: ۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو شخص وحی نبوت کا مدعی ہو۔ اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے''۔

(تفسیر رُوح المعانی، جلد۲۲ صفحہ: ۳۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی بات ہے، جسے کتاب اللہ نے صاف صاف بیان کیا، سنت نے واضح طور پر اس کی تصریح کی، اور امت نے اس پر اجماع کیا۔ لہٰذا جو اس کے خلاف کوئی دعویٰ کرے،

1۔ شامل ہونا (مرتب)

Marfat.com

اسے کافر قرار دیا جائے گا"۔

(تفسیر رُوح المعانی، جلد ۲۲ صفحہ:۳۹)

یہ ہندوستان سے لے کر مراکش اور اندلس تک اور ترکی سے لے کر یمن تک ہر مسلمان ملک کے اکابر علماء وفقہا اور محدثین ومفسرین کی تصریحات ہیں۔ ہم نے ان کے ناموں کے ساتھ ان کے سن ولادت ووفات بھی دے دیئے ہیں، جن سے ہر شخص بیک نظر معلوم کرسکتا ہے کہ پہلی صدی سے تیرھویں صدی تک تاریخِ اسلام کی ہر صدی کے اکابر ان میں شامل ہیں۔ اگرچہ ہم چودھویں صدی کے علماء اسلام کی تصریحات بھی نقل کر سکتے ہیں، مگر ہم نے قصداً انہیں اس لئے چھوڑ دیا کہ ان کی تفسیر کے جواب میں ایک شخص یہ حیلہ کرسکتا ہے کہ ان لوگوں نے اس دور کے مدعی نبوت کی ضد میں ختم نبوت کے یہ معنی بیان کئے ہیں۔ اس لئے ہم نے پہلے علماء کی تحریریں نقل کی ہیں، جو ظاہر ہے کہ آج کے کسی شخص سے کوئی ضد نہ رکھ سکتے تھے۔ ان تحریروں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ پہلی صدی سے آج تک پوری دنیائے اسلام متفقہ طور پر "خاتم النبیین" کے معنی "آخری نبی" رہی سمجھتی ہی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ کے لئے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس کے دعویٰ کو مانے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اب یہ دیکھنا ہر صاحب عقل آدمی کا اپنا کام ہے کہ لفظ خاتم النبیین کا جو مفہوم لغت سے ثابت ہے، جو قرآن کی عبارت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے۔ جس کی تصریح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرما دی ہے، جس پر صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجماع ہے، اور جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے لے کر آج تک تمام دنیا کے مسلمان بلا اختلاف مانتے رہے ہیں، اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم

Marfat.com

لینے اور کسی نئے مدعی کے سے نبوت کا دروازہ کھولنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان تسلیم کیا جا سکتا ہے، جنہوں نے باب نبوت کے مفتوح ہونے کا محض خیال ہی ظاہر نہیں کیا ہے، بلکہ اس دروازے سے ایک صاحب حریم نبوت میں داخل بھی ہو گئے ہیں اور یہ لوگ ان کی نبوت پر ایمان بھی لے آئے ہیں۔

اس سلسلے میں تین باتیں اور قابل غور ہیں:

کیا اللہ تعالیٰ کو ہمارے ایمان سے کوئی دشمنی ہے؟:

پہلی بات یہ ہے کہ نبوت کا معاملہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ ہے۔ قرآن مجید کی رو سے یہ اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے، جن کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر وایمان کا انحصار ہے۔ ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو کافر اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اس کو مان لے تو کافر۔ ایسے ایک نازک معاملے میں تو اللہ تعالیٰ سے کسی بے احتیاطی کی بدرجہ اولیٰ توقع نہیں کی جا سکتی۔ اگر محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآن مین صاف صاف اس کی تصریح فرماتا، رسول اللہ کے ذریعہ سے اس کا (کھلم کھلا) اعلان کراتا اور حضور اکرم دنیا سے کبھی تشریف نہ لے جاتے۔ جب تک اپنی امت کو اچھی طرح خبردار نہ کر دیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء آئیں گے اور تمہیں ان کو ماننا ہوگا۔ آخر اللہ اور اس کے رسول کو ہمارے دین وایمان سے کیا دشمنی تھی کہ حضور کے بعد نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوتا اور کوئی نبی آنے والا بھی ہوتا، جس پر ایمان لائے بغیر ہم مسلمان نہ ہو سکتے، مگر ہم کو نہ صرف یہ کہ اس سے بے خبر رکھا جاتا، بلکہ اس کے برعکس اللہ اور اس کے رسول، دونوں ایسی باتیں فرما دیتے، جن سے تیرہ سو برس تک ساری امت یہی سمجھتی رہی اور آج بھی سمجھ رہی ہے کہ حضور اکرم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

اب اگر بفرضِ محال نبوت کا دروازہ واقعی کھلا بھی ہو اور کوئی نبی آ بھی جائے تو ہم بے خوف وخطر اس کا انکار کر دیں گے۔ خطرہ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کی باز پرس ہی کا تو ہوسکتا ہے۔ وہ قیامت کے روز ہم سے پوچھے گا تو ہم یہ سارا ریکارڈ برسر عدالت لاکر رکھ دیں گے، جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ معاذ اللہ اس کفر کے خطرے میں تو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہی نے ہمیں ڈالا تھا۔ ہمیں قطعاً کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ اس ریکارڈ کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں کسی نئے نبی پر ایمان نہ لانے کی سزا دے ڈالے گا۔ لیکن اگر نبوت کا دروازہ فی الواقع بند ہے اور کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، اور اس کے باوجود کوئی شخص کسی مدعی کی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اسے سوچ لینا چاہیے کہ اس کفر کی پاداش سے بچنے کے لئے وہ کون سا ریکارڈ خدا کی عدالت میں پیش کرسکتا ہے، جس سے وہ رہائی کی توقع رکھتا ہو۔ عدالت میں پیش ہونے سے پہلے اسے اپنی صفائی کے مواد کا یہیں جائزہ لے لینا چاہیے اور ہمارے پیش کردہ مواد سے مقابلہ کر کے خود ہی دیکھ لینا چاہیے کہ جس صفائی کے بھروسے پر وہ یہ کام کر رہا ہے، کیا ایک عقل مند آدمی اس پر اعتماد کر کے کفر کی سزا کا خطرہ مول لے سکتا ہے؟

اب نبی کی آخری ضرورت کیا ہے؟

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ نبوت کوئی ایسی صفت نہیں ہے، جو ہر اس شخص میں پیدا ہو جایا کرے، جس نے عبادت اور عمل صالح میں ترقی کر کے اپنے آپ کو اس کا اہل بنا لیا ہو۔ نہ یہ کوئی ایسا انعام ہے، جو کچھ خدمات کے صلے میں عطا کیا جاتا ہو۔ بلکہ یہ ایک منصب ہے، جس پر ایک خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مقرر کرتا ہے۔ وہ ضرورت جب داعی ہوتی ہے تو ایک نبی اس کے لئے مامور کیا جاتا ہے اور جب ضرورت نہیں ہوتی یا باقی نہیں تو خواہ مخواہ انبیاء علیہم السلام پر انبیاء علیہم السلام نہیں بھیجے جاتے۔

Marfat.com

قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن کن حالات مین پیش آئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں، جن میں انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں:

اوّل: یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لئے ہو کہ اس میں پہلے کبھی کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی ان تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

دوم: یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو، یا اس میں تحریف ہوگئی ہو، اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم: یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعے مکمل تعلیم وہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لئے مزید انبیاء علیہم السلام کی ضرورت ہو۔

چہارم: یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لئے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔

اب یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی نبی کے بعد باقی نہیں رہی ہے۔ قرآن خود کہہ رہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے۔ اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء علیہم السلام آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

قرآن اس پر بھی گواہ ہے اور اس کے ساتھ حدیث وسیرت کا پورا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم بالکل اپنی صحیح صورت میں محفوظ ہے۔ اس میں مسخ وتحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا ہے۔ جو کتاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے تھے، اس میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی آج تک نہیں ہوئی، نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔ جو ہدایت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے دی اس کے تمام آثار آج بھی اس طرح ہمیں مل جاتے ہیں۔ کہ گویا ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں موجود

Marfat.com

ہیں۔اس لئے دوسری ضرورت بھی ختم ہوگئی۔

پھر قرآن مجید یہ بات بھی صاف صاف کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ذریعہ سے
ین کی تکمیل کردی گئی۔لہٰذا تکمیل دین کے لئے بھی اب کوئی نبی درکار نہیں رہا۔

اب رہ جاتی ہے چوتھی ضرورت تو اگر اس کے لئے کوئی نبی درکار ہوتا تو وہ
ضور اکرم ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ظاہر ہے کہ جب وہ مقرر
ہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہوگئی۔

اب ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ پانچویں وجہ کون سی ہے، جس کے لئے آپ ﷺ
کے بعد ایک نبی تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لئے نبی دنیا میں کب آیا ہے کہ آج
رف اس کام کے لئے وہ آئے؟۔ نبی تو اس لئے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی
ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لئے ہوتی ہے، یا پچھلے پیغام کی تکمیل کرنے کے لئے، یا اس
کو تحریفات سے پاک کرنے کے لئے۔ قرآن اور سنتِ محمد ﷺ کے محفوظ ہو جانے اور دین
کے مکمل ہو جانے کے بعد جب وحی کی سب ممکن ضرورتیں ختم ہو چکی ہیں، تو اب اصلاح کے لئے
رف مصلحین کی حاجت باقی ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام کی۔

ئی نبوت اب اُمت کیلئے رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے:

تیسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا، فوراً اس میں کفر و
یمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا۔ جو اس کو مانیں گے، وہ ایک امت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ
نیں گے وہ لامحالہ دوسری امت قرار پائیں گے۔ان دونوں امتوں کا اختلاف ہوگا، جو نہیں اس
قت تک جمع نہ ہونے دے گا، جب تک ان میں سے کوئی اپنا عقیدہ نہ چھوڑ دے۔ پھر ان کے لئے
ملاً بھی ہدایت اور قانون کے مآخذ الگ الگ ہوں گے، کیونکہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی
یش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے مآخذ قانون ہونے کا
سرے سے منکر ہوگا اس بناء پر ان کا ایک مشترک معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔

ان حقائق کو اگر کوئی شخص نگاہ میں رکھے تو اس پر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ ختم
نبوت امت مسلمہ کے لئے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے، جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک

Marfat.com

دائمی اور عالمگیر برادری بننا ممکن ہوا ہے۔ اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے، جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہو۔ اب جو شخص بھی محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا ہادی و رہبر ماننے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور مآخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو، وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہو سکتا ہے۔ یہ وحدت اس امت کو کبھی نصیب نہ ہو سکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا، کیونکہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی کہ جب تمام دنیا کے لئے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعہ سے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہیے تاکہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لئے اہل ایمان کی ایک ہی امت بن سکے اور بلا ضرورت نئے نبیوں کی آمد سے اس امت میں بار بار تفرقہ نہ برپا ہوتا رہے۔ نبی خواہ ''ظلی'' ہو یا ''بروزی'' امتی ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب۔ بہر حال جو شخص نبی ہو گا اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہو گا۔ اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہی ہو گا کہ اس کے ماننے والے ایک امت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے، جب کہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو۔ مگر جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے، لہٰذا جو کچھ قرآن سے ثابت ہے اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے، عقل بھی اسی کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہی رہنا چاہیے۔

مسیح موعود کی حقیقت:

نئی نبوت کی طرف بلانے والے حضرات عام طور پر ناواقف مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ احادیث میں ''مسیح موعود علیہ السلام'' کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور مسیح علیہ السلام نبی تھے، اس لئے ان کے آنے سے ختم نبوت میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی، بلکہ ختم نبوت بھی برحق اور اس کے باوجود مسیح موعود علیہ السلام کا آنا بھی برحق۔

Marfat.com

اسی سلسلے میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ "مسیح موعود علیہ السلام" سے مراد عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام نہیں ہیں۔ ان کا تو انتقال ہو چکا۔ اب جس کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے۔ وہ مثیل مسیح، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مانند ایک مسیح ہے اور وہ فلاں شخص ہے، جو آچکا ہے۔ اس کا ماننا عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے ہم یہاں پورے حوالوں کے ساتھ وہ مستند روایات نقل کیے دیتے ہیں، جو اس مسئلے کے متعلق حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان احادیث کو دیکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا تھا اور آج اس کو کیا بنایا جا رہا ہے۔

احادیث درباب نزولِ عیسیٰ ابن مریم

حدیث نمبر ۱:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ضرور اتریں گے تمہارے درمیان ابن مریم علیہ السلام حاکم عادل بن کر پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، اور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے (صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی۔ دین عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو صلیب پر "لعنت" کی موت دی، جس سے وہ انسان کے گناہ کا کفارہ بن گیا۔ اور انبیاء علیہم السلام کی امتوں کے درمیان عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت رد کر دی، حتیٰ کہ خنزیر تک حلال کر لیا، جو تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کر خود اعلان کر دیں گے کہ نہ میں

Marfat.com

خدا کا بیٹا ہوں نہ میں نے صلیب پر جان دی، نہ میں کسی کے گناہ کا کفارہ بنا تو عیسائی عقیدے کے لئے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے تو نہ اپنے پیروؤں کے لئے سور حلال کیا تھا اور نہ شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھہرایا تھا تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔) اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے۔ (دوسری روایت میں حرب کے بجائے جزیہ کا لفظ ہے، یعنی جزیہ ختم کر دیں گے) (دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت ملتوں کے اختلافات ختم ہو کر سب لوگ ایک ملت اسلام میں شامل ہو جائیں گے اور اس طرح نہ جنگ ہوگی اور نہ کسی پر جزیہ عائد کیا جائے گا۔ اسی بات پر آگے احادیث نمبر ۵، ۱۵ دلالت کر رہی ہیں) اور مال کی وہ کثرت ہوگی کہ اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور (حالت یہ ہو جائے گی کہ لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور) ایک سجدہ کر لینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا''۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء علیہم السلام، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام، مسلم، باب بیان نزول عیسی علیہ السلام، ترمذی ابواب الفتن، باب فی نزول عیسیٰ علیہ السلام، مسند احمد، مرویات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث نمبر ۲:

ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں ہے کہ:

لاتقوم الساعته حتیٰ ینزل عیسیٰ ابن مریم ......

''قیامت قائم نہ ہو گی جب تک نازل نہ ہولیں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام ...... اور اس کے بعد وہی مضمون ہے، جو اوپر کی حدیث مین بیان ہوا ہے''۔

(بخاری کتاب المظالم باب کسر الصلیب، ابن ماجہ، کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال)

Marfat.com

حدیث نمبر ۳:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیسے ہو گے تم جب کہ تمہارے درمیان ابن مریم اُتریں گے اور تمہارا امام اس وقت خود تم میں سے ہو گا۔ (یعنی نماز میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت نہیں کرائیں گے، بلکہ مسلمانوں کا جو امام پہلے سے ہوگا، اسی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے)''

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء علیہم السلام باب نزول عیسیٰ علیہ السلام،
مسلم، بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام مسند احمد مرویات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث نمبر ۴:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے پھر وہ خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو مٹا دیں گے اور ان کے لئے نماز جمع کی جائے گی اور وہ اتنا مال تقسیم کریں گے کہ اسے قبول کرنے والا نہ ہو گا اور خراج ساقط کر دیں گے اور روحا (مدینہ سے ۳۵ میل کے فاصلے پر ایک مقام) کے مقام پر منزل کر کے وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے، یا دونوں کو جمع کریں گے (واضح رہے کہ اس زمانے میں جس شخص کو مثیل [1] مسیح قرار دیا گیا ہے اُس نے اپنی زندگی میں نہ حج کیا اور نہ عمرہ)۔

راوی کو شک ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے کون سی بات فرمائی تھی۔

(مسند احمد، بسلسلہ، مرویات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ مسلم شریف
کتاب الحج باب جواز التمتع فی الحج والقران)

1۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل (مرتب)

Marfat.com

حدیث نمبر ۵:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ دجال کے خروج کا ذکر کرنے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس اثناء میں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے، صفیں باندھ رہے ہوں گے اور نماز کے لئے تکبیر اقامت کہی جا چکی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام نازل ہو جائیں گے اور نماز میں مسلمانوں کی امامت کریں گے اور اللہ تعالیٰ کا دشمن (یعنی دجال) ان کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اس کے حال ہی پر چھوڑ دیں تو وہ آپ ہی گھل کر مر جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کو ان کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور وہ اپنے نیزے میں اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے''۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن،
باب الملاحم، بحوالہ مسلم شریف)

حدیث نمبر ۶:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میرے اور اُن (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اترنے والے ہیں، پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا، وہ ایک میانہ قد آدمی ہیں۔ رنگ مائل بسرخی وسفیدی ہے، دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے، حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے، جزیہ ختم کردیں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو مٹادے گا اور وہ مسیح دجال کو ہلاک کردیں گے اور زمین میں وہ چالیس

Marfat.com

سال ٹھہریں گے۔ پھر ان کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے"۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال مسند احمد، مرویات ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث نمبر ۷:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ:

"پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ آیئے آپ علیہ السلام نماز پڑھایئے مگر وہ کہیں گے کہ نہیں، تم لوگ خود ہی ایک دوسرے کے امیر ہو (یعنی تمہارا امیر تم ہی میں سے ہونا چاہیے۔) یہ وہ اس عزت کا لحاظ کرتے ہوئے کہیں گے، جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو دی ہے"۔

(مسلم شریف بیان نزول عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام، مسند احمد بسلسلہ مرویات جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

حدیث نمبر ۸:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (قصہ ابن صیاد کے سلسلہ میں) روایت کرتے ہیں کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیجیے کہ میں اسے قتل کر دوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ وہی شخص (یعنی دجال) ہے تو اس کے قتل کرنے والے تم نہیں ہو بلکہ اسے تو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی قتل کریں گے اور اگر یہ وہ شخص نہیں ہے تو تمہیں اہل عہد (یعنی ذمیوں) میں سے ایک آدمی کو قتل کر دینے کا کوئی حق نہیں ہے"۔

(مشکوٰۃ، کتاب الفتن، باب قصہ ابن صیاد بحوالہ شرح السنہ بغوی)

Marfat.com

حدیث نمبر ۹:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (دجال کا قصہ بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا):

''اس وقت یکا یک حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام مسلمانوں کے درمیان آجائیں گے۔ پھر نماز کھڑی ہوگی اور ان سے کہا جائے گا کہ اے روح اللہ علیہ السلام !! آگے بڑھیے، مگر وہ کہیں گے کہ نہیں تمہارے امام ہی کو آگے بڑھنا چاہیے، وہی نماز پڑھائے۔ پھر صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مسلمان دجال کے مقابلے پر نکلیں گے، فرمایا: جب وہ کذاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو گھلنے لگے گا، جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے قتل کر دیں گے اور حالت یہ ہوگی کہ درخت اور پتھر پکار اٹھیں گے کہ اے روح اللہ علیہ السلام !! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، دجال کے پیروؤں میں سے کوئی نہ بچے گا، جسے وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قتل نہ کر دیں۔

(مسند احمد بسلسلہ مرویات جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

حدیث نمبر ۱۰:

حضرت نواس رضی اللہ عنہ بن سمعان کلابی (قصہ دجال بیان کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں:

''اس اثناء میں کہ دجال یہ کچھ کر رہا ہوگا، اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم علیہم السلام کو بھیج دے گا اور وہ دمشق کے مشرقی حصے میں، سفید مینار کے پاس، زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے، دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں، اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح

Marfat.com

قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی........ اور وہ ان کی حد نظر تک جائے گا........ وہ زندہ نہ بچے گا۔ پھر ابن مریم علیہم السلام دجال کا پیچھا کریں گے اور لد (واضح رہے کہ لُد (LYDDA) فلسطین میں ریاست اسرائیل کے دارالسلطنت تل ابیب سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہودیوں نے وہاں بہت بڑا ہوائی اڈہ بنا رکھا ہے) کے دروازے پر اسے پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔

(مسلم ذکر الدجال، ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال ترمذی، ابواب الفتن، باب فتنۃ الدجال، ابن ماجہ کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال)

حدیث نمبر ۱۱:

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس (یہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے کہ میں نہیں جانتا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال فرمایا۔) رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کو بھیجے گا۔ ان کا حلیہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (ایک صحابی رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مشابہ ہوگا۔ وہ اس کا پیچھا کریں گے اور اسے ہلاک کر دیں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان بھی عداوت نہ ہوگی''۔

(مسلم شریف، ذکر الدجال)

حدیث نمبر ۱۲:

حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مجلس میں تشریف لائے اور ہم آپس میں بات چیت

Marfat.com

کرر ہے تھے۔آپ ﷺ نے پوچھا کیا بات ہورہی ہے؟۔لوگوں نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کرر ہے تھے۔فرمایا وہ ہرگز قائم نہ ہوگی، جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں۔پھر آپ ﷺ نے وہ دس نشانیاں یہ بتائیں:

① دھواں۔

② دجال۔

③ دابۃ الارض۔

④ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

⑤ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کا نزول۔

⑥ یاجوج وماجوج۔

⑦ تین بڑے خسف (زمین کا دھنس جانا)، ایک مشرق میں۔

⑧ دوسرا مغرب میں۔

⑨ تیسرا جزیرۃ العرب میں۔

⑩ سب سے آخر میں ایک زبردست آگ، جو یمن سے اٹھے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔

(مسلم شریف کتاب الفتن واشراط الساعہ۔ابوداؤد کتاب الملاحم، باب امارات الساعہ)

حدیث نمبر ۱۳:

شان رسالت حضرت محمد ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میری امت کے دو لشکر ایسے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے بچالیا، ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا۔دوسرا وہ جو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کے ساتھ ہوگا''۔

(نسائی، کتاب الجہاد مسند احمد، بسلسلہ مرویات حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

حدیث نمبر ۱۴:

حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ابن مریم دجال کو لُدّ ے کے دروازے پر قتل کریں گے۔

(مسند احمد، ترمذی شریف ابواب الفتن)

حدیث نمبر ۱۵:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ (ایک طویل حدیث میں دجال کا ذکر کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں کہ:

''عین اس وقت جب مسلمانوں کا امام صبح کی نماز پڑھنے کے لئے آگے بڑھ چکا ہوگا۔ عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام ان پر اتر آئیں گے۔ امام پیچھے پلٹے گا تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھیں، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ نہیں تم ہی نماز پڑھاؤ، کیونکہ یہ تمہارے لئے ہی کھڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہی نماز پڑھائے گا۔ سلام پھیرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ دروازہ کھولو، چنانچہ وہ کھولا جائے گا، باہر دجال ۷۰ ہزار مسلح یہودیوں کے ساتھ موجود ہوگا۔ جونہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس کی نظر پڑے گی وہ اس طرح گھلنے لگے گا۔ جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اور وہ بھاگ نکلے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میرے پاس تیرے لئے ایک ایسی ضرب ہے، جس سے تو بچ کر نہ جا سکے گا۔ پھر وہ اسے لُدّ کے مشرقی دروازے پر جالیں گے اور اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہرا دے گا...... اور زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جائے، سب دنیا کا کلمہ ایک ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ ہوگی۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال)

Marfat.com

حدیث نمبر ۱۶:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے..........

''اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام فجر کی نماز کے وقت اتر آئیں گے۔ مسلمانوں کا امام ان سے کہے گا کہ اے روح اللہ علیہ السلام!! آپ نماز پڑھایئے۔ وہ جواب دیں گے کہ اس امت کے لوگ خود ہی ایک دوسرے پر امیر ہیں۔ تب مسلمانوں کا امام آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا حربہ لے کر دجال کی طرف چلیں گے۔ وہ جب ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا، جیسے سیسہ پگھلتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حربے سے اس کو ہلاک کر دیں گے اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگیں گے، مگر کہیں انہیں چھپنے کو جگہ نہ ملے گی حتیٰ کہ درخت پکاریں گے اے مومن!! یہ کافر یہاں موجود ہے اور پتھر پکاریں گے کہ اے مومن!! یہ کافر یہاں موجود ہے۔

(مسند احمد طبرانی۔ حاکم)

حدیث نمبر ۱۷:

سَمُرَہؓ بن جُندب رضی اللہ عنہ (ایک طویل حدیث میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

''پھر صبح کے وقت مسلمانوں کے درمیان حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام آ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ، دجال اور اس کے لشکر کو شکست دے گا۔ یہاں کہ دیواریں اور درختوں کی جڑیں پکار اٹھیں گی کہ اے مومن!! یہ کافر میرے پیچھے چھپا ہوا ہے آؤ اور اسے قتل کر۔

(مسند احمد۔ حاکم)

Marfat.com

حدیث نمبر ۱۸:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نبی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا، جو حق پر قائم اور مخالفین پر بھاری ہوگا، یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ آجائے گا اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام نازل ہو جائیں گے''۔

(مسند احمد)

حدیث نمبر ۱۹:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (دجال کے قصے میں) روایت فرماتی ہیں:

''پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین میں ایک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے''۔

(مسند احمد)

حدیث نمبر ۲۰:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سفینہ رضی اللہ عنہ (دجال کے قصے میں) روایت فرماتے ہیں:

''پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ دجال کو افیق (افیق، جسے آج کل افیق کہتے ہیں، شام اور اسرائیل کی سرحد پر موجود ریاست شام کا آخری شہر ہے۔اس کے آگے مغرب کی جانب چند میل کے فاصلے پر طبریہ نامی جھیل ہے، جس میں سے دریائے اردن نکلتا ہے اور اس کے جنوب مغرب کی طرف پہاڑوں کے درمیان ایک نشیبی راستہ ہے، جو تقریباً ڈیڑھ دو ہزار فیٹ تک گہرائی میں اتر کر اس مقام پر

Marfat.com

پہنچتا ہے، جہاں سے دریائے اردن طبریہ میں سے نکلتا ہے۔اسی پہاڑی راستے کو عقبہ افیق (افیق کی گھاٹی) کے قریب ہلاک کردے گا۔

(مسند احمد)

حدیث نمبر ۲۱:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ (دجال کا ذکر کرتے ہوئے) بیان فرماتے ہیں:

''پھر جب مسلمان نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوں گے تو ان کی آنکھوں کے سامنے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام اتریں گے۔اور وہ مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے پھر سلام پھیرنے کے بعد لوگوں سے کہیں گے کہ میرے اور اس دشمن خدا کے درمیان سے ہٹ جاؤ............اور اللہ تعالیٰ دجال کے ساتھیوں پر مسلمانوں کو مسلط کردے گا اور مسلمان انہیں خوب ماریں گے، یہاں تک کہ درخت اور پتھر پکار اٹھیں گے۔اے عبداللہ، اے عبدالرحمٰن، اے مسلمان، یہ رہا ایک یہودی، مار اسے۔اس طرح اللہ تعالیٰ ان کو فنا کردے گا اور مسلمان غالب ہوں گے اور صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ ساقط کردیں گے''۔

(مستدرک حاکم۔مسلم میں بھی یہ روایت اختصار کے ساتھ آئی ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری، جلد ۶ ص: ۴۵۰ میں اسے صحیح قرار دیا ہے)

یہ جملہ ۲۱ روایات ہیں جو ۱۴ اصحابیوں رضی اللہ عنہم سے سندوں کے ساتھ حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں وارد ہوئی ہیں۔اگرچہ ان کے علاوہ دوسری بہت سی احادیث میں بھی یہ ذکر آیا ہے، لیکن طول کلام سے بچنے کے لئے ہم نے ان سب کو نقل نہیں کیا ہے، بلکہ صرف وہ روائتیں لے لی ہیں، جو سند کے لحاظ سے قوی تر ہیں۔

ان احادیث سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

جو شخص بھی ان احادیث کو پڑھے گا وہ خود دیکھ لے گا کہ ان میں کسی ''مسیح

Marfat.com

موعود علیہ السلام'' ، یا مثیل مسیح علیہ السلام '' یا ''بروز مسیح علیہ السلام '' کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے، نہ ان میں اس امر کی کوئی گنجائش ہے کہ کوئی شخص اس زمانے میں کسی ماں کے پیٹ اور کسی باپ کے نطفے سے پیدا ہو کر یہ دعویٰ کر دے کہ میں ہی وہ مسیح ہوں ، جس کے آنے کی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی ۔ یہ تمام حدیثیں صاف اور صریح الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دے رہی ہیں، جو اب سے دو ہزار سال پہلے باپ کے بغیر حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لاحاصل ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں ۔ بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کر کے اٹھالانے پر قادر ہے ۔ (جو لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں انہیں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵۹ ملاحظہ فرمالینی چاہیے ۔ جس میں اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں ارشاد فرماتا ہے کہ اس نے اپنے ایک بندے کو ۱۰۰ برس تک مردہ رکھا اور پھر زندہ کر دیا ۔ ''فاماته اللّٰه مائة عام ثم بعثه'' ۔) وگرنہ یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزار ہا سال تک زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس لے آئے ۔ بہر حال اگر کوئی شخص حدیث کو نہ مانتا ہو تو وہ سرے سے کسی آنے والے کی آمد کا قائل ہی نہیں ہو سکتا ، کیونکہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ احادیث کے سوا کسی اور چیز پر مبنی نہیں ہے ۔ لیکن یہ ایک عجیب مذاق ہے کہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا جائے احادیث سے، اور پھر انہی احادیث کی اس تصریح کو نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ آنے والے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام ہوں گے نہ کوئی مثیل مسیح ۔

دوسری بات جو اتنی ہی وضاحت کے ساتھ ان احادیث سے ظاہر ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کا یہ دوبارہ نزول نبی ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہو گا ۔ نہ ان پر وحی نازل ہو گی، نہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے، نہ وہ شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی کریں گے، نہ ان کو تجدید دین کے لئے دنیا میں لایا جائے گا، نہ وہ آکر لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے اور نہ وہ اپنے ماننے والوں کی ایک الگ امت بنائیں گے، وہ صرف ایک کار خاص کے لئے بھیجے جائیں گے، اور وہ یہ ہو گا کہ دجال کے فتنے کا استیصال کر دیں ۔ اس غرض کے لیے وہ ایسے طریقے سے نازل ہوں گے کہ جن مسلمانوں کے درمیان کا نزول ہو گا ۔ انہیں اس امر میں کوئی شک نہ رہے گا کہ یہ حضرت عیسیٰ ابن

Marfat.com

مریم علیہم السلام ہی ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے مطابق ٹھیک وقت پر تشریف لائے ہیں۔ وہ آکر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ جو بھی مسلمانوں کا امام اس وقت ہو گا، اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے (علماء اسلام نے اس مسئلے کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۲۲ھ/۷۹۲ھ) شرح عقائد نسفی میں لکھتے ہیں:

یہ ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اگر کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر احادیث میں آیا ہے تو ہم کہیں گے کہ ہاں، آیا ہے، مگر وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہوں گے، کیونکہ ان کی شریعت تو منسوخ ہو چکی ہے۔ اس لئے نہ ان کی طرف وحی ہو گی اور نہ وہ احکام مقرر کریں گے، بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب کی حیثیت سے کام کریں گے"۔

یہی بات علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں کہتے ہیں:

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے، بہر حال اس سے معزول تو نہ ہو جائیں گے، مگر وہ پچھلی شریعت کے پیرو نہ ہوں گے، کیونکہ وہ ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے حق میں منسوخ ہو چکی ہے اور اب وہ اصول اور فروع میں اس شریعت کی پیروی پر تکلف ہوں گے۔ لہٰذا ان پر نہ وحی آئے گی اور نہ انہیں احکام مقرر کرنے کا اختیار ہو گا بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی حیثیت سے کام کریں گے۔

(تفسیر رُوح المعانی، جلد۲۲۔ص:۳۲)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس بات اس بات کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ "انبیاء علیہم السلام کا دورِ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت تک تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہو گئے تو انبیاء علیہم السلام کی آمد کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اب یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ حضرت

Marfat.com

عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہوں گے۔" (تفسیر کبیر، ج ۳، ص: ۳۴۳) اور جو بھی اس وقت مسلمانوں کا امام ہوگا، اسی کو آگے رکھیں گے، تا کہ اس شبہ کی کوئی دنیٰ سی گنجائش بھی نہ رہے کہ وہ اپنی سابق پیغمبرانہ حیثیت کی طرح اب پھر پیغمبری کے فرائض انجام دینے کے لیے واپس آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی جماعت میں اگر خدا کا پیغمبر موجود ہو تو نہ اس کا کوئی امام دوسرا شخص ہو سکتا ہے اور نہ امیر۔ پس جب مسلمانوں کی جماعت میں آکر محض ایک فرد کی حیثیت سے شامل ہوں گے تو یہ گویا خود بخود اس طرح ہوگا وہ پیغمبر کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے ہیں اور اس بنا پر ان کی آمد سے مہر نبوت کے ٹوٹنے کا قطعاً کوئی سوال پیدا نہ ہوگا۔

ان کا آنا بلا تشبیہ اسی نوعیت کا ہوگا، جیسے ایک صدر ریاست کے دور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں مملکت کی کوئی خدمت انجام دے ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایک صدر کے دور میں کسی سابق صدر کے محض آجانے سے آئین نہیں ٹوٹتا۔ البتہ دو صورتوں میں آئین کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ ایک یہ کہ سابق صدر آکر پھر سے فرائض صدارت سنبھالنے کی کوشش کرے۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص اس کی سابق صدارت کا بھی انکار کردے۔ کیونکہ یہ ان تمام کاموں کے لئے جواز کو چیلنج کرنے کا ہم معنی ہوگا، جو اس دور صدارت میں انجام پائے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو بجائے خود سابق صدر کی آمد آئینی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی۔ یہی معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آمد ثانی کا بھی ہے کہ ان کے محض آجانے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔ البتہ اگر وہ آکر پھر نبوت کا منصب سنبھال لیں اور فرائض نبوت انجام دینے شروع کردیں، یا کوئی شخص ان کی سابق نبوت کا بھی انکار کردے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے آئین نبوت کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔ احادیث نے پوری وضاحت کے ساتھ دونوں صورتوں کا سد باب کردیا ہے۔ ایک طرف وہ تصریح کرتی ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے اور دوسری طرف وہ خبر دیتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام دوبارہ نازل ہوں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان کی یہ آمد ثانی منصب نبوت کے فرائض انجام دینے کے لئے نہ ہوگی۔ اسی طرح ان کی آمد سے مسلمانوں کے اندر کفر و ایمان کا بھی کوئی نیا سوال پیدا نہ ہوگا۔ ان کی سابقہ نبوت پر تو آج بھی اگر کوئی ایمان نہ لائے تو کافر ہو جائے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ان کی اس نبوت پر ایمان رکھتے تھے اور

Marfat.com

آپ ﷺ کی ساری امت ابتداء سے ان کی مومن ہے۔ یہی حیثیت اس وقت ہوگی۔ مسلمان کسی تازہ نبوت پر ایمان نہ لائیں گے، بلکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کی سابقہ نبوت پر ایمان رکھیں گے، جس طرح آج رکھتے ہیں، یہ چیز نہ آج ختم نبوت کے خلاف ہے نہ اس وقت ہوگی۔

آخری بات جو ان احادیث سے اور بکثرت دوسری احادیث سے بھی معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ دجال، جس کے فتنہ عظیم کا استیصال کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کو بھیجا جائے گا، یہودیوں میں سے ہوگا، اور اپنے آپ کو ''مسیح علیہ السلام'' کی حیثیت سے پیش کرے گا۔ اس معاملے کی حقیقت کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا، جب تک وہ یہودیوں کی تاریخ اور ان کے مذہبی تصورات سے واقف نہ ہو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے درپے تنزل کی حالت میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آخر کار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا، تو انبیائے علیہم السلام بنی اسرائیل نے ان کو خوشخبری دینی شروع کی کہ خدا کی طرف سے ایک ''مسیح علیہ السلام'' آنے والا ہے جو ان کو اس ذلت سے نجات دلائے گا۔ ان پیشین گوئیوں کی بناء پر یہودی ایک مسیح کی آمد کے متوقع تھے جو بادشاہ ہو، لڑکر ملک فتح کرے، بنی اسرائیل کو ملک ملک سے لاکر فلسطین میں جمع کر دے اور ان کی ایک زبردست سلطنت قائم کر دے۔ لیکن ان کی ان توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام خدا کی طرف سے مسیح ہو کر آئے اور کوئی لشکر ساتھ نہ لائے تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے اس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اس مسیح موعود علیہ السلام (PROMISED MESSIAN) منتظر ہیں، جس کے آنے کی خوشخبریاں ان کو دی گئی تھیں۔ ان کا لٹریچر اس آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ تلمود اور ربیوں [1] کے ادبیات میں اس کو جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں اور یہ امید لئے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موعود علیہ السلام ایک زبردست جنگی و سیاسی لیڈر ہوگا، جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی میراث سمجھتے ہیں) انہیں واپس دلائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لاکر اس ملک میں پھر سے جمع کر دے گا۔

Marfat.com

اب اگر کوئی شخص مشرق وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور نبی کی پیشین گوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھئے تو وہ فوراً یہ محسوس کرے گا کہ اس دجال اکبر کے ظہور کے لئے اسٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے، جو حضور اکرم ﷺ کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا مسیح موعود علیہ السلام بن کر اٹھے گا۔ فلسطین کے بڑے حصے سے مسلمان بے دخل کیے جا چکے ہیں اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست قائم کر دی گئی ہے۔ اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھچ کھچ کر چلے آ رہے ہیں، امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اس کو ایک زبردست جنگی طاقت بنا دیا ہے۔ یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنس داں اور ماہرین فنون اس کو روز افزوں ترقی دیتے چلے جا رہے ہیں اور اس کی یہ طاقت گرد و پیش کی مسلمان قوموں کے لئے ایک خطرہ عظیم بن گئی ہے۔ اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا ہے کہ وہ اپنی ''میراث کا ملک'' حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں۔ اسے مقابل کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورا شام، پورا لبنان، پورا اردن اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ترکی سے اسکندریہ، مصر سے سینا اور ڈیلٹا کا علاقہ اور سعودی عرب سے بالائی حجاز و نجد کا علاقہ لینا چاہتے ہیں، جس میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے صاف محسوس ہوتا ہے کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی ہڑبونگ سے فائدہ اٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر وہ دجال اکبر ان کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا، جس کے ظہور کی خبر دینے ہی پر نبی ﷺ نے اکتفا نہیں فرمایا ہے، بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن سال کے برابر محسوس ہوگا اسی بنا پر آپ ﷺ فتنہ مسیح دجال سے خود بھی خدا کی پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے تھے۔ اس مسیح دجال کا مقابلہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کسی مثیل مسیح کو نہیں، بلکہ اس اصلی مسیح علیہ السلام کو نازل فرمائے گا، جسے دو ہزار برس پہلے یہودیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا اور جسے وہ اپنی دانست میں صلیب پر چڑھا کر ٹھکانے لگا چکے تھے۔ اس

1۔ یہ اصطلاحات یہودیوں کے علماء کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ (مرتب)

Marfat.com

حقیقی مسیح علیہ السلام کے نزول کی جگہ ہندوستان یا افریقہ یا امریکہ میں نہیں، بلکہ دمشق میں ہوگی، کیونکہ یہی مقام اس وقت عین محاذِ جنگ پر ہوگا۔

براہِ کرم اگلے صفحات پر نقشہ جات ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں آپ دیکھیں گے کہ اسرائیل کی سرحد سے دمشق بمشکل ۵۰/۶۰ میل کے فاصلے پر ہے، پہلے جو احادیث ہم نقل کر آئے ہیں، ان کا لشکر لے کر شام میں گھسے گا اور دمشق کے سامنے جا پہنچے گا۔ ٹھیک اس نازک موقع پر دمشق کے مشرقی مضمون اگر آپ کو یاد ہے تو آپ کو یہ سمجھنے میں کوئی زحمت نہ ہوگی کہ مسیح دجال ۷۰ ہزار یہودیوں کا حصے میں ایک سفید مینار کے قریب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام صبح دم نازل ہوں گے اور نمازِ فجر کے بعد مسلمانوں کو اس کے مقابلے پر لے نکلیں گے۔

ان کے حملے سے دجال پسپا ہو کر افیق کی گھاٹی سے (ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲۱) اسرائیل کی طرف پلٹے گا اور وہ اس کا تعاقب کریں گے آخر کار لدّ کے ہوائی اڈے پر پہنچ کر وہ ان کے ہاتھ سے مارا جائے گا (حدیث نمبر ۱۰/۱۴/۱۵)۔ اس کے بعد یہودی چُن چُن کر قتل کئے جائیں گے اور ملت یہود کا خاتمہ ہو جائے گا (حدیث نمبر ۹/۱۵/۲۱)۔

عیسائیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف[2] سے اظہار حقیقت ہو جانے کے بعد ختم ہو جائے گی (حدیث نمبر ۱/۲/۴/۶) اور تمام ملتیں ایک ہی ملت مسلمہ میں ضم ہو جائیں گی (حدیث نمبر ۶/۱۵) یہ ہے وہ حقیقت جو کسی اشتباہ[1] کے بغیر احادیث میں صاف نظر آتی ہے اس کے بعد اس امر میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ ''مسیح موعود علیہ السلام'' کے نام سے جو کاروبار ہمارے ملک میں پھیلایا گیا ہے وہ ایک جعل سازی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔

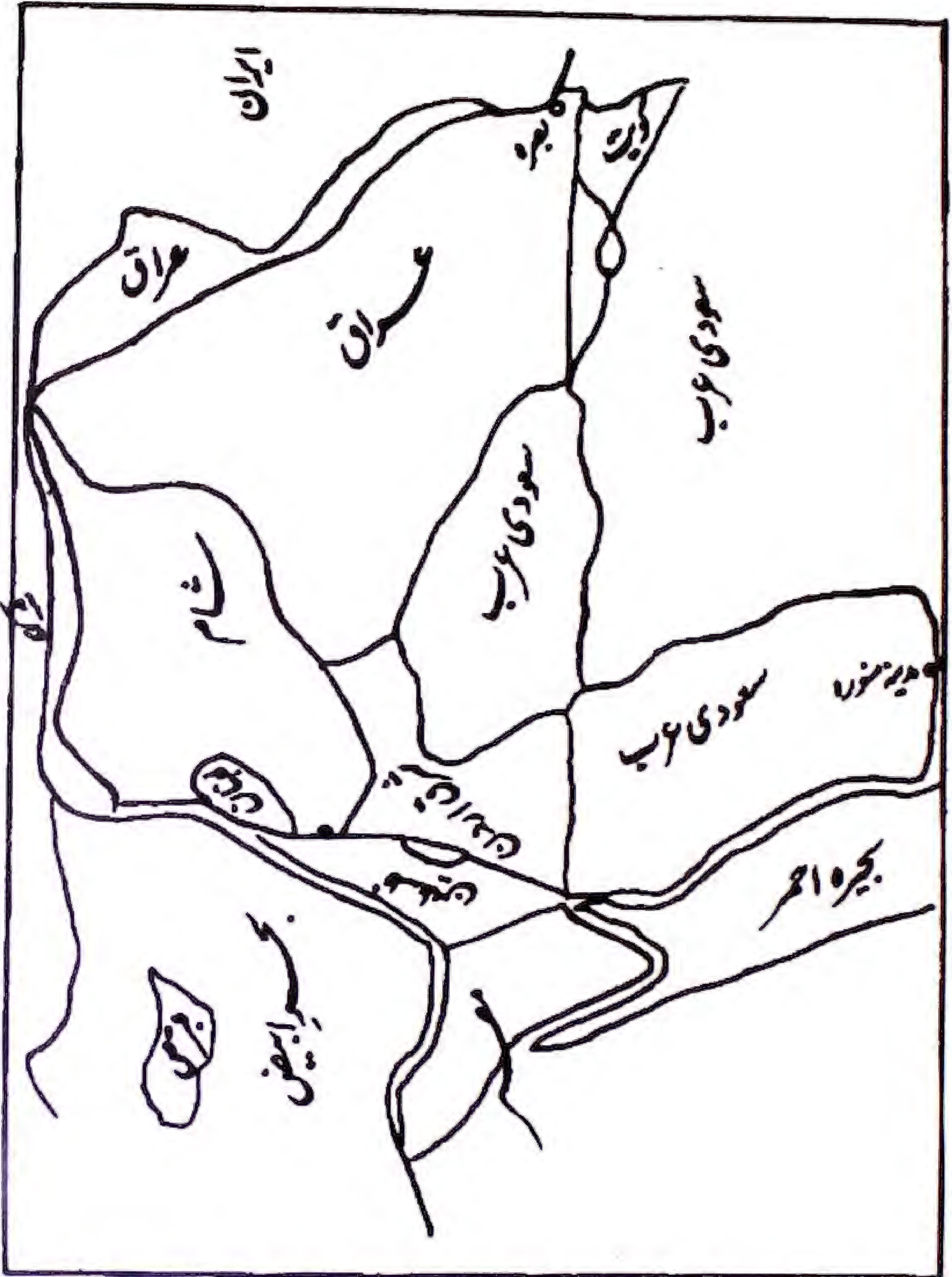
اس جعل سازی کا سب سے زیادہ مضحکہ انگیز پہلو یہ ہے کہ جو صاحب اپنے آپ کو ان پیشین گوئیوں کا مصداق قرار دیتے ہیں، انہوں نے خود حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام بننے کے لئے یہ دلچسپ تاویل فرمائی ہے:

> ''اس نے (اللہ تعالیٰ نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے، دو برس تک صفت

1۔ شک وشبہ 2۔ پھونکی گئی (مرتب)

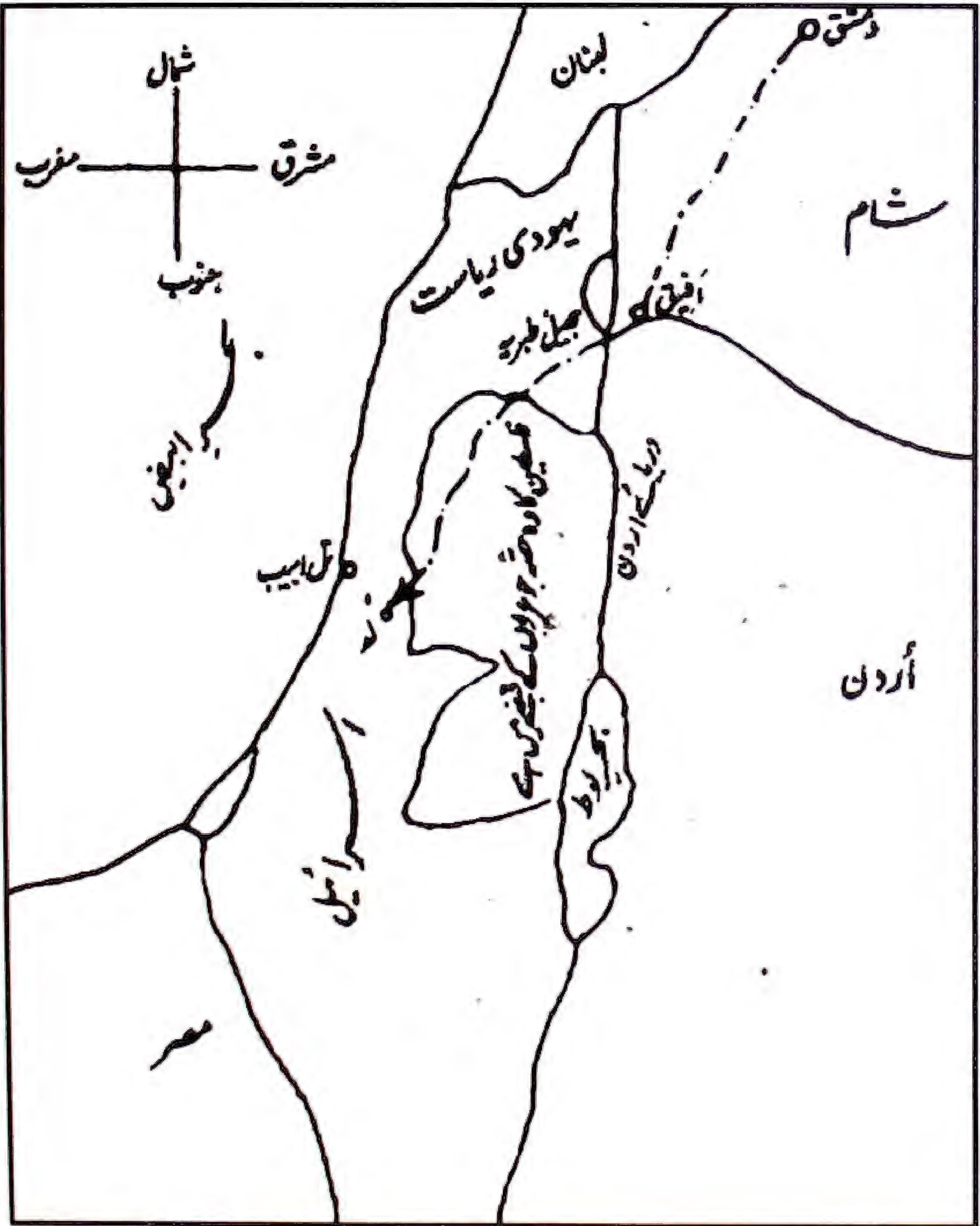
Marfat.com

وہ یہودی ریاست جس کا خواب اسرائیل کے لیڈر دیکھ رہے ہیں۔



Marfat.com

حقیقی مسیح علیہ السلام کے نزول کا مقام



۵۰

پیمانہ بحساب میل

Marfat.com

مریمیت میں میں نے پرورش پائی............ پھر............ مریم کی طرح
عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ[2] کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ
ٹھہرایا گیا اور آخری کئی مہینے کے بعد، جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ
اس الہام کو جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے،
مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ بس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا''۔

(کشتی نوح ص: ۸۷، ۸۸، ۸۹)

یعنی پہلے مریم بنے، پھر خود ہی حاملہ ہوئے، پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہو گئے اس کے بعد یہ مشکل پیش آئی کہ عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کا نزول تو احادیث کی رو سے دمشق میں ہونا تھا، جو کئی ہزار برس سے شام کا ایک مشہور معروف مقام ہے اور آج بھی دنیا کے نقشے پر اسی نام سے موجود ہے، یہ مشکل ایک دوسری پر لطف تاویل سے یوں رفع کی گئی۔

''واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے، جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں، جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں............ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں، دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے''۔

(حاشیہ ازالہ اوہام ص: ۶۳ تا ۷۳)

پھر ایک اور الجھن یہ باقی رہ گئی کہ احادیث کی رو سے ابن مریم کو ایک سفید منارہ کے پاس اترنا تھا۔ چنانچہ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مسیح صاحب نے آخر اپنا منارہ خود بنوالیا۔ اب اسے کون دیکھتا کہ احادیث کی رو سے منارہ وہاں ابن مریم کے نزول سے پہلے موجود ہونا چاہیے تھا اور یہاں وہ مسیح موعود صاحب کی تشریف آوری کے بعد تعمیر کیا گیا۔

آخری روز زبردست الجھن یہ تھی کہ احادیث کی رو سے تو عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کو لدّ کے دروازے پر دجال کو قتل کرنا تھا۔ اس مشکل کو

Marfat.com

رفع کرنے کی فکر میں پہلے طرح طرح کی تاویلیں کی گئیں۔ کبھی تسلیم کیا گیا کہ لدّ بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا نام ہے''۔

(ازالہ اوہام، شائع کردہ، انجمن احمدیہ لاہور، تبقطیع خورد صفحہ ۲۲۰)

''پھر کہا گیا کہ لدّ'' ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بے جا جھگڑا کرنے والے ہوں۔ جب دجال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے۔ تب مسیح موعود علیہ السلام ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کردے گا''۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۳۰)

لیکن جب اس سے بھی بات نہ بنی تو صاف کہہ دیا گیا کہ لدّ سے مراد لدھیانہ ہے اور اس کے دروازے پر دجال کے قتل سے مراد یہ ہے کہ اشرار کے مخالفت کے باوجود وہیں سب سے پہلے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔

(الہدیٰ ص:۹۱)

ان تاویلات کو جو شخص بھی کھلی آنکھوں سے دیکھے گا، اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ جھوٹے بہروپ (Flase Inpersonation) کا صریح ارتکاب ہے جو علی الاعلان کیا گیا ہے۔

''مرزا غلام احمد قادیانی اور بہاءاللہ ختم نبوت کے معنی متواتر کے انکار میں شریک ہیں۔ دعوئے مہدیت میں شریک ہیں۔ تبدیلی احکام شرع میں شریک ہیں۔ مثیل مسیح کے دعوے میں شریک ہیں۔ رسالت اور وحی کے دعوے میں شریک ہیں۔ اس لئے دونوں کافر ہیں۔''

(حضرت مولانا سیّد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ
جامع الفتاویٰ، جلد۳، ص ۹۸،۹۷)

Marfat.com

قادیانی کیوں مسلمان نہیں؟

یہ تحریر اُس وقت لکھی گئی جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں متفقہ طور پر ایک دستوری ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس مضمون میں اسی مسئلہ پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہے کہ کسی کے لئے شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہی اور مسئلہ آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوگیا۔

مناظرِ اسلام مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۳۲۳ھ **وفات:** ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ بروز دوشنبہ بمطابق ۴ مئی ۱۹۹۷ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!!

اسلام حق تعالیٰ شانہٗ کا آخری پیغام آسمانی ہے۔ جو انسانیت کی فلاح و سعادت کے لئے نبی آخرالزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اور جو تواتر اور تسلسل کے ساتھ منتقل ہوتا ہوا ہم تک پہنچا۔ پس جو خوش بخت اسلام کی ایک ایک بات کو دل و جان سے مانتے ہیں وہ مسلمان ہیں اور جو لوگ ان متواترات میں سے کسی ایک کا انکار کرتے ہیں یا ان کے متغائیر مفہوم کا انکار کرتے ہیں وہ غیر مسلم کہلاتے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم کو اوّل سے آخر تک لفظاً و معنیً ماننا اسلام کی شرط ہے اور اس کے ایک لفظ یا متواتر مفہوم کا انکار کفر ہے۔

قادیانی فرقہ جو بالاجماع امت خارج از اسلام ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس نے اسلام کے بے شمار متواترات میں غلط تاویلیں کر کے ان کے مفہوم کو بدل ڈالا ہے۔ ان میں دو عقیدے زیادہ مشہور ہیں۔ ایک ختم نبوت، دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔ یہ دونوں دین اسلام کے ایسے قطعی اور متواتر عقیدے ہیں کہ گذشتہ صدیوں کے تمام اکابر ان کو تواتر و تسلسل کے ساتھ نقل کرتے چلے آئے ہیں۔

ان دونوں عقیدوں پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مگر ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد منظور نعمانی نے ان دونوں مسائل پر ایسے عام فہم انداز میں قلم اٹھایا ہے کہ متوسط ذہن کے آدمی کو بھی ان کے سمجھنے میں کوئی الجھن نہیں رہ جاتی۔ ہم اس رسالہ کو شائع کرتے ہوئے انصاف پسند قادیانیوں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی غلطی کی اصلاح کریں اور اس نور سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

محمد یوسف لدھیانوی

(۳۰/ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ......۲۰/نومبر ۱۹۷۹ء)

Marfat.com

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک دستوری ترمیم کے ذریعہ مرزا غلام
مد قادیانی کے ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہوئے غیر مسلم اقلیت قرار دے
یا ہے۔اس کاروائی کے ذریعہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک ایسا اسلامی فریضہ ادا کیا ہے۔جس
اسے دلی مبارک باد دی جانی چاہیے۔قادیانیت کا سرچشمہ پاکستان ہی میں ہے۔وہیں سے
سارے عالم میں فتنے کی تحریک اور پرورش ہو رہی تھی۔اس لئے پاکستان حکومت کا فرض تھا کہ وہ
س چشمے پر بند باندھے اور دنیا کے سارے انسانوں کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً آگاہ کر دے کہ
سلام کی تبلیغ کے نام سے قادیانیت کی جو تبلیغ نہایت اعلیٰ وسائل کے ساتھ ہو رہی ہے۔اس کا
سلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اس کار خیر میں ''رابطہ عالم اسلامی'' (مکہ مکرمہ) کا بھی بڑا حصہ ہے
کہ اس نے پاکستانی علمائے اسلام اور عامتہ المسلمین کے اس مسلسل مطالبے کو کہ قادیانیوں کو امت
مسلمہ سے خارج قرار دیا جائے۔اسلام کی مذہبی نمائندگی کی سطح پر ایک عالمی مطالبے کی حیثیت
میں لاکر بہت باوزن اور پاکستانی حکومت کے لئے سنجیدگی کے ساتھ قابل توجہ بنا دیا۔رابطہ کی یہ
جدوجہد انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اہم ترین نیکیوں میں شمار ہوگی۔

قادیانی!! جو تقریباً ایک صدی سے اپنے آپ کو اسلام کے ساتھ چپکائے رکھنے پر مصر
تھے اور طرح طرح کی پرفریب دلیلوں سے اس حقیقت کو غلط ٹھہراتے تھے کہ وہ اسلام کے نام پر
ایک نئے مذہب کے پیرو اور داعی ہیں۔وہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے اس فیصلے کے بعد یقیناً اور
زور و شور سے اپنی مظلومیت کا رونا روئیں گے اور ناواقف مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کریں

Marfat.com

گے کہ انہیں اسلام سے خارج قرار دینا ایک صریح زیادتی ہے۔اس لئے ضرورت ہے کہ پاکستان میں جس بنیاد پر ان کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔اس بنیاد کی ایک عام فہم تشریح کر دی جائے تاکہ کوئی سچا مسلمان اس معاملے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہونے پائے۔تشریح کے سلسلے میں چند بنیادی باتیں پہلے سمجھنے کی ہیں۔

پہلا نکتہ:

اس سلسلے میں سب سے پہلے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جو دینی حقیقتیں اور دینی باتیں رسول اللہ ﷺ سے ہم تک پہنچی ہیں۔ان میں سے زیادہ تر تو وہ ہیں جن کے بارے میں اگرچہ ہمیں اطمینان ہے کہ ان کا ثبوت اس درجہ کا ہے کہ ہمارے لئے ان کا ماننا اور اگر وہ عمل سے متعلق ہیں تو ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔لیکن پھر بھی ان کا ثبوت ہر قسم کے احتمال وتشکیک اور اشتباہ والتباس سے بالاتر ایسا یقینی اور قطعی اور بدیہی نہیں ہے کہ ہم ان کے نہ ماننے کو قطعیت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بات کا نہ ماننا کہہ سکیں اور اس کو کفر وانکار قرار دے سکیں۔دین وشریعت کے زیادہ تر اجزاء وعناصر کا یہی حال ہے۔

لیکن کچھ دینی حقیقتیں اور دینی باتیں ایسی بھی یقیناً ہیں۔جن کی حیثیت یہ ہے کہ مثلاً جس درجہ کے یقینی اور غیر مشکوک ذرائع سے اور جس کے تواتر سے ہم کو یہ معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی حیثیت سے ایک دین کی طرف اپنے زمانہ کے لوگوں کو بلایا تھا۔اسی درجہ کی نقل وروایت اور اسی قسم کے تواتر سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی دینی ہدایت اور دعوت کے سلسلے میں یہ چیزیں خاص طور سے فرمائی تھیں۔ مثلاً یہ بات کہ آپ ﷺ نے "لا الٰہ الا اللہ" یعنی توحید کی دعوت دی تھی اور بت پرستی کو شرک قرار دیا تھا...... اور مثلاً یہ بات کہ آپ ﷺ نے قرآن پاک کو کتاب اللہ کی حیثیت سے پیش کیا تھا...... اور مثلاً یہ بات کہ آپ ﷺ قیامت کا آنا بیان فرماتے تھے...... اور یہ بات کہ آپ ﷺ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کا حکم دیتے تھے۔تو یہ اور ان جیسی بہت سی دینی حقیقتیں ہیں۔جن کا ثبوت ہر قسم کے وہم وشک اور احتمال وتشکیک سے بالاتر اسی درجہ کے تواتر سے ہم تک پہنچا ہے۔جس درجہ کے تواتر سے رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کی دعوت پہنچی ہے اور ہر دور

Marfat.com

میں امت کے تمام طبقات میں ان کی ایسی ہی شہرت رہی ہے۔

الغرض رسول اللہ ﷺ سے ان دینی حقیقتوں کا ثبوت ایسی یقینی قطعی اور بدیہی ہے کہ ان کا نہ ماننا بلا شبہ پیغمبر خدا ﷺ کی بیان فرمودہ حقیقت کا نہ ماننا ہے۔ خالص علمی اور دینی اصطلاح میں دین کی ایسی حقیقتوں کو ''ضروریات دین'' کہتے ہیں۔

دوسرا نکتہ:

اس کے بعد ہمیں عرض کرنا ہے کہ جو شخص اسلام و کفر کے معنی وہی جانتا ہو۔ جو کتاب و سنت سے اور امت مسلمہ کے متواتر تعامل سے علماء سلف و خلف نے اب تک سمجھے ہیں۔ اس کو غالباً اس بات سے اختلاف اور انکار نہ ہوگا کہ مومن و مسلم ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ان ''ضروریات دین'' میں سے کسی حقیقت کا منکر نہ ہو۔ اگر یہ بھی ضروری نہ ہو تو پھر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ مومن و مسلم ہونے کے لئے سرے سے کسی حقیقت کا ماننا ضروری نہیں اور شاید اس سے زیادہ مہمل اور بے معنی بات دین کے بارے میں اور نہیں کہی جاسکتی۔

تیسرا نکتہ:

اب فرض کیجئے کہ ان ہی دینی حقیقتوں میں سے (جن کو ضروریات دین کہا جاتا ہے) کسی حقیقت کے بارے میں ایک شخص کہتا ہے کہ میں اس کو مانتا ہوں لیکن وہ اس کے معنی بالکل نئے گھڑتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ میں ''لا الہ الا اللّٰہ'' کو مانتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ لیکن لوگوں نے جانا نہیں۔ وہ میں خود ہوں۔ میں نے اب اس شکل و صورت میں ظہور کیا ہے۔ جس میں تم مجھے دیکھ رہے ہو اور قرآن میری نازل کردہ کتاب ہے اور محمد ﷺ میرے بھیجے ہوئے رسول تھے۔ (معاذ اللہ)...... یا فرض کیجئے کہ وہ اپنے بارے میں یہ نہیں کہتا۔ بلکہ کسی مقبول ہستی کے بارے میں یہ بات کہتا ہے۔ یعنی ''لا الہ الا اللّٰہ'' کو مانتے ہوئے وہ اس کا مصداق اس مقبول ہستی کو بتلاتا ہے۔ (جیسا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلو کرنے والے کچھ عقل باختوں کے متعلق نقل بھی کیا گیا ہے وہ اپنے کو مسلمانوں میں شمار کرتے تھے۔ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھتے تھے اور اللہ کا ظہور یا مصداق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ٹھہراتے تھے)

Marfat.com

...... یا مثلاً فرض کیجئے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کو مانتا ہوں۔ لیکن اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو عام مسلمان اب تک سمجھتے رہے۔ بلکہ اس کا مطلب (معاذ اللہ) یہ ہے کہ کوئی معبود نہیں۔ اللہ کے سوا اور وہ اللہ خود محمد ﷺ ہیں۔ جو رسول اللہ کے روپ میں آ گئے ہیں

...... یا مثلاً ایک شخص قیامت کے بارے میں کہتا ہے کہ میں قیامت کو مانتا ہوں۔ لیکن اس کی حقیقت وہ نہیں ہے جو عام مسلمان سمجھے ہوئے ہیں اور خواہ مخواہ اس کے انتظار کی تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب صرف ایک دور کا خاتمہ اور دوسرے دور کا آغاز ہے۔ جو ہو بھی چکا اور مسلمان جس توڑ پھوڑ والی قیامت کے منتظر ہیں۔ وہ کبھی آنے والی نہیں ...... یا مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں قرآن کریم کو خدا کی کتاب مانتا ہوں۔ لیکن اس بارے میں میرا خیال اور تصور وہ نہیں ہے جو عام مسلمانوں کا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ دراصل تو یہ رسول اللہ ﷺ کی تالیف ہے اور خود ان کا کلام ہے۔ لیکن اس میں جو باتیں ہیں اور جن خیالات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ چونکہ وہ اللہ کی مرضی کے مطابق ہیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ اللہ ہی نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے دماغ میں پیدا کیا تھا۔ اس لئے قرآن کریم کو کتاب اللہ کہہ دیا جاتا ہے [1]۔

تو غور طلب سوال یہ ہے کہ کیا ایسے گمراہوں کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ یہ ظالم مکذب اور منکر نہیں بلکہ موؤل ہیں اور اس لئے مسلمان ہی ہیں۔ یہ کہا جائے گا کہ یہ زندیق تاویل اور تحریف کے ساتھ دینی حقیقتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور انہوں نے یہ رویہ اختیار کر کے دین محمدی ﷺ سے اپنا رشتہ کاٹ لیا ہے؟۔

کھلی ہوئی بات یہ کہ تاویل کے ساتھ ''ضروریات دین'' کا انکار کرنے والوں کو مومن و مسلم کہنے کی گنجائش تب ہی نکل سکتی ہے کہ پہلے اس بات کو مان لیا جائے کہ ان ''ضروریات دین'' کی بھی کوئی حقیقت متعین نہیں ہے۔ جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہ ہو اور اس کے معنی یہ ہوں گے کہ سرے سے خود اسلام ہی کی حقیقت متعین نہیں۔ کیونکہ ''ضروریات دین' تو اس کے

---

[1] واضح رہے کہ یہ سب محض فرضی مثالیں نہیں بلکہ ان میں بعض باتیں وہ ہیں جن کے کہنے والے پہلے کسی زمانے میں گزرے ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کے کہنے والے اب بھی موجود ہیں اور قرآن پاک کے متعلق یہ بات تو ابھی چند سال ہوئے نیاز فتح پوری صاحب نے کہی تھی۔

Marfat.com

اوّل درجہ کے بینات[1] ہیں۔

اس لئے متقدمین اور متاخرین میں سے جنہوں نے بھی اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے۔ وہ سب اس پر متفق ہیں کہ ''ضروریات دین'' میں تاویل، مال اور حکم کے لحاظ سے تکذیب ہی ہے۔

اس متفقہ مسئلہ کی نوعیت:

اور واضح رہے کہ یہ کوئی فروعی یا اجتہادی مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ کفر و اسلام کی حقیقت اور اس کی حدود کا اصولی اور بنیادی مسئلہ ہے۔ متقدمین و متاخرین اہل حق میں سے ایک کا بھی نام نہیں بتایا جا سکتا۔ جس نے اس اصول سے اختلاف کیا ہو اور تاویل کے ساتھ ''ضروریات دین'' کے انکار کو کفر نہ قرار دیا ہو۔ ہاں کسی شخص یا گروہ پر اس اصول کے انطباق اور اطلاق میں واقفیت اور عدم واقفیت کی بناء پر یا دوسرے وجوہ سے دورائیں ہوسکتی ہیں اور کسی کی تکفیر کے بارے میں جہاں خود محققین و محتاطین اہل حق میں سے اختلاف ہوا ہے وہ عموماً اطلاق اور انطباق ہی میں ہوا ہے۔ بحر حال تمام سلف و خلف اہل حق میں سے کسی ایک کو بھی اس اصول سے اختلاف نہیں ہے کہ ''ضروریات دین'' کا انکار اگرچہ تاویل کے ساتھ ہو۔ بہر حال وہ اسلام سے رشتہ کاٹ دیتا ہے۔

ختم نبوت کا عقیدہ:

اس کے بعد عرض کرنا ہے کہ جو شخص دین کا کچھ بھی علم رکھتا ہے وہ یہ ضرور جانتا ہے کہ ''ختم نبوت کا عقیدہ''، یعنی ''ختم نبوت'' اور ''خاتم النّبیین'' کے صرف الفاظ نہیں بلکہ یہ حقیقت کہ رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور اب کوئی نیا نبی قیامت تک مبعوث نہیں ہوگا۔ ''ضروریات دین'' میں سے ہے۔ یعنی ناقابل شک یقین پیدا کرنے والے تواتر کے جن ذرائع سے ہمیں مثلاً یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے کو نبی کی حیثیت سے پیش کیا تھا اور قرآن کریم کو کتاب اللہ بتلایا تھا اور آپ ﷺ توحید اور نماز، روزہ، حج زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ ان ہی ذرائع سے اور بالکل ویسے ہی تواتر سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے متعلق یہ بھی بتلایا تھا کہ سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کر دیا گیا...... میں خاتم النّبیین ہوں اور اب میرے بعد

1۔نہایت ہی واضح ترین چیزیں (مرتب)

Marfat.com

کوئی نیا نبی اللہ کی طرف سے نہیں آئے گا...... الغرض یہ عقیدہ اور یہ دینی حقیقت بھی دین کی خاص اصطلاح ہیں۔ ''ضروریات دین'' میں سے ہے اور کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس کا انکار نہ کرے اور نہ اس کی ایسی تاویل اور توجیہہ کرے۔ جس سے ختم نبوت کی مذکورۂ بالا حقیقت کا انکار اور ابطال ہوتا ہو۔

قادیانیوں کا مسئلہ:

اب آخری کڑی اس بحث کی یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں جس شخص نے پڑھی ہیں۔ اسے اس بات میں شبہ کرنے کی گنجائش نہیں کہ جب الفاظ وعبارات میں نبوت کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے اور اگلے پیغمبروں نے کیا ہے۔ مرزا قایانی نے ان ہی الفاظ وعبارات میں اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو لوگ اس حقیقت سے انکار کرتے ہیں وہ اگر ہٹ دھرم نہیں ہیں تو وہ سوچیں کہ نبوت کا دعویٰ کن لفظوں اور کن عبارتوں میں ہوتا ہے اور پھر وہ مرزا قادیانی کی اس سلسلہ کی عبارات کا مطالعہ کریں اور خیر جانے دیجئے کہ مرزا قادیانی کے معاملہ کو لاہوری پارٹی [1] کے غیر منطقی وجود نے ان کے معاملہ کو (واقعتاً قابل اشتباہ نہ ہونے کے باوجود) بعض شکی لوگوں کیلئے ہم مان سکتے ہیں کہ کسی درجہ میں اب مشتبہ کر دیا ہے۔ لیکن موجودہ قادیانی پارٹی کا معاملہ تو بالکل صاف ہے وہ تو کھلے بندوں مرزا قادیانی کے لئے حقیقی نبوت اور اس کے لوازم ثابت کرتے ہیں اور بغیر کسی لاگ لپیٹ کے کہتے ہیں کہ وہ اسی معنی کے اور اسی قسم کے حقیقی نبی تھے۔ جس معنی کے اور جیسے نبی پہلے آتے رہے اور اگلے نبیوں کے نہ ماننے والے جس طرح کافر ہیں اور نجات کے مستحق نہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے نہ ماننے والے سارے مسلمان بھی کافر اور نجات سے محروم رہنے والے ہیں۔

جن لوگوں نے ان تحریروں کو پڑھا ہے۔ جو نبوت اور تکفیر کے مسئلہ پر لاہوری پارٹی کے جواب میں قادیانی پارٹی کے ذمہ داروں کی طرف سے کتابی صورت میں اور اخبارات میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس بارے میں ان لوگوں نے کسی بڑے شکی اور تاویلی آدمی کے لئے بھی کسی شک وشبہ کی اور کسی تاویل کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔

---

[1] مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو کہتا ہے کہ وہ معروف اصطلاحی معنوں میں نبی ہونے کے مدعی نہیں۔ بلکہ صرف ''مہدی'' اور اس ''آنے والے مسیح ہونے'' کے مدعی تھے۔ جس کی خبر احادیث پاک میں دی گئی ہے۔

Marfat.com

تم نبوت کے عقیدے کا ایک خاص پہلو:

ختم نبوت کے عقیدے میں اس امت کے ساتھ خدا کی خصوصی عنایت و رحمت کا ایک ا پہلو بھی ہے کہ علاوہ ایک حکم خداوندی ہونے کے اس پہلو سے بھی مسلمانوں کو اس عقیدہ کی ں قدر اور عظمت ہونی چاہیے۔ نبوت کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ نئے نبیوں کا آنا امتوں کے ے کتنا بڑا اور کتنا سخت امتحان ہوتا ہے اور پہلے پیغمبروں کے ماننے والے کتنے لوگ ہوتے ہیں نئے نبی پر ایمان لاتے ہیں۔ صرف سب سے آخری دو رسولوں کو دیکھ لیجئے۔ عیسیٰ علیہ السلام جب ریف لائے اور اور احیاء موتی جیسے معجزے لے کر تشریف لائے تو یہودیوں میں سے کتنے ان پر ن لائے اور کتنے انکار کر کے لعنتی اور جہنمی بنے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہی آیات بینات (کھلی ہوئی نشانیوں) کے ساتھ تشریف لائے۔ تو یہود و نصاریٰ میں سے یعنی لے پیغمبروں اور اگلی کتابوں کے ماننے والوں میں سے کتنے آپ پر ایمان لائے اور کتنے انکار اور ر کر کے دنیا میں اللہ کی لعنت اور آخرت میں ابدی عذاب النار کے مستحق ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم فرما کر یہ رحمت فرمائی کہ اس امت کو اس سخت امتحان ے محفوظ فرما دیا۔ اگر بالفرض نبوت جاری رہتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آتا تو یقیناً وہی رت ہوتی جو پہلے ہمیشہ ہوئی ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے بہت تھوڑے سے لوگ اس مانتے اور زیادہ تر انکار کر کے (معاذ اللہ) کافر اور لعنتی ہو جاتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلہ ختم فرما کر اس امت کو ہمیشہ کے لئے کفر اور لعنت کے اس خطرہ سے محفوظ فرما دیا اور امت کو مئن فرما دیا کہ تمہاری اور ساری دنیا کی نجات کے لئے بس یہ کافی ہے کہ ہمارے اس رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان ہو اور ان کی ہدایت کا اتباع ہو۔

الغرض ختم نبوت صرف ایک دینی مسئلہ اور عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ عنوان ہے کہ اب سارے انسانوں کے لئے نجات کی آخری شرط بس ہمارے اس رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لانا اور ان کی ہدایت کا اتباع کرنا ہے۔ اس لئے اب قیامت تک نے والے انسانوں کو مطمئن اور یکسو ہو کر بس ان کی اتباع کرنی چاہیے۔ انسانوں کی ہدایت و ہنمائی کے سلسلہ میں یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔

Marfat.com

پس اب جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی نئی نبوت کی گنجائش نکالتا ہے وہ اللہ کے اس فیصلے اور اس کے قائم کئے ہوئے اس سارے دینی نظام کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے۔ ذرا اس کے دور رس نتائج پر غور کیجئے۔ یہ دوسری قسم کی اعتقادی گمراہیوں سے بہت مختلف قسم کی بات ہے۔ اس کا اثر پورے نظام دین پر پڑتا ہے۔ نئے نبی کی آمد پر اس پر ایمان لانا مدار نجات ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کو نہ مانے تو وہ کافر اور اللہ کی لعنت کی مستحق ہو جاتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کے بعد نئی نبوت کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ نجات کی آخری شرط محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا نہیں ہوگا۔ بلکہ بعد میں آنے والے اس نبی پر ایمان لانا نجات کی آخری شرط ٹھہرے گا۔ (جیسا کہ قادیانی امت مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق صاف صاف کہتی ہے کہ ان کا انکار کرنے والے اسی طرح کافر اور لعنتی ہے جس طرح پہلے نبیوں کے منکر لعنتی اور کافر ہوئے)۔

پس جو لوگ دین میں اتنا بڑا فساد برپا کرنا چاہیں اور قیامت تک کے لئے قائم کئے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس نظام کو یوں درہم برہم کرنا چاہیں لازماً ایمان والوں کو ان کے ساتھ دوسرے تمام زنادقہ و مرتدین سے زیادہ سخت معاملہ کرنا چاہیے...... اور اسلامی تاریخ کے جاننے والے جیسا کہ جانتے ہیں کہ امت محمدیہ نے ہر دور میں ایسا ہی کیا ہے اور ایسے لوگوں کے ساتھ کبھی کوئی نرمی نہیں کی گئی۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات کے آخری دور ہی میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سرکردگی میں جو کچھ کیا وہ اس کی سب سے زیادہ اطمینان بخش مثال ہے۔

(الفرقان اکتوبر ۱۹۷۴ء)

''ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ ''خاتم النبیین'' ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذات پر سلسلہ نبوت کو ختم فرما دیا۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں یا اس کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص حضور ﷺ کے زمانہ میں یا حضور ﷺ کے بعد کسی نبوت ملنے کو مانے یا کسی نئے نبی کے آنے کو ممکن مانے وہ شخص کافر ہے۔''

(شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ جنتی زیور، ص ۱۴۵)

Marfat.com

قادیانیت
نے عالم اسلام کو کیا عطا کیا؟

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۶ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۹۱۴ء **وفات:** ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ بمطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء

Marfat.com

ہمیں ایک عملی اور حقیقت پسند انسان کے نقطۂ نظر سے تحریک قادیانیت کا تاریخی جائزہ لینا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے اسلام کی تاریخ اصلاح وتجدید میں کون سا کارنامہ انجام دیا اور عالم اسلام کی جدید نسل کو کیا عطا کیا؟۔ نصف صدی کی اس پرشور اور ہنگامہ خیز مدت کا حاصل کیا ہے؟۔ تحریک کے بانی نے اسلامی مسائل اور متنازع فیہ امور پر جو ایک وسیع ومہیب کتب خانہ یادگار چھوڑا ہے اور جو تقریباً ۷۰ برس سے موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ اس کا خلاصہ اور ماحاصل کیا ہے؟۔ قادیانیت عصر جدید کے لئے کیا پیغام رکھتی ہے؟

ان سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لئے پہلے ہم کو اس عالم اسلامی پر ایک نظر ڈالنی چاہیے، جس میں اس تحریک کا ظہور ہوا اور یہ دیکھنا چاہیے کہ انیسویں صدی کے نصفِ آخر میں اس کی کیا حالت تھی اور اس کے کیا حقیقی مسائل ومشکلات تھے؟

اس عہد کا سب سے بڑا واقعہ جس کو کوئی مؤرخ اور کوئی مصلح نظر انداز نہیں کرسکتا، یہ تھا کہ اسی زمانہ میں یورپ نے عالمِ اسلام پر بالعموم اور ہندوستان پر بالخصوص یورش کی تھی۔ اس کے جلو میں جو نظامِ تعلیم تھا، وہ خدا پرستی اور خدا شناسی کی روح سے عاری تھا۔ جو تہذیب تھی، وہ الحاد اور نفس پرستی سے معمور تھی۔ عالم اسلام، ایمان، علم اور علوی طاقت میں کمزور ہوجانے کی وجہ سے اس نوخیز ومسلح مغربی طاقت کا آسانی سے شکار ہوگیا۔ اس وقت مذہب میں (جس کی نمائندگی کے لئے صرف اسلام ہی میدان میں تھا) اور یورپ کی ملحدانہ اور مادہ پرست تہذیب میں تصادم ہوا۔ اس کے تصادم نے ایسے نئے سیاسی، تمدنی، علمی اور اجتماعی مسائل پیدا کردیئے، جن کو صرف طاقتور

Marfat.com

ایمان، راسخ و غیر متزلزل عقیدہ و یقین، وسیع اور عمیق علم، غیر مشکوک اعتماد و استقامت ہی سے حل کیا جا سکتا تھا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک طاقتور علمی و روحانی شخصیت کی ضرورت تھی، جو عالم اسلام میں روح جہاد اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کر دے، جو اپنی ایمانی قوت اور دماغی صلاحیت سے، دین میں ادنیٰ تحریف و ترمیم .... کیۓ بغیر اسلام کے ابدی پیغام اور عصر حاضر کی بے چین روح کے درمیان مصالحت و رفاقت پیدا کر سکے اور شوخ و پر جوش مغرب سے آنکھیں ملا سکے۔

دوسری طرف عالم اسلام مختلف دینی و اخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا۔ اس کے چہرے کا سب سے بڑا داغ وہ شرک بھی تھا جو اس کے گوشہ گوشہ میں پایا جاتا تھا۔ قبریں اور تعزیئے پوجے جا رہے تھے۔ غیر اللہ کے نام کی صاف صاف دہائی دی جاتی تھی۔ بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ خرافات اور توہمات کا دور دورہ تھا۔ یہ صورت حال ایک ایسے دینی مصلح اور داعی کا تقاضا کر رہی تھی، جو اسلامی معاشرہ کے اندر جاہلیت کے اثرات کا مقابلہ اور مسلمانوں کے گھروں میں اس کا تعاقب کرے جو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید و سنت کی دعوت اور اپنی پوری قوت کے ساتھ الا لِلّٰہ الدین الخالص کا نعرہ بلند کرے۔

اسی کے ساتھ بیرونی حکومت اور مادہ پرست تہذیب کے اثر سے مسلمانوں میں ایک خطرناک اجتماعی انتشار اور افسوسناک اخلاقی زوال رونما تھا، اخلاقی انحطاط فسق و فجور کی حد تک، تعیش و اسراف نفس پرستی کی حد تک، حکومت و اہل حکومت سے مرعوبیت ذہنی غلامی اور ذلت کی حد تک، مغربی تہذیب کی نقالی اور حکمران قوم (انگریز) کی تقلید کفر کی حد تک پہنچ رہی تھی۔ اس وقت ایک ایسے مصلح کی ضرورت تھی، جو اس اخلاقی و ذہنی انحطاط کی بڑھتی ہوئی رو کو روکے اور اس خطرناک رجحان کا مقابلہ کرے، جو محکومیت و غلامی کے اس دور میں پیدا ہو گیا تھا۔

تعلیمی و علمی حیثیت سے حالت یہ تھی کہ عوام اور محنت کش طبقہ دین کے مبادی و اولیات سے ناواقف اور دین کے فرائض سے بھی غافل تھا، جدید تعلیم یافتہ طبقہ شریعتِ اسلامی، تاریخ اسلام اور اپنے ماضی سے بے خبر اور اسلام کے مستقبل سے مایوس تھا۔ اسلامی علوم روبہ زوال اور پرانے تعلیمی مرکز عالم نزع میں تھے۔ اس وقت ایک طاقتور تعلیمی تحریک اور دعوت کی ضرورت تھی،

Marfat.com

نئے مکاتب و مدارس کے قیام، نئی اور مؤثر اسلامی تصنیفات اور نئے سلسلہ نشر واشاعت کی ضرورت تھی، جو امت کے مختلف طبقوں میں مذہبی واقفیت، دینی شعور اور ذہنی اطمینان پیدا کرے۔

اس سب کے علاوہ اور اس سب سے بڑھ کر عالم اسلام کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ انبیاء علیہم السلام کے طریق دعوت کے مطابق اس امت کو ایمان اور عمل صالح اور اس صحیح اسلامی زندگی، اور سیرت کی دعوت دی جائے جس پر اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت، دشمنوں پر غلبہ اور دین ودنیا میں فلاح وسعادت اور سربلندی کا وعدہ فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالم اسلام کی ضرورت دین جدید نہیں، ایمان جدید ہے۔ کسی دور میں بھی اس کو نئے دین اور نئے پیغمبر کی ضرورت نہیں تھی۔ دین کے ان ابدی حقائق وعقائد اور تعلیمات پر نئے ایمان اور نئے جوش کی ضرورت تھی، جس سے زمانہ کے نئے فتنوں اور زندگی کی نئی ترغیبات کا مقابلہ کیا جاسکے۔

زندگی کے ان شعبوں اور ضرورتوں کے لئے جن کا اوپر تذکرہ ہوا عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں مختلف شخصیتیں اور جماعتیں سامنے آئیں، جنہوں نے بغیر کسی دعوے اور بغیر امت سازی کی کوشش کے وقت کی ان ضرورتوں اور مطالبوں کو پورا کیا اور مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کو متاثر کیا۔ انہوں نے کسی نئے مذہب اور کسی نئی نبوت کا علم بلند نہیں کیا اور نہ مسلمانوں میں کوئی تفریق اور انتشار پیدا کیا، انہوں نے اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو کسی بے نتیجہ کام میں ضائع نہیں کیا۔ ان کا نفع ہر ضرر سے خالی، ان کی دعوت ہر خطرہ سے پاک اور ان کا کام ہر شبہ سے بالاتر ہے۔ عالم اسلام نے اپنا کچھ کھوئے بغیر ان سے نفع حاصل کیا اور مسلمان ان کی مخلصانہ خدمات کے ہمیشہ شکر گزار رہیں گے۔

ایک ایسے نازک وقت میں عالم اسلام کے نازک ترین مقام ہندوستان میں جو ذہنی وسیاسی کشمکش کا خاص میدان بنا ہوا تھا، مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی دعوت اور تحریک کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ وہ عالم اسلام کے حقیقی مسائل ومشکلات اور وقت کے اصلاحی تقاضوں کو نظر انداز کرتا ہوا اپنی تمام ذہنی صلاحیتیں، علم وقلم کی طاقت ایک ہی مسئلہ پر مرکوز کر دیتا ہے۔ وہ مسئلہ کیا ہے؟ وفات مسیح علیہ السلام اور مسیح موعود کا دعویٰ۔ اس مسئلہ سے جو کچھ وقت بچتا ہے وہ حرمت جہاد اور حکومت وقت کی وفاداری اور اخلاص کی دعوت کی نذر ہو جاتا ہے۔ ربع صدی

Marfat.com

کی تصنیفی و علمی زندگی اور جدوجہد کا موضوع اور اس کی دلچسپیوں کا مرکز یہی مسئلہ اور اس کے سلسلہ میں مخالفین سے نبرد آزمائی اور معرکہ آرائی ہے۔ اگر اس کی تصنیفات سے ان مضامین کو خارج کر دیا جائے، جو حیات مسیح علیہ السلام و نزول مسیح علیہ السلام اور ان کے دعاوی اور اس سے پیدا ہونے والے مباحث سے متعلق ہیں تو اس کے تصنیفی کارنامہ کی ساری اہمیت اور وسعت ختم ہو جائے گی۔

پھر یہ بھی دیکھئے کہ اس عالم اسلام میں جو پہلے سے مذہبی اختلافات اور دینی نزاعات کا شکار تھا اور جس میں اب کسی نزاع کے برداشت کرنے کی طاقت نہ تھی، وہ نئی نبوت کا علم بلند کرتا ہے اور جو اس پر ایمان نہ لائے اس کی تکفیر کرتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے اور مسلمانوں کے درمیان ایک آہنی اور ناقابل عبور دیوار کھڑی کر دیتا ہے۔ جس کے ایک جانب ان کے متبعین کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ جو چند افراد پر مشتمل ہے، دوسری طرف پورا عالم اسلام ہے، جو مراکش سے چین تک پھیلا ہوا ہے اور جس میں عظیم ترین افراد، صالح ترین جماعتیں اور مفید ترین ادارے ہیں، اس طرح اُس نے عالم اسلام میں بلا ضرورت ایسا انتشار اور ایک ایسی نئی تقسیم پیدا کر دی، جس نے مسلمانوں کی مشکلات میں ایک نیا اضافہ اور عصر حاضر کے مسائل میں نئی پیچیدگی پیدا کر دی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے درحقیقت اسلام کے علمی و دینی ذخیرہ میں کوئی ایسا اضافہ نہیں کیا، جس کے لئے اصلاح و تجدید کی تاریخ ان کی معترف اور مسلمانوں کی نسل جدید اس کی شکر گزار ہو۔ اُس نے نہ تو کوئی عمومی دینی خدمت انجام دی، جس کا نفع دنیا کے سارے مسلمانوں کو پہنچے، نہ وقت کے جدید مسائل میں سے کسی مسئلہ کو حل کیا۔ نہ اس کی تحریک موجودہ انسانی تہذیب کے لئے جو سخت مشکلات اور موت و حیات کی کشمکش سے دوچار ہے، کوئی پیغام رکھتی ہے نہ اس نے یورپ اور ہندوستان کے اندر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کوئی قابل ذکر کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس کی جدوجہد کا تمام تر میدان مسلمانوں کے اندر ہے، اور اس کا نتیجہ صرف ذہنی انتشار اور غیر ضروری مذہبی کشمکش ہے، جو اس نے اسلامی معاشرے میں پیدا کر دی ہے۔ وہ اگر کسی چیز میں کامیاب کہا جا سکتا ہے تو صرف اس میں کہ اُس نے اپنے خاندان اور ورثاء کے لئے سر آغا خاں کے اسلاف کی طرح پیشوائی کی ایک مسند اور ایک دینی ریاست پیدا کر دی ہے، جس کے اندر اس کو روحانی

Marfat.com

سیادت اور مادی عیش وعشرت حاصل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر ہندوستان میں وہ ذہنی انتشار نہ ہوتا، جس کا پنجاب خاص میدان تھا، اگر انگریزی حکومت کے اثر سے اسلامی معاشرہ میں اسلام کی بنیادیں متزلزل اور اسلامی ذہن ماؤف نہ ہو چکا ہوتا، اگر مسلمانوں کی نئی نسل دینی تعلیمات اور اسلام کی اصلاحی وتجدیدی شخصیتوں اور نیابت انبیاء علیہم السلام اور عظمت انسانی کی حقیقی صفات سے اتنی بے خبر نہ ہوتی اور آخر میں حکومتِ وقت کی پشت پناہی اور سرپرستی نہ ہوتی تو یہ تحریک جس کی بنیاد زیادہ تر الہامات، خوابوں، تاویلات اور بے کیف و بے مغز نکتہ آفرینیوں پر ہے اور عصر جدید کے لئے کوئی نیا اخلاقی وروحانی پیغام اور مسائل حاضرہ کو حل کرنے کے لئے کوئی مجتہدانہ مقام نہیں رکھتی، کبھی بھی اتنی مدت تک باقی نہیں رہ سکتی تھی، جیسی کہ اس برسر انحطاط سوسائٹی اور اس پراگندہ دماغ، پراگندہ دل نسل میں رہ سکی۔ اسلام کی صحیح تعلیمات اور دعوت سے انحراف اور ان مخلصین و مجاہدین کی، (جو ماضی قریب میں اس ملک میں پیدا ہوئے اور اسلام کے عروج اور مسلمانوں کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے اپنا سب کچھ مٹا کر چلے گئے) ناقدری کی سزا خدا نے یہ دی کہ ہندوستانی مسلمانوں پر ایک نئے ذہنی طاعون کو مسلط کر دیا اور ایک شخص کو ان کے درمیان کھڑا کر دیا، جو امت میں فساد کا مستقل بیج بو گیا ہے۔

دمشق یونیورسٹی کے طلبہ واساتذہ کے سامنے اسلام کی تاریخ اصلاح وتجدید کی موضوع پر ایک سلسلۂ تقریر کے دوران میں راقم سطور نے تحریک باطنیت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا:

> ''حضرات!! میں جب باطنیت، اخوان الصفا اور ایران کی بہائی اور ہندوستان کی قادیانیت کی تاریخ پڑھتا ہوں تو مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ ان تحریک کے بانیوں نے اسلام اور بعثت محمدی ﷺ کی تاریخ پڑھی تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص تنہا جزیرۃ العرب میں ایک دعوت لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں نہ مال ہے نہ اسلحہ۔ وہ ایک عقیدہ اور ایک دین کی دعوت دیتا ہے اور کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ ایک نئی امت، ایک نئی حکومت، ایک نئی تہذیب وجود میں آتی ہے۔ وہ تاریخ کا رخ تبدیل کر دیتا ہے اور واقعات کا دھارا بدل دیتا ہے۔ ان کی بلند حوصلہ طبیعتوں نے ان سے کہا کہ اس کا نیا تجربہ کیوں نہ کیا جائے۔ انہوں نے

Marfat.com

دیکھا کہ وہ ذہانت، دماغی صلاحیت، تنظیمی لیاقت بھی رکھتے ہیں اور پڑھے لکھے لوگ ہیں، پھر کیوں نہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی اور کس طرح انہی واقعات کا ظہور نہ ہوگا، جو طبعی اسباب اور عمل کے ماتحت گزشتہ دور میں ہو چکے ہیں۔ ان کو امید تھی کہ پھر اسی معجزہ کا ظہور ہوگا، جس کا تاریخ نے چھٹی صدی میں مشاہدہ کیا اس لئے کہ فطرت انسانی نا قابل تبدیل ہے اور لوگوں میں ہمیشہ سے ہر دعوت قبول کرنے کی صلاحیت ہے۔

ان بلند حوصلہ انسانوں نے اس یکہ وتنہا ہستی کو تو دیکھا، جو بغیر کسی سرمایہ اور بغیر کسی فوجی طاقت وحمایت کے ایک دینی دعوت لے کر کھڑی ہوئی لیکن اس کے پیچھے اس ربانی حمایت اور ارادۂ الٰہی کو نہیں دیکھا جو اس کی کامیابی، غلبہ اور قیامت تک باقی رہنے کا فیصلہ کر چکا تھا اور جس نے اعلان کر دیا تھا:

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون"۔

(القصف)

''وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ تا کہ سب دینوں پر غالب کرے خواہ شرک کرنے والے کتنا ہی برا مانیں''۔

نتیجہ یہ ہوا کہ وقتی طور پر ان کی کوششیں کامیاب اور بارآور ہوئیں اور انہوں نے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں اپنے ساتھی اور پیرو پیدا کر لئے۔ ان میں سے بعض (باطنیہ) نے عظیم الشان سلطنت (فاطمیہ) بھی قائم کر لی اور یہ سلطنت عرصہ تک پھلی پھولی اور ایک زمانہ میں اس نے سوڈان سے مراکش تک قبضہ کر لیا، لیکن جب تک ان کی تنظیم ان کے مخفی انتظامات اور ان کی شعبدہ بازیاں باقی رہیں، یہ عروج بھی باقی رہا۔ لیکن پھر وقت آیا کہ یہ سب عروج واقتدار اور یہ سب ترقی واقبال ایک افسانہ بن کر رہ گیا۔ ان کے مذاہب ایک مختصر دائرہ میں محدود ہو کر رہ گئے، جن کا زندگی پر کوئی اثر اور دنیا میں کوئی مقام نہیں۔

Marfat.com

اس کے بالمقابل اسلام جس کو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے، وہ آج بھی دُنیا کی عظیم ترین روحانی طاقت ہے اور آج اس کے ساتھ ایک عظیم الشان اُمت ہے۔ آج بھی وہ ایک تہذیب رکھتا ہے اور بہت سی سلطنتوں اور قوموں کا مذہب ہے۔ نبوت محمدی ﷺ کا آفتاب آج بھی بلند اور روشن ہے اور تاریخ کے کسی دَور میں بھی وہ گہن میں نہیں آیا۔

......☆......☆......☆......☆......☆......☆......

مسلمانوں سے درخواست ہے کہ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے اپنی حلال کی کمائی سے ''ربوہ مشن'' کو کسی قسم کا فائدہ (لاعلمی میں سہی) ہرگز نہ پہنچائیں۔

شکریہ!!

شاهد حمید

......☆......☆......☆......☆......☆......☆......

Marfat.com

خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جسٹس حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ بمطابق یکم جولائی ۱۹۱۸ء **وفات:** ۱۹۹۸ء

Marfat.com

''نہیں ہیں محمد ﷺ (فداہٗ روحی) کسی کے باپ، تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

(سورۃ الاحزاب، آیت ۴)

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب حریم نبوت مین رونق افروز ہوئیں تو بہتان تراشی کے جس طوفان کا اندیشہ تھا وہ امڈ کر آ گیا اور بد باطن یہودیوں اور منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو اپنے بیٹے کی بیوی کو اپنی زوجہ بنا لیا۔ کبھی ایسا اندھیر بھی ہوا تھا، جیسے انہوں نے کر دکھایا۔ چلو ہمارے رسم و رواج کو تو رہنے دو، وہ خود بھی آج تک یہی بتاتے رہے کہ بیٹے کی بیوی سے باپ نکاح نہیں کر سکتا، اب پھر خود اپنے بیٹے زید کی مطلقہ اہلیہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

ان کی اس ہرزہ سرائی کو قرآن حکیم نے اس ایک جملہ سے ختم کر کے رکھ دیا کہ تم میں سے حضور ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں۔ جب باپ نہیں تو زید بیٹا کیسے بن گیا۔ وہ تو اپنے باپ حارثہ کا بیٹا ہے۔ تمہارا یہ اعتراض محض تمہارے خبث باطن کی پیداوار ہے حقیقت سے اس دور کا بھی واسطہ نہیں۔

اس آیت میں باپ ہونے کی نفی کی اور اللہ تعالیٰ کا رسول ہونے کا اعلان فرما دیا۔ بیشک باپ اپنی اولاد پر بڑا مہربان اور شفیق ہوتا ہے لیکن رسول کو جو قلبی تعلق اپنی امت کے ہر ہر فرد سے ہوتا ہے اور جو لطف و کرم وہ فرماتا ہے اس کے مقابلے میں باپ کی ساری شفقتیں ہیچ ہیں۔ باپ کی مہربانیاں، اولاد کی جسمانی اور مادی دنیا تک محدود ہوتی ہیں۔ رسول کی نگاہِ کرم سے امتی کا جسم اور روح، ظاہر اور باطن، دل اور عقل سب فیضیاب ہوتے ہیں۔ باپ کی شفقتیں، روز حشر کسی کام نہیں آئیں گی۔ بلکہ سارے دنیاوی رشتے اس دن ٹوٹ جائیں گے۔

''یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ۝''

ترجمہ: ''جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں، اور اپنے باپ اور اپنی

Marfat.com

بیوی اور اپنے بیٹے سے۔“

(سورۃ عبس ۸۰: ۳۴ تا ۳۶)

لیکن رسول اکرم ﷺ کے لطف و عنایت سے دنیا اور آخرت دونوں میں اسی کا امتی شادکام ہوتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں حضور اکرم ﷺ کی نہایت شفقت کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ اگر حضور اکرم ﷺ کے بعد بھی نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو حضور اکرم ﷺ اتنی تندہی سے امت کے سامنے دین اسلام کے سارے گوشے آشکار کرنے کی شاید زحمت نہ فرماتے۔

لیکن اب جبکہ نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور حضور اکرم ﷺ ہی اس سلسلہ ذہبیہ کی آخری کڑی ہیں تو آپ ﷺ کی محبت، اور الفت کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی چیز بھی ادھوری نہ رہنے دی جائے۔ ساری بری رسموں کا قلع قمع کر دیا جائے۔ کیونکہ اگر باطل کا کوئی پہلو اصلاح سے محروم رہا تو پھر اس کی اصلاح ممکن نہیں ہوگی اور اگر دور جاہلیت کی قبیح رسموں کو مٹایا نہ گیا تو پھر ایسی ہستی پیدا ہی نہیں ہوگی جو ان کو مٹا سکے۔ اتنی محبوبیت اتنی جامعیت اور اتنا تقدس کہاں پایا جائے گا، تا کہ دنیا اس کے اشارۂ ابرو پر اپنا سب کچھ نثار کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر امت کا اجماع رہا ہے۔ اگرچہ بدقسمتی سے امتِ اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا اور فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا۔ لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق رہے کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اس کو مرتد قرار دے دیا گیا اور اس کے خلاف علمِ جہاد بلند کر کے اس کی جھوٹی عظمت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ مسیلمہ نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر اس کے خلاف لشکر کشی کی اور تب چین کا سانس لیا جب اس جھوٹے نبی کو

Marfat.com

موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بیشک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید ہوئے۔ جن میں سینکڑوں حفاظِ قرآن اور جلیل المرتبت صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اتنی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نورِ صدیقیت سے دیکھ رہے تھے کہ اگر ذرا تساہل[1] برتا تو یہ امت سینکڑوں گروہوں میں نہیں سینکڑوں اُمتوں میں بٹ جائے گی۔ ہر اُمت کا اپنا نبی ہوگا اور وہ اسی کی شریعت اور سنت کو اپنائے گی۔ اس طرح اس رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ اسلام کے پلیٹ فارم پر انسانیت کے اتحاد کی ساری امیدیں ختم ہو جائیں گی اور **انی رسول اللہ الیکم جمیعا**۔ کا سہانا منظر کبھی بھی نظر نہیں آئے گا۔ یہاں یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ مسیلمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ اپنے دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو بھی تسلیم کرتا تھا۔ چنانچہ حضور اکرم خاتم الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں اس نے جو عریضہ ارسال خدمت کیا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں: **من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کہ یہ خط مسیلمہ کی طرف سے جو اللہ تعالیٰ کا رسول ہے محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لکھا جا رہا ہے۔

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ اس کے ہاں جو اذان مروج تھی اس میں **اشھدان محمدًا رسول اللہ**۔ بھی کہا جاتا تھا۔ بایں ہمہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر لشکر کشی کی اور اس کو واصلِ جہنم کر کے آرام کا سانس لیا۔

اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ میں جب بھی کسی سر پھرے، طالع آزمایا فتنہ پرداز نے اپنے آپ کو نبی کہنے کی جرأت کی اس کو قتل کر دیا گیا۔

انگریز کی غلامی کے دور میں ملتِ اسلامیہ کو جس طرح دوسرے کئی مصائب سے دو چار ہونا پڑا، اُسی طرح ایک جھوٹی نبوت قائم کر کے امت میں

1۔ غفلت، سستی (مرتب)

Marfat.com

انتشار پیدا کیا گیا۔ وہ مدعی نبوت بظاہر عیسائیت کا رد کرتا تھا اور پادریوں سے مناظرے کرتا تھا، اس کے باوجود انگریز کا پرلے درجے کا وفادار تھا۔ ملکۂ انگلستان کی شان میں اس نے ایسے تعریفی پمفلٹ لکھے کہ کوئی باغیرت مسلمان ان کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ انگریز کی اسلام دُشمنی اظہر من الشمس ہے جنہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا تختہ الٹا۔ سلطنتِ عثمانیہ کو پارہ پارہ کر دیا۔ ایسی ظالم اور اسلام دشمن حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلانا اسلام سے غداری نہیں تو اور کیا ہے۔ انگریز نے اس نبوت کو اپنی سنگینوں کے سایہ میں پروان چڑھنے کا موقع دیا اور اس کو قبول کرنے والوں کے لئے بے جا نوازشات کے دروازے کھول دیے۔ ہر مرزائی کے لئے کسی استحقاق کے بغیر اچھی سے اچھی ملازمتیں مختص کر دی گئیں۔ سیاسی میدان میں بھی ان کو آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ بیشک وہ شخص عیسائیت کے خلاف لکھتا اور بولتا تھا لیکن انگریز نے اس کے ذریعہ امتِ مسلمہ میں ایک نئی امت پیدا کر کے اور ان کے متفقہ علیہ بنیادی عقیدہ میں تشکیک پیدا کر کے جو مقصد عظیم حاصل کیا وہ بہت بڑا کارنامہ تھا اور اپنے دوررس نتائج کے اعتبار سے بڑا اہم تھا۔ اگر ایسا شخص عیسائیت کے خلاف کچھ بولتا ہے تو بولا کرے۔ اس سے انگریزی سیاست کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ عیسائیوں کی مخالفت ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے وہ انگریزی استعمار کی خدمت پوری دلجمعی سے انجام دے سکتا تھا، اگر وہ عیسائیوں کے خلاف کچھ نہ کرتا تو کوئی آدمی اس کی بات سننے کے لئے تیار نہیں تھا۔

مرزا غلام احمد کی نبوت کا پیغام لے کر جب مرزائی مبلغ اسلامی ممالک میں گئے، وہاں ان کا جو حشر ہوا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ کئی ممالک میں تو انہیں مرتد قرار دے کر توپ سے اُڑا دیا گیا۔ عالم اسلام کے تمام علماء نے بالاتفاق مدعی نبوت کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دیا۔

یہ عرض کرنے کا مقصد صرف اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ ان

Marfat.com

بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر گوناگوں اختلافات کے باوجود تیرہ صدیوں تک امت کا کلی اتفاق اور قطعی اجماع رہا ہے۔

جس طرح ایک مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کی توحید، قیامت، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کسی دلیل کی محتاج نہیں اس طرح ختم نبوت کا مسئلہ بھی کبھی زیر بحث نہیں آیا اور اس کے ثبوت کے لئے کسی مسلمان کو کسی دلیل یا بحث وتمحیص کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی لیکن مرزا قادیانی نے وہ کام کر دکھایا جس کی جرأت آج تک کسی کو بھی نہیں ہوئی تھی، اس لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ پر شرح وبسط سے لکھا جائے تا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی کسی غلط فہمی کے باعث اپنے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کٹ کر نہ رہ جائے۔ رہے وہ لوگ جو شکم کو ایمان پر ترجیح دیتے ہیں اور مال ودولت کے حصول کی خاطر اپنا دین بدلنے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے بلکہ اسے کمال ہوشمندی سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ ہمیں ان کے لئے ملول نہیں ہونا چاہیے، نہ ایسے ابن الوقتوں کی خدا کو ضرورت ہے اور نہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔

ہمارا دعویٰ بلکہ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان یہ ہے:

''حضور اکرم سرور عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بدبخت اس کے دعویٰ کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لئے مقرر فرمائی ہے''۔

اس عقیدے کو ثابت کرنے کے ہم ایسے دلائل پیش کریں گے جو قطعی اور یقینی ہیں اور جن میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ سب سے پہلے ہم قرآن کریم سے استدلال کرتے ہیں:

ارشاد خداوندی ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۝

(الاحزاب: ۴۰)

Marfat.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے کہ
(فداہ ابی و امی) اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور خاتم النبیین ﷺ ہیں، یعنی
یاء علیہم السلام کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ جب مولائے کریم جو بکل شیء علیم ہے نے یہ فرمایا
محمد مصطفیٰ ﷺ نبیوں علیہم السلام کو ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں تو حضور اکرم ﷺ کے
جس نے کسی کو نبی مانا، اس نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تکذیب کی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے
ی ارشاد کو جھٹلاتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔

خاتم النّبیین کا جو معنی یہاں کیا گیا ہے اہل لغت نے یہی لکھا ہے۔ اس وقت میرے پاس علم لغت کی دوسری کتب کے علاوہ الصحاح للجوہری اور لسان العرب لابن منظور موجود ہیں جن کا شمار لغتِ عرب کی امہات الکتب میں ہوتا ہے۔ آیئے ان کے مطالعہ سے اس لفظ کی تحقیق کریں۔

ایک چیز پیش نظر رہے کہ صحاح کے مؤلف علامہ حماد بن اسمٰعیل الجوہری کا سنِ ولادت ۳۳۲ھ اور سالِ وفات ۳۹۳ھ یا ۳۹۸ھ ہے اور لسان العرب کے مؤلف علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری کا سنِ ولادت ۶۳۰ھ ہے اور سالِ وفات ۷۱۱ھ ہے۔

یہ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ فتنہ انکار نبوت سے صدہا سال پہلے یہ کتابیں لکھی گئیں ہیں۔ ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے مذہبی تعصب یا ذاتی عقیدہ کے باعث یہ لکھا ہے تاکہ ان کا قول حجت نہ رہے بلکہ ان کی نگارشات اور ان کی تحقیقات اہلِ لغت کے اقوال کے عین مطابق ہیں۔

پہلے صحاح کی عبارت ملاحظہ فرمایئے:

ختم الله له بخير. (خدا اس کا خاتمہ بالخیر کرے۔)

وختمت القران بلغت اخرهٗ. (یعنی میں نے قرآن آخر تک پڑھ لیا۔)

اختتمت الشیء نقیض افتتحته: (افتتاح کی نقیض[1] اختتام ہے۔)

1۔ یہاں پر نقیض سے مراد متضاد المعنی لفظ ہے۔

Marfat.com

والخاتم والخاتِم بکسر التاء و فتحها والختام والخاتام کلهٔ بمعنی و خاتمة الشی ء آخره، یعنی خاتم، خاتم، ختام خاتام:
سب کا ایک ہی معنی ہے اور کسی چیز کے آخر کو خاتمۃ الشی ء کہتے ہیں۔
ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام:
تمام نبیوں سے آخر میں تشریف لے آئے۔

علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں:

ختام الوادی، اقصاهٔ و ختام القوم و خاتمهم وخاتمهم. آخرهم و محمد ﷺ خاتم الانبیاء علیه و علیهم الصلوٰة والسلام.
''وادی کے آخری کونہ کو ختام الوادی کہتے ہیں۔قوم کے آخری فرد کو ختام خاتَم اور خاتِم کہا جاتا ہے، اسی مناسب سے حضور اکرم ﷺ کو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے۔''

لسان العرب میں التہذیب کے حوالہ سے لکھا ہے:

والخاتِم والخاتَم من اسماء النبی ﷺ و فی التنزیل العزیز ولکن رسول الله وخاتم النبیین ای آخرهم ومن اسمائه العاقب ایضاً ومعناه آخر الانبیاء.
یعنی خاتِم اور خاتَم نبی کریم ﷺ کے اسماء گرامی میں سے ہیں قرآن مجید میں ہے:
ولکن رسول الله و خاتم النبیین.
یعنی سب سے پیچھے آنے والا۔
اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے اسماء میں سے العاقب بھی ہے اس کا معنی آخر الانبیاء ہے۔

Marfat.com

اہل لغت کی ان تصریحات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خاتم کی تا پر زیر ہو یا زبر اس کا معنی ''آخری'' ہے۔ اس کے معنی کی تائید کے لئے اہل لغت نے ایک دوسری آیت سے بھی استدلال کیا ہے:

''وختامه مسك اى آخرهٔ مسك''.

یعنی اہل جنت کو جو مشروب پلایا دیا جائے گا اس کے آخر میں انہیں کستوری کی خوشبو آئے گی۔

ختم نبوت کے منکرین اس موقع پر یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ خاتَم کا جو معنی آپ نے کیا ہے (آخری) وہ یہاں مراد نہیں بلکہ اس کا دوسرا معنی مراد ہے اور یہ معنی بھی ان لغت کی کتابوں میں موجود ہے جن کا حوالہ آپ نے دیا ہے۔ جب ایک لفظ کے دو معنی ہوں، تو وہاں ایک معنی مراد لینے پر بضد ہونا اور دوسرے معنی کو ترک کر دینا تحقیق حق کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم بھی اس آیت کو مانتے ہیں اور اس کے معنی اپنی طرف سے نہیں گھڑتے کہ ہم پر تحریفِ قرآن کا الزام لگایا جائے بلکہ لُغتِ عرب کے مطابق ہی اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔ کسی کو ہم پر اعتراض کا حق نہیں پہنچتا۔

صحاح اور لسان العرب دونوں میں خاتم کا معنی مہر یا مہر لگانے والا مذکور ہے۔ آیت کا یہی معنی ابلغ اور شانِ رسالت کے شایان ہے کہ حضور اکرم ﷺ انبیاء علیہم السلام پر مہر لگانے والے ہیں۔ جس پر حضور اکرم ﷺ نے مہر لگا دی وہ نبوت کے شرف سے مشرف ہوگا اور جس پر مہر نہ لگائی وہ نبوت کے منصب پر فائز نہیں ہوسکتا۔

اس کے متعلق گزارش ہے کہ بیشک لغت کی کتابوں میں خاتم کا معنی مُہر یا مُہر لگانے والا مرقوم ہے۔ لیکن انہوں نے تصریح کر دی ہے کہ مذکورہ آیت میں خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ہے۔ یہاں فقط یہی معنی مراد ہے اور یہ لوگ اگر مصر ہوں کہ یہاں خاتم کا دوسرا معنی مراد ہے تو اس سے بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مطالعہ کرتے ہوئے غور و تدبر سے کام نہیں لیا۔ انہوں نے مہر سے مراد ڈاک خانہ کی مہر یا کسی افسر کی مہر سمجھی ہے کہ لفافہ یا کارڈ پر مہر ٹھپہ لگایا اور آگے

Marfat.com

بھیج دیا یا کسی کی درخواست پر اپنی مہر ثبت کی اور اسے مناسب کاروائی کے لئے متعلقہ دفتر روانہ کر دیا۔ حالانکہ مہر کا جو مفہوم اہلِ لغت نے لیا ہے وہ قطعاً اس کے خلاف ہے۔ کاش انہیں بے جا تعصب اس امر کی اجازت دیتا کہ وہ ائمہ لغت کی عبارتوں میں غور کرتے۔

آیئے!! ہم آپ کی خدمت میں عبارتیں پیش کرتے ہیں تا کہ آپ کسی صحیح فیصلہ پر پہنچ سکیں۔

لسان العرب میں ہے:

ختمه يختمه ختماً و ختاماً. طبعهٗ فهو مختوم و مختم شدد للمبالغة.

''یعنی ختم کا معنی مہر لگانا ہے اور جس پر مہر لگا دی جائے اس کو مختوم اور مبالغہ کے طور پر مُخَتّم کہتے ہیں''۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

ومعنى خَتَم و طبع فى اللغته واحد وهو التغطيه على الشى و الاستيشاق عن ان لايدخله شىء كما قال جل وعلا. ام علىٰ قلوب اقفالها.

''اس عبارت کا ترجمہ ذرا غور سے سنئے یعنی ختم اور طبع کا لغت میں ایک ہی معنی ہے اور وہ یہ کہ کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دینا اور مضبوطی سے بند کر دینا کہ اس میں باہر سے کسی چیز کے داخلہ کا امکان ہی نہ ہو'' (سورۃ محمد، پارہ ۲۶ آیت:۹)۔

پہلے زمانے میں خلفاء، امراء، سلاطین وغیرہ اپنے خطوط کو لکھنے کے بعد کسی کاغذ کے لفافہ اور کپڑے کی تھیلی میں رکھ کر سر بمہر کر دیتے کہ جو کچھ لکھا جا چکا اب اس کو سر بمہر کر دیا گیا ہے۔ تا کہ اس مہر کی موجودگی میں اس میں کوئی ردّ و بدل نہ کر دے۔ اگر کوئی ردّ و بدل کرے گا، تو وہ پہلے مہر توڑے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا۔ اس پر احکامِ سلطانی میں تغیر و تبدل

Marfat.com

کرنے اور امانت میں خیانت کرنے کے سنگین الزامات میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ اس صورت میں خاتم النبیین کا مطلب یہ ہو گا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا اور اس پر مہر لگا دی گئی تا کہ کوئی کذاب، دجال اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اگر کوئی شخص زبردستی اس زمرہ میں گھسنا چاہے گا تو پہلے مہر توڑے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا اور اسے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

قرآن کریم کے الفاظ کا مفہوم سمجھنے میں عربی زبان کی لغت سے بھی بڑی مدد ملتی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں بھی قول فیصل اور حرفِ آخر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ تشریح ہوتی ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے ارشاد فرماتے ہیں۔

آیئے اب احادیث نبویہ کا بغور مطالعہ کریں اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء نے ''خاتم النبیین'' کے کلمات کا کیا مفہوم بیان فرمایا ہے۔

خاتم النبیین کے معنی کی وضاحت کیلئے بے شمار صحیح احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں۔ سب کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں فقط چند احادیث یہاں تحریر کی جاتی ہیں۔ جن کے دلوں میں ہدایت کی سچی طلب ہو گی۔ مولا کریم اپنے حبیب رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہدایت کی راہیں ان کے لئے کھول دے گا اور اس کی توفیق ان کی دستگیری کرے گی۔

(احادیث کے عربی متن کے لئے تفسیر ضیاء القرآن ملاحظہ فرمائیے)

حدیث نمبر ا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک

Marfat.com

کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس جگہ انیٹ کیوں نہ رکھی گئی، تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں''۔

(بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اگر آپ اس ایک حدیث میں غور کریں گے تو بلاغتِ نبوی کے اعجاز کا آپ کو اعتراف کرنا پڑے گا۔ جب ایک عمارت مکمل ہو جاتی ہے اور اس میں کوئی خالی جگہ نہیں رہتی تو کوئی ماہر سے ماہر انجینئر بھی اس میں اینٹ کا اضافہ نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کی ایک ہی صورت ہے کہ پہلی اینٹوں میں سے کوئی اینٹ توڑ کر وہاں سے نکال لی جائے اور پھر اس خالی کرائی ہوئی جگہ پر کوئی نئی اینٹ لگادی جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے قصرِ نبوت مکمل ہو گیا۔اب اس میں کسی اور نبی کی گنجائش نہیں۔ بجز اس کے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کو وہاں سے نکالا جائے اور مرزا قادیانی کے لئے جگہ بنائی جائے۔کیا کوئی عقلِ سلیم اس کو گوارا کرے گی۔قصرِ نبوت کی اس توڑ پھوڑ کو کیا اللہ تعالیٰ کی غیرت برداشت کرے گی؟۔ ہرگز نہیں۔

یہ ایک حدیث ہی اتنی جامع اور اتنی معنی خیز اور اتنی بصیرت افروز ہے کہ ختم نبوت کے لئے مزید کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس حدیث کو امام بخاری کے علاوہ امام مسلم نے کتاب الفضائل باب خاتم النبیین میں اور امام ترمذی نے کتاب المناقب اور ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں مختلف اسناد سے نے نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر۲:

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مجھے چھ باتوں میں انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت دی گئی:

① مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا۔یعنی الفاظ مختصر اور معانی کا بحر بے پیدا کنار۔

② رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی۔

Marfat.com

③ میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔

④ میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنادیا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی۔

⑤ مجھے تمام مخلوق کے لئے رسول ﷺ بنایا گیا اور

⑥ میری ذات سے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔

حدیث نمبر ۳:

حضرت انس ابنِ مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کہ رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی''۔

سرورِ عالم ﷺ کی اس تصریح کے بعد جس کی کوئی تاویل ممکن نہیں کسی نبوت کا دعویٰ کرنا اور کسی کا اس باطل دعویٰ کو تسلیم کرنا سراسر کفر اور الحاد ہے۔

حدیث نمبر ۴:

حضور اکرم و رسول مکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

''اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا''۔

(ابن ماجہ)

اس حدیث سے جس طرح حضور اکرم ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا ثابت ہو رہا ہے اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی امت کا آخر الامم ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے۔

حدیث نمبر ۵:

امام ترمذی نے کتاب المناقب میں یہ حدیث روایت کی ہے:

Marfat.com

''اگر میرے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نبی ہوتے''۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم کے عنوان کے نیچے یہ عنوان نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۶:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک پر روانہ ہوتے وقت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو مدینہ ٹھہرنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کچھ پریشان ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''۔

آخر میں ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے اور اس کے ذکر پر احادیث کی نقل کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۷:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

(ابوداؤد کتاب الفتن)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۷۴ھ:

متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنت متواترہ میں بتایا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، تاکہ ساری دُنیا

Marfat.com

جان لے جو شخص بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے، کذاب ہے، دجال ہے، گمراہ ہے، اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے"۔

(تفسیر ابن کثیر)

علامہ ابن حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۵ھ:

اپنی تفسیر بحرِ محیط میں رقمطراز ہیں:

"جس شخص کا یہ نظریہ ہو کہ نبوت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور اسے اب بھی حاصل کیا جا سکتا ہے یا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے وہ زندیق ہے اور واجب القتل ہے۔ آج تک جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، مسلمانوں نے ان کو قتل کر دیا۔ ہمارے زمانے میں بھی فقراء میں سے ایک شخص نے شہر مالقہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اندلس کے بادشاہ نے غرناط میں اس کا سر قلم کر دیا اور اس کی لاش کو سولی چڑھا دیا، وہ اسی حالت میں لٹکا رہا، یہاں تک کہ اس کا گوشت گل کر گر پڑا"۔

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۷۰ھ:

روح المعانی میں لکھتے ہیں:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النّبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن و سنت نے کی ہے۔ جس پر امت کا اجماع ہے پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہو جائے گا اور اگر اس نے توبہ نہ کی اور اس دعویٰ پر مُصِر رہا تو اس کو قتل کیا جائے گا"۔

ان مذکورہ بالا اقتباسات سے امت کا ختم نبوت کے عقیدہ پر اجماع ثابت ہو گیا اور ہر زمانے کے علماء نے مدعی نبوت کو گردن زدنی قرار دیا۔ آخر میں ہم ختم نبوت پر عقلی دلائل پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

ختم نبوت کے عقلی دلائل:

جب حضور اکرم ﷺ کی نبوت جملہ اقوام عالم کیلئے اور قیامت تک کے لئے ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ پر نازل شدہ کتاب بغیر کسی ادنیٰ تحریف کے جوں کی توں ہمارے پاس موجود ہے، جب سرورِ عالم ﷺ کی سنتِ مبارکہ اپنی ساری تفصیلات کے ساتھ اس کتاب کی تشریح وتوضیح کر رہی ہے، جب کہ شریعتِ اسلامیہ روزِ اوّل کی طرح آج بھی انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری راہنمائی کر رہی ہے۔ جب قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ آج بھی اعلان کر رہی ہے:

"الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً"۔

تو پھر کسی اور نبی کی بعثت کا کیا فائدہ ہے اور اس سے کس مقصد کی تکمیل مطلوب ہے۔ آفتاب محمدی ﷺ طلوع ہو چکا۔ عالم کا گوشہ گوشہ اس کی کرنوں سے روشن ہو رہا ہے۔ تو پھر دن کے اُجالے میں کسی چراغ کو روشن کرنا قطعاً قرینِ دانشمندی نہیں ہے۔

مزید غور فرمایئے! نبی کی آمد کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوتا کہ نبی آیا۔ جس نے چاہا مان لیا اور جس نے چاہا انکار کر دیا اور بات ختم ہو گئی بلکہ نبی کی بعثت کے بعد کفر اور اسلام کی کسوٹی نبی کی ذات بن کر رہ جاتی ہے کوئی کتنا نیک، پاکباز، پارسا اور عالمِ باعمل ہو، اگر وہ کسی سچے نبی کی نبوت کو تسلیم نہیں کرے گا تو اس کا نام مسلمانوں کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا۔ اور کفار ومنکرین کے زُمرہ میں اس کا نام درج کر دیا جائے گا اور یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔

اب ذرا عملی دُنیا میں مرزا قادیانی کی آمد کا جائزہ لیجئے:

مسلمانوں کی تعداد کم سے کم اعداد وشمار کے مطابق پچاس کروڑ سے زائد (اب تو اس سے زائد ہو گی) ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کا کلام یقین

Marfat.com

کرتے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ان کی نبوت اور صداقت کا اقرار کرتے ہیں۔ قیامت کی آمد کے قائل ہیں۔ عملی طور پر غافل و کاہل سہی لیکن احکام خداوندی اور ارشادات نبوی کے برحق ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ ضروریات دین میں سے ہر چیز پر ان کا ایمان ہے اور اس امت میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں ایسے بندگانِ خدا بھی ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں جو شریعت پر پوری طرح کاربند، عبادت کے سختی سے پابند رہے ہیں۔ ان کے اخلاص وللہیت [1] پر فرشتے رشک کرتے ہیں اور ان کے کارہائے نمایاں پر خود ان کے خالق کو ناز ہے۔

اسی پاک امت میں آ کر مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ ان کی آمد سے پہلے تو یہ سارے کے سارے مسلمان تھے۔ چلو بعض میں عملی کوتاہیاں ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن کم از کم نعمتِ ایمان سے تو وہ بہرہ ور تھے۔ اب حقیقتِ حال یہ ہے کہ پچاس سالہ کوششوں کے باوجود چند لاکھ کی نفری نے مرزا قادیانی کو نبی مانا اور باقی پچاس کروڑ نے ان کو دجال اور کذاب قرار دیا۔ نبی کو ماننا اسلام اور انکار کفر ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنا سبز قدم جب دنیائے اسلام میں رکھا تو یہ بہار آئی کہ وہ سارے کے سارے مرتد قرار پائے اور اسلام سے محروم ہو کر کفر میں مبتلا ہو گئے۔ صرف گنتی کے چند آدمی مسلمان باقی رہے۔ ان میں بھی غالب اکثریت بلیک مارکیٹ کرنیوالوں، رشوت لینے والوں، اقرباء نوازی اور مرزائیت پروری کی قربان گاہ پر لاکھوں حقداروں کے حقوق بھینٹ چڑھانے والوں کی ہے۔ ان میں اکثر بے نماز، داڑھی منڈے اور آوارہ مزاج لوگ ہیں۔ ہر قسم کی رذیل حرکتیں کرنے والوں کا ایک لشکرِ جرار ٹھاٹھیں مارتا ہوا آپ کو نظر آئے گا۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ دنیائے اسلام کے لئے عملی طور پر مرزا قادیانی کی آمد برکت کا باعث بنی یا نحوست کا؟

اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کو پسند نہیں کرتی کہ مرزا قادیانی کو سچا نبی بنا کر بھیجا جائے تا کہ اسلام کے ہرے بھرے پیڑ اپنے خنک سایوں، میٹھے پھلوں، رنگین اور مہکتے ہوئے پھولوں سمیت اُکھاڑ کر پھینک دیے جائیں اور خاردار جھاڑیوں کے جُھرمٹ پر ''گلشنِ اسلام'' کا بورڈ آویزاں کر دیا جائے، متقیوں، پرہیزگاروں، عالموں اور عاشقوں کی امت پر کفر کا فتویٰ لگا دیا جائے اور چند زاغ صفت طالع آزما افراد کو مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا جائے۔

مرزا قادیانی کے امتی بڑی ڈینگیں مارتے ہیں کہ ہم دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام

1۔ اللہ کی رضا کا متلاشی رہنا ہر کام رضائے الٰہی کے لئے کرنا (مرتب)

Marfat.com

پہنچا رہے ہیں۔ ہماری کوششوں سے یورپ میں اتنی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اتنے لوگوں کو ہم نے کلمہ پڑھایا۔

گزارش ہے تم تو مرزا قادیانی کو اس لئے نبی کہتے ہو کہ انہوں نے چند کافروں کو کلمہ پڑھایا۔ ہم اولیاء کے زُمرہ سے آپ کو ایسے ایسے مبلغ دکھاتے ہیں جنہوں نے ہزاروں لاکھوں کفار کو کفر کی ظلمتوں سے نکال کر ہدایت کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ خواجہ خواجگان سُلطان الہند معین الحق والدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے لاکھوں مشرکوں کے زنار توڑے اور ان کی پیشانیوں کو بارگاہ رب العزّت میں شرفِ سجود بخشا۔ داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کفرستان میں راوی کے کنارے پر توحید کا جو پرچم گاڑا تھا، وہ آج بھی لہرا رہا ہے اور لاکھوں خُفتہ بختوں کو خواب غفلت سے جگا رہا ہے۔ مشائخ چشت رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اسلام کی جو تبلیغ کی اور جو فرشتہ صفت مرید بنائے ان کے مقابلہ میں ساری اُمت مرزائیہ کی تبلیغی کوششوں کی نسبت سمندر اور قطرہ کی بھی نہیں۔ ان کارہائے نمایاں کے باوجود ان حضرات نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا، نہ مہدیت کا، نہ مسیحیت کا، نہ ظلی کا، نہ بروزی کا، بلکہ اپنے آپ کو غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کہا اور اسی کو اپنے لئے باعثِ صد افتخار اور موجب سعادتِ دارین سمجھا۔

مرزا قادیانی کو اپنی نبوت تک پہنچنے کے لئے بڑا دور کا چکر کاٹنا پڑا۔ آخر کار اس کی کمندِ فکر یہاں آ کر رکی کہ یہ تو احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آئیں گے، میں کیوں نہ اپنے آپ کو مسیح موعود کہنا شروع کر دوں تاکہ مجھے لوگ مسیح مان لیں لیکن اس میں مشکل یہ پیش آئی کہ حضرت مسیح علیہ السلام تو زندہ ہیں، ان کی زندگی میں میں مسیح کیسے بن سکتا ہوں۔ خیال آیا کہ پہلے مسیح کو مردہ ثابت کرو۔ جب وہ مردہ قرار پا گئے تو پھر میرے لئے میدان صاف ہو جائے گا۔ چنانچہ اُس نے اپنا سارا زور وفاتِ مسیح علیہ السلام ثابت کرنے پر لگا دیا۔

بیشک رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

"قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے"۔

جن احادیث میں نزولِ مسیح کے متعلق تشریح کی گئی ہے، وہ اس کثرت سے مروی ہیں کہ معنوی طور پر وہ درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ آیئے آپ بھی ان احادیث کی جھلک ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com

آپ کو پتہ چل جائے گا کہ نبی برحق نے کوئی مبہم پیشگوئی نہیں فرمائی۔

کسی ایسے مسیح کی آمد کی اطلاع نہیں دی جس کی پہچان نہ ہو سکے اور جس شاطر کا جی چاہے وہ آنے والا مسیح بن بیٹھے بلکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو اس کا نام بتایا، اس کی والدہ کا نام بتایا، اس کے لقب سے خبر دار کیا، اس وقت اور مقام کی نشاندہی کی۔ جس وقت اور جس مقام پر وہ نزول فرمائے گا جو کارہائے نمایاں وہ انجام دے گا، اس کی تفصیل بیان فرمادی اور اس کے مدفن کا بھی تعین فرمادیا اور اس کا حلیہ بھی بیان کر دیا۔

اب اگر وہ احادیث صحیح ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی خبر دی گئی ہے، تو ان تفصیلات کو بھی من وعن صحیح اور سچ تسلیم کرنا پڑے گا جو ان کے متعلق بتائی گئی ہیں اور اگر کوئی شخص ان تفصیلات کو ماننے سے انکار کر دے گا تو پھر اسے ان تمام احادیث کو بھی ساقط الاعتبار قرار دینا پڑے گا جن میں ان کی آمد کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ تحقیق اور انصاف کا یہ کیسا معیار ہے کہ ایک روایت کی مفید مطلب آدھی بات تو مان لی اور اسی روایت کی دیگر تفصیلات کو نظر انداز کر دیا۔

ان کثیر التعداد احادیث میں سے چند احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر کیا ہے۔

پہلی حدیث جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب حدیث میں روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس خدا کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، ضرور اتریں گے تمہارے درمیان ابن مریم عادل حاکم کی حیثیت سے۔ پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے، اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے اور مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی لینے والا نہ ہوگا اور (دینداری کا یہ عالم ہوگا) کہ اپنے پروردگار کی جناب میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا''۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۲:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المظالم باب کسر الصلیب میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

''اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی جب تک عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کا نزول نہ ہو''۔

حدیث نمبر ۳:

مشکوۃ المصابیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خروج دجال کے ذکر کے بعد فرمایا:

''اس اثناء میں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے اور نماز کے لئے اقامت کہی جا چکی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام نازل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا دشمن دجال ان کو دیکھے گا تو پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ اگر آپ اس کو اپنی حالت پر ہی چھوڑ دیں تو وہ از خود پگھل کر مر جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کو ان کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور آپ اپنے نیزے میں اس کا خون لگا ہوا لوگوں کو دکھائیں گے''۔

حدیث نمبر ۴:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کہ میرے اور ان (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اترنے والے ہیں پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ ان کا قد درمیانہ، ان کی رنگت سرخ و سفید، دو زرد رنگ کے کپڑے ہوں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے۔ وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ

Marfat.com

میں اسلام کے بغیر تمام ملتوں کو ختم کر دے گا اور وہ (مسیح) دجال کو قتل کر دیں گے اور زمانہ میں چالیس سال قیام فرمائیں گے۔ پھر وہ وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے"۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج

الدجال، مسند احمد مرویات ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حدیث نمبر۵:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

"عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام اتریں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا کہ حضور تشریف لایئے اور امامت فرمایئے۔ تو آپ فرمائیں گے نہیں تم میں سے بعض دوسروں کے امیر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی تکریم کے طور پر ہے"۔

(مسلم بیان نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام،

مسند احمد مرویات جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

حدیث نمبر۶:

حضرت نواس رضی اللہ عنہ بن سمعان نے دجال کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اس اثناء میں اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کو بھیج دے گا اور وہ دمشق کے مشرقی حصے میں، سفید مینار کے پاس، زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے، دو فرشتوں کے پروں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو یوں محسوس ہو گا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں، اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی اور وہ ان کی حد نظر تک جائے گی، وہ زندہ نہ بچے گا۔ پھر ابن مریم علیہما السلام دجال کا پیچھا کریں گے اور لد

Marfat.com

کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے"۔

(مسلم ذکر الدجال، ابوداؤد،
کتاب الملاحم، ترمذی، ابواب الفتن)

آخر میں ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے:

حدیث نمبر ۷:

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"میری امت کے دو لشکر ایسے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے بچا لیا، ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ دوسرا وہ جو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہوگا"۔

(نسائی، کتاب الجہاد مسند احمد،
بسلسلہ مرویات حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ)

آپ نے اِن احادیث کا مطالعہ فرما لیا۔ ان میں مسیح موعود کا حلیہ، نام، والدہ کا نام، مقام اور وقتِ نزول، آپ کے کارہائے نمایاں سب کے سب مذکور ہیں۔ خدا کی شان ملاحظہ ہو کہ یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس کا نام بھی عیسیٰ نہیں، حالانکہ ہزاروں مسلمان اس نام کے موجود ہیں، اس کی والدہ کا نام بھی مریم نہیں، حالانکہ ہزاروں مسلمان عورتیں اس نام کی اب بھی ہیں اور خود قادیان میں اس نام کی کئی لڑکیاں ہوں گی۔ صلیب کو توڑنا، خنزیر کو قتل کرکے عیسائیت کو نیست و نابود کرنا تو کجا، میاں جی ساری عمر عیسائی حکومت کے "جھولی چُک" بنے رہے اور اس کی خیرات پر پلتے رہے اور اس کی اسلام کُش سرگرمیوں پر تعریف و توصیف کے قصیدے لکھتے رہے ہیں ساری دنیا کو دارالاسلام بنا کر جزیہ ختم کرنا تو بڑی دور کی بات، اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ نے یہ بھی پسند نہ فرمایا کہ قادیان کا خطہ پاکستان کا حصہ بنے۔

Marfat.com

مرزا غلام احمد سے مرزا ناصر احمد تک

بطلِ حریت آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء **وفات:** ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۵ء

Marfat.com

قادیانی اُمت کے استعماری خدوخال

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بیسویں صدی میں براعظم پاک و ہند کے ایک عظیم فلسفی تھے، انہوں نے اس براعظم کو دو چیزیں دی ہیں۔

۱۔ مشترکہ ہندوستان کو برطانوی غلامی کے خلاف انقلابی نوا، کہ ان کی شاعری میں غیر ملکی غلامی کے خلاف احتجاج بھی تھا اور اجتماعی جدوجہد کی ایک دعوت بھی...... اردو شاعری نے ان کے رشحات قلم سے نئے بال و پر حاصل کیے۔

۲۔ وہ ہندوستان میں اسلامی فکر کے اثباتی شاعر تھے، ان کا فلسفہ قرآن کی دعوت اور پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر تھا۔ وہ ملت اسلامیہ کی عظمت رفتہ کو لوٹانے کی متمنی اور عصر حاضر کے مادی معاشرے میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے داعی تھے۔

پاکستان اُنہیں اپنے وجود کا مصور کہتا اور اپنی قوم زندگی کا سب سے بڑا ذہن تسلیم کرتا ہے۔ ادھر ہندوستان، انہیں اپنی ذہنی عظمتوں میں شمار کرتا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان میں شدید سیاسی فاصلہ کے باوجود دونوں مملکتوں نے پورا سال علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے صد سالہ جشن کا اعلان کیا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو، مہاتما گاندھی کے بعد ہندوستان کے سب سے بڑے راہنما تھے۔ ہندوستان آزاد ہوا، تو وہ پہلے وزیر اعظم منتخب کئے گئے اور اپنی موت تک اسی عہدے پر متمکن رہے۔ انہوں نے اپنے بعض خطوط کے علاوہ اپنی کتاب ''تلاشِ ہند'' (DISCOVERY OF INDIA) میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی فکری سیادت کو خراج ادا کیا ہے...... علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے احمدیت (قادیانیت) کا محاسبہ کیا تو نہرو نے ان سے بحث چھیڑ دی اور احمدیت کو ملت

Marfat.com

اسلامیہ کا جزو قرار دے کر بالواسطہ اس کا دفاع کیا۔ [1]

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا مسکت جواب دیا۔ جواہر لال سپر انداز ہو گئے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ احمدیت کی مفید خدمات کا صلہ دینے کی مجاز ہے، لیکن مسلمانوں کے لئے احمدیت کو نظر انداز کرنا خطرہ کا باعث ہے۔ اس طرح نہ صرف ملت اسلامیہ کی وحدت ختم ہوئی، بلکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا بٹوارہ ہو کر تشتت [2] وافتراق کی راہیں کھلتی ہیں اور ان کے بنیادی معتقدات کی عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور پنڈت جواہر لال نہرو میں قلم کے تعلقات تھے۔ پنڈت جی نے حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے احمدیت کے متعلق استفسار کیا، تو اس کے جواب اور ان مضامین کے سلسلہ میں علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے پنڈت جی کو لکھا:

> ''اس سے متعلق میرے ذہن میں کوئی شک نہیں کہ احمدی، اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں''۔

پنڈت جی نے اپنے نام بڑے آدمیوں کے خطوط کا ایک مجموعہ (A BUNCH OF OLD LETTERS) شائع کیا ہے، اس میں علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا مُحوّلہ بالا خط موجود ہے۔

احمدیت کیا ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار احمدی کہلاتے اور ان کے مسلک ومشرب کا عرف احمدیت ہے۔ مرزا کا خاندان سکھوں کے عہد اقتدار میں ان کی فوج میں ملازم تھا۔ (ملاحظہ ہو: سر لیبل گریفن کی تالیف۔ رئیسان پنجاب) ان کے دادا عطا محمد اور عطا محمد کا والد گل محمد سکھوں کی

۱۔ مرزا غلام احمد کے پیروکار اپنے تئیں احمدی کہتے ہیں اور اپنے طائفہ کو جماعت احمدیہ کا نام دیتے ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی کا مولد، مسکن اور مدفن قادیان ہے، اس لئے مسلمان انہیں قادیانی کہتے ہیں یا مرزا غلام احمد کی حلقہ بگوشی کے باعث مرزائی لکھتے ہیں۔ اس کتابچہ میں مرزائی اور قادیانی کے بجائے جہاں تہاں احمدی لکھا گیا ہے، وہ پاکستان سے باہر کے ملکوں کو بتانے کے لئے، جہاں اسی نام سے وہ مشخص کئے جاتے ہیں۔

۲۔ اختلاف وتفریق

Marfat.com

طرف سے لڑتے رہے۔ عطا محمد سردار فتح سنگھ اہلووالہ کی چاکری میں بارہ سال بیگوال رہا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے عطا محمد کی رحلت کے بعد، اس کے بیٹے غلام مرتضٰی (والد مرزا غلام احمد) کو واپس بلا لیا۔ جدی جاگیر کا ایک حصہ عطا کیا۔ غلام مرتضٰی مہاراجہ کی فوج میں داخل ہو گیا اور کشمیر کی سرحدوں کے علاوہ بعض دوسرے مقامات میں مسلمانوں کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ غلام مرتضٰی نے سکھوں کی فوج میں بھرتی ہو کر ہر سنگھ نلوہ کے زیر قیادت پٹھانوں پر طورخم تک چڑھائی کی۔ حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت کو بالاکوٹ میں شہید کرنے والی فوج میں شامل تھا۔ انگریزوں نے پنجاب فتح کیا۔ تو وہ اور اس کے بھائی ان کے ہو گئے اور سات سو روپے پنشن حاصل کی۔ مرزا غلام قادر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کو مٹانے کے لئے جنرل نکلسن کی فوج میں تھا۔ اس نے ۴۶۔ نیو انفنٹری (سیالکوٹ) کے باغی نوجوان کو جنرل نکلسن کے ساتھ دردناک اذیتیں دے کر ہلاک کیا۔

جنرل نکلسن نے لکھا کہ

''قادیان کے تمام دوسرے خاندانوں سے یہ خاندان نمک حلال رہا ہے''۔

مرزا قادیانی نے اپنی ان گنت کتابوں میں انگریزوں سے اپنی غیر متزلزل وفاداری کا اعتراف کیا اور اس پر فخر وناز کیا ہے، اور خلاصہ اس کا خود مرزا قادیانی کے الفاظ میں یہ ہے کہ:

''وفاداری کی ان کتابوں سے پچاس الماریاں بھرتی ہیں''۔

احمدیت کا آغاز

مرزا غلام احمد ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت ان کی عمر سولہ یا سترہ برس کی تھی۔ ابتداء ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں قلیل تنخواہ پر محرری کی اور ۱۸۶۶ء سے ۱۸۶۸ء تک ملازم رہا۔ ۱۸۶۹ء کے شروع میں برطانوی ایڈیٹروں اور مسیح راہنماؤں کا ایک وفد اس غرض سے ہندوستان آیا کہ ہندوستانی عوام میں وفاداری کیونکر پیدا کی جاسکتی اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو سلب کر کے انہیں کیونکر رام کیا جاسکتا ہے۔ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں واپس جا کر دو رپورٹیں مرتب کیں۔ ان میں برطانوی سلطنت کا ہندوستان میں

Marfat.com

وروود "THE ARRIVAL OF THE BRITISH IN INDIA" کے مرتبین نے لکھا کہ

''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی راہ نماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں ایسا کوئی آدمی مل جائے، جو اپاسٹالک پرافٹ (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کے لئے کام لیا جا سکتا ہے''۔

(تلخیصات)

مرزا قادیانی اس غرض سے نامزد کیا گیا۔ اُس نے پہلے تو ایک مناظر کا روپ دھارا کہ پادریوں کے تابڑ توڑ حملوں سے مسلمان ناخوش تھے۔ گویا مرزا قادیانی مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ابتداءً اس طرح نمودار ہوا۔ پھر ایک جماعت پیدا کر کے ۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ[1] ہونے کا اعلان کیا۔ پھر اپنے مجدد ہونے کا ناد پھونکا۔ دسمبر ۱۸۸۸ء میں اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ اُسے بیعت لینے کا حکم فرمایا ہے۔ ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا اور اپنی ظلی نبی ہونے کی اصطلاح ایجاد کی۔ نومبر ۱۹۰۴ء میں اپنے کرشن ہونے کا بیان داغا۔ اس دوران میں یہ کارنامہ بھی سرانجام دیا کہ آریہ سماج سے ٹکراؤ پیدا کیا۔ ہندوستان سے متعلق عریاں باتیں لکھیں۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش کا آخری باب حضور سرور کائنات ﷺ کے خلاف دریدہ دہنی سے لکھا گیا اور یہ برعظیم کے مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک دوسرے سے لڑانے بھڑانے اور کٹانے کا برطانوی حربہ تھا۔

حرمت جہاد اور اطاعت برطانیہ

مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کا آغاز ان دعاوی سے کیا کہ:

۱۔ میرے پانچ اصول ہیں، جن میں دو حرمتِ جہاد اور اطاعت برطانیہ ہیں۔

(تبلیغ رسالت از غلام احمد: صفحہ ۱۰۷)

1۔ جس کو اللہ کی طرف سے پیغامات موصول ہوں۔ (مرتب)

Marfat.com

۲۔ میں نے مخالفت جہاد کو پھیلانے کے لئے عربی وفارسی کتابیں تالیف کیں اور وہ تمام عرب، شام، مصر، بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔

(تلخیص از تبلیغ رسالت، جلد ۸، صفحہ: ۶۲، مصنف غلام احمد)

۳۔ میں نے ۲۲ برس سے اپنی ذمہ یہ فرض لے رکھا ہے کہ وہ تمام کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو، اسلامی ملکوں میں ضرور بھیج دیا کروں گا۔

(تبلیغ رسالت، جلد: ۱۰، صفحہ: ۲۶)

۴۔ میں سولہ برس سے متواتر ان تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانانِ ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔

(تبلیغ رسالت، جلد سوم، صفحہ ۳۰۰

۵۔ مجھے مسیح ومہدی جان لینا ہی حکم جہاد کا انکار ہے۔ (تبلیغ رسالت، جلد ہفتم)

یہ تھا باپ کا کلام، بیٹا کہتا ہے کہ

۶۔ حضرت مسیحؑ موعود نے اپنی پاک تعلیم میں گورنمنٹ عالیہ کی اطاعت ووفاداری کو جزو مذہب قرار دے کر، ان منافق مسلمانوں سے ہمیں علیحدہ کر دیا جو خونی مہدی کے انتظار میں ہیں کہ وہ عیسائی سلطنتوں کو مٹا کر ان نام کے مسلمانوں کو حکمران بنادے گا۔

(الفضل، جلد: ۴، نمبر: ۸۶، یکم مئی ۱۹۱۷ء)

۷۔ ہمارے سر پر سلطنت برطانیہ کے بہت احسان ہیں۔ وہ مسلمان سخت جاہل سخت نادان اور سخت نالائق ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اس گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں، تو ہم خدا کے بھی ناشکر گزار ہوں گے۔ خدا کا مسیح تو کہتا ہے کہ ہر مسلمان کو انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ لیکن جاہل، نادان اور نالائق مسلمان کہتا ہے کہ انگریزوں کو شکست ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

(الفضل، ۵ رجون ۱۹۴۰ء خطبہ مرزا بشیر الدین محمود)

Marfat.com

۸۔ بعض احمق سوال کرتے ہیں، اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ یہ گورنمنٹ ہماری محسن ہے۔اس کا شکرادا کرنا فرض اور واجب ہے۔محسن کی بدخواہی ایک بدکار اور حرامی کا کام ہے۔

(الفضل، جلد ۲۷_۱۲رستمبر ۱۹۳۹ء)

۹۔ مسیح موعود (مرزا غلام احمد) فرماتے ہیں، میں مہدی ہوں، برطانوی حکومت میری تلوار ہے۔ہمیں بغداد کی فتح سے کیوں خوشی نہ ہو؟ عراق، عرب، شام، ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔

(الفضل، جلد:٦، صفحہ نمبر ۴۲_مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ ہم نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔

(تبلیغ رسالت، جلد ہفتم، مرزا غلام احمد، ۲۴رفروری ۱۸۹۸ء)

پس منظر و پیش منظر

مرزا قادیانی ان دعوؤں کو لے کر میدان میں آیا تو برعظیم میں مصالح و مقاصد کا نقشہ یہ تھا کہ

۱۔ سارا ملک برطانوی اقتدار کے شکنجہ میں آچکا تھا۔لیکن مسلمانوں کے دل و دماغ میں جہاد کا جو عقیدہ راسخ تھا۔انگریز اس کی ناقابل تسخیر سپرٹ سے پریشان تھے، مسٹر ڈبلیو ،ڈبلیو ہنٹر کی تصنیف ''ہمارے ہندوستانی مسلمان'' ظاہر کرتی ہے کہ انگریز جہاد کی اس روح سے کیونکر ہراساں تھے،اس کے علاوہ اور بہت سی برطانوی یادداشتیں، مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے انگریزوں کی سراسیمگی ظاہر کرتی ہیں۔

۲۔ انگریز سب سے پہلے بنگال پر قابض ہوئے۔ وہ ۱۸۵۷ء سے کہیں پہلے بنگال کے مسلمانوں کو ان کی طویل مزاحمت کے بعد زیر کر چکے تھے۔ان کے یمین و یسار کے علاقوں میں انگریزوں کے لئے کوئی خطرہ نہ تھا۔وہاں بعض علماء کی طرف سے اس قسم کے فتوے چل رہے تھے اور محمڈن سوسائٹی کلکتہ نے بھی مکہ معظمہ کے بعض علماء سے اسی

Marfat.com

قسم کا فتویٰ حاصل کر کے شائع کیا تھا کہ ہندوستان دارالحرب نہیں، دارلسلام ہے۔

۳۔ برعظیم کے جن صوبوں میں مسلمان اقلیت میں تھے، اور یہ صوبے بنگال سے ادھر صوبہ بہار سے شروع ہو کر دہلی تک تھے اور دہلی سے آگے پنجاب تھا۔ ان کی حد بندی اس طرح کی گئی کہ مسلمان وسط ہند کے تمام صوبوں میں عدداً اقلیت میں تھے۔ سلطنت اودھ کے مسلمانوں کو مغلوب کر لیا گیا اور دہلی کے مسلمان ملیا میٹ ہو چکے تھے حتیٰ کہ آخری فرمانروا بہادر شاہ ظفر کو قید کر کے رنگون میں جلاوطن کیا گیا اور قید رکھا گیا۔ اب مسئلہ شمالی و مغربی سرحدی علاقوں کی مسلمان اکثریت کا تھا۔ اس کے تمام علاقے افغانستان سے ملحق تھے اور ان میں جذبہ جہاد غیر مختتم[1] تھا۔ سرحد، بلوچستان اور سندھ میں انگریز حکمران ہو چکے تھے، لیکن مسلمانوں کے جہاد اور انگریزوں کے استعمار میں جھڑپیں جاری تھیں۔

۴۔ جنگ امبیلہ (صوبہ سرحد) ۱۸۶۳ء میں ہوئی۔ اس کے مجاہدین و معاونین جو ہندستان کو دارالحرب کہتے اور جہاد و غزا کو فرض قرار دیتے تھے، انگریزوں کے لئے داخلی طور پر خطرہ تھے۔

۵۔ انگریزوں نے ۱۸۶۴ء، ۱۸۶۵ء، ۱۸۷۰ء اور ۱۸۷۱ء میں پٹنہ، راج محل، تالدہ اور انبالہ میں ان علماء اور ان کے معاونین پر پانچ مقدمات قائم کیے جو ہندوستان میں برطانوی اقتدار کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے جہاد کا مشن قائم کیے ہوئے تھے، انہیں موت، عمر قید اور ضبطی جائیداد کی سخت سے سخت سزائیں دے کر پامال کیا گیا۔

۶۔ افغانستان میں برطانوی اقتدار کی بیل منڈھے نہ چڑھی تو ۱۸۹۲ء میں سر مارٹیمر ڈیورنڈ نے افغانستان اور ہندوستان کے مابین طورخم کے ساتھ سرحدی لائن قائم کی۔ جو ڈیورنڈ لائن کہلاتی رہی اور اب بھی سرکاری کاغذوں میں اس کا یہی نام چلا آرہا ہے۔

۷۔ پنجاب مسلمانوں کی اکثریت کا وسیع تر علاقہ تھا۔ انگریزوں نے ۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی کو اس صوبہ ہی کے بل پر ختم کیا اور تجربہ سے اندازہ ہو گیا کہ اس کے لئے پنجاب کا سپاہی ایک عظیم فوجی متاع ہے۔ ہندوستان بھر میں پنجاب برطانوی علمداری کے لئے ریڑھ کی ہڈی تھا۔ یہاں کے رؤساء نے انگریزوں کی توقعات

1۔ نہ ختم ہونے والا (مرتب)

Marfat.com

سے کہیں زیادہ برطانوی علمداری کے لئے جاں سپاری اور وفاداری بشرط استواری کا ثبوت دیا تھا۔ پنجاب کی سرحدوں سے منسلک صوبوں میں روح جہاد قائم تھی اور وہ تمام تر پاکستان کے علاقے تھے۔ان علاقوں سے ملحق افغانستان و ایران تھے، ان سے آگے دور دور تک اسلامی مملکتوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ ادھر ان علاقوں کے شانوں پر روس تھا اور برطانوی علمداری روس کو اپنے لئے خطرہ سمجھتی تھی۔ پنجاب کو اپنے قبضہ میں رکھنے اور ان علاقوں سے روح جہاد ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کو برطانوی سرکار نے مبعوث کیا۔ برطانوی سرکار کو بزعم خویش یقین تھا کہ پنجاب ایک ملہم کی معرفت اپنے سانچہ میں ڈھالا جا سکتا اور گردوپیش کے مسلمان اس طرح زیر کئے جا سکتے ہیں۔ اگر ان علاقوں کے مسلمان زیر نہ ہوں تو اس ملہم کو پیدا کر کے علماء کا محاذ اس کی طرف پھیرا جا سکتا ہے اور اس طرح مسئلہ جہاد ٹل سکتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس ضرورت ہی کی پیداوار تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمان عوام کو پادریوں کے خلاف بھڑکایا اور مسیح عقائد پر رکیک حملے کئے تو پادریوں نے برطانوی سرکار سے شکایت کی کہ مرزا غلام احمد توہین مسیحیت کا مرتکب ہو رہا ہے۔

مرزا نے ملک وکٹوریہ کو خط لکھا کہ:

"مشنریوں سے مناظرہ کرتا ہوں تو مسلمانوں میں تنسیخ جہاد کا اعتبار بڑھتا ہے"۔

ایک دوسری جگہ لکھا کہ:

"میں نے عیسائی رسالہ نور افشاں کے جواب میں سختی کی تو اس کا مقصد یہ تھا کہ سریع الغضب مسلمانوں کے وحشیانہ جوش کو ٹھنڈا کیا جائے اور میں نے حکمتِ عملی سے وحشی مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کیا"۔

گویا مرزا قادیانی پادریوں سے عیسائیت اور اسلام کے زیر عنوان جو مناظرے کرتا تھا وہ صرف اس غرض سے تھے کہ مسلمانوں کا ان پر اعتماد قائم ہو کہ وہ انگریزوں کے فرستادہ نہیں بلکہ جہاد کی منسوخی کا اعلان ایک ملہم کی حیثیت سے خدا تعالیٰ کی رضا پر کرتا ہے۔

Marfat.com

مرزا قادیانی نے اپنے تئیں نبی منوانے کے لئے بے تحاشہ گالی گلوچ کی۔ اس وقت تمام ہندوستان میں پنجاب ہی شاید سب سے ان پڑھ صوبہ تھا، اس کے باشندوں کو اس طرح مرعوب کیا کہ:

۱۔ ''تمام مسلمانوں نے مجھے قبول کرلیا ہے۔ صرف کنجریوں اور بدکار عورتوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا''۔

(آئینہ کمالات، صفحہ:۵۴۷)

۲۔ ''جو شخص میرا مخالف ہے وہ مشرک اور جہنمی ہے۔''

(تبلیغ رسالت، جلد:۹، صفحہ:۲۷۸)

۳۔ ''جو شخص ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا۔ تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حرامزادوں کی یہی نشانی ہے''۔

۴۔ ''ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ گئیں۔''

(درثمین عربی، صفحہ:۲۴۹)

مرزا قادیانی ۲۶ مئی ر۱۹۰۸ء کو وفات پا گیا، اس کے جانشینوں حکیم نورالدین خلیفہ اول (مئی ۱۹۰۸ء تا مارچ ۱۹۱۴ء) اور ثانیاً مرزا بشیر الدین خلیفہ ثانی (مارچ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۶۵ء) نے احمدیت کو استعمار کی ایجنسی بنایا۔ اس ایجنسی نے پہلی جنگ عظیم میں انگریزوں کی بے نظیر خدمات انجام دیں۔ عرب ریاستوں کو مسلمانوں کی وضع قطع اور مسلک ومشرب کا فریب دے کر ان کی قطع وبرید کا برطانوی مشن پورا کیا اور جاسوسی کرتے رہے۔ ادھر ہندوستان میں جاسوسی کے مرکزی وصوبائی محکموں سے متعلق رہے۔ مسلمانوں کو برطانیہ سے وفاداری کا سبق اس طرح پڑھایا کہ ان کے روحانی رشتے کی روح مفقود ہو جائے۔ پہلی جنگ عظیم میں بغداد کے سقوط پر چراغاں کیا۔

مدینہ ومکہ کے متعلق حقیقۃ الرؤیا (مصنف بشیر الدین محمود) میں لکھا کہ

''ان کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہوگیا ہے''۔

قادیان کے متعلق الفضل ۳ جنوری ۱۹۲۵ء میں لکھا کہ وہ تمام جہان کیلئے اُمّ ہے۔ اس مقامِ مقدس سے دُنیا کو ہر ایک فیض حاصل ہوسکتا ہے۔

Marfat.com

الفضل ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء میں مرقوم ہے کہ

''ہم ان لوگوں سے متفق نہیں جو کہتے ہیں کہ کسی صورت میں بھی حرمین پر حملہ نہیں کیا جا سکتا۔ مدینہ پر بھی چڑھائی ہو سکتی ہے''۔

اس سے پہلے ۱۱ر ستمبر ۱۹۳۲ء کے الفضل میں مرقوم تھا کہ

''قادیان میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔ قادیان کا سالانہ جلسہ ظلی حج ہے اور یہ نفل اب فرض بن گیا ہے''۔

قادیانی جاسوس

مرزا غلام احمد قادیانی نے ملک سے باہر جہاد کی تنسیخ اور برطانیہ کی اطاعت سے متعلق بقول خود بے پناہ لٹریچر بھجوایا اور مسلمان ملکوں میں تقسیم کرایا۔ اس کا بیٹا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی ایک شاطر انسان تھا۔ اس نے اپنے معتقدین کو انگریزوں کی جاسوسی کے لئے مقرر کیا۔ بعض جگہ مشن قائم کئے۔ بعض ملازمتیں دلوائیں اور بعض جگہ پہلی جنگ عظیم میں عرب ریاستوں کے احوال و آثار چوری کرنے کے لئے اپنے معتقدین بھیجے۔ مثلاً:

۱۔ پہلی جنگ عظیم میں اپنے سالے ولی اللہ زین العابدین کو سلطنت عثمانیہ میں بھیجا۔ اس نے ترکوں کی پانچویں ڈویژن کے انچارج جمال پاشا کی معرفت ۱۹۱۷ء میں قدس یونیورسٹی دمشق میں دینیات کی لیکچرر شپ حاصل کی۔ لیکن اس کا کام انگریزی فوجوں کے لئے جاسوسی کرنا تھا کہ وہ دمشق میں کیونکر داخل ہو سکتی ہیں۔ جونہی انگریزی فوجیں دمشق میں داخل ہوئیں۔ وہ انگریزی کمانڈر کے حسب ہدایت مامور ہو گیا اور عربوں کو ترکوں سے بھڑکانے کے فرائض انجام دیتا رہا۔ لیکن جب عراقی اس کے جاسوسی خط و خال سے آگاہ ہو گئے تو بھاگ کر قادیان آ گیا اور ناظر امور عامہ ہو گیا۔

۲۔ پہلی جنگ عظیم کے فوراً بعد مکہ مکرمہ میں احمدیہ مشن قائم کیا گیا، میر محمد سعید حیدر آبادی اس کا انچارج تھا۔ اور کرنل ٹی۔ ڈبلیو۔ لارنس (برطانوی محکمہ جاسوسی کا اہم عہدیدار) کی ہدایت پر کام کرتا تھا۔ اس مشن کے ارکان نے مکہ مکرمہ اور ترکی میں برطانوی

Marfat.com

مصالح کے مطابق تخریب کاری کا جال بچھایا۔

(الفضل ۳؍ستمبر ۱۹۲۵ء ملاحظہ ہو)

آخر ابن سعود اور مصطفیٰ کمال کے مستحکم ہونے پر مرزائی سب کچھ چھوڑ کر حجاز و ترکی سے فرار ہو گیا۔ اُسے معلوم ہو چکا تھا کہ وہ گرفتار کیا جا رہا ہے اور اس کے جرم کی سزا موت ہے۔

۳۔ ترکی میں مصطفیٰ کمال کو قتل کرنے کے لئے مصطفیٰ صغیر نام کے جس نوجوان کو مامور کیا گیا اور مرزا معراج دین (سپرنٹنڈنٹ سی۔آئی۔ڈی) ایک تاجر کی حیثیت سے اس کے ساتھ منسلک کیا گیا۔ اس نوجوان (مصطفیٰ صغیر) کو مرزا بشیر الدین محمود نے ایک معتمد جاں نثار کی حیثیت سے مقرر و منتخب کیا اور برطانوی حکومت کے حوالے کیا تھا۔

۴۔ پہلی جنگ عظیم میں برطانوی فوج کامیاب ہو کر عراق میں داخل ہوئی تو اس کے ساتھ ہندوستانی مسلمانوں کے روپ میں بہت سے ''احمدی (مرزائی)'' تھے، ولی اللہ زین العابدین کا چھوٹا بھائی اور مرزا بشیر الدین محمود کا سالا میجر حبیب اللہ شاہ، جو انگریزی فوج میں ایک ڈاکٹر تھا، بغداد فتح ہونے پر برطانوی گورنر مقرر کیا گیا اور فوج کی لوٹ مچائی گئی۔ پھر وہ سبکدوش ہو کر واپس آ گیا۔ آخر ۱۹۲۴ء میں عراقی حکومت نے مرزائی عناصر کو ان کی غدارانہ سرگرمیوں کے باعث نکال دیا۔

۵۔ شام میں جلال الدین شمس کو بھیجا گیا۔ اس کے سپرد فلسطین و شام کا مشن تھا۔ لیکن دسمبر ۱۹۲۷ء میں اس کی پراسرار سرگرمیوں کے باعث اس پر قاتلانہ حملہ ہوا، وہ بچ گیا، لیکن بہت دیر تک زیر علاج رہا۔ شام میں استعماری گرفت ڈھیلی پڑ گئی تو جلال الدین شمس کو نکال دیا گیا۔ اور وہ ۱۷؍مارچ ۱۹۲۸ء کو حیفا آ گیا۔ اب برطانوی مصالح کا مرکز فلسطین تھا۔ اور اس کو یہودی ریاست بنانے کے لئے عربوں کی وحدت میں نقب لگانے والے ایسے ہی نام نہاد مسلمان درکار تھے جو مرزا بشیر الدین محمود نے مہیا کیے۔ فلسطین میں برطانیہ کی جاسوسی کا افسر اعلیٰ ایک یہودی تھا۔ احمدی مشن اس کے ماتحت تھا اور اس طرح یہودیت اور احمدیت کے گٹھ جوڑ کا آغاز ہوا۔ اس آغاز ہی نے اسرائیل قائم کرنے کی استعماری کوششوں کو پروان چڑھایا۔ آج احمدی ان بے نظیر

Marfat.com

خدمات ہی کے صلہ میں اسرائیل کی حکومت سے متمتع[1] ہو رہے ہے اور آج کل عرب ریاستوں کی بیخ کنی اور مخبری کر رہے ہیں۔ لائڈ جارج (وزیر اعظم انگلستان) نے فلسطین میں احمدیوں کی خدمات کا اعتراف کیا اور وہ ان سے غایت درجہ مطمئن تھا۔ ۱۹۲۴ء میں مرزا بشیر الدین محمود فلسطین گیا اور اس نے اعلان کیا کہ یہودی اسی خطہ کے مالک ہو جائیں گے۔

(تاریخ احمدیت، صفحہ:۴۱۰)

مرزا محمود نے فلسطین کے ہائی کمشنر سے ملاقات کی، اور آئندہ خدمات کا نقشہ طے پایا۔ جلال الدین شمس کے ساتھ محمد المغربی، الطرابلسی اور عبد القادر عودہ صالح نام کے دو عربوں کو منسلک کیا گیا۔ اصلاً دونوں یہودی تھے اور استعماری مقاصد کے لئے انہیں مسلمان کیا گیا تھا۔

۶۔ ہندوستان میں برطانوی حکومت نے روس سے ہمیشہ خطرہ محسوس کیا اور وسط ایشیا میں اسلامی علاقوں کی معرفت اس خطرہ کے مفروضوں یا حقیقتوں کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے مختلف وقتوں میں کئی جاسوسی وفد بھیجے، جو مختلف واسطوں سے روس جاتے رہے۔ ایک احمدی محمد امین خاں کو ۱۹۲۱ء میں مبلغ کے روپ میں روانہ کیا گیا۔ وہ ایران کے راستہ معلومات حاصل کرتا ہوا روس میں داخل ہوا لیکن روسی حکومت نے پکڑ کے جیل میں ڈال دیا۔ آخری برطانوی مداخلت سے رہا ہوا۔ اس نے قادیان واپس آ کر مرزا بشیر الدین محمود سے مزید ہدایات لیں، اور ایک دوسرے شخص ظہور حسین کو ساتھ لے کر لوٹ گیا۔

ظہور حسین بھی روسی پولیس کے ہاتھ آ گیا اور انگریزوں کے لئے جاسوسی کے الزام میں ماسکو وغیرہ کے قید خانہ میں دو سال رہا۔ بالآخر برطانوی سفیر مقیم ماسکو کی تگ و دو سے رہا ہوا۔ شہزادہ ویلز ہندوستان آیا تو مرزا بشیر الدین محمود نے وفاداریوں سے متعلق سپاسنامہ پیش کیا۔ اس میں بڑھانکی کہ حضرت مرزا غلام احمد کی پیش گوئی کے مطابق،

1۔ فوائد حاصل کر رہے ہیں (مرتب)

Marfat.com

روس کی حکومت بالآخر احمدیوں (مرزائیوں) کے ہاتھ میں ہوگی اور اللہ تعالیٰ احمدیت (مرزائیت) کو بخارا میں عنقریب پھیلا دے گا۔

۷۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۹ء میں انگریزوں اور افغانستان کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو قادیانی ایک کمپنی کی شکل میں افغانستان کو انگریزوں کے زیر نگیں لانے کے لئے مصروف ہو گئے۔ مرزا محمود کا چھوٹا بھائی چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری کام کرتا رہا۔

برطانوی حکومت اول تو افغانستان کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتی تھی۔ جب افغانستان اس کی نوآبادی نہ بن سکا تو اپنی ریشہ دوانیوں کے لئے چن لیا۔ تاکہ افغانستان کمزور ہو۔ اس کام کے لئے جو مہرے جاسوسی کے تخریبی فرائض انجام دے رہے تھے، ان میں ایک شخص نعمت اللہ قادیانی بھی تھا، اس کو جولائی ۱۹۲۴ء میں گرفتار کر کے سنگسار کیا گیا۔ فروری ۱۹۲۵ء میں دو اور قادیانی ملا عبدالحلیم اور ملا نور علی اسی پاداش میں موت کے گھاٹ اتارے گئے۔

قادیانی امت کی برطانیہ سے اندھا دھند وفاداری اور مسلمان ملکوں میں انگریزوں کی خاطر جاسوسی کا ریکارڈ اتنا ضخیم ہے کہ اور کسی سرکاری جماعت کا ریکارڈ اس قدر شرمناک نہیں۔ اس سے فی الحقیقت کئی سو کتابوں کی ایک لائبریری قائم ہو سکتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی امت کے دو ہی شعار رہے ہیں:

۱۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت چھن جانے پر مرزا غلام احمد جہاد کی منسوخی کے لئے ایک نبی بن کر سامنے آیا اور اس نے الہام کا جامہ پہنا کر اطاعت برطانیہ کو فرض قرار دیا۔ اس کی امت نے اس کی موت کے بعد ایک ایسے طائفہ کی حیثیت اختیار کر لی جو ہندوستان میں برطانوی استعمار کے انجن کی بھاپ تھا۔ اور جس کے وجود سے مسلمانوں کی وحدت دولخت ہو کر کمزور پڑتی اور ختم ہوتی تھی۔

۲۔ قادیانی امت نے اپنے پیغمبر کی سند لے کر تمام اسلامی ملکوں میں برطانوی استعمار کی خدمت گزاری اپنے اوپر فرض کر لی۔ وہ مسلمانوں کے روپ میں ان ممالک میں جاتے اور رہتے، لیکن عقیدۃً انہیں کافر سمجھ کر انہیں سبوتاژ کرتے۔ تمام اسلامی

Marfat.com

ملکوں کے مسلمان ان کے ظواہر[1] سے دھوکا کھاتے۔ المختصر قادیانی امت کے افراد اسلامی مملکتوں میں برطانیہ کا ففتھ کالم تھے۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی امت کے عمیق مطالعہ کے فوراً ہی بعد ہندوستان کی برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ کر دیا جائے۔ وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں نقب لگا کر ایک علیحدہ امت پیدا کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد خود کوئی امت پیدا نہ کر سکتا تھا۔ اگر وہ الگ امت پیدا کرتا، تو اسلامی ملکوں میں انگریزی استعمار کے لئے مفید نہ ہوتا۔ اُس نے اپنے پیروؤں کی جمعیت کو اس طرح ڈھالا کہ وہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے لیکن کام ان سے اس طرح لیا گویا وہ مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ اور جماعت ہے۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ قادیانی امت کے الگ تھلک عقائد، ان کی اسلام سے غداری اور برطانوی استعمال کی خدمت گزاری سے اس قدر بدظن ہو گئے کہ انہوں نے نہ صرف احمدیوں کو مسلمانوں سے الگ کر دینے کا مطالبہ انتہائی شدت سے کیا بلکہ مسلم اداروں سے انہیں نکلوا دیا۔ لاہور ہائی کورٹ کے ایک جج مرزا ظفر علی بھی حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے موید ہو گئے اور اس طرح انگریزی خواندہ جماعت کی ایک بڑی تعداد میں بھی ان کی علیحدگی کا مطالبہ قائم ہو گیا۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

۱۔ قادیانی مسلمانوں میں صرف سیاسی فوائد کے حصول کی خاطر شامل ہیں، ورنہ وہ تمام عالم اسلام کو اپنے عقائد کی رو سے کافر قرار دیتے ہیں۔

۲۔ وہ اسلام کی باغی جماعت ہے اور مسلمانوں کو اس مطالبہ کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو ان سے الگ کر دیا جائے۔

۳۔ وہ مسلمانوں میں یہودیت کا مثنی[2] ہیں۔

برعظیم کی آزادی تک قادیانی امت کی تاریخ میں ایک شوشہ یا ایک نقطہ بھی ایسا نہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ اس برعظیم کی جدوجہد آزادی سے موافق تھے، یا کبھی انہوں نے برطانیہ سے ہندوستان چھوڑ دینے کا مطالبہ کیا ہو۔ ان کی غیر مختتم کاسہ لیسی کے باوجود برعظیم آزاد ہو گیا۔

1۔ ظاہری حلیوں سے 2۔ ثانی، دوسرا نقل بمطابق اصل (مرتب)

Marfat.com

ہندوستان آزاد ہوا۔ پاکستان قائم ہوا تو برطانیہ سے ان کی وابستگی کے لئے ہندوستان میں کوئی جگہ نہ تھی اور نہ وہاں رہ کر وہ مختلف محاذوں پر برطانیہ کے لئے ففتھ کالم ہو سکتے تھے۔ انہوں نے پاکستان کا رخ کیا۔ پنجاب میں آزادی سے کچھ عرصہ بعد تک سر فرانسس مودی انگریز گورنر تھا۔ اس کے سامنے برطانوی استعمار کے مختلف پلان تھے۔ چنانچہ اسی کی معرفت ربوہ قادیانی امت کو ملا۔ یہ ان کے لئے اس طرح کا ایک نگر تھا جس طرح امریکیوں نے پشاور سے کوہاٹ کی طرف بڈبیر کے مقام پر اپنا ایک عسکری مرکز قائم کیا تھا اور وہاں کسی پاکستانی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔

جن لوگوں نے مرزائیت کے تعاقب کی تحریک چلائی، ان میں زعمائے احرار مسلم لیگ میں شامل نہ تھے، اور نہ پاکستان کو ہندوستان کے مسلمانوں کا سیاسی حل سمجھتے تھے۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ پاکستان بننے سے پہلے وفات پا گئے۔ مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ گور کنارے تھے۔ مرزا بشیر الدین محمود کو خیال ہوا کہ ان کے مخالف جو متحرک اور اشجع [1] ہیں، مسلم لیگ میں عدم شمول کے باعث اب پاکستان میں سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے۔ مسلمانوں نے انہیں مسترد کر دیا ہے۔ اس مفروضہ پر اس نے پاکستان کو اپنی ریاست بنانے کی اندرونی مہم کا آغاز کیا۔ اس نے جنرل سر ڈگلس گریسی کے ایماء پر ''جہاد کشمیر'' کے نام پر ''فرقان بٹالین'' قائم کی۔ یہ اس شخص کا اقدام تھا جس کے باپ مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کو الہاماً منسوخ کیا تھا، اور جو برطانوی عہد میں خود بھی منسوخی جہاد کا داعی تھا۔

مشرقی پاکستان:

مشرقی پاکستان کے پاکستان سے کٹ جانے کے بعد آج مغربی پاکستان میں بلوچستان عالمی طاقتوں کی بدولت ایک سیاسی مسئلہ ہے اور وہاں بیرونی نگاہیں ٹکی ہوئی ہیں۔ انگریزوں نے برعظیم چھوڑنے سے پہلے بلوچستان کے موجودہ گورنر نواب آف قلات کو اپنے ڈھب پر لانا چاہا، کہ وہ بلوچستان کو نیپال کی طرح آزاد حیثیت دینا چاہتے ہیں۔ مسٹر ڈی۔ وائی فل (پولیٹیکل ایجنٹ کوئٹہ) نے نواب قلات کو ترغیب دی کہ انگریز برما اور لنکا کی طرح بلوچستان کو آزاد ریاست کا درجہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ان دنوں بلوچستان کا ایجنٹ جنرل جیفرے تھا، وہ

1۔ سب سے زیادہ بہادر اور شجاع (مرتب)

Marfat.com

خود قلات گیا اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا پیغام دیا کہ وہ بلوچستان کو آزاد ریاست بنانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ مطلع ہو گئے اور اور بیل منڈھے نہ چڑھی۔ آخر برطانوی حکومت کے ان سیاستدانوں نے مرزا محمود سے طویل ملاقات کر کے بلوچستان کا پلان ان کے حوالے کیا اور خود چلے گئے۔ مرزا محمود نے جولائی ۱۹۴۸ء میں کوئٹہ کا دورہ کیا اور بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کا اعلان کیا۔ ان کا یہ خطبہ ۱۴/ اگست ۱۹۴۸ء کے ''الفضل'' میں درج ہے۔

اگر ۱۹۵۳ء میں قادیانیت کے خلاف مجلس عمل کی تحریک نہ چلتی تو مرزائی پاکستان میں استعماری سیاست کے حسب ہدایت اپنے قدم جما رہے تھے۔ اس تحریک نے تمام ملک کو چوکنا کر دیا۔ قادیانی تبلیغ ہمیشہ کے لئے رک گئی اور تمام مسلمان ان سے باخبر ہو گئے۔ لیکن سر ظفر اللہ خاں نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے بیرون پاکستان اپنی ساکھ قائم کر لی اور عالمی استعمار سے اس کی ضرورتوں کے تابع ناطہ قائم کر لیا۔ ادھر ملک استعماری اور نظریاتی طاقتوں کے محور میں چلا گیا۔ ادھر قادیانی استعماری طاقت کے مہرے ہو گئے۔

چین:

چین، امریکہ اور روس دونوں کے لئے خطرہ یا پرابلم ہو چکا تھا۔ دونوں محسوس کرتے تھے کہ ہندوستان سوشلسٹ ہو گیا تو پھر ایشیا اور افریقہ میں انہیں کوئی سا مقام یا رسوخ حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ اس طرح ایک ارب اور بیس کروڑ انسان سوشلسٹ ہو جاتے تھے، ان عالمی طاقتوں نے ہندوستان کو ساتھ ملا کر چین کے خلاف محاذ بنانا چاہا۔ ہندوستان کا جواب یہ تھا کہ اس کے دو طرف مشرقی و مغربی پاکستان دشمن کی حیثیت سے موجود ہیں، جب تک وہ ہیں، ہندوستان کا ایسے کسی محاذ میں شامل ہونا مشکل ہے۔

امریکہ اور روس نے صدر ایوب سے کہا کہ وہ ہندوستان سے مشترکہ دفاع کر لے۔ صدر ایوب نے مشکلات پیش کیں اور عذر کیا۔ اس پر دونوں طاقتیں پاکستان اور ایوب خاں کے خلاف ہو گئیں۔ اسی ناراضگی کا نتیجہ ۱۹۶۵ء کی جنگ تھی۔ جو استعماری طاقتوں کے پاکستانی گماشتوں کی پخت و پز[1] سے معرض وجود میں آئی۔ خدا نے پاکستانی فوج کے بازوؤں کو توانائی

1۔ پخت و پز یعنی وعدہ، قول، قرار، بات چیت (مرتب)

Marfat.com

دے کر پاکستان کو بچالیا۔ ورنہ نقشہ مختلف ہوتا اور جانے کیا ظہور میں آتا۔ عالمی طاقتیں سمجھتی تھیں کہ مغربی پاکستان کے اعضاء فتح ہو گئے اور اس کی شکل بدل گئی تو مشرقی پاکستان کسی تردد کے بغیر خود بخود الگ ہو جائے گا، لیکن قدرت کو منظور نہ تھا، پاکستان محفوظ ہو گیا، لیکن اس کے ساتھ عالمی طاقتوں کے ہتھے چڑھ گیا۔ مشرقی پاکستان کبھی الگ نہ ہوتا لیکن عالمی طاقتوں کے جوایجنٹ مغربی پاکستان میں حکومت کی مشینری کے بڑے بڑے عہدوں پر کام کر رہے تھے۔ انہوں نے مشرقی پاکستان کو کاٹ دیا اور قادیانی اس منصوبہ کے سرخیل تھے۔ مشرقی پاکستان میں مغربی پاکستان کے خلاف معاشی استحصال کا جو غصہ تھا اس کو سوا کرنے والا مرزا غلام احمد کا پوتا، مرزا بشیر الدین کا بھتیجا اور داماد ایم۔ ایم۔ احمد تھا۔ جو ایوب خاں کے زمانہ میں بیرونی پشت پناہی سے مالیات کا انچارج تھا، اور آج ان استعماری خدمات کے صلہ میں عالمی بینک کا اہم عہدیدار ہے۔ لطف یا ستم یہ کہ پاکستان میں ایٹمی توانائی کا سربراہ عبد السلام بھی قادیانی ہے۔

ظفر اللہ خان، ایم۔ ایم۔ احمد اور عبد السلام تینوں ہی پاکستان سے باہر لندن کی جلوہ گاہ میں رہتے اور واشنگٹن کے اشارۂ ابرو پر رقص کرتے ہیں۔ قادیانی ہائی کمانڈر نے ۱۹۷۱ء کے انتخابات میں پاکستان کے اسلامی ذہن کو اسرائیل کے روپے کی طاقت پر سبوتاژ کیا اور اس کے بعد سے ملک کے غیر اسلامی ذہن کی معرفت، پاکستان کی معاشی و عسکری زندگی پر قابض ہو رہے ہیں۔ یورپ کی نظریاتی واستعماری طاقتیں نہ تو اسلام کو بطور طاقت زندہ رکھنے کے حق میں ہیں۔ اور نہ اس کی نشاۃ ثانیہ چاہتی ہیں۔ ہندوستان کی خوشنودی کیلئے پاکستان ان کی بندر بانٹ کے منصوبہ میں ہے۔ وہ اس کو بلقان اور عرب ریاستوں کی طرح طرح چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم کرنا چاہتی ہیں۔ ان کے سامنے مغربی پاکستان کا بٹوارہ ہے۔ وہ پختونستان، بلوچستان، سندھو دیش اور پنجاب کو الگ الگ ریاستیں بنانا چاہتی ہیں۔ ان کے ذہن میں بعض سیاسی روائیوں کے مطابق کراچی کا مستقبل سنگاپور اور ہانگ کانگ کی طرح ایک خود مختار ریاست کا ہے۔ خدانخواستہ اس طرح تقسیم ہو گی تو پنجاب ایک محصور (SANDWITHCH) صوبہ ہو جائے گا۔

جس طرح مشرقی پاکستان کا غصہ مغرب پاکستان میں صرف پنجاب کے خلاف تھا۔ اسی طرح پختونستان، بلوچستان اور سندھو دیش کو بھی پنجاب سے ناراضگی ہو گی۔ پنجاب تنہار

Marfat.com

جائے گا۔ تو عالمی طاقتیں سکھوں کو بھڑکا کر مطالبہ کرا دیں گی کہ مغربی پنجاب ان کے گوروؤں کا مؤلد، مسکن اور مرگھٹ ہے۔ لہٰذا ان کا اس علاقہ پر وہی حق ہے جو یہودیوں کا فلسطین (اسرائیل) پر تھا۔ اور انہیں وطن مل گیا۔ عالمی طاقتوں کے اشارے پر سکھ حملہ آور ہوں گے۔ اس کا نام شاید پولیس ایکشن ہو۔ جانبین میں لڑائی ہوگی لیکن عالمی طاقتیں پلان کے مطابق مداخلت کر کے اس طرح لڑائی بند کرا دیں گی کہ پاکستانی پنجاب، بھارتی پنجاب سے پیوست ہو کر سکھ احمدی ریاست بن جائے گا۔ جس کا نقشہ اس طرح ہوگا کہ صوبہ کا صدر سکھ ہوگا۔ تو وزیر اعلیٰ قادیانی۔ اگر وزیر اعلیٰ سکھ ہوگا تو صدر قادیانی! اسی غرض سے استعماری طاقتیں قادیانی امت کی کھلم کھلا سرپرستی کر رہی ہیں۔ بعض مستند خبروں کے مطابق سر ظفر اللہ خاں لندن میں بھارتی نمائندوں سے پخت و پز کر چکے ہیں۔

قادیانی اس طرح اپنے نبی کا مدینہ (قادیان) حاصل کر پائیں گے جو ان کا شروع دن سے مطمع نظر ہے اور سکھ اپنے بانی گورونانک کے مولد[1] میں آجائیں گے۔ یہی دونوں کے اشتراک کا باعث ہوگا۔ قادیانی عالمی استعمار سے اپنی ریاست کا وعدہ لے چکے ہیں۔ اور اس کے عوض عالمی استعمار کے گماشتہ کی حیثیت سے اسرائیل کی جڑیں مضبوط کرنے کے لئے وہ مسلمانوں کی صف میں رہ کر عرب ریاستوں کی بیخ کنی اور مخبری کے لئے افریقہ کی بعض ریاستوں میں مشن رچا کے بیٹھے ہیں۔ اور حیفا (اسرائیل) میں حکومت یہود کے مشیر برائے اسلامی ممالک ہیں۔ وہ پاکستان میں حکمران جماعت کے ہاتھوں، سرحد و بلوچستان کی نمائندہ جماعت کو پٹوا کر پنجاب و سندھ میں اسلامی ذہن کے قتل عمد سے موعودہ استعماری صوبہ کی آبیاری کر رہے ہیں۔ اور اس وقت طاقتوں کی معرفت اسرائیل اور ہندوستان کے آلہ کار ہیں اور یہ ہے ان کا سیاسی چہرہ جس سے ان کا داخلی وجود ظاہر ہوتا ہے۔

1۔ جائے پیدائش (مرتب)

Marfat.com

ربوہ

اس نامراد شہر کی ہیبت منائے جا
ربوہ غلام مقام ہے اس کو ہلائے جا
سنتا ہوں قادیاں کا جنازہ نکل گیا
اس کا وجود پاؤں کی ٹھوکر پہ لائے جا
محرابیوں کی پود ہے منقاد زیر پر
یہ آ لگے ہیں گور کنارے دبائے جا
اپنے خدا سے مانگ محمد ﷺ سے انتساب
ان کے حضور ﷺ عشق کی دیپک جلائے جا
آئے کی موت واقعۃً ایک دن ضرور
پھر موت کیا ہے کچھ نہیں غیرت دکھائے جا
ناموس مصطفیٰ ﷺ کا تقاضا ہے ان دنوں
مہر و وفا کے نام پر گردن کٹائے جا
اسلام سے دغا کا نتیجہ ہے خودکشی
اس پر فریب دور کے چھکے چھڑائے جا
مت ڈر کسی مسیلمہ کذاب سے کبھی
ہر ایک دوں نہاد کو راہ سے ہٹائے جا
حکام کج نہاد کا اب خوف ہیچ ہے
خوف خدائے پاک دلوں پر بٹھائے جا
مرزائیوں سے قطع تعلق ہے ناگزیر
ان کے ہر ایک راز کا پردہ اٹھائے جا
شورش قلم کی خارہ شگافی کے زور پر
نسل نو کو خواب گراں سے جگائے جا

نسلِ نو سے خطاب

محمد ﷺ کا پرچم اُڑائے چلا جا
رسالت کا ڈنکا بجائے چلا جا
اگر اپنی بخشش کی خواہش ہے شورش
جبیں اُن ﷺ کے در پے جھکائے چلا جا
تیرے پاس اس کے سوا اور کیا ہے
پیام محمد ﷺ سنائے چلا جا
ترا آخرت میں وثیقہ یہی ہے
خدا کے لئے سر کٹائے چلا جا
خدا کے لئے سر کٹانے کا مطلب؟
نبی ﷺ کا پھریرا اُڑائے چلا جا
فدایان شاہِ دو عالم ﷺ کی راہ میں
عقیدت کے موتی لٹائے چلا جا
رسالت کی چوکھٹ پہ شاہِ اُمم ﷺ کو
پکارے چلا جا بلائے چلا جا
فقط دجل ہے قادیانی نبوت
یہ حرف غلط ہے مٹائے چلا جا
جو سیاس ہیں تیرے مد مقابل
نقاب ان کے رُخ سے اُٹھائے چلا جا

Marfat.com

مرزائیت
حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

مناظر اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ

وفات: ۲۲ مئی ۲۰۰۳ء

Marfat.com

سخن ہائے گفتنی

محترم قارئین!! پیش نظر رسالہ محض اس غرض سے ترتیب دیا گیا ہے کہ حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد چند خودغرض قسم کے لوگ ہر سال یومِ اقبال کے پس پردہ اپنی اغراض مشؤمہ[1] پورا کرتے ہیں۔ وہاں قادیانی جماعت بھی ''اقبال ڈے'' منانے کے سلسلے میں مسلمانوں میں موجود ہوتی ہے اور پھر یہ پروپیگنڈہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ قادیانی عقائد ونظریات کے حامی تھے۔ قادیانیوں کے اس سفید جھوٹ کا جواب آپؐ کو خود حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اقتباسات سے ہی معلوم ہو جائے گا۔ اس کی تائید مزید کے لئے ہم قادیان کے ایک معتبر نائی کی شہادت بھی پیش کرتے ہیں جو حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے والد بزرگوار کے بارے میں ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے جس سے صاف طور پر واضح ہے کہ حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف قادیانیت سے بیزار ہو گئے تھے۔ بلکہ آج تک مسلمانوں کے ہر طبقہ میں قادیانیت کے خلاف جو نفرت پائی جاتی وہ حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی غیرت ملی کا ہی نتیجہ ہے۔

1۔ کمینے مقاصد، منحوس مقاصد (مرتب)

Marfat.com

قادیان کے ایک معتبر نائی کی روایت:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم !! منشی محمد اسماعیل سیالکوٹی نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ جو سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد صاحب کا نام حضرت شیخ نور محمد تھا جن کو عام لوگ شیخ نتھو کہہ کر پکارتے تھے۔ شیخ نور محمد صاحب نے غالباً ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور سید حامد شاہ مرحوم کی تحریک پر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت کی تھی۔ ان دنوں سر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ سکول میں پڑھتے تھے اور اپنے باپ کی بیعت کے بعد وہ بھی اپنے آپ کو احمدیت میں شمار کرتے تھے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے معتقد تھے۔ کیونکہ سر محمد اقبال کو بچپن سے ہی شعر و شاعری کا شوق تھا۔ اس لئے ان دنوں میں انہوں نے سعد اللہ لدھیانوی کے خلاف حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی تائید میں ایک نظم بھی لکھی تھی۔ مگر اس کے چند سال بعد جب سر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کالج میں پہنچے تو ان کے خیالات میں تبدیلی آگئی اور انہوں نے اپنے باپ کو بھی سمجھا بجھا کر احمدیت سے منحرف کر دیا۔ چنانچہ حضرت شیخ نور محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ سیالکوٹ کی جماعت چونکہ نوجوانوں کی جماعت ہے اور میں بوڑھا آدمی ہوں۔ ان کے ساتھ چل نہیں سکتا۔ لہٰذا آپ میرا نام اس جماعت سے الگ رکھیں۔ اس پر حضرت صاحب کا جواب میر حامد شاہ صاحب مرحوم کے نام گیا جس میں لکھا تھا کہ شیخ نور محمد کہ کہہ دیں کہ وہ جماعت سے ہی الگ نہیں بلکہ اسلام سے بھی الگ ہیں۔ اس کے بعد شیخ نور محمد صاحب نے بعض اوقات چندہ وغیرہ دینے کی کوشش کی۔ لیکن ہم نے قبول نہ کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے میاں مصباح الدین صاحب نے بیان کیا

Marfat.com

کہ ان سے کچھ عرصہ ہوا ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بیان کیا تھا کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء میں سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے اور وہاں آپ نے ایک تقریر فرمائی تھی جس میں کثرت کے ساتھ لوگ شامل ہوئے تھے اور اردگرد کے مکانوں کی چھتوں پر ہجوم ہو گیا تھا تو اس وقت ڈاکٹر سر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں موجود تھے اور کہہ رہے تھے کہ دیکھو شمع پر کس طرح پروانے گر رہے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ بعد میں سلسلہ سے نہ صرف منحرف ہو گئے تھے۔ بلکہ اپنی زندگی کی آخری ایام میں شدید طور پر مخالف رہے اور ملک کے نوتعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کے خلاف جو زہر پھیلا ہوا ہے اس کی بڑی وجہ ڈاکٹر سر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا مخالفانہ پروپیگنڈہ تھا''۔

(از سیرت المہدی جلد سوم ص:۲۵۰ تا ۲۴۸، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے:

''میرے نزدیک بہائیت قادیانیت سے زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے۔ لیکن مؤخر الذکر (قادیانیت) اسلام کے چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے۔ لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔ اس کا (قادیانی فرقہ) حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں اس کا (قادیانی فرقہ) نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں۔ گویا تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے''۔

(حرف اقبال ص:۱۲۳ مرتبہ لطیف احمد شیروانی)

Marfat.com

ظل، بروز، حلول مسیح موعود کی اصطلاحات غیر اسلامی ہیں:

''اسلامی ایران میں مؤبدانہ اثر کے ماتحت ملحدانہ تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے بروز حلول[1] ظل وغیرہ اصطلاحات وضع کیں۔ تا کہ تناسخ کے اس تصور کو چھپا سکیں۔ ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لئے لازم تھا کہ وہ مسلم کے قلوب کو ناگوار نہ گزریں۔ حتیٰ کہ مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں۔ بلکہ اجنبی ہے اور اس کا آغاز بھی اسی مؤبدانہ تصور میں ملتا ہے۔ یہ اصطلاح ہمیں اسلام کے دور اوّل کی تاریخی اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی''۔

(حرف اقبال ص: ۱۲۳، ۱۲۴)

قادیانی گروہ وحدتِ اسلامی کا دُشمن ہے:

''مسلمان ان تحریکوں کے معاملے میں زیادہ حساس ہیں جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو۔ لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے [2] مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرے گا اور اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے''۔

(حرف اقبال ص: ۱۲۲)

---

[1] حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی خو اور طبیعت اور والی مشابہت کے لحاظ سے قریباً اڑھائی ہزار برس اپنی وفات کے بعد پھر عبداللہ پسر عبدالمطلب کے گھر میں جنم لیا اور محمد کے نام سے پکارا گیا۔

(تریاق القلوب حاشیہ ص ۲۹۸، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۷)

[2] کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ اُنہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

(بیان مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ آئینہ صداقت ص ۳۵)

Marfat.com

عام مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ سے زیادہ حساس ہے:

''ہندی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کے خلاف جس شدت احساس کا ثبوت دیا ہے وہ جدید اجتماعیات کے لئے طالب علم پر بالکل واضح ہے۔ عام مسلمان جسے پچھلے دن سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک صاحب نے ملاّ زدہ کا خطاب دیا تھا۔اس تحریک کے مقابلہ میں حفظ نفس کا ثبوت دے رہا ہے۔اگر چہ اسے ختم نبوت کی عقیدہ کی پوری سمجھ نہیں۔ نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظ نفس کے جذبہ سے بھی عاری کر دیا ہے''۔

(حرف اقبال ص:۱۲۴)

قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ ہیں:

جب حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ پر ان کی کسی سابقہ تحریر کا حوالہ دے کر قادیانی اخبار ''سن رائز'' نے اعتراض کیا کہ پہلے تو حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس تحریک کو اچھا سمجھتے تھے اب خود ہی اس کے خلاف بیان دینے لگے تو اس کے جواب میں حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ذیل بیان فرمایا:

''مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی امید تھی۔ اس تقریر سے بہت پہلے مولوی چراغ مرحوم نے جو مسلمانوں میں کافی سربرآوردہ تھے اور انگریزی میں اسلام پر بہت سے کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ بانی تحریک (مرزا قادیانی) کے ساتھ تعاون کیا اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کتاب موسومہ براہین احمدیہ میں انہوں نے بیش قیمت مدد بہم پہنچائی۔ لیکن کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔ اسے اچھی طرح ظاہر ہونے کے لئے برسوں چاہئیں۔ تحریک کے دو گروہوں کے

Marfat.com

(لاہوری، قادیانی) باہمی نزاعات اس امر پر شاید ہیں کہ خود ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے۔ معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی۔ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار تھا جب ایک نئی نبوت بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقص ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرسن صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے''۔

(حرفِ اقبال ص: ۱۳۱، ۱۳۲)

مرزا قادیانی کے نزدیک ملتِ اسلامیہ سڑا ہوا دودھ ہے:

''ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ بانی تحریک (مرزا قادیانی) نے ملت اسلامیہ کو سڑے [1] ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی ان لوگوں کو مسلمانوں کو) ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑے ہوئے ہیں۔ اس وجہ

---

[1] ان لوگوں کو (مسلمانوں کو) ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں۔ جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔

(ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ج ۶ نمبر ۸ ص ۳۱۱)

Marfat.com

سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔ اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کوملت اسلامیہ سے میل جل رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی) مسلمانوں کے قیام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں۔ جتنے سکھ ہندوؤں سے۔ کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہندو مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔ اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟''۔

(حرف اقبال ص:۱۳۸،۱۳۷)

انگریز کی عدم مداخلت کی پالیسی مسلم جماعت کیلئے ضرر رساں ہے

''ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لیبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتی۔ بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلا دے اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔ اسلام کے حق میں اس پالیسی کا مطلب ہمارے شاعر عظیم اکبر نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا۔ جب اس نے اپنے مزاحیہ انداز میں فرمایا کہ

Marfat.com

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
اناالحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ‘‘

(حرف اقبال ص:۱۲۵)

حکومت انگریزی کو مشورہ:

’’حکومت کو موجودہ صورت حالات پر غور کرنا چاہیے اوراس معاملہ میں جو قومی وحدت کے لئے اشد اہم ہے۔ عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہیے۔ اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہوتو اس کے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف مدافعت کرے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا کیا طریقہ ہے؟ اور وہ طریقہ یہی ہے کہ اصل جماعت جس شخص کو تلاعب بالدین[1] کرتے پائے۔ اس کے دعاوی کو تحریر وتقریر کے ذریعہ جھٹلایا جائے۔ پھر یہ کیا مناسبت ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے۔ حالانکہ اس کی وحدت خطرہ میں ہو اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو۔ اگر چہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام[2]

---

[1] دین کے ساتھ مذاق کرنا

[2] (الف) ان العدا صارو اخنازیر الفلا......ونسا ئہم من دونہن الکلب! ترجمہ: دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اوران کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں ہیں۔ (نجم الہدیٰ ص۵۳،خزائن ج۱۴ص۵۳)

(ب) تلك کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبة والمؤدة وینتفح من معار فھا ویقبلنی ویصدق دعوتی الاذریة البغایا الذین ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم فھم یقبلون (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸،۵۴۷ خزائن ج۵ص ۵۴۸،۵۴۷) ترجمہ: یہ میری کتابیں ہیں۔ ہر مسلمان انہیں محبت اور دوستی کی آنکھ سے دیکھتا ہے اوران کے معارف سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر زانیہ عورتوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کردی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔

(ج) فقلت لك الویلات یاارض جولرہ......لعنت بملعون فانت تدمر! ترجمہ: پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت ہو۔ تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔

(اعجاز احمدی ص۷۵،خزائن ج۱۹ص۱۸۸)

Marfat.com

سے لبریز ہو''۔

(حرف اقبال ص:۱۲۶)

حکومت بیشک قادیانیوں کو ان کی خدمت کا صلہ دے مگر مسلمانوں سے رواداری کی توقع نہ رکھے

''اگر کوئی گروہ جو اصل جماعت کے نقطہ نظر سے باغی ہے (جیسے قادیانی) حکومت کے لئے مفید ہیں تو حکومت اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے۔ دوسری جماعتوں کی اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ توقع رکھنی بے کار ہے کہ خود جماعت ایسی قوتوں کو نظر انداز کر دے جو اس کے اجتماعی وجود کے لئے خطرہ ہیں''۔

(حرف اقبال ص:۱۲۶)

اِسلام کے بنیادی اصول کے پیش نظر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ہونے کا مشورہ

''اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیائے اکرام علیہم السلام پر ایمان، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں۔ لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول

Marfat.com

کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو۔ تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں''۔

(حرف اقبال ص: ۱۳۶، ۱۳۷)

حکومت قادیانیوں کو اقلیت تسلیم کر لے

''میں نے (سابقہ بیان میں) اس امر کی وضاحت کر دی تھی کہ مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی ہی ایک ایسا طریقہ ہے جسے ہندوستان کی موجودہ حکمران قوم اختیار کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی پالیسی ممکن ہی نہیں۔ البتہ مجھے یہ احساس ضرور ہے کہ یہ پالیسی مذہبی جماعتوں کے فوائد کے خلاف ہے۔ اگرچہ اس سے بچنے کی راہ کوئی نہیں۔ جنہیں خطرہ محسوس ہو انہیں خود اپنی حفاظت کرنی پڑے گی۔ میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ [1] جماعت

---

[1] حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر تمام اسلامی فرقوں سیاسی اور تبلیغی جماعتوں نے متفقہ طور پر مرزائیوں کے اقلیت قرار دیئے جانے کا جو مطالبہ کیا تھا، انگریز حکومت کا اسے تسلیم نہ کرنا تو سمجھ میں آ سکتا ہے مگر حکومتِ پاکستان نے اس مطالبہ پر جو طریق کار اختیار کیا ہے ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

Marfat.com

تسلیم کرلے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق [1] ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی رواداری سے کام لے گا۔ جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملہ میں اختیار کرتا ہے"۔

(حرف اقبال ص: ۱۲۸، ۱۲۹)

مسلمان، قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبہ میں حق بجانب ہیں

"نئے دستور میں ایسی اقلیتوں کے تحفظ کا علیحدہ لحاظ رکھا گیا ہے، لیکن میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لئے کیوں انتظار کر رہی ہے؟"۔

(حرف اقبال ص: ۱۳۸)

---

[1] حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے ہمارا اور!!!......ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور!!......ان کا حج اور ہے ہمارا حج اور!!......غرض اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔

(خطبہ بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۲۱، اگست ۱۹۱۷ء)

Marfat.com

قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں

(......علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا خط پنڈت جواہر لال نہرو کے نام......)

لاہور......۲۱ جون ۱۹۳۶ء

میرے محترم پنڈت جواہر لال!!

آپ کے خط کا جو مجھے کل ملا بہت بہت، شکریہ۔ جب میں نے آپ کے مقالات کا جواب لکھا تب مجھے اس بات کا یقین تھا کہ احمدیوں کی سیاسی روش کا آپ کو کوئی اندازہ نہیں ہے۔ دراصل جس خیال نے خاص طور پر مجھے آپ کے مقالات کا جواب لکھنے پر آمادہ کیا وہ یہ تھا کہ دکھاؤں علی الخصوص آپ کو کہ مسلمانوں کی یہ وفاداری کیونکر پیدا ہوئی اور بالآخر کیونکر اس نے اپنے لئے احمدیت میں ایک الہامی بنیاد پائی۔ جب میرا مقالہ شائع ہو چکا تب بڑی حیرت واستعجاب کے ساتھ مجھے یہ معلوم ہوا کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی ان تاریخی اسباب کا کوئی تصور نہیں ہے جنہوں نے احمدیت کی تعلیمات کو ایک خاص قالب میں ڈھالا۔ مزید برآں پنجاب اور دوسری جگہوں میں آپ کے مقالات پڑھ کر آپ کے مسلمان عقیدت مند خاصے پریشان ہوئے۔ ان کو یہ خیال گزرا کہ احمدی تحریک سے آپ کو ہمدردی ہے اور یہ اس سبب سے ہوا کہ آپ کے مقالات نے احمدیوں میں مسرت وانبساط کی لہر سی دوڑا دی آپ کی نسبت اس غلطی کے پھیلانے کا ذمہ دار بڑی حد تک احمدی پریس تھا۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ میرا تاثر غلط ثابت ہوا۔ مجھ کو خود ''دینیات'' سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔ مگر احمدیوں سے خود انہی کے دائرہ فکر میں نپٹنے کی غرض سے مجھے بھی ''دینیات'' سے کسی قدر جی بہلانا پڑا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے یہ مقالہ اسلام اور ہندوستان کے ساتھ بہترین نیتوں اور نیک ترین ارادوں میں ڈوب کر لکھا۔ میں اس باب میں کوئی شک وشبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ احمدی اسلام اور ہندوستان (موجودہ ہندو پاک) دونوں کے غدار ہیں''۔

(بحوالہ کتاب کچھ پرانے خطوط حصہ اول ص: ۲۹۳، مرتبہ جواہر لال نہرو مطبوعہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی انڈیا، مترجمہ عبدالمجید الحریری ایم اے ایل ایل بی)

Marfat.com

''علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد کے ایمان سوز فتنوں کا رونا روتے ہوئے کہا تھا:

''عصر ما پیغمبرے ہم آفرید''

مطلب یہ کہ اور تو اور ہمارے زمانے نے بھی ایک جھوٹا پیغمبر پیدا کر ڈالا۔ ان کا اشارہ فتنہ مرزائیت کی طرف تھا۔ جو اِسلام کے خلاف برطانوی سامراج کی ایک پراسرار اور خطرناک سازش تھی۔ مرزا کے دعوئ نبوت نے برصغیر کے اسلامی معاشرے میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ کئی ظاہر بین مسلمان دانشور اور علماء اس کے دام تزویر میں پھنسنا شروع ہو گئے۔ جب اس کے خرافات کا پانی سر سے گزرنے لگا اور وحدت ملی پارہ پارہ ہوتی نظر آئی تو علماء کی درخواست پر حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ نے شمس الہدایت فی اثبات حیات مسیح لکھ کر اس کی گستاخ اور بے ادب زبان میں لگام ڈال دی۔''

(حضرت پیر سیّد نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

نام و نسب، ص ۲۸۷،۲۸۶)

Marfat.com

قادیانی پیشگوئیوں کا انجام

مرزائی ارادے اور خدائی ارادے

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۹۳۲ء **وفات:** ۱۸ مئی ۲۰۰۰ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ:

مرزا محمود احمد صاحب سابق خلیفہ ربوہ نے ۲۳ جولائی ۱۹۴۸ء کو پارک ہاؤس کوئٹہ میں خطبہ جمعہ کے دوران کہا تھا:

''مجھے ہزار ہا غیر احمدی ملے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ احمدی بولتے بہت زیادہ ہیں، اور یہ سچ ہے، جب کوئی احمدی بولنے لگ جاتا ہے تو پھر وہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لیتا، اور اگر موقع ملے تو مخاطب کو اتنا تنگ کرتا ہے کہ اسے جان چھڑانی مشکل ہو جاتی ہے۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ وہ بولتا ہی نہیں، اگر بولے تو پھر دوسرے کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے، ہماری مثال تو ایسی ہے کہ لوگ کہتے ہیں: ''مردہ بولے کفن پھاڑے''۔

(الفضل ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء)

مرزا محمود صاحب کی یہ مثال مجھے ان کے صاحبزادہ گرامی قدر جناب مرزا ناصر احمد خلیفہ ربوہ کے ایک خطبے سے یاد آئی۔ خلیفہ جی نے ۱۷ جنوری ۱۹۷۵ء کے خطبے میں اپنے مریدوں کو نئی ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا:

''اگلے چودہ سال کا زمانہ میرے نزدیک تربیت پر بہت زور دینے کا زمانہ ہے، جس میں ہزاروں ہزار احمدیوں کو تربیت یافتہ ہونا چاہیے، اور پھر اس کے بعد جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بتایا ہے غلبہ اسلام کی صدی کا ہم نے استقبال کرنا ہے''۔

''پس انصار اللہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور تربیت کا پروگرام بنائیں...... جب غلبہ اسلام کی اس عالمگیر اور ہمہ گیر جدوجہد میں وسعتیں پیدا ہوں اور

Marfat.com

اس وقت ہزاروں مربیوں کی ضرورت ہوتو ہزاروں لاکھوں مربی موجود ہوں تا کہ دنیا کو سنبھالا جا سکے“۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۱ فروری ۱۹۷۵ء)

غلبہ اسلام کا خواب اور اس کی اُلٹ تعبیر:

خلیفہ جی کے اس ”کفن پھاڑ پروگرام“ کو پڑھ کر ہمیں ان کے گزشتہ سال کے خطبے یاد آنے لگے، جن میں انہوں نے سات سال کے اندر اندر اپنی جماعت کو ”غلبہ اسلام“ کی تیاریاں مکمل کرنے کا حکم فرمایا تھا، اتنے کروڑ روپے جمع کر دو، اتنے لاکھ سائیکلیں خرید لو، اتنے ہزار گھوڑے مہیا رکھو، سو میل یومیہ سائیکل چلانے کی مشق کرو، غلیل بازی میں مشاق ہو جاؤ، اور مجھ سے ان احکام کی مصلحت نہ پوچھو۔ کیوں؟ کیونکہ:

> ”ہمیں یقین دلایا گیا ہے کہ اسلام کے غلبہ کا زمانہ آ گیا، ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ تمام بشارتیں جوامت مسلمہ کو یہ کہہ کر دی گئی تھیں کہ ایک جماعت پیدا ہوگی جس کے ذریعہ اسلام ساری دنیا میں غالب آئے گا ان کے پورے ہونے کا وقت آ گیا ہے...... اسلام کے عالمگیر غلبہ کی خوشیاں ہی ہمارے لئے حقیقی خوشیاں ہیں“۔

(خطبہ عید الفطر مندرجہ الفضل ۲۶ فروری ۱۹۷۴ء)

خلیفہ صاحب کی ان الہامی بشارتوں کے نشہ سے مخمور ہو کر الفضل نے ۹ مارچ ۱۹۷۴ء کو ”مخالفین حق کی روش اور ان کا انجام“ کے زیر عنوان ایک تیز و تند اداریہ سپرد قلم فرمایا جس میں اپنے مخالفین کی تباہی کی پیش گوئی کرتے ہوئے لکھا:

> ”خدا تعالیٰ نے حقیقی اسلام (مرزائیت) کو دنیا میں غالب کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے، وہ بہر صورت غالب آئے گا، کون ہے جو خدا تعالیٰ کے فیصلہ کو بدل سکے؟ اسلام کے غلبہ کا ایک لازمی نتیجہ یہ بھی ہے کہ جو قومیں اپنی کثرت اور طاقت و قوت کے گھمنڈ میں اسلام اور اس کے حقیقی علمبرداروں کے درپے آزار ہیں اور انہیں کالعدم کرنے کے منصوبے بنا

Marfat.com

رہی ہیں اگر وہ اپنی اس روش سے باز نہ آئیں تو پھر ان کا انجام سے دو چار ہونا یقینی ہے"۔

لیکن ہوا یہ کہ خلیفہ جی کا "غلبہ اسلام کا وقت آگیا" کا اعلان ابھی فضا میں گونج رہا تھا کہ خود خلیفہ جی کے شہر میں انہی کے مریدوں کے ہاتھوں ۲۹ فروری ۱۹۷۴ء کو ایک ایسا حادثہ رونما ہوا جو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے "مرزائی غیر مسلم اقلیت فیصلے" پر منتج ہوا، گویا سات سال میں مرزائیت کے غالب آنے کا جو خواب خلیفہ قادیانی نے دیکھا تھا سات مہینے کے اندر اندر اس کی الٹ تعبیر سب کے سامنے آگئی۔ اب خلیفہ جی نے تازہ دم ہو کر غلبہ اسلام کی صدی شروع کرنے کا نیا اعلان فرمایا ہے۔

صدی شروع ہونے میں (سال رواں چھوڑ کر) صرف پانچ سال باقی ہیں، ہمیں خطرہ ہے کہ گزشتہ اعلانات کے مطابق نئی صدی کا آغاز قادیانیت کے لئے پیام اجل ہی ثابت نہ ہو۔

بندوں کی مختلف شانیں:

دراصل اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے مختلف بندوں کے ساتھ مختلف ہوا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بعض بندے وہ ہیں جو کسی کشف الہام سے نہیں، بلکہ اپنے ذاتی خیال سے بھی کوئی بات کہہ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی بات پوری کر دیتا ہے۔ حدیث میں ارشاد ہے:

"رب اشعث مدفوع بالابوب لو اقسم علی اللہ لابرہ".

"بہت سے پراگندہ منہ، جنہیں دروازوں سے دھکے دیئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ اگر وہ قسم کھا کر کہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیں گے"۔

(صحیح مسلم شریف)

اور بعض بندوں سے معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے کہ وہ جب بھی کسی امر کا اظہار کرتے ہیں تو قضا و قدر کا فیصلہ اس کے خلاف ہوتا ہے، مسیلمہ کذاب جو "مسیح یمامہ" کے لقب سے مشہور تھا، اس کے بارے میں اس قسم کے بہت سے امور منقول ہیں کہ اس نے جو خوشخبری دی نتیجہ اس کے برعکس ہوا۔

Marfat.com

مسیح قادیاں سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ:

مرزا غلام احمد قادیانی کی تاریخ تجدید و مسیحیت پر قادیانی دوستوں کی دوسروں سے زیادہ نظر ہوگی۔ وہ اگر مرزا قادیانی کی تاریخ پر غور کریں گے تو انہیں نظر آئے گا کہ مرزا قادیانی کو اللہ تعالیٰ نے ایک نہ ختم ہونے والے ''ابتلا'' کے لئے پیدا کیا تھا، اور قریباً ایک صدی سے یہ ''ابتلائی شان'' اِس کا اور اِس کے متبعین کا طرۂ امتیاز ہے۔ مرزا قادیانی نے جو بات بھی بطور تحدی کے جزم و وثوق کے ساتھ شائع کی اس کا نتیجہ بطور ابتلاء برعکس ہی نکلا، جس کام کے کرنے یا ہونے کا اُس نے ارادہ کیا، قضا و قدر نے اس کی ضد کے سامان پیدا کر دیئے، اور جس چیز کو مرزا قادیانی نے چاہا اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف فیصلہ فرمایا۔

مرزا قادیانی کا دَورِ تجدید:

مرزا قادیانی نے اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ (حصہ اوّل) ۱۸۸۰ء میں شائع کی اور اس میں اپنے مامور من اللہ اور مجدد وقت ہونے کا اعلان فرمایا اور ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا، گویا اس وقفہ کو مرزا قادیانی کا تجدیدی دور کہا جا سکتا ہے اور اس کے بعد ۱۹۰۱ء تک ''مسیحی دور'' کہنا چاہیے اور ۱۹۰۱ء سے ان کا دور نبوت شروع ہوا جو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء پر ختم ہوا۔

براہین احمدیہ:

(۱) تجدیدی دور میں مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں حقانیت قرآن کریم پر تین سو دلائل پیش کرنے کا اعلان کیا لیکن تقدیر کا فیصلہ اس کے برعکس تھا۔
چنانچہ پہلی دلیل ابھی نامکمل تھی کہ براہین احمدیہ کی اشاعت خدا نے ملتوی کر دی۔

(۲) مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کی پچاس جلدیں لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا، مگر تقدیر آڑے آئی اور چار حصوں کے بعد ۲۳ برس تک پانچواں حصہ بھی ملتوی رہا، اور پھر پانچ کے ہندسے پر ایک نقطہ لگا کر پچاس کا عدد پورا کرنا پڑا، اور یہ حصہ بھی بعد از وفات منصۂ شہود پر آیا۔

Marfat.com

مصلح موعود:

مشیت الٰہی کا فیصلہ کس طرح مرزا قادیانی کی خواہش کے خلاف ہوتا رہا؟ اس کی ایک مثال مصلح موعود کی پیش گوئی ہے، جس میں ارادۂ خداوندی نے بار بار مرزا صاحب کے ارادوں کو شکست دی، مثلاً:

(۱) ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک لڑکے کے تولد کی خوشخبری سنائی، جس کی طویل و عریض صفات بیان کیں، بعد میں یہ "مصلح موعود" کی پیش گوئی کے نام سے مشہور ہوئی، بہت سے لوگوں نے "پسر موعود" ہونے کا دعویٰ کیا مگر نہ یہ صفات آج تک کسی میں پائی گئیں، نہ باتفاق اسے مصلح موعود تسلیم کیا گیا، نہ مرزا قادیانی خود ہی اس بارے میں کوئی واضح فیصلہ اپنی زندگی میں کر سکا، بلکہ ساری عمر شک وتذبذب میں مبتلا رہا۔

(۲) ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو اس کے لئے نو سال کی مدت تجویز فرمائی مگر نو سال کے اندر ایسا کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔

(۳) ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو کہا کہ "ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا"۔ مگر مدت حمل میں بھی لڑکا نہ ہوا۔

(۴) ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو ایک لڑکے کی ولادت ہوئی تو فوراً خوشخبری کا اشتہار دیا اور اس میں لکھا:

"اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا، آج...... وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔"

(مجموعہ اشتہارات ص: ۱۴۱ ج ۱)

تقدیر یہاں بھی تدبیر پر غالب آئی اور ۳ نومبر ۱۸۸۸ء کو "وہ لڑکا" داغِ مفارقت دے

Marfat.com

گیا۔

(۵) ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو میاں محمود احمد کی ولادت ہوئی تو مرزا قادیانی نے پھر اشتہار دیا کہ:

''آج......اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے، جس کا نام بالفعل محض تفاؤل[1] کے طور پر بشیر اور محمود رکھا گیا ہے، اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی، مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔''

(حاشیہ مجموعہ اشتہارات ص:۱۹۱ ج ا)

(۶) اس کے بعد ۱۹ برس تک مرزا قادیانی زندہ رہا، کامل انکشاف کے بعد پھر کوئی اطلاع نہ دی کہ مرزا میاں محمود ہی مصلح موعود ہے، تا آنکہ ۲۸ فروری ۱۹۴۴ء کو مرزا قادیانی کی وفات کے ۳۶ سال بعد مرزا محمود قادیانی نے بالہام الٰہی مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا، مگر خود اپنے والد کے ''صحابہ'' سے وہ اپنا یہ دعویٰ تسلیم نہ کرا سکے، بلکہ لاہوری جماعت نے ان پر ایسے سنگین اور گھناؤنے الزامات لگائے (اور اب تک لگائے جارہے ہیں) جن کی موجودگی میں مصلح موعود تو کجا! اُسے عام انسانوں کا درجہ دینا بھی وہ تسلیم نہیں کرتے۔

(۷) جنوری ۱۸۹۷ء میں مرزا قادیانی نے تحریر فرمایا کہ یہ مصلح موعود آسمانی منکوحہ سے پیدا ہوگا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ روحانی خزائن ص:۳۳۷ ج ۱۱) مگر تقدیر یہاں بھی مانع ہوئی، چنانچہ آسمانی منکوحہ مرزا صاحب کے نکاح ہی میں نہ آنے دی گئی، اس سے اولاد کیسے ہوتی؟

(۸) ۱۴ جون ۱۸۹۷ء کو صاحبزادہ مبارک احمد کی ولادت ہوئی تو مرزا قادیانی نے تریاق القلوب میں اس کو ''مصلح موعود'' والی پیش گوئی کا مصداق قرار دے کر گویا مرزا محمود کے ''مصلح موعود'' ہونے کی نفی کر دی، لیکن تقدیر

1۔ فال نکالنا (مرتب)

Marfat.com

یہاں بھی مسکرائی اور ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو یہ صاحبزادہ مبارک احمد بھی مرزا قادیانی کی کشت تمنا کو خزاں نصیب کر کے ملک بقا کو سدھارا۔

(۹) اکیس برس تک تقدیر مرزا قادیانی کو مصلح موعود کی پیش گوئی کے دریائے ناپیدا کنار میں ہچکولے دیتی رہی، لیکن مرزا قادیانی پھر بھی مایوس نہ ہوا، نہ معاملہ خداوندی سے عبرت پذیر ہوا، بلکہ مبارک احمد کی وفات پر ایک ''نئے یحیٰ'' کی خوشخبری کا اعلان کر دیا، مگر افسوس ہے کہ یحیٰ قادیانی کی تشریف آوری سے پہلے ہی مرزا قادیانی کا پیمانہ عمر لبریز ہو گیا اور مصلح موعود کی پیشگوئی دھری کی دھری رہ گئی۔

خواتین مبارکہ:

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مرزا قادیانی نے تحدی[1] آمیز خدائی اعلان کیا تھا کہ:

''خدائے کریم جل شانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو تو اس کے بعد پائے گا، تیری نسل بہت ہوگی''۔

اس اعلان کے بعد مرزا صاحب کو کوئی نئی ''خاتون مبارک'' تو نصیب نہ ہوئی، البتہ ایک ''خاتون مبارک'' کو طلاق ضرور ہوئی، شاید ''خدائی بشارت'' کی تعبیر یہی ہوگی کہ بعض صاحب اولاد خواتینِ مبارکہ تیرے حبالہ عقد سے آزاد ہو جائیں گی اور تیرا گھر اجڑ جائے گا، بیٹے عاق ہو جائیں گے، بہو کو طلاق ہو جائے گی، اور ایک نئی سنت مسیحی قائم ہو جائے گی۔

کنواری اور بیوہ:

۱۸۹۹ء میں مرزا صاحب نے خدائی اعلان جاری کیا کہ قریباً اٹھارہ سال قبل بکر وثیب[2] کا الہام ہوا تھا:

1۔ مقابلے کی دعوت دینا، للکارنا، چیلنج کرنا 2۔ کنواری اور غیر کنواری (مرتب)

Marfat.com

''خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا، ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا...... اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔''

(تریاق القلوب ۳۴ روحانی خزائن ص:۲۰۱ ج ۱۵)

مرزا قادیانی کو تادم واپسیں بیوہ کا انتظار رہا، نہ جانے خدا تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی کون سی غلطی دیکھ کر الہامی ارادہ تبدیل فرمالیا۔

نیک سیرت اہلیہ:

۸ جون ۱۸۸۶ء کو مرزا قادیانی نے مولوی نور دین کو لکھا کہ:

''شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقت، کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا، سو اس کا نام بشیر ہو گا، میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزندِ مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اسی بات پر ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک عدد نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جنابِ الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرۃ اہلیہ تمہیں عطاء ہوگی، وہ صاحب اولاد ہوگی۔''

(مکتوباتِ احمدیہ جلد ۵ ص:۲)

افسوس ہے کہ ''الہامات'' کے باوجود نہ کوئی پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ اُسے عطاء ہوئی، نہ الہامی فرزند متولد ہوا۔

تیسری شادی

تقدیر مبرم:

۲۰ جون ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب نے مولوی نور دین کو لکھا کہ:

Marfat.com

''اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو ان کی قوتِ ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتا دیتا ہے، اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کے لئے اشارۂ غیبی ہوا ہے، تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے، اور حکم الٰہی سے گریز کی جگہ نہیں، مگر بالطبع کارہ ہے، اور ہر چند اوّل اوّل چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے مگر متواتر الہامات اور کشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔''

(مکتوباتِ احمدیہ جلد۵ص:۲)

لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کے یہ متواتر الہامات بھی غلط نکلے، اور نکاح کا نہ ہونا ''تقدیر مبرم'' ثابت ہوا۔

محمدی بیگم:

''مرزا صاحباں'' کی طرح ''مرزا محمدی'' کا قصہ بھی شہرۂ آفاق ہے، مرزا قادیانی نے اپنے اعزہ میں ایک لڑکی (محمدی بیگم ؒ) کا رشتہ طلب کیا مگر منظور نہ ہوا، ترغیب و تہدید[1] سے کام لیا مگر غیر مفید ثابت ہوا، منت سماجت، خوشامد و سفارش کی ساری ترکیبیں غیر مؤثر ثابت ہوئیں۔ مرزا قادیانی نے اس موضوع پر اتنا لکھا کہ ایک دلچسپ الف لیلیٰ مرتب ہو سکتی ہے، یہاں اس کا آغاز و انجام ملاحظہ فرمایئے:

سلسلہ جنبانی:

مرزا قادیانی نے اس نکاح کی جانب اشارہ اگرچہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے تحدی آمیز اشتہار میں بھی کیا تھا مگر باقاعدہ سلسلہ جنبانی کے لئے ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء کو محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ کے نام خدائی حکم نامہ بھیجا کہ:

''ابھی مراقبہ سے فارغ ہی ہوا تھا تو کچھ غنودگی سی ہوئی اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمد بیگ کو مطلع کر دے کہ وہ بڑی لڑکی کا رشتہ منظور

1۔ سرزنش، دھمکی، ڈرانا دھمکانا (مرتب)

Marfat.com

کرے......اور میں نے اس کا حکم پہنچا دیا تا کہ اس کے رحم وکرم سے حصہ
پاؤ......اوراس کے علاوہ میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے۔"
(قادیانی مذہب طبع جدید فصل آٹھویں ص:۴۵۶)

اعلان فسخ:

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۱۹۰۷ء تک مرزا صاحب اس خواہش کی تکمیل کے منتظر رہے، لیکن خدا کو منظور نہ ہوا۔ آخر کار حقیقۃ الوحی میں مرزا صاحب نے فسخِ نکاح کا اعلان کر دیا۔
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۳۳ روحانی خزائن ص:۵۷۰ ج ۲۲)

صد شکر کہ آ پہنچا لب گور جنازہ لو بحرِ محبت کا کنارہ نظر آیا

آتھم کا غم:

۵ جون ۱۸۹۳ء کو مرزا قادیانی نے اپنے دجال (عبداللہ آتھم) کو پندرہ مہینے بسزائے موت ہاویہ میں گرانے کا آسمانی حربہ چلایا، ۵ جون تمبر ۱۸۹۴ء اس کی آخری میعاد تھی، مرزا قادیانی نے اپنے الاؤلشکر سمیت اس کی موت کے لئے ہزار ہا جتن کیے، ٹونے ٹوٹکے بھی کیے کرائے، دعائیں بھی کیں، مگر یہ حربہ بھی بتقدیر خداوندی ناکام رہا۔ مرزا قادیانی کی ناکامی دیکھ کر بعض مرزائی عیسائی بن گئے اور مرزا قادیانی کو کافی دقتیں اٹھانا پڑیں۔

الغرض جب سے مرزا قادیانی "مسیح موعود" بنا خدا تعالیٰ کی مشیت نے فیصلہ کر لیا کہ مرزا قادیانی جو کچھ کہیں واقعہ اس کے خلاف رونما ہوا کرے۔ خود غلبہ اسلام کی پیشگوئی جو مرزا قادیانی نے کہی تھی اس کا انجام ایک صدی بعد بھی یہی نکلا کہ مرزا قادیانی اوران کے متبعین کو خارج از اسلام قرار دے دیا گیا۔ قادیانی صاحبان اس فقیر کی پیش گوئی نوٹ کرلیں کہ مرزا قادیانی کی "غلبہ اسلام کی پیشگوئی" کبھی پوری نہیں ہوگی۔ اسلام انشاء اللہ تعالیٰ ضرور غالب آئے گا، مگر اصل مسیح علیہ السلام کے ذریعہ، کسی نقلی مسیح کے ذریعہ نہیں، قادیانی لیڈر جب بھی قادیانیت کے غلبہ کی بڑ ہانکتے سنائی دیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ تقدیر کا فیصلہ اس کے الٹ ہونے والا ہے۔
(ہفت روزہ "لولاک" لائل پور ۷ اپریل ۱۹۷۵ء)

Marfat.com

اشتعال انگیز تحریریں

شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۳۱ مئی ۱۹۴۵ء **وفات:** ۳۰ مارچ ۱۹۸۷ء

Marfat.com

مرزائی حضرات آئے دن یہ واویلا کرتے رہتے ہیں کہ مسلمان ان کے خلاف نفرت انگیز تقریریں کرتے ہیں اور اشتعال انگیز لٹریچر چھاپتے ہیں۔ اس سے وہ حکومت کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم بڑے صلح کن اور امن جو لوگ ہیں مسلمان بڑے فسادی اور شر انگیز۔ اس طرح بعض دفعہ گورنمنٹ ان کے بھرے[1] میں آکر مسلمان افراد کے خلاف ایسے اقدامات کر گزرتی ہے کہ اگر اسے حقائق کا علم ہو تو وہ کبھی ان کا ارتکاب نہ کرے۔ کیونکہ شر انگیزی ہمیشہ مرزائیوں کی طرف سے ہوتی ہے اور جب مسلمان علماء و مبلغین اور رسائل ان کا نوٹس لیتے ہیں تو وہ فوراً امن پسندی اور انصاف کے نام پر حکومت کو خفیہ اور ظاہری طریقوں سے متوجہ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح مسلمان حکومت کو مسلمانوں کے خلاف اکسا اور بھڑکا کر انہیں زک دینے کی کوشش کرتے ہیں جس سے عوام کے دلوں میں اپنی مسلم حکومت کے خلاف شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اور ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے جس سے حکام اور رعایا کے درمیان دوری ہوتی ہے اور نفرت جنم لیتی ہے، اس کی مثال یوں ہے کہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ آخری رسول ہیں اور خداوند کریم نے یہ شرف آپ ﷺ کو عطاء کیا ہے کہ نبوتیں اور رسالتیں آپ پر ختم ہوگئی ہیں اور اس طرح وہ کام جو پہلے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے، اب اسے رسول اللہ ﷺ کی مسند کے امین سرانجام دیا کریں گے۔ اب ایک آدمی اٹھتا ہے اور مسلمانوں کے اس متفقہ علیہ عقیدے کے برعکس نبی اکرم ﷺ کے اس شرف و فضیلت پر حملہ کرتے ہوئے اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے تو ظاہر ہے، اس سے مسلمانوں کے جذبات میں تموج[2] پیدا ہوگا اور انہیں صدمہ پہنچے گا کیونکہ اس سے ایک تو رسول اکرم ﷺ کی عظمت و

1۔ بھڑکانا   2۔ تلاطم (مرتب)

Marfat.com

فضیلت میں فرق آتا ہے اور دوسرے آپ ﷺ کی بات کی تکذیب ہوتی ہے کہ جب کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون.

(رواہ المسلم، حدیث نمبر 1167)

مجھے تمام انبیاء علیہم السلام پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔

۱۔ مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا ہے۔

۲۔ مجھے رعب ودبدبہ عطا کیا گیا ہے۔

۳۔ میرے لئے اموال غنیمت کو حلال ٹھہرایا گیا ہے۔

۴۔ روئے زمین کو میرے لئے پاک اور سجدہ گاہ بنایا گیا ہے کہ جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز ادا کر لی جائے۔

۵۔ مجھے پوری دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔

۶۔ نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا ہے۔

اب ظاہر ہے مسلمان اس شخص کے بارے میں کبھی اچھا نظریہ نہیں رکھ سکتے جو ان کے مطاع ومقتداء محمد اکرم ﷺ کی فضیلت کو کم کرنا چاہے، یا ان کے ارشاد کی تکذیب کرے اور پھر وہ ایسے لوگوں کو کیسے پسند کر سکتے ہیں یا ان کے بارے میں اچھی رائے رکھ سکتے ہیں جو ایسے آدمی کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کے بالکل برخلاف نبی اور رسول مانتے ہیں اور پھر اس پر بھی اکتفانہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف زبان لعن وطعن بھی استعمال کرتے ہوں۔ اس لئے ہم اپنی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان میں مسلمانوں کے مفادات کا لحاظ اور پاس رکھتے ہوئے ایسی تمام تحریرات کو ضبط کرے جن سے مسلمانوں کے عقائد پر زد پڑتی ہو اور ان کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہو اور جنھیں پڑھ کر ان کے قلوب واذہان جوش میں آجاتے ہوں، کیونکہ جب تک اشتعال انگیزی اور نفرت خیزی کے محرکات کا خاتمہ نہ کیا جائے گا، اس وقت تک اشتعال ونفرت ختم نہیں کی جا سکے گی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مر

Marfat.com

غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں، مسلمانوں کو کافر اور جہنمی کہیں، ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کریں، ان کے پیچھے نماز ادا کرنے سے روکیں، ان سے شادی بیاہ کی ممانعت کریں اور مسلمان پھر اسے مسلمان ہی سمجھیں؟

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب اعجاز احمدی میں لکھتا ہے:

له خسف القمر المنير وان لی
خسا القمر ان المشرقان اتنكر

''اس کے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) لئے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو ان کا انکار کرے گا''۔(۱)

اور مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا بشیر احمد تو یہاں تک گستاخی پر اتر آتا ہے کہ:

''اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزائے قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعود (مرزا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو (نعوذ باللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر بھی کافر نہیں، کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں بقول مسیح موعود ''آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے'' آپ کا انکار کفر نہ ہو۔''(۲)

اور ایک اور دریدہ دہن گستاخ یہاں تک کہہ دیتا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں!(۳)

۱۔ اعجاز احمدی، صفحہ ۷۱
۲۔ کلمتہ الفصل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز، صفحہ ۱۴۷ نمبر ۳ جلد ۱۴ مصنفہ مرزا البشیر احمد
۳۔ ''اخبار پیغام صلح'' ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء نظم ظہور الدین اکمل قادیانی

Marfat.com

ایک اور مرزائی شاہنواز لکھتا ہے:

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا''۔(۱)

اور پھر مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ مسلمانوں کے خلاف اس قدر تند، تیز اور تلخ جذبات رکھ ہے کہ اپنی کتاب ''انوار خلافت'' میں اس قسم کی شدید اشتعال انگیز تحریر درج کرنے سے نہیں چوکتا۔

''ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں۔''(۲)

(بحوالہ الاعتصام، ۲۴ مئی ۱۹۶۸

پچھلے شمارہ میں ہم نے اپنی گزارشات پیش کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا تھا کہ دنیا کی س سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان میں مسلمانوں کو مکمل مذہبی تحفظ حاصل ہونا چاہیے، تاکہ ک دریدہ دہن اسلامی شعائر، دینی مصطلحات اور مسلم اکابر پر زبان طعن دراز نہ کر سکے اور قلم گست حرکت میں نہ لا سکے اور ایسے تمام لٹریچر کو ضبط کیا جائے جس سے مسلمانوں کے جذبات مجرو ہوتے ہوں، کیونکہ اگر پاکستان ایسے قومی وملی وطن میں مسلمانوں کی نگہداشت نہ کی جا دوسرے ممالک میں دوسروں سے کیا توقع رکھی جاسکے گی؟

اس سلسلہ میں ہم نے چند ایسی تحریروں کی نشاندہی کی تھی جس سے مسلمانوں کے قلو واذہان پر انتہائی برا اثر قبول کرتے ہیں اور ان کے اندر ہیجان اور منافرت کے جذبات پیدا ہو ہیں، آج ہم اس قسم کی چند اور تحریریں پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے ارباب اختیار کو معلوم ہو کہ ا مخصوص گروہ جسے انگریزی حکومت نے اپنے مخصوص مقاصد کیلئے جنم دیا تھا، مسلمانوں کے متع کس قدر اشتعال انگیز اور منافرت خیز خیالات رکھتا ہے۔

۱۔ ریویو آف ریلیجنز، ۷ مئی ۱۹۲۹ء

۲۔ ''انوار خلافت'' صفحہ ۹۰

Marfat.com

مرزا غلام احمد قادیانی کا فرزند مرزا بشیر احمد مسلمانوں کے خلاف اپنے کینہ وعناد کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

چو دور خسروی آغاز کروند

مسلماں را مسلماں باز کروند

''اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارتے جاتے ہیں، اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چل سکتا کہ کون مراد ہے، مگر ان کے اسلام کا انکار اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے''۔ (۱)

اور یہی بشیر احمد اسلام اور مسلمانوں سے اپنے بغض باطنی کو یوں اگلتا ہے:

حضرت مسیح موعود (مرزائے قادیانی) کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں، اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ نے الہام کے ذریعے اطلاع دی کہ ''تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی، بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ، دوسرے یہ کہ حضرت (مرزا) صاحب نے عبد الحکیم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا، تیسرے یہ کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے، چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔ چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود کے منکروں کو راست باز قرار دیتا ہے، اس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے''۔ (۲)

۱۔ کلمۃ الفضل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز، صفحہ ۱۴۳، نمبر ۳ جلد ۱۴

۲۔ کلمۃ الفضل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، صفحہ ۱۲۵، نمبر ۳، جلد ۱۴

Marfat.com

ایک اور مرزائی مسلمانوں کے متعلق یوں گہر بار ہے:

''خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا قادیانی کو فرمایا کہ جس کو میرا محبوب بننا منظور اور مقصود ہو، اس کو تیری اتباع کرنی اور تجھ پر ایمان لانا لازمی شرط ہے، ورنہ وہ میرا محبوب نہیں بن سکتا۔ اگر تیرے منکر تیرے اس فرمان کو قبول نہ کریں، بلکہ شرارت اور تکذیب پر کمر بستہ ہوں تو ہم سزا دہی کی طرف متوجہ ہوں گے، ان کافروں کے واسطے ہمارے پاس جہنم موجود ہے جو قید خانہ کا کام دے گی۔ یہاں صرف حضرت احمد (قادیانی) کے منکر اور اطاعت و بیعت میں نہ آنے والے گروہ کو کافر قرار دیا ہے، اور جہنم ان کے لئے بطور قید خانہ قرار دیا ہے۔''(۱)

اور مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ مرزا محمود احمد مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے:

''حضرت مسیح موعود (مرزائے قادیانی) نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی (احمدی) کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں، میں کہتا ہوں، تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے، اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں''۔(۲)

ایک اور جگہ پھر اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ کہتا ہے:

''ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔''(۳)

۱۔ النبوۃ فی الالہام، صفحہ ۴۰، مولف قاضی محمد یوسف قادیانی

۲۔ انوار خلافت، صفحہ ۸۹

۳۔ انوار خلافت، صفحہ ۶۰

Marfat.com

اور پھر یہی محمود احمد اس حد تک دشنام طرازی پر اتر آیا ہے کہ:

''کسی احمدی (مرزائی) نے احمدیت (مرزائیت) کی حالت میں غیر احمدی سے احمدی لڑکی کا نکاح نہیں کیا، اس سے مراد وہی ہے جو حدیث میں آیا ہے۔

لا یزنی زان حین یزنی وھو مومن۔

نہیں زنا کرتا کوئی زانی درآں حالیکہ وہ مومن ہو۔

بعض احکام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو کرتے وقت انسان ایمان سے نکل جاتا ہے اور اسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی شخص احمدیت کو تسلیم کرتا ہو اور پھر غیر احمدی کو اپنی لڑکی دے دے۔'' (۱)

اور خود مرزا غلام کی مسلم دشمنی اور عداوت کا یہ عالم ہے کہ وہ کہتا ہے:

''یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے، اول تو یہ خدا کے حکم سے تھا، نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہے، جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔'' (۲)

اور پھر یہی مرزائے قادیانی انتہائی جسارت سے کام لے کر اپنے آپ کو (نعوذ باللہ) سرور عالم محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل و اعلیٰ کہنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا:

''ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچ ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا، اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کی انتہا نہ تھا بلکہ

۱۔ الفضل مورخہ ۲۶، ۲۹ جون ۱۹۲۲ء

۲۔ خطبہ الہامیہ، صفحہ ۱۷، مصنفہ غلام احمد قادیانی

Marfat.com

کمالات کے معراج کیلئے پہلا قدم تھا۔ پھر روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری تجلی فرمائی۔‘‘

(تشحیذ الاذہان، جلد ۶، نمبر ۸، صفحہ ۳۱۱)

دیکھئے کس قدر گستاخی اور بے باکی سے ایک ادنیٰ ترین شخص اپنے آپ کو اعلیٰ الخلائق سے افضل و برتر کہنے میں کوئی شرم و حیا محسوس نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے دل اس سے جس قدر بھی زخمی ہوں کم ہے، اس لئے ہم اپنی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس گروہ مسلم دشمن کو ہدایت کرے کہ وہ آئندہ اس قسم کی کتابوں اور تحریروں کی نشر و اشاعت سے باز رہے اور پہلے چھپی ہوئی تمام تحریروں کو تلف کرے جن سے آقائے مدنی علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم رضوان اللہ کے خلاف یا مسلمانوں کے مقدسات اور عقائد پر زد پڑتی ہو اور ان کے جذبات مجروح ہوتے ہوں۔ کیونکہ ایسا کرنا ملکی اور قومی مفادات میں شامل ہے۔

(بحوالہ ’’الاعتصام‘‘ ۳۱ مئی ۱۹۶۸)

’’الحاصل ان احادیث شریفہ سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ قرآن پاک میں ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شئی علیما‘‘ فرما کر جس منصب ختم نبوت کا ذکر کیا گیا ہے اس کا معنی و مفہوم اور تاویل و تفسیر یہی ہے کہ رحمت عالم ﷺ آخری نبی ہیں۔ سلسلہ نبوت انہی پر اختتام پذیر ہوگیا۔ قصر نبوت کی آخری اینٹ آپ ہیں اور لوحِ رسالت کا نقش آخری بھی آپ کی ذاتِ پاک ہے۔‘‘

(حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی
کوثر الخیرات، ص ۵۹)

Marfat.com

قادیانیت ایک نظر میں

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۹۵۲ء

Marfat.com

قادیانیوں کے کفریہ عقائد ونظریات کا مختصر تعارفی جائزہ:

قادیانیوں نے اپنے مذہبی عقائد کو چھپانے کے لئے مختلف اصطلاحات استعمال کرنے کا وتیرہ اپنایا ہوا ہے۔ وہ عام طور پر مسلمانوں کے سامنے قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود، امام مہدی، ظلی و بروزی نبی کے روپ میں پیش کرتے ہیں، جبکہ خود مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو اپنی کتابوں میں اس سے بھی بڑھ کر قرار دیا ہے۔ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں قادیانیوں کا سب سے اہم عقیدہ یہ لکھا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھتے ہیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق قادیانیوں کے اہم کفریہ عقائد درج ذیل ہیں۔ جو ان کی مستند کتابوں کے حوالے سے نقل کئے گئے ہیں، تاکہ عام مسلمان قادیانیوں کے کفریہ عقائد ونظریات سے آگاہی حاصل کرسکیں اور اس فتنے کو سمجھ سکیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قادیانی تصور:

قادیانی مذہب کے بانی مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) در حقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی خود اپنے بارے میں لکھتا ہے:

"محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم. (سورۃ الفتح، آیت نمبر ۲۹)

''اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی''۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴)

Marfat.com

جب یہ قادیانی عقیدہ ٹھہرا کہ مرزا قادیانی کا وجود بعینہٖ محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود ہے، تو یہ قادیانی عقیدہ بھی ضروری ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام کمالات و امتیازات بھی مرزا قادیانی کی طرف منتقل ہو گئے ہیں۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:

''جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی ﷺ مع نبوت محمد یہ ﷺ کے میرے آئینہ ظلّیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟''۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۰)

''خداتعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا وجود آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہے۔یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت ﷺ آپس میں کوئی دوئی یا مغایرت نہیں رکھتے، بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں، گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں''۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ شمارہ ۳۷ مؤرخہ ۱۵، ۱۶/ستمبر بحوالہ قادیانی مذہب ص: ۲۰۷ ایڈیشن نہم، لاہور)

گزشتہ مضمون مندرجہ الفضل میں لکھا:

''میں نے بفضل الٰہی اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) باعتبار نام، کام، آمد، مقام، مرتبے کے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہیں، یا یوں کہو کہ آنحضرت ﷺ جیسا کہ (دنیا کے) پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے تھے ایسا ہی اس وقت جمیع کمالات کے ساتھ مسیح موعود کی بروزی صورت میں مبعوث ہوئے ہیں''۔

(الفضل مؤرخہ ۲۸/اکتوبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص: ۲۰۹ ایڈیشن نہم، لاہور)

Marfat.com

مرزا غلام احمد قادیانی کو خاتم النّبیین سمجھنا:

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب قادیانی عقیدے کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قادیانی بعثت، جو مرزا قادیانی کی بروزی شکل میں ہوئی، بعینہٖ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہے تو مرزا قادیانی بروزی طور پر خاتم النّبیین بھی ہوا۔

ملاحظہ ہو:

''میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے''۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۰)

''مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے، کیوں کہ میرے بغیر سب تاریکی ہے''۔

(کشتی نوح ص:۵۶ طبع اول قادیان ۱۹۰۲ء)

مرزا قادیانی کو تمام رسولوں سے افضل سمجھنا:

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو تمام رسولوں علیہم السلام سے افضل سمجھتا تھا۔ وہ خود لکھتا ہے:

''آسمان سے کئی تخت اترے، مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا''۔

(مرزا کا الہام، مندرجہ تذکرہ طبع دوم ص:۳۴۶)

''کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء علیہم السلام میں پائے جاتے تھے، وہ سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور وہ سارے کمالات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظلی طور پر ہم کو (یعنی مرزا قادیانی) کو عطا کیے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف،

Marfat.com

سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ، وغیرہ ہے۔ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام ظل تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظل ہیں''۔

(ملفوظات جلد سوم ص: ۲۷۰، مطبوعہ ربوہ)

فخر اوّلین وآخرین:

روزنامہ الفضل قادیان نے اپنی ایک اشاعت میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:

''اے مسلمانو!! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو، تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ[1] جو مسیح موعود[2] میں ہو کر ملتا ہے اسی کے طفیل آج بر[3] وتقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان فلاح ونجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے، جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن کر آیا تھا''۔

(الفضل قادیان، مورخہ ۲۶/ستمبر ۱۹۱۷ء بحوالہ قادیانی مذہب ص: ۲۱۱، ۲۱۲ طبع نہم، لاہور)

خطبہ الہامیہ:

''اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خطبہ الہامیہ وہ خطبہ ہے جو خدا کی طرف سے ایک معجزے کے رنگ پر مسیح موعود کو عطا ہوا، جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے، پس اس کتاب کو عام کتابوں کی طرح نہ سمجھنا چاہیے، کیوں کہ اس کا ہر ایک فقرہ الہامی شان رکھتا ہے''۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۱ پر حضرت (مرزا قادیانی) تحریر فرماتے ہیں:

''جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تفریق کرتا ہے، اس نے مجھ کو نہیں

1۔ یعنی مسلمانوں کا اسلام جھوٹا ہے نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ 2۔ مرزا قادیانی
3۔ نیکی/بر عربی کا لفظ ہے۔

Marfat.com

دیکھا اور نہیں پہچانا ہے"۔

(خطبہ الہامیہ ص:۱۷۱)

ہلال اور بدر کی نسبت:

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قادیانی ظہور کی افضلیت کو اس عنوان سے بھی بیان کیا گیا کہ مکی بعثت کے زمانے میں اسلام ہلال کی مانند تھا، جس میں کوئی روشنی نہیں ہوتی، اور قادیانی بعثت کے زمانے میں اسلام بدر کامل کی طرح روشن اور منور ہو گیا"۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:

"اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانے میں بدر (چودھویں کا چاند) ہو جائے، خدا تعالیٰ کے حکم سے، پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے، جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو (یعنی چودھویں صدی)"۔

(خطبہ الہامیہ ص:۱۸۴)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اول میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا لیکن ان کی بعثت ثانی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک اور آیت اللہ سے استہزاء[1] ہے حالانکہ خطبہ الہامیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اوّل وثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے"۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مؤرخہ ۱۵/ جولائی ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۶۲)

بڑی فتح مبین:

قادیانی عقائد پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

1۔ مذاق اڑانا (مرتب)

Marfat.com

کہ اظہار افضلیت کے لئے ایک عنوان یہ اختیار کیا گیا کہ مرزا قادیانی کے زمانے کی فتح مبین، آنحضرت ﷺ کی فتح مبین سے بڑھ کر ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:

''اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی جو کہ پہلے غلبے سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے، اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا وقت ہو''۔

(خطبہ الہامیہ ص:۱۹۳،۱۹۴)

روحانی کمالات کی ابتداء اور انتہا:

''یہ بھی کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں (یعنی مکی بعثت میں) اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا، بلکہ اس کے کمالات کی معراج کے لئے پہلا قدم تھا، پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح تجلی فرمائی''۔

(خطبہ الہامیہ ص:۱۷۷)

ذہنی ارتقاء:

یہ بھی کہا گیا کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر تھا (نعوذ باللہ)،

چنانچہ ملاحظہ ہو:

''حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے''۔

(ریویو، مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۶۶ ایڈیشن نہم، لاہور)

Marfat.com

محمد عربی کا کلمہ پڑھنے والے کافر:

جب یہ قادیانی عقیدہ ٹھہرا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی شان میں محمد عربی ﷺ سے بڑھ کر ہے (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ، نقل کفر، کفر نہ باشد) تو یہ بھی ضروری ہوا محمد عربی رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے مسلمان نہ ہوں، گویا مرزا قادیانی کے بغیر یہ کلمہ طیبہ باطل ٹھہرا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی لکھتا ہے:

''اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ کا منکر بھی کافر نہیں، کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو، مگر دوسری بعثت میں، جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو''۔

(کلمۃ الفصل ص:۱۴۶، ۱۴۷
مندرجہ ریویو، مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے، مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے، مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے پر مسیح موعود[1] کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔

(کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

قادیانی جماعت کا سابقہ سربراہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود قادیانی اپنی مختلف کتابوں میں لکھتا ہے:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی

1۔ واضح رہے کہ ''موعود'' کا معنی ہے ''وہ جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔'' (مرتب)

Marfat.com

نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔

(آئینہ صداقت ص:۳۵)

وہ لکھتا ہے: "ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کامل ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے"۔

(انوار خلافت ص:۹۰)

قادیانی کلمہ:

ان عقائد کی روشنی میں قادیانیوں نے لازمی طور پر کلمہ طیبہ کے مفہوم میں بھی کوئی تبدیلی کی ہوگی۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مفہوم کی اس تبدیلی پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بھی ضروری ہوا کہ کلمے کے مفہوم میں مرزا قادیانی کو داخل کیا جائے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے آنے سے (کلمے کے مفہوم میں) ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی کی بعثت) سے پہلے تو "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کے بعد "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے مفہوم میں ایک اور سوال کی زیادتی ہوگئی۔ لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے (نعوذ باللہ) کلمہ باطل نہیں ہوتا، بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے (کیونکہ زیادہ شان والا نبی مرزا قادیانی اسکے مفہوم میں داخل ہو گیا۔ (نعوذ باللہ) ہاں مرزا کے بغیر یہ کلمہ مہمل، بےکار اور باطل رہا، اسی وجہ سے مرزا کے بغیر اس کلمے کو پڑھنے والے کافر، بلکہ پکے کافر ٹھہرے"۔ (ناقل)

وہ مزید لکھتا ہے:

"غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے، صرف فرق

Marfat.com

اتنا ہے کہ مسیح موعود کے لئے یہی کلمہ ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی آمد نے ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے''۔

(کلمۃ الفضل ص:۱۵۸ مؤلفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

گویا قادیانی مذہب میں کلمے کے الفاظ تو وہی باقی رکھے گئے ہیں، جو الفاظ مسلمانوں کے کلمے کے ہیں، مگر قادیانی عقیدے نے کلمے کا مفہوم تبدیل کرلیا، مسلمانوں کے کلمے میں ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' سے مراد محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور قادیانی کلمے میں ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' سے مراد بعثت ثانیہ کا بروزی مظہر مرزا قادیانی ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی لکھتا ہے:

''علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمے کی ضرورت پیش نہیں آتی، کیوں کہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔''

جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے: ''صَارَ وَجُوْدِیْ وَجُوْدَہٗ''

(میرا وجود بعینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود ہے) (ترجمہ از ناقل)

نیز یہ بھی کہا:

''جس نے میرے درمیان اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان تفریق کی، اس نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ دیکھا''۔ (ترجمہ از ناقل)

(کلمۃ الفضل ص:۱۵۸)

نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منسوخ ہونے کا قادیانی تصور:

مندرجہ بالا حوالوں پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف نبی اور رسول ہی نہیں سمجھتے، بلکہ وہ مرزا قادیانی کو ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کا ظہور اکمل سمجھ کر اس کا کلمہ پڑھتے ہیں، اور چونکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے ان کے نزدیک کافر

Marfat.com

ہیں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک محمد عربی ﷺ کا کلمہ منسوخ ہے۔ اگر بغور جائزہ لیا جائے تو بہائیوں کی طرح قادیانیوں کے نزدیک بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کا دور ختم ہو چکا ہے اور اب وہ عملاً منسوخ ہو چکی ہے، کیونکہ قادیانی عقیدے کے مطابق اب صرف مرزا قادیانی کی پیروی ہی مدار نجات ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''ان کو کہہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا کہ خدا بھی تم سے محبت کرے''۔

(مرزا قادیانی کا الہام مندرجہ حقیقۃ الوحی ص:۸۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۵۲ء)

جب مرزا قادیانی کی نبوت، تعلیم، وحی اور تجدید شدہ شریعت کی پیروی تمام انسانوں کیلئے مدار نجات ٹھہری تو اسکے صاف معنی یہ ہیں کہ اب محمد عربی ﷺ کی شریعت و تعلیم اور آپ ﷺ کی وحی مدار نجات نہیں، گویا مرزا صاحب کے آنے سے یہ سب کچھ معطل اور منسوخ ہو گیا۔

قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے بغیر دین اسلام مردہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو (جیسا کہ دین اسلام (ناقل) وہ مردہ ہے، یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا، اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرتے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں، آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیے''۔

(ملفوظات مرزا جلد ۱۰، ص: ۱۲۷ مطبوعہ ربوہ)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یہ ہے قادیانی مذہب کی حقیقت کہ اگر مرزا قادیانی کو نبی مانو تو ٹھیک، ورنہ مذہب اسلام کو مردہ، لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت کی گالی دی جائے، اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت و نبوت سے بھی انکار کر دیا جائے۔ (اللہ تعالیٰ کسی کو عقل و ایمان سے محروم نہ فرمائے) آمین!!

(روزنامہ جنگ، ۹ ستمبر ۲۰۰۴)

Marfat.com

''قادیانیت کے مکمل خاتمہ کے لئے تمام مکاتب فکر کے علماء کا اتحاد ناگزیر ہے۔ قادیانی گروہ پاکستان کے خلاف مسلسل تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ اس جماعت کے افراد مسلح افواج، نوکرشاہی اور صنعتی اداروں میں کلیدی عہدوں پر فائز ہیں جو طاغوتی طاقتوں کے سیاسی اور معاشی مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں۔ قادیانی آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ مرزائی چاہتے تھے کہ کوئی طاقت ان کو مسلمانوں کے نام پر اقتدار پر بٹھا دے، حکومت پاکستان ایرانی بہائیوں کی طرح پاکستان میں مرزائیوں کو خلاف قانون قرار دے۔ جن سیاسی جماعتوں میں قادیانی موجود ہیں، ان سے اتحاد کرنے سے ملک میں اسلامی انقلاب نہیں آسکتا''۔

قاضی حسین احمد (امیر جماعت اسلامی)

Marfat.com

قرآن اور ختم نبوت

سفیر ختم نبوت، فاتح ربوہ، مناظر اسلام

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ختم نبوت دین کا وہ بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے جس پر پورے دین کی حفاظت اور بقاء کا انحصار ہے۔ اگر عقیدہ ختم نبوت محفوظ ہے تو دین محفوظ ہے اگر یہ عقیدہ ٹوٹ جائے اور حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبی تسلیم کرلیا جائے تو وہ دین کے کسی ایک جزو کو منسوخ کردے۔ جیسے مرزا قادیانی نے جہاد کو منسوخ کر دیا یا پورے دین کو منسوخ کر کے نیا دین پیش کردے جیسے ''بہاء اللہ ایرانی'' جس نے پورا دین اسلام منسوخ کر کے اپنے متبعین کو نیا دین ''دین بہاء'' دیا ہے تو اس نبی کے متبعین کو یہ ماننا پڑتا ہے۔ اگر پورے دین کو جسم سے تشبیہ دی جائے تو ختم بنوت کا عقیدہ اس کے بقاء اور تحفظ کے لئے روح کا درجہ رکھتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے اسی عقیدہ کی تشریح وتوضیح ایک سو سے زائد آیات میں مختلف طرق واسالیب سے کی ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ختم نبوۃ کامل'' کے پہلے حصہ میں ایک صد آیات اس عقیدہ کی وضاحت میں پیش کی ہیں۔ اس مختصر مضمون میں ان تمام آیات کا احاطہ کرنا میرے لئے ناممکن ہے۔ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے احباب سے التماس ہے کہ وہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

دعائے خلیل علیہ السلام ونوید مسیح علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور انکے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام جب خانہ کعبہ (خدا کے گھر) کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اس گھر کی آبادی کے لئے اللہ تعالیٰ سے ایک عظیم الشان رسول کی درخواست کی، جو اس گھر کے آباد کرنے والا ہو، اللہ نے درخواست قبول فرمائی۔ اس دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ شامل تھے۔ اس لئے اس رسول عظیم کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں مقرر فرمایا اور چونکہ

Marfat.com

انہوں نے ایک ہی رسول کا سوال کیا تھا اس لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کوئی نبی و رسول نہ ہوا۔ جس قدر نبی اور رسول اللہ تعالیٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھیجنے تھے وہ تمام حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے مبعوث فرمائے۔ کیونکہ حضرت اسحاق علیہ السلام اس دعا میں شریک نہ تھے اور جب اس سلسلہ کے آخری پیغمبر علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ان کے لئے ایسے رسول کا انتخاب کیا جن کا نہ باپ تھا اور نہ ہی کوئی بیٹا۔ یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اگر ان کا بیٹا ہوتا تو ان کی اولاد کے متعلق رسول بننے کا سوال پیدا ہو سکتا تھا اور جب بنی اسرائیل سلسلہ کے آخری رسول سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو ان کی زبان پاک سے حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا ان الفاظ میں اعلان کرا دیا۔

﴿مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد﴾

(الصف:٦)

کہ میں اس رسول عظیم کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا وعدہ کتب سابقہ میں ہوتا رہا کہ وہ تیرے بعد تشریف لانے والے ہیں اور ان کا نام نامی اسم گرامی ''احمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔

چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں آیتوں کی روشنی میں یوں ارشاد فرمایا کہ:

(انا دعوة ابراهیم و بشارة عیسیٰ)

(الحدیث)

(کنز العمال، جلد نمبر ١١، صفحہ ٣٨٤، حدیث نمبر ٣١٨٣٤، مطبوعہ بیروت)

کہ میرے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جس عظیم رسول کی دعا فرمائی اور جس آخری رسول کی میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی، وہ میں ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں آیت:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝﴾

(احزاب:٤٠)

نازل فرما کر سلسلہ نبوت و رسالت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم فرما دیا۔

Marfat.com

آپ ﷺ سے اس ارشاد ربانی کی وضاحت میں دوصد سے زیادہ احادیث مروی ہیں۔ جن میں آپ ﷺ نے بڑی وضاحت وصراحت کے ساتھ سلسلہ ختم نبوت ورسالت کے خاتمہ اور اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ ترمذی شریف کی روایت میں بڑی صراحت سے ارشاد فرمایا کہ:

(ان الرسالة والنبوة قد انقطعت رسول بعدی ولا نبی بعدی)

(ترمذی، صفحہ ۵۱، جلد دوم)

ایک حدیث میں ایک مکان کی تشبیہ دے کر فرمایا کہ قصر نبوت مکمل ہوگیا اس میں صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔

(تلك البنة)

(بخاری شریف، صفحہ ۵۰۱، جلد ۱)

کہ اب قصر نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں قصر نبوت اب مکمل ہو چکا ہے۔ ہاں میرے بعد میری امت میں سے کئی کذاب، دجال پیدا ہوں گے۔ جو میرے بعد نبوت کا دعویٰ کریں گے۔

لیکن یاد رکھنا کہ: انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی ہمہ گیری اور وسعت سے ختم نبوت کا ثبوت:

آپ ﷺ سے قبل جس قدر انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے وہ صرف اپنی ایک ایک قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔

مثالیں: ﴿وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا﴾

﴿واذقالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ﴾

(الصف:٦)

Marfat.com

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے یہ اسلوب بدل دیا اور بڑی وضاحت کے ساتھ حکم فرمایا:

﴿قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا﴾

(الاعراف:۱۵)

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا﴾

(سبا:۲۸)

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾

(الانبیاء:۱۰۷)

یہ شان کسی اور پیغمبر کی نہیں ہے۔ جس طرح خود اللہ تعالیٰ اِلٰهِ النَّاسِ، مَلِكِ النَّاسِ، رَبِّ النَّاسِ۔

اسی طرح حضور اکرم تاجدار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ''رسول للناس'' ہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ تو ''کافة'' کی تاکید بھی شامل فرمادی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کا اِلٰہ، مالك، رب ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ بھی تمام لوگوں کے لئے رسول ہیں۔ اب جو بھی اپنے آپ کو الناس میں شامل سمجھتا ہے اس کے لئے تو آپ ﷺ ہی نبی اور رسول ہیں اور قیامت تک آنے والے الناس (لوگوں) کے لئے آپ ﷺ ہی کی رسالت پر ایمان لانا معتبر ہے۔ ہاں جو الناس میں شامل نہ ہو تو بقول امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

''جو بندے کا تخم ہے اس کے لئے میرے آقا حضور ﷺ نبی ہیں۔ ہاں جو بندے کا تخم نہ ہو وہ کسی اور کو نبی بنالے اس کی مرضی۔''

تکمیل دین اور ختم نبوت:

آپ ﷺ کی ختم نبوت ایک اور انداز سے بھی واضح فرمادی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

Marfat.com

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾

(المائدۃ:۳)

انسانیت کی تکمیل کے ساتھ ساتھ شریعت کی تکمیل ہوتی رہی۔ یہ آنے والے رسول اور نبی کے ذریعے زمانہ اور حالات کے مطابق سابقہ شریعت میں ترمیم و تنسیخ کا سلسلہ جاری تھا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ کے رخصت ہونے سے چند ماہ قبل حجۃ الوداع کے موقع پر ایک عظیم اور تاریخی اجتماع میں یہ اعلان کرا دیا کہ اب دین و شریعت مکمل ہو چکے ہیں۔ اب اس میں کسی قسم کی، ترمیم و تنسیخ کی گنجائش اور ضرورت باقی نہیں رہی۔ یہ تکمیل دین کا اعلان ہی ختم نبوت کا اعلان ہے۔ دین میں ترمیم و تنسیخ تو انبیاء کے ذریعہ سے ہی ہوتی تھی۔ اب جب دین مکمل ہو گیا تو قیامت تک اس میں کسی قسم کی ترمیم کی ضرورت نہ رہی تو نبی کے آنے کا مقصد ہی پورا ہو گیا۔

قرآن کریم کی حفاظت اور ختم نبوت:

دین کی تکمیل کی بشارت کی ساتھ ساتھ دین کی اساس و بنیاد قرآن کریم جو نبی نوع انسان کے لئے آخری پیغام ہدایت ہے اس کی حفاظت کے لئے۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾

(الحجر:۹)

کا اعلان فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حفاظت کی گارنٹی دے دی۔ پہلی شریعتوں میں ترمیم و تنسیخ کا سلسلہ بھی جاری تھا اور انسانی تحریف و تغیر کا سلسلہ بھی چل رہا تھا، انبیاء و رسل کے ذریعے شریعت میں ترمیم و تنسیخ اور اصلاح کا کام لیا جاتا۔ جب اللہ تعالیٰ کو آنحضور ﷺ پر سلسلہ نبوت و رسالت کو ختم کرنا تھا تو حفاظت کا ذمہ خود لے لیا کہ قیامت تک اس آخری کتاب ہدایت میں نہ تو ترمیم و تنسیخ ہوگی اور نہ ہی اس میں انسانی تصرف سے کسی قسم کی تغیر و تحریف ہو سکے گی، ورنہ پہلی کتب سماوی بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے نازل ہوئیں تھی ان میں سے کسی کی حفاظت کا ذمہ خود خدا تعالیٰ نے نہیں لیا کیونکہ نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری تھا۔ اس لئے ضرورت نہ تھی۔

Marfat.com

امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیت، دعوت و تبلیغ:

انبیاء علیہم السلام کا سب سے اہم فریضہ دعوت و تبلیغ تھا۔ جب آنحضرت ﷺ پر سلسلہ نبوت و رسالت ختم فرمایا تو آپ ﷺ کا یہ فرض آپ ﷺ کی امت کا خاصہ قرار پایا۔ ارشاد ربانی ہوا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ، تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾

(آل عمران: ۱۱۰)

اگر سلسلہ نبوت جاری رہتا تو یہ دعوت الی اللہ کا عمل جو انبیاء علیہم السلام کا خاصہ تھا اس امت کے ذمہ نہ لگایا جاتا۔ بلکہ یہ فرض حضور اکرم ﷺ کے بعد آنے والے انبیاء علیہم السلام ہی سرانجام دیتے رہتے۔

حضور اکرم ﷺ کی امت دعوت و امت اجابت:

حضور اکرم ﷺ کی دو امتیں ہیں۔

(۱) ایک امت اجابت:

جس نے آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہی اور آپ ﷺ پر ایمان لائی۔ قرآن کریم میں امت اجابت کو جہاں کہیں بھی خطاب کیا گیا یا انہیں کوئی حکم دیا گیا تو

﴿یا ایھا الذین امنوا﴾ کے ساتھ جیسے:

﴿یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام﴾

﴿یا ایھا الذین امنوا اتقو اللہ﴾

﴿یا ایھا الذین امنوا قوانفسکم الخ...... غیر ذالک﴾

Marfat.com

(۲) دوسری امت دعوت:

جسے آپ ﷺ نے ایمان واسلام کی دعوت دی۔ امت دعوت کو:

یاایُّھا لنَّاسُ ...... کا خطاب فرما کر آئندہ نبوت ورسالت کا ذکر فرمایا ہو۔ قادیانی حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت ورسالت جاری ہونے کا جن آیات سے استدلال کرتے ہیں وہ محض ان کا دجل وفریب اور دھوکہ ہے۔ وہ تمام آیات وہ ہیں جن میں پہلی امتوں سے رسولوں کے آنے کے دعوے کئے گئے ہیں۔ جیسے:

﴿**یابَنِی اٰدَمَ اِمَّا یَأتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِنْکُم**﴾

وغیرہ اس آیت کے سیاق وسباق کا مطالعہ فرمائیں تو واضح ہو جائے گا کہ یہ خطاب حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی امت اجابت یا امت دعوت کا نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے تذکرہ میں آئی ہے کہ ان دونوں کو زمین پر اتار دیا گیا۔ تو ان سے ہونے والی اولاد کو یا بنی آدم کے صیغہ سے خطاب کر کے احکام دیئے گئے۔ ہم بلاخوف تردید قادیانی امت کو چیلنج دیتے ہیں کہ پورے قرآن مجید میں ایک آیت ایسی دکھا دیں جس میں آپ ﷺ کی امت اجابت کو

یاایھا الّذین اٰمنو

سے خطاب کر کے یا آپ ﷺ کی امت دعوت کو

یا ایھا النَّاس

سے خطاب فرما کر آئندہ انبیاء یا رسل کے آنے کا ذکر ہو ہم ہر آیت پر مبلغ دس ہزار روپیہ انعام پیش کریں گے۔

ختم نبوت پر قرآن کی ایک دلیل:

مضمون ختم کرنے سے قبل راقم قارئین کرام کی توجہ (ختم نبوت پر سو قرآنی آیات میں سے سب سے پہلی آیت جو پہلے پارے کے پہلے صفحہ پر ہے) مبذول کرانا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی بھٹکی ہوئی روح کو اس سے ہدایت ہو جائے۔ راقم اکثر اس آیت کا درس دیتا رہتا ہے اور یہ

Marfat.com

درس سنکر کئی جھوٹی نبوت کے گرفتار راہ ہدایت پا چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم کی ابتداء میں کامیاب اور فلاح پانے والے مومنین کی چند شرائط کا ذکر فرمایا ہے۔ان شرائط میں ایک شرط یہ بیان فرمائی۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾

(البقرۃ:۴)

کہ ہدایت یافتہ اور کامیاب ہونے والے وہ مومن ہیں جو دو وحیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ایک وہ وحی جو آپ ﷺ کی طرف نازل کی گئی، دوسری وہ وحی جو آپ ﷺ سے پہلے نازل کی گئی۔ان مومنین کے لئے دو سندیں عطا فرمائیں۔ایک

﴿اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾

(البقرۃ:۵)

کہ یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور دوسری

﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ کہ یہی کامیاب ہیں۔

اس آیت سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ہدایت اور کامیابی دو وحیوں پر ایمان لانے میں منحصر ہے۔اگر حضور اکرم ﷺ پر نبوت ختم نہ ہوتی اور آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہوتا جس پر وحی نازل ہوتی اور اس وحی پر ایمان لانا ضروری ہوتا تو

من قبلك ...... کے ساتھ...... **من بعدك**...... بھی ذکر ہوتا۔

کہ جو وحی آپ ﷺ کے بعد نازل ہوگی۔اس پر بھی ایمان لانا نجات کے لئے ضروری ہے۔آپ ﷺ سے پہلے جو وحی نازل ہو چکی ہے وہ آج اپنی اصل شکل میں موجود ہے اور وہ قرآن کریم کے نازل ہونے کے بعد منسوخ بھی ہو چکی ہے۔

مِنْ قبلك

اس کے باوجود اس کا ذکر قرآن مجید میں اکتیس (۳۱) دفعہ آیا ہے۔تعجب ہے کہ جس وجہ سے امت محمدیہ ﷺ کو سابقہ پڑتا تھا اور انہیں اس کی ضرورت ہے اس کا پورے قرآن میں ایک مرتبہ بھی ذکر نہیں آیا۔

مِنْ قَبْلِكَ ...... تو اکتیس (۳۱) دفعہ ہے اور...... **مِنْ بَعْدِكَ**

Marfat.com

ایک مرتبہ بھی نہیں آیا۔ حالانکہ مرزا قادیانی دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر جو وحی نبوت نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن مجید کی مانند ہے اور اللہ تعالیٰ نے میری وحی کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند مدار نجات ٹھہرایا۔

(اربعین نمبر ۴، صفحہ ۷ حاشیہ رخ صفحہ ۴۳۵ جلد ۱۷)

اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مرزا قادیانی نبی ہوتا اور اس کی وحی پر ایمان لانا بھی پہلی دونوں وحیوں کی طرح ضروری ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ:

مِنْ قَبْلِكَ...... کے ساتھ یا تو...... مِنْ بَعْدِكَ

ذکر فرماتے کہ اے پیغمبر جو وحی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نازل ہوگی (جیسا کہ مرزا قادیانی کہتا ہے) اس پر بھی جو ایمان لائیں گے وہ ہدایت یافتہ اور کامیاب ہوں گے یا پھر دو وحیوں کے ذکر کے بعد اگر مرزا قادیانی کی وحی پر ایمان لانا ضروری تھا۔ تو

﴿اولٰئِكَ علی هُدًی من ربهم واولٰئِكَ هُمُ المفلِحُوْن﴾

کی دو سندیں عطانہ فرماتا۔ اب قرآن کریم تو صاف صاف فرماتا ہے کہ دو وحیوں پر ایمان لانے والے ہدایت یافتہ ہیں اور کامیاب ہیں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ باوجود ان دو وحیوں پر ایمان لانے کے کوئی مسلمان اس وقت تک نجات نہیں پا سکتا جب تک میری بیعت نہ کرے اور میری وحی پر ایمان نہ لائے۔ اب فیصلہ قارئین کرام پر ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے پاس کلام کو سچا سمجھا جائے یا مرزا قادیانی کو؟

فقط الراقم:

منظور احمد چنیوٹی

حال وارد مکہ مکرمہ

۹ بجے شب، مسجد الحرام، امام میزاب رحمت

مورخہ ۲۳ ذوالحجہ ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۸۴ء

Marfat.com

مرزائیت کی اِسلام دُشمنی

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی عفی عنہ

Marfat.com

ہم نے اپنی قرارداد میں کہا ہے کہ

جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھیں نیز یہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا، اور اس کا واحد مشن مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ان کے پیروکار، چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے۔ مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

آئندہ صفحات میں اس کی تشریح پیش کی جاری ہے............

Marfat.com

سیاسی پس منظر

۳۰ جون کو قومی اسمبلی میں پیش کی گئی ہماری قرارداد میں مرزا غلام احمد کے جہاد کو ختم کرنے کی کوششوں کا بھی ذکر ہے اور یہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا تھا اور یہ کہ مرزائی خواہ انہیں کوئی بھی نام دیا جائے، اسلام کے فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

ہم ان حسب ذیل چار باتوں کا جائزہ مرزائی تحریرات اور ان کی سرگرمیوں اور عزائم کی روشنی میں لیتے ہیں:

(الف): مرزائیت سامراجی اور استعماری مقاصد اور ارادوں کی پیداوار ہے۔

(ب): ان مقاصد کے حصول کے لئے جہاد کو نہ صرف ہندوستان[1] بلکہ پورے عالمِ اسلام میں قطعی حرام ناجائز اور منسوخ کروانا۔

(ج): ملت مسلمہ کے شیرازۂ اتحاد اور وحدتِ ملت کو منتشر اور تباہ کرنا۔

(د): پورے عالم اسلام اور پاکستان میں تخریبی اور جاسوسی سرگرمیاں۔

یورپی استعمار اور مرزائیت:

پہلی بات کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار یورپی استعمار[2] کے آلہ کار ہیں۔ ایک ایسی حقیقت کھلی ہے جس کا نہ صرف مرزا قادیانی کو اعتراف ہے بلکہ وہ فخر و مباہات کے ساتھ بانگِ دہل ان باتوں کا اپنی ہر تحریر اور تصنیف میں اعلان کرتا پھرتا ہے۔ وہ بلا جھجک اپنے کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا اور خاندانی وفادار اور سلطنتِ انگلشیہ کو آقائے ولی نعمت اور رحمتِ خداوندی اور انگریزوں کی اطاعت کو مقدس دینی فریضہ قرار دیتا ہے۔ ادھر انگریزی حکام اور سامراج

1۔تب پاکستان آزاد نہیں ہوا تھا۔ 2۔استعمار سے مراد ہے نوآبادی قائم کرنا، کسی آزاد ملک کو غلام بنالینا (مرتب)

Marfat.com

بھی دِل کھول کر ان کی وفا شعاریوں کو سراہتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یورپ اور برطانیہ مرزا کو اپنے استعماری اور اِسلام دُشمن مقاصد کیلئے کن طریقوں سے استعمال کرتے رہے۔

اٹھارہویں صدی کا نصفِ آخر اور یورپی استعمار:

اٹھارہویں صدی عیسوی کے نصفِ آخر ہی میں یورپی سامراج[1] دُنیا کے بیشتر حصوں پر اپنے نو آبادیاتی عزائم کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ ان سامراجی طاقتوں میں برطانیہ پیش پیش تھا۔ اطالوی، فرانسیسی اور پرتگالی براعظم افریقہ کو اطلوی سومالی لینڈ، فرانسیسی سومالی لینڈ، پرتگالی مشرقی افریقہ اور برطانوی مشرقی افریقہ میں منقسم کرنے کے بعد مشرق وسطیٰ کے بعض علاقوں میں سامراجی ریشہ دوانیوں میں مصروف تھے۔ اٹلی نے اریٹیریا، فرانس نے جزیرہ مڈگاسکر اور برطانیہ نے رہوڈیشیا اور یوگنڈا کو نو آبادیوں میں تقسیم کر دیا۔ نام نہاد خود مختار علاقوں میں یونین آف ساؤتھ افریقہ کے علاوہ مصر، حبشہ اور لائیٹریا کا شمار ہوتا تھا۔ یورپی سامراج نے اس زمانے میں ہندوستان، برما اور لنکا کو زیرنگین لانے کیلئے کشمکش کا آغاز کر دیا تھا اور بحرِ ہند کو اپنی استعماری سرگرمیوں کی آماجگاہ بنالیا۔ مشرقی ساحل پر ملائی ریاستوں میں سنگاپور ایک اہم بحری اڈہ تھا جس کو بنیاد بنا کر بحرِ ہند، بحرالکاہل، ڈچ ایسٹ انڈیز اور جنوبی آسٹریلیشیا کو جدا جدا کیا جا سکتا تھا۔ استعماری طاقتوں کو اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل میں اس وقت زیادہ آسانی ہوگئی جب ۱۷۶۹ء میں نہر سویز کی تعمیر کا مرحلہ اختتام پذیر ہوا، اس کی وجہ سے راسِ اُمید کا لمبا چکر لگانے کی بجائے بحیرۂ قلزم اور بحیرۂ احمر کا آسان راستہ اختیار کیا جانے لگا ۱۸۷۸ء تک برطانیہ جبرالٹر اور مالٹا کو زیرِ اثر لاکر قبرص پر تسلط جما چکا تھا، عدن ۱۸۳۹ء میں محکوم بنایا جا چکا تھا اب پورے جنوب مغربی ایشیاء پر قبضہ کرنا باقی تھا۔

انگریز اور برصغیر:

انگریز نے جب برصغیر اور عالم اسلام میں اپنا پنجۂ استبداد جمانا شروع کیا تو اس کی راہ میں دو باتیں رکاوٹ بننے لگیں۔ ایک تو مسلمانوں کی نظریاتی وحدت، دینی معتقدات سے غیر متزلزل وابستگی اور اور مسلمانوں کا وہ تصورِ اخوت جس نے مغرب و مشرق کو جسدِ واحد بنا کے رکھ دیا

1۔ سامراج بھی استعمار کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

تھا۔ دوسری بات مسلمانوں کا لافانی جذبۂ جہاد جو بالخصوص عیسائی یورپ کیلئے صلیبی جنگوں کے بعد وبالِ جان بنا ہوا تھا۔ اور آج ان کے سامراجی منصوبوں کیلئے قدم قدم پر سدِ راہ ثابت ہو رہا تھا۔ اور یہی جذبۂ جہاد تھا جو مسلمانوں کی ملی بقاء اور سلامتی کیلئے گویا حصار اور قلعہ کا کام دے رہا تھا۔ انگریزی سامراج ان چیزوں سے بے خبر نہ تھی اس لیے اپنی معروف ابلیسی سیاست ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' (Divide and Rule) سے عالمِ اسلام کی جغرافیائی اور نظریاتی وحدت کو ٹکڑے کرنا چاہا۔ دوسری طرف عالمِ اسلام بالخصوص برصغیر میں نہایت عیاری سے مناظروں اور مباحثوں کا بازار گرم کر کے مسلمانوں میں فکری انتشار اور تذبذب پیدا کرنا چاہا۔ اور اس کے ساتھ ہی انگریزوں پر سلطان ٹیپو شہید رحمۃ اللہ علیہ، سیّد احمد شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد جماعتِ مجاہدین کی مجاہدانہ سرگرمیاں اور علماء حق کا ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر جہاد کا فتویٰ دینا اور بالآخر ۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی میں نہ صرف ہندوستان بلکہ باہر عالم اِسلام میں مغربی استعمار کے خلاف مجاہدانہ تحریکات سے یہ حقیقت اور بھی عیاں ہو کر سامنے آ گئی کہ جب تک مسلمانوں کے اندر جذبۂ جہاد قائم ہے، سامراج کبھی بھی اور کہیں بھی اپنا قدم مضبوطی سے نہیں جما سکے گا، مسلمانوں کی یہ چیز نہ صرف ہندوستان [1] بلکہ پوری دُنیا میں یورپ کیلئے وبالِ جان بنی ہوئی تھی۔

مرزا قادیانی کے نشوونما کا دَور اور عالم اسلام کی حالت:

انیسویں صدی کا نصف آخر جو مرزا قادیانی کے نشوونما کا دور ہے اکثر ممالک اسلامیہ جہاد اسلامی اور جذبہ آزادی کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ برصغیر کے حالات تو مختصراً معلوم ہو چکے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہی زمانہ ہے جب برصغیر کے باہر پڑوسی ممالک افغانستان میں ۷۹، ۱۸۷۸ء میں برطانوی افواج کو افغانوں کے جذبہ جہاد و سرفروشی سے دوچار ہونا پڑتا ہے جو بالآخر انگریزوں کی شکست اور پسپائی پر ختم ہو جاتا ہے۔

ترکی میں ۱۸۷۶ء سے لے کر ۱۸۷۸ء تک انگریزوں کی خفیہ سازشوں اور در پردہ معاہدوں کو دیکھ کر جذبہ جہاد بھڑکتا ہے، طرابلس الغرب میں شیخ سنوسی الجزائر میں امیر القادر (۱۸۸۰ء) اور روس کے علاقہ داغستان میں شیخ محمد شامل (۱۸۷۰ء) بڑی پامردی اور جانفشانی سے فرانسیسی اور روسی استعمار کو للکارتے ہیں۔ ۱۸۸۱ء میں مصر میں مصری مسلمان سر بکف ہو کر

1۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب پاکستان آزاد نہیں ہوا تھا۔ (مرتب)

Marfat.com

انگریزوں کی مزاحمت کرتے ہیں۔

سوڈان میں انگریز قوم قدم جمانا چاہتی ہے تو ۱۸۸۱ء میں مہدی سوڈانی اوران کے درویش جہاد کا پھریرا بلند کر کے بالآخر انگریز جنرل گارڈن اوراس کی فوج کا خاتمہ کرتے ہیں۔

اسی زمانہ میں خلیج عرب، بحرین، عدن وغیرہ میں برطانوی فوجیں مسلمانوں کے جہاد اور استخلاص وطن کے لئے جان فروشی اور جان نثاری کے جذبہ سے دوچار تھیں۔

مسلمانوں کی ان کامیابیوں کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے ایک انگریز مصنف لکھتا ہے کہ

''مسلمانوں میں دینی سرگرمی بھی کام کرتی تھی کہتے تھے کہ فتح پائی تو غازی مرد کہلائے، حکومت حاصل کی، مرگئے تو شہید ہوگئے۔اس لئے مرنا یا مار ڈالنا بہتر ہے اور پیٹھ دکھانا بیکار''۔

(تاریخ برطانوی ہند ۳۰۲_مطبوعہ ۱۹۳۵ء)

ایک حواری نبی کی ضرورت:

ایک برطانوی دستاویز''دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا'' میں ہے اور بیرونی تمام شواہد بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ:

''۱۸۶۹ء میں انگلینڈ سے برطانوی مدبروں اور مسیحی رہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے برصغیر آیا کہ مسلمانون کو رام کرنے کی ترکیب اور برطانوی سلطنت سے وفاداری کے راستے نکالنے پر غور کیا جائے۔اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں دو(۲) رپورٹیں پیش کیں جن میں کہا گیا تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اپاسٹالک پرافٹ (Apostolic Prophet) (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے لیکن مسلمانوں میں ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے۔یہ مسئلہ حل ہو جائے تو

Marfat.com

پھر ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بطریق احسن پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ اب کہ ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی انتشار کو ہوا دینے کے لئے اس قسم کے عمل کی ضرورت ہے"۔

(بحوالہ عجمی اسرائیل، صفحہ:۱۹)

سامراجی ضرورتیں...... مرزا قادیانی اوراس کا خاندان:

یہ ماحول تھا اور سامراجی ضرورتیں جس کی تکمیل مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت اور تنسیخ جہاد کے اعلان نے کی اور بقول علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ یہ حالات تھے کہ

"قادیانی تحریک فرنگی انتداب کے حق میں الہامی سند بن کر سامنے آئی"۔

(حرف اقبال، صفحہ ۱۴۵)

انگریز کو مرزا غلام احمد سے بڑھ کر کوئی اور موزوں شخص ان کے مقاصد کے لئے مل بھی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی حمایت اور مسلم دشمنی اس کو خاندانی ورثہ میں ملی تھی۔

مرزا کا والد غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں داخل ہوا، اور سکھوں کے لئے قابل قدر خدمات انجام دیں، پہلے سکھوں سے مل کر مسلمانوں سے لڑا، جس کے صلہ میں رنجیت سنگھ نے ان کو کچھ جائیداد واگزار کردی۔

مرزا قادیانی کی سیرت میں ہے کہ ۱۸۴۲ء میں اس کا والد ایک پیادہ فوج کا کمیدان[1] بنا کر پشاور روانہ کیا گیا اور ہزارہ کے مفسدے (یعنی سید احمد شہید اور مجاہدین کے جہاد) میں اس نے کارہائے نمایاں انجام دیئے (آگے ہے) کہ یہ تو تھا سرکار کا نمک حلال ۱۸۴۸ء کی بغاوت میں ان کے ساتھ اس کے بھائی غلام محی الدین (مرزا غلام احمد کے چچا) نے بھی اچھی خدمات انجام دیں ان لوگوں نے سکھوں کے باغیوں سے مقابلہ کیا ان کو شکست فاش دی۔

(سیرتِ مسیح موعود، صفحہ ۳، ۴ مرتبہ مرزا البشیر الدین محمود، مطبوعہ اللہ بخش سٹیم پریس قادیان)

1۔ کپتان کا نائب یعنی نائب کپتان (مرتب)

Marfat.com

۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضٰی نے انگریز کا حق نمک یوں ادا کیا کہ خود مرزا غلام احمد کو اعتراف ہے کہ

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔میرا والد غلام مرتضٰی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربارِ گورنری میں کرسی ملی تھی۔اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہے۔اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکارِ انگریزی کو امداد دی تھی۔یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکارِ انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔''

(اشتہار واجب الاظہار منسلک کتاب البریہ، صفحہ ۳ از مرزا غلام احمد)

اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے والد اور بھائی غلام قادر کو انگریزی حکام نے اپنی خوشنودی کے اظہار اور اس کی خدمات کے اعتراف کے طور پر جو خطوط لکھے ان خطوط کا تذکرہ بھی محولہ بالا کتاب میں مرزا غلام احمد نے کیا ہے کہ مسٹر ولسن نے اس کے والد مرزا غلام مرتضٰی کو لکھا ہے کہ:

میں خوب جانتا ہوں بلاشبہ آپ اور آپ کے خاندان سرکار انگریزی کا جاں نثار وفادار اور ثابت قدم خدمت گار رہا ہے۔

(خط ۱۱رجون ۱۹۴۹ء لاہور مراسلہ، صفحہ:۳۵۳ حوالہ بالا صفحہ:۴)

مسٹر رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور بنام مرزا غلام مرتضٰی اپنے خطوط مورخہ ۲۰ر ستمبر ۱۸۸۵ء میں ۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی میں انگریز کے لئے ان کی خدمات کے اعتراف اور اس کے بدلے خلعت اور خوشنودی سے نوازنے کی اطلاع دیتے ہیں۔

یہ خاندانی اطاعت جس شخص کی گھٹی میں شامل تھی اس نے اپنی وفا شعاریوں کا یوں اعتراف کیا ہے۔ستارۂ قیصرہ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلادِ اسلام میں ایسے مضمون شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم

Marfat.com

مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دِل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینے میں بھی بخوشی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلادِ شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھا نہیں سکا۔

(ستارۂ قیصر، صفحہ: ۳،۴ مرزا غلام احمد قادیانی)

یہی نہیں بلکہ پورے برٹش انڈیا میں اتنی ''بے نظیر'' خدمت کرنے والے شخص نے بقولِ خود انگریزی اطاعت کے بارے میں اتنا کچھ لکھا کہ پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔

(تریاق القلوب، صفحہ: ۱۵، مطبوعہ ۱۹۰۴ء)

مرزا قادیانی سرکار برطانیہ کے متعلق لیفٹننٹ گورنر پنجاب کو ایک چٹھی میں اپنے خاندان کو پچاس برس سے وفادار جان نثار اور اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھتا ہے اور اپنی ان وفاداریوں اور اخلاص کا واسطہ دے کر اپنے اور اپنی جماعت کے لئے خاص نظرِ عنایت کی التجا کرتا ہے۔

(تبلیغ رسالت جلد: ۷، مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی، صفحہ: ۱۹۰)

Marfat.com

قادیانیت عدلیہ کی نظر میں

﴿فتنہ قادیانیت کے بارے میں عدلیہ کے ایمان افروز مشاہدات و تاثرات اور انکشافات﴾

جسٹس ملک غلام علی صاحب (وفاقی شرعی عدالت پاکستان):

''قادیانیت ایک بارودی سرنگ ہے جسے اسلام دشمن طاقتوں نے بڑی ہنرمندی کے ساتھ اس کی دیواروں کے نیچے بچھا رکھا ہے''۔

جسٹس محمد رفیق تارڑ صاحب:

''مرزا قادیانی کے جو پیروکار اپنے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کا لفظ استعمال کرتے ہیں وہ حضرت نبی آخر الزمان ﷺ کی بے ادبی کے مرتکب ہوتے ہیں''۔

جسٹس امیر الملک مینگل (بلوچستان ہائیکورٹ):

''میں نے تمام بحث اور دلائل سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ دفعہ ۲۹۸۔بی تعزیرات پاکستان اور دفعہ ۲۹۸۔سی تعزیرات پاکستان، دو آزاد دفعات ہیں، جو الگ الگ جرائم کا تعین کرتی ہیں۔ دفعہ ۲۹۸۔بی کا ابتدا یہ منشا تھا کہ مقدس ہستیوں، ناموں، القابات اور مقامات وغیرہ کو بے جا استعمال ہونے سے محفوظ رکھا جائے لیکن دفعہ ۲۹۸۔سی کسی قادیانی کو اس کے طریقہ کار اور عام طرز کے لئے اس صورت میں سزا ہی کا مستوجب قرار دیتی ہے، جب وہ بلا واسطہ یا بالواسطہ اپنے آپ کو مسلم ظاہر کرتا ہے یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتا یا اس کا حوالہ دیتا ہے یا اپنے عقیدہ کی تبلیغ یا نشر واشاعت کرتا ہے یا کسی نظر آنے والی قائم مقامی کے ذریعے یا کسی بھی اور طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکاتا ہو۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دفعہ ۲۹۸۔سی تعزیرات پاکستان کے الفاظ میں، مجلس قانون ساز کا منشا دریافت کرنے کے لئے، کوئی الہام موجود نہیں ہے''۔

جسٹس خلیل الرحمان رمدے:

''قادیانی ایک منصوبے کے تحت مسلمانوں کے جذبات مشتعل کر کے قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے کے مطابق بار بار جرم کرنے والے فرد کی ضمانت منظور نہیں کی جا سکتی''۔

Marfat.com

ختم نبوت کے دو مفہوم
اور
تکمیل رسالت کے عملی تقاضے

ڈاکٹر اسرار احمد

Marfat.com

''ختم نبوت کے دو مفہوم اور تکمیلِ رسالت کے عملی تقاضے'' کے موضوع پر امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا زیر نظر خطاب ۲۳/ جون ۲۰۰۲ء کو لاہور کے الحمرا ہال نمبر ا میں ہوا، سامعین کی کثرت تعداد کے باعث یہ وسیع و عریض شاندار ہال اپنی تمامتر وسعت کے باوجود تنگ دامانی پر شکوہ سنج نظر آتا تھا۔ امیر تنظیم کا یہ مفصل خطاب قریباً دو گھنٹوں پر محیط تھا۔''

Marfat.com

خطبہ مسنونہ، قرآنی آیات کی تلاوت اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا:

معزز حاضرین اور محترم خواتین!! آپ کے علم میں ہے کہ آج ہماری گفتگو کا عنوان اور موضوع نہایت اہم بھی ہے اور کسی قدر طوالت طلب بھی۔ آج کی اس نشست کے لئے جو ہینڈ بل شائع ہوا ہے اس میں میں نے ذیلی عنوانات بھی معین کر دیئے ہیں تاکہ آپ کے سامنے بھی یہ رہے کہ آج کن کن موضوعات پر کن کن عنوانات کے تحت گفتگو ہونی ہے۔ وہ ذیلی عنوانات مندرجہ ذیل ہیں۔

① ختم نبوت کے دو مفہوم۔

② ختم نبوت کے قانونی تقاضے۔

③ ختم نبوت کے دو مظاہر۔

④ ختم نبوت کے خلاف غلام احمد قادیانی کی دلیل اور اس کی تردید۔

⑤ تکمیل رسالت کے دو مظاہر۔

⑥ معراجِ انسانیت کا مظہر اتم۔

⑦ تکمیل رسالت کا منطقی نتیجہ......اور امت کی ذمہ داری۔

⑧ پس چہ باید کرد؟ (یعنی ہمیں کیا کرنا چاہیے؟)۔

تکمیل رسالت کا منطقی تقاضا، جو ابھی تشنہ تکمیل ہے، اور اس ضمن میں امت کی ذمہ داری.........اور اس اعتبار سے پاکستان اس وقت فیصلہ کن دوراہے پر۔ اور آخری عنوان ہوگا ''پس چہ باید کرد؟'' یعنی ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ عنوانات سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ بات کافی طوالت طلب ہے۔

میں نے ان موضوعات پر علیحدہ گفتگوئیں مختلف مواقع پر کئی بار کی ہیں، اپنے خطابات جمعہ اور خطاباتِ عام میں بھی ان موضوعات پر اظہارِ خیال کیا ہے، لیکن ایک Compact انداز میں اس پورے موضوع کو سمو لینے کی آج جو ہمت اور کوشش کر رہا ہوں اس کے لئے اللہ تعالیٰ پر

Marfat.com

بھروسہ کر رہا ہوں کہ وہ ہمت اور توفیق دے کہ میں ان تمام موضوعات کو آج ایک حیاتیاتی وحدت (Organic Whole) میں سمو کر آپ کے سامنے پیش کر سکوں، اور یہ اسی طریقے سے ممکن ہوگا کہ نہ تو بہت زیادہ تفاصیل میں جایا جائے اور نہ ہی خطابت کا انداز اختیار کیا جائے بلکہ سائنٹفک انداز میں جیسے یہ عنوانات مرتب ہو گئے ہیں اسی انداز میں ان کی وضاحت کی جائے۔

① ختم نبوت کے دو مفہوم:

اب آیئے سب سے پہلی بات کی طرف۔ ختم نبوت کے یہ دو مفہوم کیا ہیں، اس کو آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ ہماری زبان اردو میں بھی ختم کے دو مفہوم ہیں۔ مثلاً ''پیسے ختم ہو گئے'' یعنی پہلے پیسے تھے، اب نہیں رہے۔ کسی شے کا پہلے وجود تھا، اب نہیں ہے۔ یا پنجابی میں کوئی کہے ''دانے مک گئے''، یعنی پہلے گندم یا کوئی اور جنس تھی، اب نہیں ہے۔

یہ ختم نبوت کا ایک مفہوم ہے کہ وہ نبوت جو حضرت آدم علیہ السلام سے چلی آ رہی تھی (اس لئے کہ پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے) وہ ختم ہو گئی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں۔ لیکن ختم کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے۔

آپ کو معلوم ہے سکول کا طالب علم کہتا ہے: ''میں نے اپنا ہوم ورک ختم کر لیا''۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اپنا کام مکمل کر لیا، پورا کر لیا۔ ختم کا دوسرا مفہوم ہے جس کی رو سے نبوت اور رسالت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کامل ہوئی۔

ذرا نوٹ کیجئے، پہلا مفہوم اپنی جگہ پر ایک واقعہ ہے، حقیقت ہے، لیکن اس میں فضیلت کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ ایک زنجیر چلی آ رہی تھی، آتے آتے ختم ہو گئی، تو اس کی آخری کڑی میں فضیلت کا کیا مفہوم ہوا؟۔

اس اعتبار سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا کوئی پہلو سامنے نہیں آتا۔ بلکہ آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ نبوت رحمت ہے، نبوت تو نوع انسانی کی ہدایت کا ایک سلسلہ تھا۔ چنانچہ جہاں سے وہ شروع ہوئی اس کی فضیلت زیادہ ہونی چاہیے بہ نسبت اس کے کہ جہاں آ کر وہ ختم ہو گئی۔

Marfat.com

میری بات کو دوبارہ نوٹ کیجئے کہ اپنی جگہ پر یہ واقعہ ہے، لیکن اس اعتبار سے حضور اکرم ﷺ کی عظمت کا کوئی انکشاف نہیں ہوتا۔ حضور اکرم ﷺ کی عظمت اور فضیلت کا پہلو تو اس اعتبار سے ہے کہ نبوت آپ ﷺ پر کامل ہوگئی، رسالت بھی آپ ﷺ پر تکمیل ہوگئی۔

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں قرآن مجید اور حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ کے ضمن میں

خاص طور پر تکمیل، اکمال، اتمام اور تتمیم جیسے الفاظ بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔

"الیوم اکملت لکم دینکم".

"آج کے دن ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا"۔

"واتممت علیکم نعمتی".

"اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام فرمادیا"۔

"ورضیت لکم الاسلام دینا".

"اور اب (قیامت تک کے لئے) اسلام کو تمہارے لئے بطور دین پسند کر لیا"۔

اسی طرح آپ کو معلوم ہے کہ قرآن حکیم میں دو مرتبہ یہ الفاظ آئے ہیں:

"واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون".

(الصّف:۸)

"اللہ تعالیٰ اپنے نور کا اتمام فرما کر رہے گا چاہے یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو"۔

"ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکفرون".

(التوبۃ:۳۲)

"اللہ تعالیٰ کو ہرگز یہ منظور نہیں مگر یہ کہ وہ اپنے نور کا اتمام فرما کر رہے گا، چاہے یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو"۔

اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے:

Marfat.com

"انما بعثت لا تمم مکارم الاخلاق".

"مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں اخلاق کے جو بلند مقامات ہیں ان کا اِتمام کردوں"۔

تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ اکمال، تکمیل، اتمام اور تتمیم، یہ الفاظ کثرت کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت اور آپ ﷺ کی بعثت کے ضمن میں آرہے ہیں۔

آنحضور ﷺ کی اصل فضیلت اسی اعتبار سے ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کی عظمت کا انکشاف اس پہلو سے ہوتا ہے۔ یوں سمجھئے کہ ایسا نہیں ہے کہ ایک فصیل جس کی اونچائی برابر تھی چلی آرہی تھی اور ایک جگہ آکر ختم ہوگئی۔

یہ ختم نبوت کا پہلا مفہوم ہے۔ دوسرا معاملہ یہ ہے کہ ایک چیز تدریجاً ترقی کرتے کرتے اپنے نقطۂ عروج کو پہنچی اور ختم ہوگئی۔ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ختم نبوت کا جو پہلا مفہوم ہے اس کی قانونی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ کذاب، دجال، جھوٹا اور کافر ہے، اور جس کسی نے بھی اس کی تصدیق کی، اس کو مان لیا وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد شمار ہوگا۔ یہ اس کی قانونی اہمیت ہے۔ کوئی شخص مسلمان رہا یا نہیں رہا، یہ تو بڑا اہم مسئلہ ہے جس کی حیثیت قانونی ہے۔

اگر کسی نے حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کی نبوت کا اقرار کرلیا یا خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ مرتد ہے، واجب القتل ہے، اس کی بیوی کا اس سے نکاح ختم ہوگیا۔

یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت کے اس مفہوم پر علماء کرام نے بڑی تفصیل سے گفتگوئیں اور تقاریر کیں، خطبات دیئے، اور تصانیف تحریر کیں۔ اس موضوع پر مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میرے نزدیک حرف آخر ہے، جس پر کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا۔

ختم نبوت کا دوسرا مفہوم کہ حضور اکرم ﷺ پر نبوت اور رسالت کی تکمیل ہوئی ہے، چونکہ اس کی کوئی قانونی اہمیت نہیں تھی لہٰذا اس پر کماحقہ توجہ نہیں ہوئی۔

اس پہلو کو نمایاں کرنا درحقیقت میری آج کی گفتگو کا اصل موضوع ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ علماء کرام کی تقاریر میں ختم نبوت پر گفتگو ہوتی ہے تو قرآن مجید کی یہی ایک آیت پیش کی جاتی

Marfat.com

ہے:

"ما کان محمدابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین".

(الاحزاب: ۴۰)

"(اے مسلمانو!! حضرت) محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور نبیوں علیہم السلام کی مہر ہیں"۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اگر حضور اکرم ﷺ نے منہ بولا بیٹا بنالیا تھا تو واضح کیا جا رہا ہے کہ منہ بولا بیٹا کوئی حقیقت نہیں رکھتا، ورنہ آپ ﷺ کسی مرد کے والد ہیں۔

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں بیٹے دیئے بھی لیکن وہ جلد ہی فوت ہو گئے۔ آپ ﷺ کی عمر کے آخری دور میں بھی ام المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، وہ بھی بچپن ہی میں فوت ہو گئے...... لیکن آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور نبیوں علیہم السلام کی مہر ہیں۔ یعنی مہر لگ گئی اور یہ راستہ بند ہو گیا۔ یہاں سے اب کسی اور نبوت کے اجراء کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

غور کیجئے کہ یہ آیت کس سیاق وسباق میں آئی ہے۔ عرب میں ہمیشہ سے ایک رواج چلا آ رہا تھا اور یہ ان کی تہذیب وثقافت کا جزوِ لازم تھا کہ کسی کا اگر منہ بولا بیٹا ہے اور اس کا انتقال ہو گیا یا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو منہ بولے بیٹے کی بیوہ یا مطلقہ بیوی سے وہ شخص کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔ وہ گویا حرامِ مطلق ہے۔

شریعت میں یہ حکم نہیں ہے۔ شریعت میں صلبی بیٹے کی بیوی حرامِ مطلق ہے۔ وہ بیوہ ہو جائے یا مطلقہ ہو جائے تو باپ اس سے شادی نہیں کر سکتا۔ وہ محرماتِ ابدیہ میں سے ہے، لیکن منہ بولے بیٹے کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔

اس رسم کو توڑنے کے لئے اگر خود حضور اکرم ﷺ اس پر عمل نہ کرتے تو کسی طرح بھی یہ صورت ختم نہیں ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ آسمان پر نکاح کر دیا۔

Marfat.com

زمین پر یہ نکاح بعد میں ہوا ہے، اور اب یہاں فرمایا کہ اب اگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ یہ کام نہ کرتے (یعنی اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح) تو ان کے بعد تو کوئی نبی آنے والا ہے نہیں، لہٰذا اس غلط رسم کی اصلاح کی کوئی شکل نہ ہوتی۔

چنانچہ ختم نبوت کا جو قانونی مفہوم ہے اس کے اعتبار سے یہ متعلقہ آیت ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن میں نے جو دوسری آیات تلاوت کی ہیں، وہ ختم نبوت کے دوسرے مفہوم کے اعتبار سے اہم ہیں۔

یعنی آپ ﷺ کی فضیلت اور آپ ﷺ کی عظمت والا مفہوم کہ آپ ﷺ پر رسالت اور نبوت کی تکمیل ہوئی ہے۔ ان آیات پر گفتگو بعد میں ہوگی۔ پہلے میں چاہتا ہوں کہ ختم نبوت کے جو دو مفاہیم میں نے بیان کئے ہیں، ان کے اعتبار سے ہم بعض احادیث نبویہ کا مطالعہ کرلیں۔

① جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

(انہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی"۔

"میری اُمت میں تیس افراد ایسے اٹھیں گے جو کذاب (انتہائی جھوٹے) ہوں گے، ان میں سے ہر شخص اپنے بارے میں یہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔

اس حدیث میں قانونی مفہوم کو بہت ہی عمدگی کے ساتھ واضح کردیا گیا کہ اگرچہ دجال اٹھیں گے، نبوت کے جھوٹے مدعی پیدا ہوں گے، لیکن میں آخری نبی ہوں۔

حضور اکرم ﷺ کے اپنے زمانے میں مدعیان نبوت اٹھ گئے تھے، پھر اس دور میں تو ان کی رفتار بڑی تیز ہوگئی ہے، آخری زمانہ آرہا ہے، تیس کی تعداد اب پوری ہونی ہے۔

بہاء اللہ ایران میں اٹھا، غلام احمد قادیانی ہندوستان میں اٹھا، ابھی آپ کے ہاں ایک یوسف کذاب تھا جس کو ایک شخص نے ساہیوال جیل میں گولی ماردی ہے، ورنہ وہ بھی کہتا تھا کہ میں محمد ﷺ ہوں، معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ........ پچھلے دنوں خبر آئی تھی کہ ملتان

Marfat.com

میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ وہ گرفتار کیا گیا ہے اور اس پر مقدمہ چل رہا ہے۔

یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا کہ میری امت میں تیس افراد ایسے ہوں گے کہ جو نبوت کا دعویٰ کریں گے مگر وہ جھوٹے ہوں گے، حقیقت یہ ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

② بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا تقوم الساعته حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انه رسول اللّٰه"۔

(متفق علیہ)

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب ایسے افراد نہ اٹھا دیئے جائیں جو دجال ہوں گے، کذاب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے"۔

③ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی اس مفہوم کی حدیث مبارکہ سنن ابی داؤد میں بایں الفاظ آئی ہے:

"لا تقوم الساعته حتی یخرج ثلاثون دجالون، کلھم یزعم انه رسول اللّٰه"۔

"قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تیس دجال ظاہر نہ ہو جائیں، جن میں ہر شخص یہ کہیگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے"۔

یہ تین حدیثیں ختم نبوت کا قانونی مفہوم دوٹوک انداز میں بیان کر رہی ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ کیجئے۔ اس میں تکمیل نبوت کا تصور آ رہا ہے، یہ بڑی پیاری حدیث مبارکہ ہے۔ یہ حدیث مبارکہ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس کی سند بہت قوی ہے۔ یہ متفق علیہ حدیث ہے، یعنی بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں موجود ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

Marfat.com

"ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا، فاحسنہٗ و اجملہ الا موضع لبنۃٍ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہٖ و یعجبون لہ و یقولون: ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ؟ قال: فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین".

"یقیناً میری اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک عالیشان عمارت تعمیر کی، اس نے اس عمارت کو بہت عمدہ اور خوبصورت بنایا، سوائے اس کے کہ اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ پھر لوگ آ کر اس عمارت کے چکر لگانے لگے اور (اس کی خوبصورتی اور عظمتِ شان پر) تعجب کا اظہار کرنے لگے، اور لوگ کہتے: بھلا یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں"۔

مسلم کی ایک روایت میں الفاظ آئے ہیں:

"فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء".

"پس اس اینٹ کی جگہ (مکمل کرنے والا) میں ہوں، میں آیا تو میں نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا"۔

ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں:

"ختم بی البنیان و ختم بی الرسل".

"میرے ذریعے سے اس عمارت (قصر رسالت) کی تکمیل ہوگئی اور مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا"۔

اب یہاں محل اور محل میں ایک کمی اور اس کمی کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے پورا ہو جانا، یہ ہے تکمیل نبوت و رسالت کا معاملہ۔

ختم نبوت کے قانونی تقاضے:

ختم نبوت کا یہ پہلو کہ جس شخص نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا

Marfat.com

ہے یا کرے گا، وہ کذاب، دجال، جھوٹا، کافر، مرتد اور واجب القتل ہے، یہ اس کا قانونی تقاضا ہے۔ چنانچہ عالم اسلام میں اس سے پہلے جب بھی کسی نے ایسا دعویٰ کیا تو جب تک مسلمانوں کی حکومتیں تھیں ایسے افراد کو قتل کر دیا گیا۔

آپ کو معلوم ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے فوراً بعد مسیلمہ کذاب اور جو دوسرے بڑے بڑے مدعیانِ نبوت اٹھ کھڑے ہوئے تھے، ان کے خلاف جہاد کیا گیا اور انہیں تہ تیغ کیا گیا۔

اب بھی کوئی بہائی ایران میں نہیں رہ سکتا، سب وہاں سے بھاگ چکے ہیں، کوئی وہاں آئے گا تو قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن بدقسمتی سے غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کے وقت ہندوستان میں انگریز کی حکومت تھی، لہٰذا ہر شخص کو کھلی چھوٹ تھی۔

اکبر الٰہ آبادی نے بڑے خوبصورت الفاظ کے اندر وہ نقشہ کھینچا ہے:

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
گلے میں جو آئیں، وہ تانیں اڑاؤ
کہاں ایسی آزادیاں تھیں میسر
اناالحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ!!

اگر اسلامی حکومت ہوتی یا مسلمان حکومت ہی ہوتی تو مرزا کو یہ جرأت نہ ہوتی۔ مسلمان حکومتوں کے دوران جس نے ''اناالحق'' کہا (منصور) وہ سولی چڑھا دیا گیا اور جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ قتل کر دیئے گئے، لیکن یہاں انگریز کی حکومت تھی۔

جس میں کھلی چھوٹ تھی کہ چاہو تو خدائی کا دعویٰ کر دو، نبوت کا دعویٰ کر دو، رسالت کا دعویٰ کر دو، کوئی پوچھنے والا نہیں، کوئی پکڑنے والا نہیں، کسی دار و گیر کا کوئی اندیشہ ہی نہیں۔

اسی زمانے میں غلام احمد قادیانی نے ایک دعوتی خط امیر کابل کو لکھا کہ وہ اس کی نبوت پر ایمان لائیں۔ جب وہ خط وہاں پہنچا تو امیر کابل نے اسی خط پر دو الفاظ لکھ کر خط واپس کر دیا:

''ایں جابیا''۔ یعنی ذرا یہاں آؤ!! یہاں آ کر تم نبوت کا دعویٰ کرو تو پتہ چل جائے کہ کس بھاؤ بکتی ہے۔ تم انگریز کی چھتری تلے بیٹھے ہوئے دعوے کر رہے ہو اور انگریز تمہاری پشت پناہی کر رہا ہے۔ تم نے جہاد کو ختم کر دیا، حرمت قتال کا فتویٰ دے دیا۔

انگریز کو اور کیا چاہیے؟۔ Glad Stone جبکہ برطانیہ کا وزیراعظم تھا، اس نے اپنی

Marfat.com

پارلیمنٹ میں قرآن کو لہرا کر کہا تھا کہ جب تک یہ کتاب موجود ہے دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا، یہ تو جہاد اور قتال کی بات کرتی ہے۔

تو انگریز کو اور کیا چاہیے تھا کہ اگر کوئی اس قتال کو منسوخ کر دے اور مسلمانوں میں سے جذبہ جہاد و قتال فی سبیل اللہ کو نکال دے تو اس سے بڑی اور کیا خدمت ہو گی!! امیر کابل کے دو لفظی جواب میں یہ پیغام مضمر تھا کہ اگر تمہیں یہ دعوت دینی ہے تو ذرا یہاں آ کر مجھے دعوت دو تا کہ تمہارے چودہ طبق روشن ہوں اور تمہیں معلوم ہو کہ اس دعویٰ کرنے کا مطلب کیا ہے!!

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم پر اللہ کا بڑا کرم ہوا تھا کہ اس ملک میں ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار پانے کا فیصلہ ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ بہت ہی مبارک فیصلہ تھا۔ اس کے لئے جو تحریک اٹھی وہ بھی بہت ہی عمدہ تھی، بہت پر امن تھی، بہت منظم تھی۔ مولانا سید محمد یوسف بنوری اس کے قائد تھے۔ کوئی سیاسی لیڈر اس میں نمایاں نہیں تھا، خالص دینی تحریک تھی۔

پھر اس وقت ہمارے ہاں حکمران ذوالفقار علی بھٹو تھا جو خالص سیکولر ذہن کا آدمی تھا اور قادیانیوں نے ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں اس کی حمایت کی تھی۔ قادیانی سمجھتے تھے کہ وہ ہمارا اپنا آدمی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بہترین طریقے سے، جس پر اعتراض کیا ہی نہیں جا سکتا، پارلیمنٹ کے ذریعے سے فیصلہ کرایا۔

کوئی آرڈی نینس، کوئی حکم یا فرمان جاری نہیں ہوا تھا۔ پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی بنائی گئی اور قادیانیوں اور لاہوریوں کو اپنا موقف کھل کر پیش کرنے کا موقع دیا گیا۔

ان دونوں گروہوں کے سرکردہ لوگوں نے اس کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر بیانات دیئے اور وضاحت سے اپنا موقف بیان کیا۔ اس وقت ان کا خلیفہ مرزا طاہر احمد کا غالباً بڑا بھائی مرزا ناصر احمد تھا۔

اس نے کہا کہ غلام احمد قادیانی کو ہم ڈنکے کی چوٹ پر نبی مانتے ہیں۔ لہٰذا اس کے پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا کہ یہ غیر مسلم ہیں۔

یہ ایک صحیح فیصلہ تھا، لیکن یہ فیصلہ ادھورا تھا۔ اس لئے کہ اس فیصلے سے قادیانیت کے فتنے کو کوئی گزند نہیں پہنچا ہے۔ غیر مسلم قرار دیئے جانے کے فیصلے کے باوجود وہ فتنہ جوں کا توں پنپ رہا

Marfat.com

ہے، جوں کا توں پھیل رہا ہے اور اپنے سرطان کی جڑیں ہمارے معاشرے میں پھیلا رہا ہے۔

ویسے تو عالمی سطح پر انہیں بڑی سرپرستی حاصل ہوگئی ہے، پوری مغربی دنیا ان کی سرپرستی کر رہی ہے، لیکن اندرونِ ملک بھی اس فتنے کا قلع قمع اگر ہوسکتا تھا تو صرف اس وقت جبکہ اس فیصلے کا جو قانونی اور منطقی تقاضا ہے، وہ بھی پورا کیا جاتا، اور وہ یہ کہ مرتد کی سزا قتل نافذ کی جاتی۔ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدعیانِ نبوت سے قتال کیا گیا، اور اسلامی تاریخ میں جتنے بھی لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے انہیں ہمیشہ قتل کیا گیا۔ لہٰذا مرتدین کی سزا قتل جب تک نافذ نہیں ہوگی، اس فتنے کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔

بلکہ وہ تو اس فیصلے کے بعد اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے ہیں اور دنیا کے سامنے مظلوم کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں، اور آپ جتنے چاہیں آرڈی نینس نافذ کرلیں لیکن وہ سارے اسلامی شعائر استعمال کرتے ہیں۔

ان کے ہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ مسجد کی شکل نہیں بنا سکتے، ماڈل ٹاؤن میں ایک بڑی کوٹھی کے اندر ان کا جمعہ ہوتا ہے۔ ان کے عید کے اجتماعات ہوتے ہیں۔ وہ سارے شعائر اسلامی کو استعمال کر رہے ہیں اور الٹا مظلومیت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔

جیسے دنیا میں یہودیوں نے Holocaust کی مظلومیت کا لبادہ اپنے اوپر اوڑھا ہوا ہے کہ ہم جو چاہیں نوع انسانی پر ظلم کرلیں یہ ہمارا حق ہے، اس لئے کہ ہم نے Holocaust کی صورت میں بہت بڑا ظلم سہا تھا۔

جرمنوں نے ہمارے ساٹھ لاکھ آدمی ختم کر دیئے تھے، تو ہم اگر آٹھ، دس لاکھ فلسطینی اور دوسرے مسلمانوں کو قتل کر دیں گے تو کون سی بڑی بات ہے؟ اسی طرح قادیانیوں نے مظلومیت کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے۔

ہونا یہ چاہیے تھا کہ جس روز بھی یہ فیصلہ ہوا، ساتھ ہی واضح کر دیا جاتا کہ آج کی اس تاریخ سے پہلے پہلے جو قادیانی ہیں وہ تو اقلیت قرار پائیں گے لیکن اس فیصلے کے نفاذ کے بعد جو شخص بھی قادیانیت اختیار کرے گا اس پر قتل مرتد کی حد جاری کی جائے گی۔ جب تک یہ نہیں ہوگا اس فتنے کا استحصال تو دور کی بات ہے، اس کی کوئی گزند بھی نہیں پہنچ سکتا۔

Marfat.com

تکمیل نبوت کے دو مظاہر:

محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت کامل ہوئی اور آپ ﷺ پر رسالت کامل ہوئی، ان دونوں باتوں کو اب میں علیحدہ علیحدہ بیان کر رہا ہوں، ذرا اس کو سمجھ لیجئے۔ دراصل نبوت عام ہے اور رسالت خاص ہے۔

ہر رسول لازماً نبی بھی ہے، مگر ایسا نہیں کہ ہر نبی لازماً رسول بھی ہو۔ نبی اور رسول میں فرق کے بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں کہ اس فرق کی بنیاد کیا ہے، یہ میرا اس وقت کا موضوع نہیں ہے، لیکن جو شخص نبی بھی ہے اور رسول بھی ہے اس کی شخصیت میں جو دونوں چیزیں جمع ہو گئیں ان کی باہمی نسبت کیا ہے؟۔

دیکھیے نبوت اللہ تعالیٰ سے لینے والا پہلو ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے Receive کرنا، وحی حاصل کرنا، وحی کو وصول کرنا، یہ نبوت ہے۔ جبکہ رسالت ہے اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دینا عوام تک ابلاغ اور تبلیغ کا حق ادا کر دینا تو ایک پہلو نبوت ہے دوسرا پہلو رسالت ہے۔ نبوت وہ کھڑکی ہے جہاں سے وحی آرہی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) وصول کر رہا ہے۔ اب اس کا کام بحیثیت رسول اس وحی کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔

چنانچہ فرمایا گیا:

”یایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك“.

”اے رسول ﷺ!! پہنچا دو جو کچھ بھی نازل کیا گیا ہے آپ ﷺ پر آپ ﷺ کے رب کی طرف سے“۔

”وان لم تفعل فما بلغت رسالته“.

(المائدۃ: ٦٧)

”اور اگر آپ ﷺ ایسا نہیں کریں گے تو پھر آپ ﷺ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا“۔

نبوت کی تکمیل کے دو مظاہرے ہیں اور اس کے لئے میرے نزدیک قرآن مجید کی جو متعلقہ (Relevent) آیت ہے وہ الفاظ قرآن مجید میں تین مرتبہ آئے ہیں، سورۃ التوبۃ میں، سورۃ الفتح میں اور سورۃ الصف میں:

Marfat.com

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ''۔

''وہی ہے (اللہ تعالیٰ) جس نے بھیجا اپنے رسول کو الہدیٰ (قرآن مجید) اور دین حق دے کر، تاکہ اسے کل جنس دین پر غالب کردے''۔

یہاں قرآن مجید کیلئے ''الہدیٰ'' کا لفظ آیا ہے، یعنی The Total Guidance, The Final Guidance,...... اور ''الہدیٰ'' اور ''دین الحق'' کے درمیان حرف عطف ''وٗ'' آیا ہے۔ یعنی یہ دو چیزیں الہدیٰ اور دین حق دے کر بھیجا۔ کس لئے بھیجا؟۔

''لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ''۔

تاکہ وہ غالب کردے اسے تمام ادیان پر، تمام نظاموں پر، پورے کے پورے جنس دین پر۔ اس کے بعد دو جگہ:

''ولو کرہ المشرکون''۔

کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی ''خواہ مشرکوں کو کتنا ہی ناپسند ہو''۔ اور ایک جگہ آیا:

''وکفیٰ باللہ شھیداً''۔

''اور اللہ کافی ہے بطورِ گواہ (مددگار)''۔

حضور اکرم ﷺ کو جو دو چیزیں دی گئیں، الہدیٰ (قرآن مجید) اور دین حق، نوٹ کیجئے کہ یہ دونوں چیزیں ابتداء سے چلی آرہی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اترنے کا حکم دیا گیا تو ساتھ ہی فرمادیا گیا:

''فاما یأتینکم منی ھدًی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون''۔

(البقرۃ:۳۸)

''پھر جو بھی تمہارے پاس میری جانب سے کوئی ہدایت آئے تو جو لوگ اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہوگا''۔

تو ہدایت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ شروع ہوگیا، لیکن جیسے جیسے بحیثیت

Marfat.com

نوع انسانی کے شعور نے ترقی کے ذہنی اور فکر سطح بلند ہوئی ویسے ہی اس ہدایت کے اندر بھی ارتقا ہوتا چلا گیا۔

ظاہر بات ہے کوئی بچہ اگر پرائمری کا طالب علم ہے اور آپ اس کیلئے پی۔ایچ۔ڈی ٹیچر رکھ دیجئے تو کیا وہ اسے پی۔ایچ۔ڈی کی تعلیم دے گا؟۔ یا ایم۔اے کا نصاب پڑھائے گا؟ نہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بچہ ابھی عہد طفولیت میں ہے اور اس کے لئے ایک خاص حد سے آگے بات کا سمجھنا ممکن ہی نہیں ہے۔ تو نوعِ انسانی جب تک عہد طفولیت میں تھی ہدایت بلکہ ہدایات آتی رہیں کہ یہ کرو، یہ نہ کرو۔ نوٹ کیجئے، میں یہاں ''ہدایت'' کی جگہ ''ہدایات'' کا لفظ استعمال کر رہا ہوں۔

اس لئے کہ تورات ''احکام عشرہ''(Ten Comandments) پر مشتمل تھی کہ یہ Dos ہیں اور یہ Donts ہیں، یہ تمہیں کرنا ہے اور یہ نہیں کرنا ہے۔ جب تک نوعِ انسانی شعور کے اعتبار سے، اپنے فلسفیانہ فکر کے اعتبار سے، اپنے ذہن اور شعور کی ارتقائی منازل کے اعتبار سے، Mature نہیں ہوگئی تو اس عبوری دَور (Interim Perriod) کے لئے ہدایات آتی رہیں کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو، لیکن جب نوعِ انسانی شعور کے اعتبار سے بلوغ کو پہنچ گئی تو اسے ہدایات کے بجائے ہدایتِ کاملہ عطا کردی گئی۔

تاریخ اور فلسفہ کے ماہرین خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ نوعِ انسانی کا فلسفیانہ شعور (Philosophical Consciousness) بارہ سو سال میں ترقی کی منازل طے کرتا ہوا اپنے بلوغ کی منزل کو پہنچا ہے۔ یہ دور ۶۰۰ قبل مسیح سے شروع ہو کر ۶۰۰ بعد مسیح پر ختم ہو گیا۔

سارے کے سارے فلسفے انہی بارہ سو سالوں میں پیدا ہوئے۔ سقراط، افلاطون اور ارسطو بھی اسی دور میں پیدا ہوئے اور گوتم بدھ، مہاویر، کنفیوشس اور تاؤ بھی اسی دور میں پیدا ہوئے۔ اس بارہ سو سالہ دور میں انسان کا ذہنی، خاص طور پر فلسفیانہ شعور اپنی ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے پختگی (Maturity) کی آخری حد کو پہنچ چکا تھا۔

یادش بخیر پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا ذکر کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے

Marfat.com

اوران کے درجات بلند کرے، جب میں کرشن نگر میں پریکٹس کرتا تھا تو وہ شام کو میرے پاس آ کر بیٹھ جایا کرتا تھا اور واقعہ یہ ہے کہ پھلجھڑیاں ہوتی تھیں جوان کے منہ سے نکلتی تھیں، جو گویا فلسفیانہ اور تاریخی معلومات اور مذہبی مسائل کا ایک خزانہ تھا۔

ایک مرتبہ انہوں نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ ۶۰۰ قبل مسیح سے ۶۰۰ بعد مسیح تک جتنے مذاہب اور جتنے فلسفے پیدا ہونے تھے ہو چکے، اس کے بعد کوئی نیا مذہب یا نیا فلسفہ دنیا میں نہیں آیا۔ یہ تو پرانی شراب ہے جو نئے لیبلوں کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

اس پر میرا ذہن فوراً منتقل ہوا اور میں نے کہا:

چشتی صاحب!! اس کا تو پھر براہِ راست تعلق ختم نبوت کے ساتھ ہے۔

کہنے لگے: کیوں؟ میں نے کہا:

''جب انسان جو کچھ از خود سوچ سکتا تھا سوچ چکا تو پھر اسے ہدایت کاملہ سے نواز دیا گیا، اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ۶۰۰ عیسوی تک انسان کا فلسفیانہ شعور اپنی پختگی اور بلوغ کو پہنچ گیا تھا تو ۶۱۰ء میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا''۔

''اقرا باسم ربك الذی خلقo خلق الانسان من علقo اقرا و ربك الاكرم o الذی علم بالقلم o علم الانسان مالم يعلمo''.

(العلق: ۱۔۵)

اور شاید سیرت النبی ﷺ کا یہ پہلو بہت کم لوگوں کی نگاہوں کے سامنے ہے۔

اس اقراء کی وحی کے آنے سے متصلاً قبل (مدت کا ہمارے پاس تعین نہیں ہے کہ کتنے مہینے یا کتنا لمبا عرصہ لگا ہے) حضور اکرم ﷺ غارِ حرا میں جو مراقبہ کیا کرتے تھے وہ کس چیز پر مشتمل ہوتا تھا؟

ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کھانے پینے کا کچھ سامان کر دیتیں اور آپ ﷺ غارِ حرا میں چلے جاتے اور وہاں کئی کئی روز دن رات قیام فرماتے۔ اس دوران آپ ﷺ کیا کرتے تھے؟

Marfat.com

حدیث پاک میں الفاظ آتے ہیں:

"یتحنث فیہ".

"وہاں آپ ﷺ عبادت کیا کرتے تھے"۔

لیکن پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون سی عبادت؟۔آپ ﷺ اگر یہودیوں کے ہاں پیدا ہوتے تو یہودیوں والی عبادت کرتے،عیسائیوں کے ہاں پیدا ہوتے تو عیسائیوں والی عبادت کرتے۔

لیکن آپ ﷺ تو عرب کے اندر مکہ میں مشرکین کے ہاں پیدا ہوئے اور ظاہر بات ہے کہ مشرکین والی عبادت کرنے کا تو سوال ہی نہیں۔آپ ﷺ سلیم الفطرت انسان تھے اور آپ ﷺ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔تو آپ ﷺ کون سی عبادت کرتے تھے؟۔

شارحین حدیث نے اس کا حل نکالا ہے:

"کان صفة تعبدہ فی غار حراء التفکر والاعتبار".

"یعنی حضور اکرم ﷺ کی غارِ حرا میں جو عبادت تھی وہ غور وفکر اور سوچ و بچار پر مشتمل تھی"۔

میرا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو پوری انسانی فلسفیانہ سوچ کے مراحل طے کرائے ہیں اور اس کے بعد وحی نبوت کا آغاز ہوا ہے:

"اقرا باسم ربك الذی خلقo".

یہ سارا مرحلہ اسی لئے تھا کہ حضور اکرم ﷺ اپنی سوچ سے،غور وفکر سے،اپنی سلامتی طبع،اپنی سلامتی فطرت اور سلیم عقل کی رہنمائی میں غور وفکر کریں،تدبر کریں،اور اس کے نتیجے میں پھر آپ ﷺ اس مقام پر پہنچے کہ:

"ووجدك ضالا فهدیo".

"یعنی اے نبی ﷺ!! ہم نے پایا آپ ﷺ کو کہ آپ ﷺ ہدایت کی تلاش میں سرگرداں ہیں،تو ہم نے آپ ﷺ کو ہدایتِ کاملہ سے سرفراز فرمادیا"۔

اب یہاں ایک اہم نکتہ نوٹ کیجئے۔یہ ایک بہت اہم حقیقت ہے جو نگاہوں کے

Marfat.com

سامنے نہ ہوتو اس کی کوئی حیثیت نہیں اور نگاہوں کے سامنے آجائے تو بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

کیا تورات اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں تھی؟ اس میں تحریف کیوں ہوگئی؟ اگر اللہ تعالیٰ نے ضمانت لی ہوتی کہ اس میں تحریف نہیں ہوسکتی تو کیا تحریف ہوسکتی تھی؟ کیا انجیل اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں تھی؟ یقیناً تھی۔ اس میں تحریف کیوں ہوگئی؟

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا، اور اگر اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ نہ لیتا تو کیا ہم اسے تحریف کے بغیر چھوڑ دیتے؟۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق!!

قرآن مجید کے ترجموں میں تحریفیں ہوئی ہیں، تفسیروں میں تحریفیں ہوئی ہیں، ہاں ایک متن قرآن حکیم فرقان حمید ہے جس میں تحریف نہیں ہوسکتی، اس لئے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔

ارشادِ ذاتِ باری تعالیٰ ہے:

"انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون". (الحجر ۱۵:۹)

''ہم نے ہی اس الذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں''۔

لیکن سوال یہ ہے کہ: "انا نحن نزلنا الذكر" کے الفاظ کا مصداق تورات بھی ٹھہرتی ہے، انجیل بھی اور زبور بھی۔ اللہ تعالیٰ ہی نے سابقہ آسمانی کتب بھی نازل کی تھیں۔

خاص طور پر سورۃ المائدۃ کے ساتویں رکوع کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"انا انزلنا التورة فيها هدى و نور". (المائدہ: ۴۴)

''ہم نے اتاری تھی تورات، اس میں ہدایت بھی تھی، نور بھی تھا''۔

پھر انجیل کے بارے میں بھی فرمایا:

"فيه هدى و نور". (المائدہ: ۴۶)

''اس میں ہدایت بھی تھی، نور بھی تھا''

غور طلب بات یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا اور قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لے لیا؟ بلکہ میں ذرا لطیف انداز میں اس بات کو آپ کے ذہن کی

Marfat.com

گہرائیوں تک لے جانے کے لئے عرض کروں گا۔

میں مثال دیا کرتا ہوں کہ ان کتابوں کو یہ حق حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ کریں ک
اے اللہ تعالیٰ!! ہم بھی تیری کتابیں تھیں، قرآن بھی تیری کتاب تھی، تو ہمارے ساتھ یہ سو
بیٹیوں والا سلوک کیوں ہوا کہ آپ نے قرآن مجید کو تو تحفظ دیا، ہمیں نہیں دیا۔

اس کی وجہ سمجھ لیجئے، جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں، سابقہ کتب سماویہ کے نزول ک
وقت ابھی ہدایت اپنے ارتقائی مراحل طے کر رہی تھی، ابھی اسے اپنے نقطۂ عروج اور نقطۂ کمال تک
پہنچنا تھا۔

چنانچہ اس درمیانی عرصے کے لئے، عبوری دور کے لئے جو ہدایات آرہی تھیں ان
مستقل طور پر محفوظ کر دینے کی چنداں حاجت نہ تھی۔ جب وہ کامل اور مکمل ہدایت آگئی اور ہدایہ
کی تکمیل ہوگئی تو اب یہ ہدایت ''ھدیٰ'' نہیں رہی ''الھدیٰ'' (The Guidance) ہوگ
اب اس کی حفاظت کا ذمہ لیا گیا۔

ختم نبوت کے خلاف غلام احمد قادیانی کی دلیل اور اس کی تردید:

ایک قادیانی سے جب میں نے اس معاملے پر بحث کی تو سورۃ البقرۃ میں وارد ش
الفاظ:

''فبهت الذی کفر''.

کے مصداق وہ میری دلیل کے آگے بالکل مبہوت ہو کر رہ گیا اور اس کے لئے دائیں
بائیں بغلیں جھانکنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ دیکھئے مرزا قادیانی نے اپنے فتنے کا آغاز کہاں سے ک
تھا۔ یہ سمجھ لیجئے، پہلے وہ ایک بہت اچھا مناظر تھا۔

اس نے آریہ سماجیوں اور عیسائیوں سے مناظرے کئے اور مناظروں میں فتح حاصل ک
اور نتیجتاً مسلمانوں کی آنکھوں کا تارا بن گیا، محبوب ہو گیا۔

اس کے بعد اس نے ایک شوشہ چھوڑا کہ نبوت اور وحی تو رحمت ہیں رحمت بند کیسے ہ
سکتی ہے؟۔ وحی تو انسانوں کی ہدایت کے لئے ہے، انسان ختم نہیں ہوئے تو وحی کیسے ختم ہوگئی؟
دیکھئے بظاہر یہاں بات جی کو لگتی ہے۔ یہیں سے آپ کو اس بات کا جواب مل جائے گا کہ بڑ

Marfat.com

بڑے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ اس فتنے کا شکار کیونکر ہو گئے۔

دنیا میں ایک ہی مسلمان نام کا سائنس دان ٹاپ پر آیا ہے، اور وہ قادیانی ہے۔ ایک ہی مسلمانوں کا نام رکھنے والا انٹر نیشنل کورٹ آف جسٹس ہیگ کا جج بنا ہے، وہ بھی قادیانی ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹر قادیانی، انجینئرز قادیانی.......... آخر کیوں؟۔

یہ بات ایسی تھی کہ جو بظاہر دل کو اپیل کرتی ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے وحی کا راستہ کھولا گیا تھا، ابھی انسان ختم نہیں ہوئے، وحی کا دروازہ کیسے بند ہو جائے گا؟ پہلے اجراءِ وحی کا شوشہ چھوڑا۔

اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ اگر وحی جاری ہے تو نبوت بھی جاری ہے۔ لہٰذا پھر اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

اس نے عوام الناس کی نفسیات کو متاثر کرنے کے لئے ایک اور شوشہ چھوڑا کہ دیکھو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فوت بھی ہو گئے زیرِ زمین دفن ہیں۔

جبکہ حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے اور وہ آسمان پر ہیں!! اس سے تو گویا ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل ہو گئے!! حالانکہ افضلیت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

اصحاب کہف اگر تین سو (۳۰۰) برس تک سوتے رہے تو اس میں کون سی افضلیت کی بات ہے!! اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو سو (۱۰۰) برس تک مردہ رکھ کر دوبارہ زندہ کر دیا تو اس میں افضلیت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے، اللہ تعالیٰ ایسا کر سکتا ہے۔

لیکن مرزا قادیانی نے عام آدمی کو گمراہ کرنے کے لئے ایسے شوشے چھوڑے اور کہا کہ نہیں نہیں، غلط ہے، یہ مولویوں کے ڈھکوسلے ہیں، رفعِ مسیح قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ مذکور نہیں ہے، حدیثوں کے اندر ہے، اور حدیثوں کے بارے میں ہم اطمینان نہیں کر سکتے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سولی نہیں چڑھائے گئے۔

مرزا کے بقول وہ سولی چڑھائے گئے، لیکن فوت نہیں ہوئے، البتہ زخمی ہونے کے بعد صلیب سے اتار لئے گئے تھے۔ پھر ان کا علاج معالجہ ہوا، پھر وہ علاقہ چھوڑ کر کشمیر میں آ گئے، یہاں آ کر ان کا انتقال ہو گیا اور یہاں دفن ہوئے، یہاں کشمیر میں ان کی قبر بھی موجود ہے۔ یہ دو ایشو

Marfat.com

ہیں جو اس شخص نے خصوصی طور پر اٹھائے اور اس طرح عوام الناس کو متاثر کیا۔

ابھی میں نے جس قادیانی کا ذکر کیا اس سے میں نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم یہ مانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت قرآن مجید میں کامل ہو گئی؟۔ اس نے کہا:

''ہاں!! ہم مانتے ہیں کہ ہدایت کامل ہو گئی''۔

میں نے کہا:

''کیا تم یہ مانتے ہو کہ قرآن مجید محفوظ ہے، اس میں تحریف نہیں ہوئی؟''۔

اس نے کہا:

''ہاں!! ہم مانتے ہیں کہ قرآن مجید محفوظ ہے، اس میں تحریف نہیں ہوئی''۔

پھر میں نے کہا:

مجھے منطقی وجہ بتاؤ کہ پھر اس وحی کی کھڑکی کو کھلے رکھنے کا فائدہ کیا ہے؟ وہاں سے جو آنا تھا وہ مکمل ہو گیا، یعنی قرآن۔ ہاں، قرآن مجید میں اگر تحریف ہو جاتی، اس کی حفاظت کا ذمہ نہ لیا گیا ہوتا تو کسی نبی کی ضرورت تھی کہ جو آ کر اس کی تصحیح کرتا کہ یہ بات یوں نہیں یوں تھی۔

منطقی اعتبار سے ایک جواز پیدا ہوتا ہے وحی اور نبوت کے جاری رہنے کا، بشرطیکہ ان دو باتوں میں سے کسی ایک کو مانا جائے.......... یا تو یہ کہو کہ قرآن مجید کے اندر تحریف ہو گئی، یہ وہ اصل قرآن مجید نہیں ہے۔

یہ دونوں باتیں نہیں مانتے تو مجھے بتاؤ کہ عقلی اور منطقی اعتبار سے اس کھڑکی کو کھلے رکھنے کا کہاں کوئی جواز پیدا ہوتا ہے؟۔ جیسا کہ میں نے پہلے آپ کو بتایا، اس پر وہ قادیانی بالکل مبہوت ہو گیا، فلسفیانہ ہدایت، ایمان کی ہدایت، فکری اور نظری ہدایت جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دینی تھی، وہ قرآن مجید میں مکمل ہو گئی۔

تکمیل نبوت کا دوسرا مظہر یہ ہے کہ دین حق کی بھی تکمیل ہوئی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

جیسا کہ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳ میں آیا:

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا''۔

Marfat.com

''آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا''۔

لیکن تکمیل دین کا پس منظر بھی سمجھ لیجئے۔ جیسے انسان کے ذہنی ارتقاء کے مراحل آئے ہیں، فلسفیانہ شعور میں ترقی ہوئی ہے اور ہوتے ہوتے وہ اپنے بلوغ اور پختگی کو پہنچا ہے، ایسے ہی انسان کے اندر تمدنی طور پر ارتقاء ہوا ہے۔

ایک دَور وہ تھا جب ہمارے آباء واجداد غاروں میں رہتے تھے۔ کہیں کوئی سٹریٹ لائٹ کا سوال نہیں، کہیں کوئی سڑکوں کو صاف کرنے کا سوال نہیں، کہیں کسی کارپوریشن اور میونسپلٹی کا سوال نہیں۔

انفرادیت ہی انفرادیت تھی۔ میں اپنی غار کا مالک ہوں، جو چاہوں کروں، میرے اوپر کوئی قانون نہیں، کوئی قدغن نہیں۔ یہ نظام تھا۔ اجتماعیت تھی ہی نہیں، انفرادیت ہی انفرادیت تھی۔

پھر قبائلی نظام قائم ہوا کہ قبیلے کا ایک سردار ہے، اس کا حکم ماننا ہوگا۔ تم فلاں قبیلے سے ہو، اس قبیلے کی یہ روایات ہیں، تمہیں ان پر عمل کرنا ہوگا۔ اب جیسے جیسے اجتماعیت آنی شروع ہوئی انفرادیت کے اوپر قدغنیں لگنی شروع ہوئیں۔

یہ نہیں کہ جو چاہو کرو۔ تمہارا تعلق اس قبیلے کے ساتھ ہے، اس کی یہ رسم ہے، یہ ریت ہے، اس کا یہ رواج ہے، تمہیں اس کو پورا کرنا ہوگا، اور تمہارا جو شیخِ قبیلہ ہے، سردار ہے، اس کا حکم ماننا ہوگا۔

آگے چلئے!! شہری ریاستیں وجود میں آئیں۔ دو، تین، چار قبیلے ایک شہر میں آکر آباد ہو گئے۔ ہر قبیلہ تو اپنی جگہ پر ایک اجتماعی یونٹ ہے، اس کا سردار ہے، اس کا کہنا سب مانتے ہیں، لیکن اب ان قبیلوں کے آپس کے معاملات کیسے طے ہوں گے؟۔ یہاں سے دستور سازی کا آغاز ہوا۔

چنانچہ کچھ اصول طے کئے جاتے تھے کہ ہمارے بین القبائلی معاملات ان اصولوں کے تحت ہوں گے۔ اب میں یہاں ایک مثال دیتا چلوں، حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت مکہ مکرمہ ایک قبیلے کا شہر تھا جہاں صرف قریش رہتے تھے اور کوئی وہاں نہیں رہ سکتا تھا۔

Marfat.com

یہ بات طے تھی کہ یہاں یا قریشی رہے گا یا قریشی کا غلام رہے گا، وہ کوئی بھی ہو، یا قریشی کا حلیف رہے گا، یعنی باہر سے کوئی آئے گا تو کسی مکہ والے کا حلیف بن کر ٹھہر سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ لیکن مدینہ منورہ سماجی ارتقاء کے ایک بلند تر درجے پر تھا۔ وہاں پانچ قبیلے آباد تھے۔

دو تو اصل عرب قبیلے (Sons of the soil) تھے:

''اوس اور خزرج''۔

تین یہودی قبائل تھے جو وہاں آ کر آباد ہو گئے تھے:

''بنو قریظہ، بنو قینقاع، اور بنو نضیر''۔

ان پانچوں قبیلوں کے آپس میں معاہدات تھے۔ اوس کا قبیلہ چھوٹا تھا، خزرج کا بڑا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی جب ان میں بارہ نقیب مقرر کیے تھے تو نو خزرج میں سے تھے اور تین اوس میں سے۔

اوس اور خزرج کے درمیان یہ طے تھا کہ اگر کوئی خزرجی کسی اوسی کو قتل کر دے گا تو دیت ایک تہائی ہوگی، جبکہ اگر کوئی اوسی کسی خزرجی کو قتل کر دے گا تو تین گناہ دیت دینا ہوگی۔

یقیناً اوسی نوجوان کا خون کھولتا ہوگا کہ کیا میرے خون اور میری جان کی قیمت اس خزرجی نوجوان کے مقابلے میں ایک بٹا تین ہے!! لیکن اگر مدینے میں رہنا ہے تو اس اصول کو ماننا پڑے گا، یہ اصول یہاں طے ہو چکا ہے، اب تمہیں اس کی پابندی کرنی ہے۔

اس سے اگلا قدم کیا تھا!! جیسے آپ افغانوں کو دیکھتے ہیں ناں کہ افغان کا چہرہ تھوڑا اور پگڑ بہت بڑا ہوتا ہے، ایسے ہی جزیرہ نمائے عرب کے اوپر جو بہت بڑا Turban ہے یہ شام عرب اور عراق عرب ہے۔

یہ بھی عرب ممالک ہیں، اور اس جزیرہ نما کے اوپر دو عظیم مملکتیں قائم تھیں، قیصر کی سلطنت روما اور کسریٰ کی سلطنت ایران۔ یہ تمدن کی آخری سٹیج تھی جبکہ حکومتیں بن گئیں۔ بادشاہتیں قائم ہو گئیں، محلات بن گئے، Standing Armies وجود میں آ گئیں۔

لاکھوں کی تعداد میں فوجیں ہیں، ٹیکس لگ رہے ہیں، دہقان محنت کر رہا ہے اور اس سے ٹیکس لیا جا رہا ہے، جاگیردار اپنا حصہ رکھ کر باقی بادشاہ کو پہنچاتا ہے۔ کرگے [1] پر بیٹھا ہوا کوئی شخص کپڑا بن رہا ہے تو اس سے بھی ٹیکس لیا جا رہا ہے۔

1۔ جولاہوں کے کپڑا بننے کی کھڈی (مرتب)

Marfat.com

عوام کو ظلم وستم کی چکی کے اندر پیسا جا رہا ہے اور بادشاہ عیش کر رہے ہیں، اونچے اونچے محلات بنا رہے ہیں۔ یہ زمانہ تھا جبکہ انسانیت کے اوپر ایسی پابندیاں لگیں کہ انسان مجبور و مقہور ہو کر رہ گیا۔

اس دور میں محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ اس وقت تمدنی ارتقاء اس انتہا کو پہنچ گیا تھا کہ اجتماعیت کا دور دورہ تھا، انفرادیت پس گئی تھی، اس کی آزادیاں ختم ہو گئی تھیں۔ اب بادشاہ تھا اور بادشاہ کا نظام تھا۔ عوام میں کہیں ذرا سی بھی بغاوت ہوتی تو سلطنت روما کے غرقِ آہن فوجی اسے بری طرح کچل دیتے تھے۔

اسی طرح ایرانی فوجی کسی کو سر اٹھانے کا موقع نہیں دیتے تھے، اس وقت محمد رسول اللہ ﷺ آئے اور آپ کو نوعِ انسانی کے لئے دین حق کی صورت میں ایک مکمل نظامِ حیات عطا کر دیا گیا کہ سماجی سطح پر یہ ہدایت ہے، معاشی سطح پر یہ ہدایت ہے اور سیاسی سطح پر یہ ہدایات ہیں۔

الغرض ایک مکمل Politico-Socio-Economic System کی حیثیت سے دین کو کامل کر کے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا کر دیا گیا۔ حالانکہ دین ہمیشہ سے ایک تھا۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا دین بھی یہی تھا، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا دین بھی یہی تھا، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا بھی یہی تھا، حضرت نوح علیہ السلام کا بھی یہی تھا۔

سورۃ الشوریٰ میں فرمایا:

"شرع لكم من الدين ما وصى به نوحا والذى او حينا اليك وما وصينا به ابرهيم و موسىٰ و عيسىٰ..........".

(سورۃ الشوریٰ:۱۳)

سب کا دین ایک تھا، لیکن ابھی دین مکمل نہیں ہوا تھا۔ ابھی اجتماعیت محدود تھی، ابھی انفرادیت کا بول بالا تھا۔ ابھی ایک نظام کا تصور نہیں تھا۔ ابھی کوئی پولیٹکل سسٹم وجود میں نہیں آیا تھا۔

ابھی وہ Standing Armies کے دور نہیں آئے تھے۔ وہ دور جب آ گیا تو عدل وقسط پر مبنی ایک "Politico-Socio-Economic System" اسلام کی شکل میں،

Marfat.com

دین حق کی تکمیل کر کے محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا کیا گیا۔

"الیوم اکملت لکم دینکم".

یہ تکمیل نبوت کے دو مظاہر ہیں۔ ایک یہ کہ ہدایت **"ھدی"** سے بڑھ کر **"الھدیٰ"** بن گئی۔ یعنی قرآن مجید کی صورت میں کامل اور مکمل ہدایت عطا کر دی گئی۔ دوسرے یہ کہ دین کامل ہو گیا۔

یہ دونوں چیزیں حضور اکرم ﷺ پر اپنے عروج اور نقطۂ کمال کو پہنچ گئیں۔ چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ سے لینے والا حصہ جو ہے، یعنی وحی اور دین، دونوں کی تکمیل ہو گئی محمد رسول اللہ ﷺ پر۔

تکمیل رسالت کے دو مظاہر:

نوٹ کیجئے!! میں نے کہا تھا کہ نبوت اللہ تعالیٰ سے لینے والا حصہ ہے اور رسالت دینے والا حصہ ہے۔ اس دینے والے کے بارے میں فرمایا:

"لیظھرہ علی الدین کلہ".

تاکہ اسے غالب کر دے کل کے کل دین پر، پورے نظامِ زندگی پر۔ اللہ کا دین ایک مکمل "Politico-Socio-Economic System" کی حیثیت سے قائم ہو، یہ رسالت کی تکمیل ہے۔ رسالت کا ایک درجہ تبلیغ ہے۔ بہت سے نبی علیہم السلام ہیں کہ تبلیغ کرتے ہوئے ان کی پوری زندگی گزر گئی، کہیں کوئی نظام قائم ہوا ہی نہیں۔

نظام تو صرف محمد عربی ﷺ کے دست مبارک سے قائم ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ہاتھوں نہیں ہوا، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے ہاتھوں نہیں ہوا، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے ہاتھوں نہیں ہوا۔ تاہم تبلیغ کا حق انہوں نے ادا کر دیا، بات کو پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ لیکن ایک ہے اتمامِ حجت۔

دین حق کے ضمن میں اتمام حجت یہ ہے کہ دین کو قائم کر کے اس کی عملی شکل دنیا کے سامنے پیش کرنا۔ ورنہ کتاب میں بہت اچھی باتیں لکھی جا سکتی ہیں کہ یہ یوں ہونا چاہیے، یہ ایسا ہونا چاہیے اس کا یہ اصول ہونا چاہیے۔

Marfat.com

آپ اپنے دماغ سے کام لیجئے، اعلیٰ سے اعلیٰ باتیں نکلیں گی، لیکن جب تک آپ اسے قائم کر کے اس کا نمونہ نہ دکھائیں، یہ ثابت نہ کریں کہ یہ قابل عمل ہے، یہ نافذ کیا جا سکتا ہے، اس وقت تک وہ حجت اپنے درجہ اتمام کو نہیں پہنچ سکتی۔

دیکھئے!! افلاطون نے ایک کتاب لکھی تھی: ''The Republic'' اس میں اس نے نقشہ کھینچا کہ نظام ایسا ہونا چاہیے، حکومت ایسی ہونی چاہیے، فلاں معاملات ایسے ہونے چاہئیں، اور وہ کتاب، ایک کتاب کی حیثیت سے، اس قدر وقیع ہے کہ ۲۳۰۰ برس سے دنیا میں موجود ہے اور ختم نہیں ہو رہی۔ ورنہ لاکھوں کتابیں چھپتی ہیں، ختم ہو جاتی ہیں، ان کا نام ونشان تک نہیں رہتا۔

کتاب تو وہی باقی رہتی ہے جس کے اندر کوئی وزن ہو، جس میں کوئی ٹھوس مواد ہو۔ اور Republic آج بھی دنیا میں موجود ہے۔ لیکن اس کتاب میں افلاطون نے جو نظام پیش کیا تھا وہ کہیں ایک دن کے لئے بھی قائم نہیں ہوا۔

لہٰذا وہ حجت نہیں ہے۔ کہہ سکتے ہیں کہ یوٹوپیا ہے، ایک خیالی جنت کا نقشہ کسی نے کھینچ دیا ہے، لیکن یہ ہونے والی بات نہیں ہے بابا!! کیا کہہ رہے ہو؟۔

اب میں بڑی سادہ سی مثال دے رہا ہوں۔ آنحضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''سید القوم خادمھم''.

''قوم کا سردار اس کا خادم ہوتا ہے''۔

کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ جی ہاں، بہت اعلیٰ بات ہے، بڑی اچھی شاعری کی ہے آپ نے، لیکن یہ ہونے والی بات نہیں ہے، سردار، سردار ہوتا ہے، خادم کیسے ہو گا؟۔ لیکن کیا محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کا عملی نمونہ دکھا دیا یا نہیں؟۔

کیا خلیفہ وقت کی حیثیت سے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے کندھے پر آٹے کی بوری اٹھا کر اس خاندان کو نہیں پہنچائی جس کے بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے تھے؟۔

لاکھوں مربع میل کے اوپر ان کا حکم چل رہا ہے اور اپنے کندھے پر آٹے کی بوری اور دیگر سامانِ خورد ونوش اٹھا کر انہیں پہنچا کر آتے ہیں۔

غلام نے کہا بھی کہ حضور میں حاضر ہوں، میں لئے چلتا ہوں۔

Marfat.com

فرمایا:

قیامت کے دن تم میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔

رات کے وقت گشت کر رہے ہیں اور ایک گھر سے ایک عورت کے کراہنے کی آواز آ رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ عورت دردِ زہ میں مبتلا ہے اور اس کی تیمارداری کرنے والی کوئی عورت، کوئی دایہ نہیں۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ گھر جا کر خاتونِ اوّل رضی اللہ عنہا یعنی اپنی اہلیہ محترمہ کو ساتھ لے کر آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے جا کر وہاں دایہ گیری کی۔ تو "**سید القوم خادمھم**"۔ کا نقشہ دکھایا یا نہیں؟ اسی طرح انسانی مساوات کا نقشہ پیش کر کے دکھایا یا نہیں؟۔

بیت المقدس کا سفر ہو رہا ہے، سرکاری سفر ہے، کوئی پرائیویٹ سفر نہیں ہے، کوئی علاج معالجے کے لئے نہیں جا رہے، معاذ اللہ، بلکہ بیت المقدس کا چارج لینے کے لئے جا رہے ہیں، اور کس شان کے ساتھ کہ صرف ایک اونٹ اور ایک خادم ساتھ لیا ہے۔

یہ نہیں کوئی دستہ ہونا چاہیے، کوئی باڈی گارڈ ہونے چاہئیں۔ آج کل کہا جاتا ہے کہ کوئی باقاعدہ گروہ ساتھ جانا چاہیے، جس کو Entourage کہا جاتا ہے۔

ایک خلیفہ وقت ہے، ایک ان کا خادم اور ایک اونٹ۔ چونکہ راستے کا راشن بھی اسی اونٹ پر ہے لہٰذا ایک وقت میں صرف ایک آدمی سوار ہو سکتا ہے۔

چنانچہ ایک منزل حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اوپر بیٹھتے ہیں اور خادم نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتا ہے۔ اگلی منزل میں خادم اوپر بیٹھتا ہے اور خلیفہ وقت نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتے ہیں، اور جب بیت المقدس میں پہنچے ہیں تو وہاں غلغلہ مچ گیا کہ "آ گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، آ گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ"۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اس محاذ کے سپہ سالار تھے، وہ استقبال کے لئے آگے بڑھے تو انہوں نے دیکھا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اونٹ کی نکیل پکڑے چلے آ رہے ہیں اور خادم اونٹ پر بیٹھا ہے، اس لئے کہ آخری منزل میں سوار ہونے کی باری اس کی تھی۔

حالانکہ اس نے ہاتھ جوڑ دیئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے امیر المؤمنین!! آپ اونٹ پر سوار ہو جائیں، لوگ کیا کہیں گے!!

Marfat.com

لیکن آپ نے فرمایا: "الدور دورك" ۔نہیں !! اب باری تمہاری ہے۔ یہ حساب کا معاملہ ہے، تمہاری باری ہے، تم بیٹھو۔ راستے میں کہیں کیچڑ بھی تھا، لہٰذا جوتے اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے ہیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیت المقدس پہنچے ہیں تو ایک ہاتھ میں جوتے اٹھائے ہوئے ہیں اور ایک میں اونٹ کی نکیل پکڑ رکھی ہے۔ اس دور میں یہ کہانیاں معلوم ہوتی ہیں، ان ہونی باتیں معلوم ہوتی ہیں، لیکن یہ مصدقہ تاریخی واقعات ہیں۔ یہ کوئی پانچ چھ ہزار سال پرانی بات نہیں ہے۔

انسانی تاریخ کے اندر چودہ سو برس کیا ہوتے ہیں!! یہ تمام تاریخ محفوظ ہے۔ ایک ایک چیز محفوظ ہے۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رسالت کی تکمیل اس درجے میں یوں ہوئی کہ جو دین حق آپ پر کامل ہوگیا، اسے آپ نے عملاً قائم کر کے اور نافذ کر کے دکھایا۔ یہ ہے درحقیقت تکمیل رسالت کا مظہر اوّل۔

تکمیل رسالت کا مظہر ثانی، جو میں بیان کرنے لگا ہوں، یہ معمولی بات نہیں، بلکہ بہت بڑی بات ہے اور سیرت کا یہ حصہ اکثر و بیشتر لوگوں کے سامنے نہیں ہے۔ ہمارے ہاں میلاد کی محفلیں ہوتی ہیں، سیرت کے جلسے ہوتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب بیان کئے جاتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلتیں بیان ہوتی ہیں، حالانکہ یہ سب باتیں غیر متعلقہ ہیں، جبکہ اصل سیرت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد خالص انسانی سطح (Human Level) پر کی ہے اور اس میں معجزات کا عمل دخل نہ ہونے کے برابر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکلیفیں جھیل کر، مصائب برداشت کر کے، فاقے جھیل کر، زخم جھیل کر، اپنا خون مبارک زمین پر گرتا ہوا دیکھ کر، اپنے ۲۵۹ جان نثاروں کی لاشیں دیکھ کر اور خاک و خون سے گزر کر یہ کام کیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ بس دعا مانگی اور بیڑا پار ہوگیا۔ تین برس کی شعب بنی ہاشم کے اندر نظر بندی کو یاد کیجئے۔

یہاں کی جیل میں کھانے کو تو ملتا ہے، وہاں کھانے کی بھی پابندی تھی۔ اس دوران ایسا وقت بھی آیا کہ بنو ہاشم کے پھول جیسے بچے بھوک سے بلکتے تھے اور اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ سوکھا

Marfat.com

چمڑا ابال کر اس کا پانی ان کے حلق کے اندر ٹپکا دیا جائے۔

طائف پہنچ کر آپ نے وہاں کے تینوں بڑے سرداروں سے گفتگو کی۔ اس کے جواب میں انہوں نے ایسے چبھنے والے جملے کہے جو کلیجے کو چیر دیتے ہیں، اور پھر آوارہ لڑکوں کو اشارہ کیا کہ ذرا ان کی خبر لو، یہ نبی بنے پھرتے ہیں، نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، اور وہ پتھراؤ شروع کر دیتے ہیں۔

ساتھ صرف ایک جان نثار حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ سامنے سے آ کر روک بنتے ہیں، ڈھال بنتے ہیں تو پیچھے سے پتھر آ رہے ہیں۔ وہ پیچھے کی طرف جاتے ہیں تو سامنے سے پتھر آتے ہیں۔

جسم اطہر لہولہان ہو گیا۔ جسم مبارک کا خون مبارک بہہ بہہ کر نعلین پاک میں جم گیا ہے۔ غشی طاری ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھک کر بیٹھ گئے ہیں تو دو غنڈے آئے ہیں۔

ایک نے ایک بغل پاک میں ہاتھ ڈالا، دوسرے نے دوسری بغل پاک میں ہاتھ ڈالا کہ اٹھو جاؤ۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہ نقشہ ہے۔

یہ ہے سیرت، جسے کوئی بیان نہیں کرتا۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب کی گہرائیوں سے جو دعا نکلی ہے، واقعہ یہ ہے اسے پڑھتے ہوئے کلیجہ شق ہوتا ہے۔ جب وہاں سے نکل کر باہر آئے اور ایک باغ میں تھوڑی سی دیر کے لئے ستانے کو بیٹھ گئے تو وہاں اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مناجات کی ہے:

"اللّٰهم اليك اشكو ضعف قوتی وقلة حيلتی و هو انی علی الناس"۔

"اے اللہ!! تیری جناب میں فریاد لے کر آیا ہوں اپنے وسائل اور طاقت کی کمی کی، اور لوگوں کے سامنے جو رسوائی ہو رہی ہے اس کی، کہاں جاؤں، کس سے فریاد کروں؟ تیری ہی جناب میں فریاد لے کر آیا ہوں" **"الی من تکلنی"** "تو نے مجھے کس کے حوالے کر دیا ہے؟"۔

"الی بعيد يتجهمنی او الیٰ عدو ملكت امری؟"۔

Marfat.com

''کیا دشمن کے حوالے مجھے کر دیا ہے کہ جو چاہے کر گزرے؟''۔

ذرا اندازہ کیجئے!! یہ الفاظ کہاں سے نکل رہے ہیں۔ لیکن پھر یہ فریاد جو ہے اس کا ٹرن کیا ہے۔

''ان لم یکن علی غضبك فلا ابالی''.

''پروردگار!! اگر تو ناراض نہیں ہے تو مجھے کوئی پروا نہیں ہے''۔

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

یہ میں نے سیرت کا ایک نقشہ دکھایا ہے۔ وحی کے آغاز کے بعد سے حضور اکرم ﷺ کی ۲۳ برس کی زندگی دن رات کی مشقت اور محنت سے عبارت ہے۔ جو نکتہ سمجھنے کا ہے، وہ کیا ہے؟ اس جدوجہد میں معجزات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا اصل معجزہ قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ کفارِ قریش کہتے تھے کہ جیسے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو معجزات ملے، جیسے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کو معجزے ملے ایسا کوئی معجزہ دکھاؤ۔

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا کہ نہیں دکھائیں گے، ہمارا معجزہ قرآن مجید ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے معجزوں کو دیکھ کر کون ایمان لے آیا تھا؟۔ کیا فرعون نے مان لیا تھا؟ کیا یہودی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے معجزے دیکھ کر ایمان لے آئے تھے؟۔

جن سے بڑے حسی معجزے ممکن ہی نہیں ہیں۔ مردے سے کہا جائے ''قم باذن اللّٰہ'' اور وہ کھڑا ہو جائے، چلنا شروع کر دے، یا یہ کہ گارے سے ایک پرندے کی شکل بنائی، اس میں پھونک ماری اور وہ اڑتا ہوا پرندہ ہو گیا۔

احیائے موتی اور تخلیق حیات سے آگے کوئی شے ہے؟۔ باقی یہ کہ جو مادرزاد اندھا تھا اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اس کی بینائی آ گئی، یہ تو نسبتاً چھوٹی چیزیں ہیں۔ تو کیا مردوں کو زندہ ہوتے دیکھ کر وہ لوگ ایمان لے آئے؟ نہیں۔

بلکہ لوگوں نے کہا یہ جادوگر ہے اور جادو کفر ہے، لہٰذا کافر ہو گیا، مرتد ہو گیا، واجب القتل ہے، اس کو سولی چڑھا دو۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں طے کیا کہ اب معجزے نہیں دکھائے جائیں گے۔

Marfat.com

کوئی ہدایت کا طالب ہے تو قرآن مجید موجود ہے، جو سب سے بڑا معجزہ ہے اور کوئی ہدایت کا طالب نہیں ہے تو بڑے سے بڑا معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے گا۔

خاص طور پر یہ بھی نوٹ کیجئے کہ جب بنی اسرائیل کو صحرا میں بھوک لگی تھی اور کھانے کو کچھ نہیں تھا تو من وسلویٰ نازل ہوئے تھے یا نہیں؟۔ لیکن یہاں جیش العسرہ[1] سفر تبوک کے دوران بھوک کا یہ عالم اور رسد کی کمی کا یہ حال کہ تین تین مجاہدین کو چوبیس گھنٹوں کا راشن ایک کھجور دی گئی۔

پہلے ایک شخص نے اسے منہ میں رکھا اور چوس لیا، پھر دوسرے کو دے دیا، اس نے چوس لیا، پھر تیسرے کو دے دیا۔ اس سے تینوں کو کچھ گلوکوز مل گئی، کچھ انرجی حاصل ہوگئی۔ بتائیے!! من وسلویٰ کیوں نازل نہیں ہوا؟۔

کیا بنی اسرائیل اللہ کو زیادہ محبوب تھے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے؟۔ کیا حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام زیادہ عزیز تھے محمد رسول اللہ ﷺ سے؟۔

غزوۂ خندق کے اندر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت یہ تھی کہ کئی کئی وقت کا فاقہ ہے، کمریں دوہری ہوئی جارہی ہیں تو کمر سے پتھر باندھ لئے ہیں۔ پیٹ کے اوپر پتھر رکھا اور چادر سے کس لیا تاکہ کمر سیدھی رہے۔

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول مکرم ﷺ سے آکر فریاد کی کہ یارسول اللہ ﷺ!! اب یہ فاقہ کشی ناقابل برداشت ہورہی ہے، دیکھئے ہم نے یہ پتھر باندھے ہوئے ہیں۔

اس پر حضور اکرم ﷺ اپنا کرتہ مبارک اٹھا کر دکھاتے ہیں وہاں دو پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ یہ سارے نقشے سیرت کے ہیں، لیکن ہمارے ہاں سیرت کے جلسے ہوتے ہیں تو ان کا موضوع کیا ہوتا ہے۔

حسن یوسف علیہ السلام، دمِ عیسیٰ علیہ السلام، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاداری

یعنی اے محمد رسول اللہ ﷺ!! تمام انبیاء علیہم السلام کو جو خوبیاں دی گئیں وہ ساری کی ساری تنہا آپ ﷺ کو دے دی گئیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام بہت حسین تھے، ان سے بڑھ کر

1۔ جیش العسرہ کی اصطلاح جنگِ تبوک کو جانے والے لشکر کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

حُسن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کر دیا گیا، دم عیسیٰ علیہ السلام اور ید بیضا جیسے معجزات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کر دیئے گئے .... لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث آپ کو کوئی نہیں سنائے گا کہ

''تمام نبیوں علیہم السلام پر جو تکالیف آئی ہیں، میں نے تنہا وہ ساری جھیلی ہیں''۔

بہر حال اس پر پوری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو انقلاب برپا کیا یہ معجزوں سے نہیں ہوا، یہ دعاؤں سے نہیں ہوا۔ یقیناً دعائیں بھی ہوئی ہیں، اس میں کوئی شک نہیں، اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آئی ہے، مثلاً غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ کی مدد آئی ہے اور مدد کا دروازہ آج بھی بند نہیں ہے۔

چمن کے مالی اگر بنالیں موافق اپنا شعار اب بھی
چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر چمن سے روٹھی بہار اب بھی
فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

مدد تو اب بھی آئے گی۔ معجزہ صرف نبیوں کیلئے ہوتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بھی بعض معجزے ہیں۔ بعض مواقع پر تھوڑا سا کھانا بہت سے لوگوں کیلئے کفایت کر گیا۔

ایسے معجزات کی نوعیت کی چیزیں ہوئی ہیں لیکن ایسے معجزات نہیں آئے جیسے ہم بنی اسرائیل کے معاملے میں دیکھتے ہیں کہ دھوپ پریشان کر رہی ہے تو ساتھ کے ساتھ بادل چل رہا ہے۔

''وظللنا علیکم الغمام و انزلنا علیکم المن و السلویٰ''.

یہ بنی اسرائیل کے لئے ہوا ہے۔ چھ لاکھ تھے بنی اسرائیل جو مصر سے نکلے ہیں۔ اندازہ کیجئے کہ یہ قافلہ جب چلتا ہوگا تو کتنا بڑا ایریا ہوتا ہوگا اور اس کے اوپر سائبان کی طرح مسلسل ابر ساتھ ساتھ جا رہا ہے۔ یہاں تو نہیں ہوا۔

یہاں جو کچھ ہوا ہے، زمین پر قدم بقدم چل کر ہوا ہے، عام انسانی سطح پر ہوا ہے، محنت سے ہوا ہے، مشقت سے ہوا ہے، تکلیفیں جھیل کر ہوا ہے، مصائب برداشت کر کے ہوا ہے،

Marfat.com

آزمائشوں سے گزر کر ہوا ہے، امتحانات سے گزر کر ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا اپنا خون دو مرتبہ گرا ہے۔ ویسے تو یہ کہ حضور اکرم ﷺ کی اپنی خواہش یہ تھی کہ:

"والذی نفسی بیدہ لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیا ثم اقتل، ثم احیا، ثم اقتل، ثم احیا ثم اقتل".

(صحیح البخاری)

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے!! میری شدید خواہش ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔"

لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول قتل نہیں ہو سکتے۔ میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ رسول اور نبی میں فرق ہے۔ ایک فرق یہ نوٹ کر لیجئے کہ نبی قتل ہو سکتا ہے لیکن رسول قتل نہیں ہو سکتا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام صرف نبی تھے، قتل ہو گئے، لیکن حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام صرف نبی نہیں تھے، رسول بھی تھے۔

"ورسولا الی بنی اسرائیل"

لہٰذا وہ قتل نہیں ہو سکتے تھے، وہ سولی نہیں چڑھائے جا سکتے تھے، انہیں زندہ آسمان پر اٹھایا گیا، اور وہ دوبارہ آئیں گے۔ بہر حال یہ ہے میرے نزدیک تکمیل رسالت کا دوسرا مظہر۔

معراجِ انسانیت کا مظہر اتم:

تکمیل رسالت کے دوسرے مظہر کے لئے میں نے یہ عنوان مزید قائم کیا ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، خلیفۃ اللہ بنایا، مسجود ملائک بنا دیا، تمام فرشتے ان کے سامنے جھکا دیئے۔ قرآن مجید میں ایک سے زائد مقامات پر یہ الفاظ ہیں:

"فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون".

تین تین معنی میں "فسجد الملئکۃ" "تمام فرشتوں نے سجدہ کیا"۔ "کلھم" "سب نے کیا۔" "اجمعون" "سب نے مل کر کیا"۔

Marfat.com

لیکن اس انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے کیا کیا قوتیں رکھی ہیں، اس کا صحیح مظہر جو ہے وہ شخصیت محمدی ﷺ ہے۔ انسانیت کی عظمت کو دیکھنا ہو، اس کا نمونہ دیکھنا ہو تو وہ محمد عربی ﷺ ہیں۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے غالب کے بارے میں ایک شعر کہا تھا:

فکر انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا
ہے پر مرغِ تخیل کی رسائی تا کجا

اے غالب!! تیری شخصیت اور تیرے اشعار سے انسان کی سوچ پر یہ بات کھلی کہ انسان کا تخیل کہاں تک جا سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے یہ بات واضح ہوئی کہ انسان میں اللہ تعالیٰ نے کتنی طاقت رکھی ہے۔ لہٰذا معراج انسانیت کا ظہور اور اس کا مظہر اتم محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

تکمیل رسالت کا منطقی نتیجہ اور اُمت کی ذمہ داری:

تکمیل رسالت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے جتنے رسول آئے وہ کسی قوم کے لئے کسی علاقے کے لئے یا کسی شہر کے لئے آئے، پوری نوعِ انسانی کے لئے کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا۔ محمد عربی ﷺ اللہ تعالیٰ کے واحد رسول ﷺ ہیں جن کی بعثت پوری نوعِ انسانی کے لیے ہے۔ قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے:

"انا ارسلنا نوحا اِلٰی قومه". (سورۃ نوح:۱)

"ہم نے نوح علیہ السلام کو بھیجا اس کی قوم کی طرف"۔

حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں صراحت ہے کہ آپ علیہ السلام قوم عاد کے لئے بھیجے گئے۔

"والی عادٍ اخاھم ھودا".

حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود کی طرف بھیجے گئے۔

"والی ثمود اخاھم صالحا".

اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام قوم مدین کی طرف بھیجے گئے۔

Marfat.com

"ولی مدین اخاھم شعیباً"

لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اشکال پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے اس وقت پوری دنیا میں ہیں اور ساری نسلوں کے لوگ ہیں۔ مشرق بعید میں چلے جایئے، عیسائیت موجود ہے۔

تاریک براعظم افریقہ کے گھنے ترین جنگلات میں کانگو کے تاس[1] میں پہنچ جایئے، وہاں آپ کو عیسائی مل جائیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عیسائی مشنریز نے تبلیغ کے ضمن میں بہت کارنامے کئے ہیں اور عیسائیت کو جہاں جہاں پہنچایا ہے، عام انسانوں کا وہاں پہنچنا آسان کام نہیں ہے۔

آپ کے ملک میں جیکب آباد میں عیسائی مشن قائم ہیں۔ وہاں اتنی شدید گرمی ہے کہ ہم بھی وہاں پر جاتے ہوئے گھبراتے ہیں، لیکن وہاں انہوں نے اپنے مشن قائم کئے۔ تو اس سے شک ہوتا ہے کہ شاید حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت پوری نوع انسانی کی طرف ہو، لیکن اس نکتے کو سمجھ لیجئے کہ عقلی اور منطقی اعتبار سے اور منصوص اور منقول ہونے کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔

قرآن حکیم میں سورۂ آل عمران میں کہا گیا:

"ورسولا الی بنی اسرائیل"۔

"وہ رسول تھے بنی اسرائیل کی طرف"۔

قرآن کی اس نص قطعی کے علاوہ خود انجیل میں موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں آیا ہوں"۔

پھر جب آپ علیہ السلام نے اپنے بارہ حواریوں کو بھیجا کہ جاؤ، اب جو چیز تمہیں مجھ سے ملی ہے اسے تقسیم کرو، لوگوں میں پہنچاؤ، تبلیغ کرو، ساتھ ہی فرما دیا کہ تمہیں Gentiles میں تبلیغ

1۔ تاس کا مطلب پلیٹ ہے۔ یہاں مرکز کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

نہیں کرنی ہے۔

یہ Goyems اور Gentiles یہود کی اصطلاحیں ہیں۔ یہودی سمجھتے ہیں کہ دراصل انسان تو صرف ہم یہودی ہیں، باقی جو مختلف نسلوں کے انسان ہیں، یہ انسان نما حیوان ہیں۔

ان کی شکلیں انسانوں کی سی ہیں، حقیقت میں یہ حیوان ہیں اور ان کے لئے یہودی Goyems اور Gentiles کو تبلیغ کرنے سے حضرت مسیح علیہ السلام نے روکا۔ بلکہ انجیل میں جو الفاظ ہیں وہ تو میں سمجھتا ہوں حضرت مسیح علیہ السلام کے الفاظ نہیں ہو سکتے، اس میں یقیناً کسی اور نے نمک مرچ ملا دیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں کہ:

"کوئی شخص بھی اپنے بچوں کے حصے کی روٹی کتے کے آگے نہیں ڈالتا"۔

بہرحال یہ بات قرآن مجید سے بھی ثابت ہے اور انجیل سے بھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔

یہ تو اصل میں سینٹ پال تھا، جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دین کو ختم کر دیا اور مسیحیت کے نام پر اپنا خود ساختہ مذہب دنیا میں پھیلا دیا۔

جیسے ہمارے ہاں عبداللہ بن سبا یہودی، اسلام کا شدید دشمن، ایک موقع پر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر آ گیا اور اس نے مسلمانوں کے اندر رخنہ پیدا کیا، بنوامیہ اور بنو ہاشم کی پرانی چپقلش کو زندہ کیا اور کہا:

"اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، خلافت ان کا حق ہے، یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو بیٹھے ہیں یہ غاصب ہے، اور اس سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی غاصب تھے (نقل کفر، کفر نباشد)"۔

بہرحال اسی کے پھیلائے ہوئے فتنے کے نتیجے میں حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ پھر ساڑھے چار برس تک مسلمان آپس میں لڑتے رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے دوران ساڑھے چار سال میں ایک لاکھ مسلمان ایک دوسرے کی تلواروں اور نیزوں سے ختم ہوئے۔ تو وہ جو اسلامی فتوحات کا سیلاب پوری طرح دنیا پر چھا رہا تھا۔

Marfat.com

جس کے بارے میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

وہ سیل رواں تھم گیا۔ اسلام کی جو پیشقدمی دائیں اور بائیں طرف ہو رہی تھی وہ رک گئی۔ ورنہ اسی وقت پوری دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا ہو چکا ہوتا۔

اسی طرح نام نہاد سینٹ پال کا معاملہ تھا۔ جب تک حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں موجود رہے وہ آپ علیہ السلام کا شدید ترین مخالف رہا۔

جب حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی شان قدرت کے تحت اٹھا لیا تو اب وہ منافقت کا لبادہ اوڑھ کر آ گیا کہ مجھے مکاشفہ ہوا ہے، حضرت مسیح علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے اور اب میں حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لے آیا ہوں اور مسیح علیہ السلام نے مجھے یہ حکم دیا ہے، یہ مقام عطا کیا ہے۔

پھر وہ ان کا سب سے بڑا لیڈر بن گیا اور اس نے مسیحیت میں وہ تبدیلیاں کی ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے دین کو یکسر ختم کر دیا۔ عبداللہ بن سبا بھی ہمارے دین کو ختم کر دینا چاہتا تھا، لیکن یہ آخری دین تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ہے۔ جبکہ سینٹ پال نے توفی الواقع حضرت مسیح علیہ السلام کے دین کو ختم کر دیا۔ سب سے برا کام یہ کیا کہ توحید کو تثلیث سے بدل دیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے کسی قول کے اندر تثلیث موجود نہیں ہے۔

آپ چاروں اناجیل پڑھ جایئے، اگرچہ یہ تحریف شدہ اناجیل ہیں پھر بھی کہیں بھی آپ کو تثلیث کا جملہ نہیں ملے گا، یہ سینٹ پال کی ایجاد ہے۔ دوسرے یہ کہ شریعت کو ساقط کر دیا۔ حضرت مسیح یہ کہہ کر گئے تھے کہ جو حضرت موسیٰ کی شریعت ہے وہ تم پر بھی نافذ رہے گی۔

لیکن اس نے شریعت موسوی کو ساقط کر دیا۔ تیسرے یہ کہ مسیحیت کی تبلیغ کا دائرہ Gentiles یعنی غیر اسرائیلوں کے اندر وسیع کر دیا، ورنہ از روئے قرآن مجید اور از روئے انجیل، حضرت مسیح علیہ السلام کے اپنے قول کے مطابق آنجناب علیہ السلام کی بعثت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے اور آخری رسول ہیں جن کی بعثت پوری نوع انسانی کے لئے ہوئی ہے۔ یہ مضمون قرآن مجید میں پانچ مرتبہ، مختلف الفاظ میں آیا ہے۔ سب سے واضح

Marfat.com

انداز میں سورۂ سبا میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

"وما ارسلنك الا كافة للناس بشير و نذيرا"۔

(سورۃ سبا:۲۸)

"اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کیلئے بشیر اور نذیر بنا کر"۔

سورۃ الانبیاء میں ارشاد ہوا:

"وما ارسلنك الا رحمة للعالمين"۔

(سورۃ الانبیاء:۱۰۷)

"ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (کسی ایک قوم یا کسی ایک علاقے کے لیے نہیں بلکہ) تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

نبوت و رسالت ہمیشہ سے رحمت ہے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آ کر یہ رحمت "**رحمة للعالمين**" ہے، یہ تکمیل رسالت کا ایک مظہر ہے، اور سورۃ الاعراف کی آیت ۱۵۸ میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ کہلوایا گیا:

"قل يايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا"۔

"اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!! (ڈنکے کی چوٹ پر) کہہ دو، اے لوگو!! (اے بنی نوعِ آدم علیہ السلام!!) میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں"۔

تکمیل رسالت کا تشنۂ تکمیل مظہر:

اب دیکھئے مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات!! ختم رسالت کا یہ پہلو اور یہ مظہر تاحال تشنۂ تکمیل ہے۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بھیجا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلبہ دین کے لئے "**ليظهره على الدين كله**" تاکہ دین حق کو غالب کر دیں تمام ادیان پر، اور بھیجا پوری نوع انسانی کے لئے۔ ان دونوں باتوں کو جوڑیئے، صغریٰ کبریٰ ملا دیجئے تو بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد یعنی تکمیل رسالت کا آخری مرحلہ وہ ہوگا کہ جب کل نوع انسانی پر اللہ تعالیٰ کا دین غالب آجائے۔

Marfat.com

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ”جواب شکوہ“ میں بڑی پیاری بات کہی ہے:

وقت فرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

یہ کام ابھی نہیں ہوا۔ پوری نوعِ انسانی تک تو یہ دین نہیں پہنچا۔ پوری نوع انسانیت پر اللہ کے دین کا غلبہ نہیں ہوا لیکن نوٹ کر لیجئے کہ یہ ہو کر رہنا ہے۔ ”نوید خلافت“ نامی کتابچے میں وہ احادیث درج ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبریں دی ہیں۔

ایک حدیث میں آپ نے اپنے زمانے سے لے کر تا قیام قیامت پانچ ادوار گنوا دیئے ہیں:

① دورِ نبوت۔
② خلافت علیٰ منہاج النبوۃ، (یعنی خلافت راشدہ)۔
③ ظالمانہ ملوکیت۔
④ غلامی والی ملوکیت۔
⑤ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ۔

اس وقت نوعِ انسانی اس پانچویں دور کی دہلیز تک پہنچی ہوئی ہے، گویا یہ دور آیا چاہتا ہے، زیادہ دور نہیں ہے۔ ”نوید خلافت“ نامی کتابچہ ہم نے لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کیا ہے۔ موجودہ ماحول میں اسلام اور مسلمانوں کے جو حالات ہیں، ان سے بڑی مایوسی ہوتی ہے اور کیفیت یہ ہو جاتی ہے:

سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہے
کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے

اس ناامیدی کے چکر سے نکلنے اور ”دامانِ خیال یار“ کو مضبوطی سے تھامنے کے لئے ان احادیث کو حرزِ جان بنائیں، انہیں پڑھیں، یاد کریں، انہیں لوگوں تک پہنچائیں۔ اپنے طور پر اس کتابچے کو چھاپیں اور تقسیم کریں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ان اللّٰہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا و مغاربھا، و ان

Marfat.com

امتی سیبلغ ملکھا مازوی لی منھا"۔

(صحیح مسلم شریف)

"اللہ تعالیٰ نے میرے لئے کل زمین کو لپیٹ دیا (یا سکیڑ دیا) تو میں نے اس کے تمام مشرق اور تمام مغرب دیکھ لئے۔ اور سن رکھو!! میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو زمین کو سکیڑ کر اور لپیٹ کر مجھے دکھا دیئے گئے"۔

کوئی شک ہے؟ کیسے ہو سکتا ہے کہ دنیا ختم ہو جائے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر تکمیل رسالت کا یہ مظہر پورا نہ ہو کہ کل روئے ارضی پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا لایا ہوا دین، دین الحق اسی طرح غالب ہو جائے جیسے آپ ﷺ کے دست مبارک سے جزیرہ نمائے عرب میں "جاء الحق و زھق الباطل" کی شان سے غالب ہوا تھا۔

اس کیلئے آپ ﷺ نے تکلیفیں جھیلیں، مصیبتیں برداشت کیں، قربانیاں دیں، سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ ایک ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی جان ہم جیسے لاکھوں کی جانوں سے بڑھ کر قیمتی ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی جان کی قیمت کا ہم کیا اندازہ لگائیں گے!! یہ جانیں دی گئی ہیں تب دین غالب ہوا اور اسے پوری دنیا پر غالب ہونا ہے، ورنہ حضور اکرم ﷺ پر تکمیل رسالت کا تقاضا پورا نہیں ہوگا۔

کیسے ممکن ہے کہ دنیا ختم ہو جائے اور حضور اکرم ﷺ پر تکمیل رسالت کا یہ تقاضا کہ کل روئے ارضی پر آپ ﷺ کا لایا ہوا دین نافذ ہونا ہے، پورا نہ ہو!!

ایک اور حدیث جو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں حضور اکرم ﷺ کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں:

"لایبقی علی ظھر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام.........."۔

(مسند احمد)

"اس روئے ارضی پر نہ کوئی اینٹ گارے کا بنا ہوا گھر باقی رہے گا نہ ہی

Marfat.com

کمبلوں کا بنا ہوا کوئی خیمہ بچے گا جس میں اللہ تعالیٰ کلمہ اسلام کو داخل نہ کر دے''۔

یہ ہو کر رہے گا، اور اسی وقت واقعتاً حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت اور رسالت بمعنی تکمیل نبوت و تکمیل رسالت کا بتمام و کمال ظہور ہو گا۔ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے نبی اکرم ﷺ کی احادیث کے مضامین کو بھی اپنے اشعار میں پیش کیا ہے، جیسے کہ اپنے بے شمار اشعار کے اندر قرآن مجید سے استشہاد کیا ہے۔

چنانچہ اس آنے والے دور کے بارے میں کہتے ہیں:

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

دیکھئے یہ کام پہلے جب ہوا تھا، محمد رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے جزیرہ نمائے عرب میں دین کا غلبہ ہو گیا۔ پھر آپ کے بعد اس کی توسیع ہوئی۔ اسلامی افواج مشرق و مغرب میں نکل کھڑی ہوئیں۔

مشرق میں عراق سے ہو کر ایران پہنچیں اور پھر یہ پورا ملک جو اس زمانے کا خراسان تھا، فتح ہوا اور پھر چین تک بات پہنچ گئی۔ مغرب میں اسلامی افواج شام اور سینائی Peninsula کو فتح کرتے ہوئے مصر اور لیبیا جا پہنچیں اور ہوتے ہوتے بحر اوقیانوس تک بات پہنچ گئی۔

کہاں سے کہاں تک!! از کجا تا بہ کجا!! وہ تو جیسا کہ میں نے عرض کیا سبائی فتنے نے اندرونی خلفشار پیدا کیا اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا جس سے ان کی قوت ٹوٹ گئی۔ جیسے کسی اونچائی پر ٹرک چڑھ رہا ہو اور کہیں موشن ٹوٹ جائے تو اس کے بعد مزید چڑھائی چڑھنا بہت مشکل

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ صورت کہ۔

تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا

یکسر تبدیل ہو گئی، ہمارا وہ سیلِ رواں تھم گیا اور Reversal شروع ہو گیا۔ اب بھی یہی ہو گا کہ کسی ایک خطے میں اللہ تعالیٰ کا وہ نظام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو گا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایسا ہونا ہے، یہ یقینی ہے، اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش ہے ہی نہیں۔ کب ہو گا؟ یہ ہم نہیں کہہ سکتے۔

کتنی قربانیاں دے کر ہو گا، یہ ہم نہیں کہہ سکتے۔ ابھی کتنے نشیب وفراز آئیں گے، ہم نہیں کہہ سکتے۔ میرے مشاہدے میں کچھ اشارات ہیں کہ اب غلبہ اسلام کا آغاز پاکستان اور اس سے ملحق سرزمین افغانستان سے ہو گا۔

اگرچہ موجودہ حالات بڑے تباہ کن ہیں، افسوس ناک ہیں، افغانستان میں طالبان کی قائم کردہ اسلامی حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے، جہاد کشمیر پر ریورس گیئر لگ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ کرے، لیکن بش نے اپنی سیکرٹ ایجنسیوں کو ایسی تیاریاں مکمل کرنے کا حکم دے دیا ہے کہ اگر ذرا سا بھی اندیشہ ہو کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیتوں تک بنیاد پرستوں کی رسائی ہو سکتی ہے، تو ان پر فوراً قبضہ کر لیا جائے۔

سود کے خاتمے کے بارے میں ہمارے یہاں جو پیش رفت ہوئی تھی، اب اس پر بھی ریورس گیئر لگ گیا ہے اور اس ضمن میں ربع صدی کی مساعی پر خط تنسیخ پھیر دیا گیا ہے۔ تو حالات بڑے نامساعد اور ناموافق ہیں۔ لیکن۔

اور بھی دور فلک ہیں ابھی آنے والے
ناز اتنا نہ کریں ہم کو ستانے والے

اور۔

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہو گا یہی ہے اک حرفِ محرمانہ

ظاہر ہے کہ کوئی بھی حالات ہمیشہ کے لئے نہیں ہوتے۔ لیکن میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز اسی خطۂ ارض سے غلبہ اسلام کا آغاز ہو گا۔

اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے چار پانچ سو سال سے اس کی تمہید کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

مشیت میں پاکستان سے کوئی بڑا کام لینا مقصود ہے۔ انشاء اللہ!

پس چہ باید کرد؟

ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے اور اس کی اقامت کے لئے کمر کس لے۔ دنیا میں کیا ہوتا ہے، کیا نہیں ہوتا، یہ میرے اور آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔ میں جو کچھ کر سکتا ہوں اس کے بارے میں جواب دہ ہوں، آپ جو کچھ کر سکتے ہیں، جو بھی آپ کے اختیار میں ہے اس کے لئے آپ عنداللہ مسئول [1] ہیں، ذمہ دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت حضور اکرم ﷺ کی وفاداری کے ساتھ مشروط ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

چنانچہ جن کو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ وفا کا دعویٰ ہے وہ اپنے سر پر کفن باندھ کر اور یہ عہد کر کے کہ:

''ان صلاتی و نسکی ومحیای و مماتی للہ رب العالمین''۔

''یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا اللہ رب العالمین کے لئے ہے''۔

(سورۃ الانعام:۱۶۲)

اللہ تعالیٰ کے دین کو عملاً قائم کرنے کی جدوجہد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ اس لئے کہ تکمیل رسالتِ محمدی ﷺ کا آخری مرحلہ ابھی باقی ہے، جس کی خبر دی ہے اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم نے کہ یہ ہونا ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ بعثت محمدی ﷺ کا تقاضا بتمام و کمال پورا نہ ہو اور دنیا ختم ہو جائے۔

دنیا کے خاتمے سے پہلے کل چہار دانگ عالم پر، کل عالم انسانیت پر، اللہ تعالیٰ کا دین نافذ ہو گا۔ اسی کام کے لئے پاکستان قائم کیا گیا تھا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے پکار پکار کر، چیخ چیخ کر دعائیں کیں تھیں۔

1۔ وہ جس سے سوال کیا جائے۔ (مرتب)

Marfat.com

''کہ اے اللہ تعالیٰ!! ہمیں انگریز اور ہندو کی دوہری غلامی سے نجات دے، ہم تیرے نبی ﷺ کے دین کو بول بالا کریں گے، پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنائیں گے''۔

حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ہم پاکستان میں اسلام کے اصول حریت و اخوت ومساوات کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں گے اوراسی لئے ہمیں معجزے کے طور پر یہ ملک ملا تھا، لیکن افسوس، صد افسوس!!

''اولیٰ لک فاولی ○ ثم اولی لک فاولی ○''۔

(القیامۃ ۷۵: ۳۴-۳۵)

۵۵ برس گزر گئے لیکن اسلام یہاں نہیں آیا۔نتیجہ کیا نکلا؟۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے ۲۵ برس ہمیں مہلت دی تھی۔ جب ہم نے اسلام نافذ نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے عذاب کا ایک کوڑا ہماری پیٹھ پر برسایا۔ ہندوستان کے ہاتھوں ۱۹۷۱ء کی شکست عظیم یاد ہے؟۔

ہمارے ۹۳ ہزار فوجی اس ہندو کے ہاتھوں جنگی قیدی بنے جس پر ہم نے کہیں ہزار برس حکومت کی تھی، کہیں چھ سو برس اور کہیں آٹھ سو برس۔ اندرا گاندھی کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ ہم نے دوقومی نظریہ خلیج بنگال میں غرق کردیا ہے، اوراس نے یہ بھی کہا کہ:

"We Have Avenged Our Thousand Years Defeat"

کہ ہم نے اپنی ہزار سالہ شکست کا بدلہ چکا دیا ہے۔

غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا یہ کوڑا کیوں پڑا؟۔اس لئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ بے وفائی کی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ خلافی کی اور اللہ تعالیٰ کے دین کو نافذ نہیں کیا، اوراب جو حالات ہیں وہ انتہائی تشویشناک ہیں۔ ہم امریکہ کے ہاں گروی رکھے جا چکے ہیں، ہمارے Bases اسکے کنٹرول میں ہیں۔

ایف بی آئی، سی آئی اے اور موساد پاکستان میں موجود ہے۔ ہمارے ایئرپورٹس پر ان کے معین حصے ہیں، ہماری خودمختاری گویا کہ گروی رکھ دی گئی ہے۔ دوسری طرف بھارت کی دھمکی آمیز روش اوراس کی رعونت کو دیکھئے کہ کتنے بڑے پیمانے پر اس نے ہماری سرحدوں پر فوجیں

Marfat.com

لا کھڑی کی ہیں اور ہم اس سے معذرت کر رہے ہیں کہ دراندازی بالکل بند ہو چکی ہے۔

حالانکہ پہلے ہم کہہ رہے تھے کہ یہ مجاہدین آزاد ہیں، آزادی کی جدوجہد ان کا حق ہے، لیکن اب ہمیں اپنا تھوکا ہوا چاٹنا پڑا ہے۔ یہ حالات ہیں جس میں اندیشہ ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا بڑا کوڑا پھر ہماری پیٹھ پر نہ برس جائے۔

آپ میں سے بہت سے لوگوں کے علم میں ہوگا کہ آج سے کوئی سال بھر پہلے امریکہ کے ایک بہت بڑے تھنک ٹینک کی طرف سے یہ بات آچکی ہے کہ ۲۰۲۰ء میں پاکستان کے نام سے کوئی ملک دنیا میں موجود نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نہ کرے کہ ایسا ہو!! اللہ تعالیٰ ان کے عزائم کو خاک میں ملانے پر قادر ہے، لیکن اگر ہمارے چلن یہی رہے تو شدید اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد سے ہاتھ کھینچ لے۔ ہم نے موٹروے بنالی، ہم نے بڑے بڑے محل بنالئے۔

کراچی، لاہور اور پشاور کی ڈیفنس سوسائٹیاں ذرا جا کر دیکھئے کہ دودو، تین تین کروڑ کا ایک ایک بنگلہ ہے، لیکن ہم اسلام نافذ نہیں کر سکے۔ یہ جرم ہمارا ایسا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ آخری سزا دے دے اور ہوسکتا ہے کہ ابھی کچھ مہلت باقی ہو۔ بہر حال ایک بات محاورے کے طور پر کہی جاتی ہے کہ

''جب تک سانس تب تک آس''۔

جب تک اللہ تعالیٰ نے مہلت دے رکھی ہے کچھ نہ کچھ کرنا ہے۔ کرنا کیا ہے، یہ جان لیجئے!!

میرے اب تک کے بیان سے بھی یہ بات واضح ہو چکی ہوگی کہ اسلامی نظام کا قائم کرنا آسان کام نہیں ہے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس راہ میں اپنے دندان مبارک شہید کروانے پڑے، اپنے خون کا فوارہ چھڑوانا پڑا، اور ۲۵۹ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانوں کا نذرانہ دینا پڑا جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم بھی تھے، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ آج بھی یہ کام آسان نہیں ہے۔

لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

آج اسلام کے نفاذ کے لئے ہماری تنظیم اسلامی کا جو طریقہ کار ہے، وہ میں اب آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

① پہلا مرحلہ یہ ہے کہ خود اپنی ذات پر اور اپنے گھر میں اسلام نافذ کیا جائے۔ سب سے

Marfat.com

مشکل کام یہی ہے۔

منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

ہمارے عوام کی عمومی روش یہ ہے کہ ہم سے نعرے لگوالو، چندے لے لو، جلوس نکلوالو، جلسے کروالو، لیکن ہماری زندگی کا جو نقشہ ہے وہ نہیں بدلے گا۔ اگر سودی کاروبار ہے تو وہ جاری رہے گا، اگر سودی قرضہ لے کر محل بنایا ہے تو وہ باقی رہے گا، اگر گھر میں شرعی پردہ نہیں ہے تو نہیں آئے گا، تو اسلام کیسے آجائے گا؟۔

لہٰذا جس کا بھی ارادہ ہو، جسے بھی اللہ تعالیٰ آپ میں سے قبول فرمالے اسے پہلا فیصلہ کرنا ہوگا کہ مجھے اپنی زندگی سے حرام کو نکال دینا ہے، فرائض و واجبات کی پابندی کرنی ہے اور ارکان دین کی بجا آوری تمام شرائط کے ساتھ کرنی ہے اور پھر یہ کہ اپنے وجود پر اور اپنے گھر پر شریعت کا مکمل نفاذ کرنا ہے۔

② شریعت پر کاربند ہونے کا عزم کر لینے والے پھر مل جل کر ایک طاقت بنیں۔ ایک اکیلا دو گیارہ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یداللّٰہ علی الجماعۃ"۔

"یعنی اللہ تعالیٰ کی تائید اور اللہ تعالیٰ کی نصرت جماعت کے ساتھ ہے"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول تو یہاں تک ہے:

"لا اسلام الا بالجماعۃ"۔

"جماعت کے بغیر کوئی اسلام نہیں ہے"۔

چنانچہ جماعت کی شکل اختیار کرنا ضروری ہے اسی لئے ہم نے تنظیم اسلامی بنائی۔ ہمارا سیاست کا کھیل کھیلنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میں تو اپنی زندگی کے دس دس سال جماعت اسلامی کی تحریک کی نذر کر کے پھر وہاں سے نکلا تھا، اور اسی بنیاد پر نکلا تھا کہ آپ نے جو الیکشن کا راستہ اختیار کیا ہے اس سے آپ عام معنی میں سیاسی جماعت بن گئے ہیں، اب آپ وہ انقلابی جماعت نہیں رہے، جس میں میں نے شمولیت اختیار کی تھی۔

ہماری دعوت یہ ہے کہ ہماری جماعت میں آنے والے لوگ پہلے اپنی ذات پر اور اپنے

Marfat.com

گھر میں اللہ تعالیٰ کے دین کو نافذ کریں، جو بڑا مشکل کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری رفتار بڑی کمزور ہے۔لوگ نعرے لگانے کو تیار ہیں، کسی کو کافر کہلانا ہو تو نعرے لگا دیں گے، کسی کے خلاف کوئی مہم اٹھانی ہو تو اٹھا دیں گے، مگر خود اپنے آپ کو بدلنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ:

''ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم''. (الرعد:١١)

''یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حالات کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے آپ کو نہ بدلے''۔

تو پہلا قدم اپنے آپ کو بدلنا اور دوسرا قدم مل جل کر جماعت بنانا ہے۔

دنیا میں جماعت سازی کے مختلف طریقے رائج ہیں۔ایک دستوری طریقہ ہے کہ اگر آپ کو کسی جماعت کا دستور منظور ہے تو آپ اس کے رکن بن گئے، پھر ارکان جو ہیں وہ صدر یا امیر کو ایک معین مدت دو سال، چار سال، یا چھ سال کے لئے چنیں گے، پھر انتخاب ہوگا۔ پھر اس امیر یا صدر کے لئے شوریٰ یا مینیجنگ کمیٹی ہوگی۔اس میں طے کیا جائے گا کہ کتنے اختیار امیر کے پاس ہیں اور کتنے شوریٰ یا مینیجنگ کمیٹی کے پاس ہیں۔

یہ طریقہ کار میرے نزدیک مباح ہے، جائز ہے، حلال ہے، حرام نہیں ہے، لیکن مسنون نہیں ہے۔ جماعت سازی کا مسنون طریقہ بیعت پر مبنی ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت علی الموت لی کہ اپنی جانیں دے دیں گے لیکن یہاں سے نہیں ہلیں گے۔

غزوۂ احزاب میں خندق کھودی جا رہی تھی تو کئی کئی وقتوں کے فاقے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب پھاوڑے چلا رہے تھے تو ان کی زبان پر ایک شعر تھا، اور وہ آواز میں آواز ملا کر یہ شعر پڑھ رہے تھے:

نحن الذین بایعوا محمداً
علی الجھاد ما بقینا ابداً

''ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے جہاد کی بیعت کی ہے، اب یہ جہاد جاری رہے گا جب تک جان میں جان ہے''۔

Marfat.com

جب جان نکل جائے تو ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی، جب تک جسم میں جان ہے، یہ جہاد جاری رہے گا۔

اب آپ بیعت کے بارے میں یہ متفق علیہ روایت ملاحظہ کیجئے جس کے راوی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس حدیث میں مذکورہ بیعت نو نکات پر مشتمل ہے اور اسی کو ہم نے تنظیم اسلامی میں اختیار کیا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بایعنا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علی السمع والطاعة، فی العسروالیسر، والمنشط والمکرَہِ، وعلی اثرہ علینا، وعلی ان لا ننازع الامر اھلہ، وعلیٰ ان نقول بالحق اینما کنا، لا نخاف فی اللّٰہ لومة لائم"۔

"ہم نے بیعت کی تھی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہر حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے، چاہے مشکل ہو چاہے آسانی ہو، چاہے ہماری طبیعتیں آمادہ ہوں چاہے ہمیں طبیعتوں پر جبر کرنا پڑے، چاہے دوسروں کو ہم پر ترجیح دے دی جائے (ہم یہ نہیں کہیں گے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پرانے خادم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک نو وارد کو ہمارے اوپر امیر کیوں بنا دیا؟ بلکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اختیار ہو گا جسے آپ چاہیں امیر بنائیں) جنہیں امیر مقرر کیا جائے گا ان سے جھگڑیں گے نہیں (ان کی بھی اطاعت کریں گے) البتہ ہر موقع پر جو صحیح رائے ہو گی وہ ضرور پیش کر دیں گے، اللہ تعالیٰ کے معاملے میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے"۔

یہ بیعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لی تھی۔ ہم نے اس کو ایک لفظ (فی المعروف) کے اضافے کے ساتھ اختیار کر لیا۔ اس لئے کہ امیر تنظیم اسلامی کی بیعت مطلق نہیں ہے، شریعت کے دائرے کے اندر اندر ہے۔ امیر تنظیم شریعت کے کسی حکم کے خلاف حکم نہیں دے سکتا۔ البتہ اس دائرے کے اندر اندر جو حکم دے گا وہ واجب التعمیل ہے۔

Marfat.com

③ جو لوگ یہ بیعت کرلیں اور وہ اپنے گھر پر، اپنی ذات پر اللہ تعالیٰ کا دین حتی المقدور نافذ کر چکے ہوں اب وہ یہی کام کریں کہ یہ دعوت لوگوں تک پہنچائیں............ زبان سے، کتابوں سے، رسالوں سے، ویڈیوز سے، آڈیوز سے، گفتگوؤں سے اور خطابات عام سے یہ پیغام عام کر دیں، تاکہ لوگ اس جماعت میں شامل ہوں، اور ان کی معتد بہ تعداد ہو جائے۔ پھر ان کی تربیت ہو، اور جب تک تعداد اتنی کافی نہ ہو جائے کہ پورے نظام کو چیلنج کیا جاسکے اس وقت تک یہی کام باللسان کرنا ہے، زبان سے نیکی کی بات کرنی ہے، زبان سے برائی کو روکنا ہے اور ساتھ ساتھ تربیت کا عمل جاری رکھنا ہے اور جب طاقت کافی ہو جائے، منظم بھی ہوں، واقعتاً اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار بھی ہوں، تو اب چیلنج کریں گے کہ ہم یہ فلاں حرام کام یہاں نہیں ہونے دیں گے، یا ہم نہیں یا یہ نہیں!! گھیراؤ کریں گے، پکٹنگ کریں گے، جلوس نکالیں گے، دھرنے ماریں گے، اپنے سینے کھول کر کہیں گے کہ چلاؤ ہم پر گولی!!

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مؤمن
نہ مالِ غنیمت!! نہ کشور کشائی

جو کام ایرانیوں نے کیا وہ یہاں کرنا ہوگا۔ انہوں نے بیس ہزار سے تیس ہزار کے درمیان جانیں دی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شہنشاہ آریامہر کو جان بچا کر بھاگنا پڑا اور آیت اللہ خمینی پیرس سے نازل ہو کر وہاں کا حکمران بن گیا۔ یہ ہماری زندگیوں میں ہوا ہے، کوئی بہت پرانا معاملہ نہیں ہے، ابھی اس کو ربع صدی بھی نہیں ہوئی۔ یہ کوئی ازمنہ قدیمہ کی تاریخ نہیں ہے۔

ہمارے ہاں غلطی یہ ہوئی کہ کچھ لوگوں نے سوچا کہ چلو الیکشن کا راستہ دیکھتے ہیں، ہمیں زیادہ ووٹ مل جائیں گے، حکومت ہماری ہو جائے گی تو ہم اسلامی نظام قائم کر دیں گے۔ لیکن یہ راہِ یسیر راہِ عسیر[1] بن گئی ہے، یہ شارٹ کٹ Longest کٹ بن گئی ہے۔

جماعت اسلامی نے ۱۹۵۱ء میں پہلی مرتبہ الیکشن میں حصہ لیا تھا، اب ۲۰۰۲ء میں لے رہے ہیں، لیکن ان ۵۱ برسوں کا حاصل کچھ بھی نہیں۔ اور سوچئے، کیا آیت اللہ خمینی کی حکومت

1۔ یعنی کہ آسان راستہ، مشکل راستہ بن گیا۔ (مرتب)

Marfat.com

ایران میں الیکشن کے ذریعے قائم ہوسکتی تھی؟ قطعاً نہیں، ناممکن!! اس اعتبار سے یہ نہ سمجھئے کہ میں آیت اللہ خمینی کی پوری دعوت اور ان کے عقائد کی تائید کر رہا ہوں۔ نہیں، وہ شیعہ ہیں، ہمارا ان کا بڑا اختلاف ہے۔

لیکن یہ کہ انقلاب برپا کرنے کے لئے اس وقت دنیا میں آخری قدم الیکشن نہیں ہے۔ پھر یہ کہ کسی طرح کی دہشت گردی کر کے اور کسی چھاپہ مار جنگ سے بھی اسلام نہیں آئے گا۔ لوگوں نے یہ راستے اختیار کر کے دیکھ لیے ہیں، لیکن کہیں کامیابی نہیں ہوئی، نہ الجزائر میں نہ مصر میں، حالانکہ بہت سے لوگوں نے جانیں دی ہیں اور خلوص کے ساتھ دی ہیں۔

عام طور پر یہ خیال ہے کہ انتقال اقتدار کے دو ہی راستے ہیں، بیلٹ یا بلٹ۔ لیکن ان دونوں کے علاوہ تیسرا راستہ وہ ہے جو ایرانیوں نے دکھایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"الحکمة ضالة المؤمن، فحيث وجدها هوا حق بها".

"یعنی حکمت کی بات، دانائی کی بات، عقل کی بات، سمجھ کی بات وہ مؤمن کی گمشدہ متاع کی مانند ہے، جہاں سے بھی مل جائے مؤمن اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے چنانچہ جہاں سے ملے لے لو"۔

شیعہ حضرات نے تو پاکستان میں بھی اپنا مطالبہ منظور کروا کے دکھا دیا تھا۔ ضیاء الحق صاحب نے زکوۃ آرڈی نینس نافذ کیا تھا جس پر شیعہ بپھر گئے تھے کہ ہم حکومت کو زکوۃ نہیں دیں گے۔ اندازہ کیجئے کہ مارشل لاء کی حکومت تھی، اور مارشل لاء ابھی بوڑھا نہیں ہوا تھا۔

۱۹۷۷ء میں مارشل لاء آیا تھا اور ابھی ۱۹۸۰ء تھا۔ اس کا بڑا رعب اور دبدبہ تھا، لیکن پچاس ہزار شیعوں نے اسلام آباد میں جمع ہو کر مرکزی سیکریٹریٹ کا گھیراؤ کر لیا اور دھرنا مار کر بیٹھ گئے کہ ہمیں زکوۃ آرڈی نینس سے مستثنیٰ کیا جائے۔ چنانچہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی ناک زمین پر رگڑی گئی اور اس نے یقین دہانی کرائی، تب وہ اٹھے۔ یہ طریقہ ہے کام کرنے کا۔ اگر گولی چلتی تو وہ جانیں دیتے۔ ایران میں گولیاں چلی ہیں اور مظاہرین نے جانیں دی ہیں۔ یہاں ضیاء الحق سمجھدار آدمی تھا۔ اسے معلوم تھا کہ شیعوں کے ایسے ہجوم پر اگر گولی چلا دی گئی تو پاکستان میں طوفان اٹھ کھڑا ہوگا۔

شیعہ آفیسرز آرمی میں بھی موجود ہیں، پولیس میں موجود ہیں، بیورو کریسی میں موجود ہیں۔ کہاں نہیں ہیں!! اس لئے اس نے اپنی ناک نیچی کر لی اور ان کا مطالبہ مان لیا۔ یہ طریقہ ہے

Marfat.com

آج کی دنیا میں مطالبات منوانے کا!! لیکن جیسا کہ میں نے کہا، اس کے لئے وہ لوگ تیار ہو جائیں جو خود دین پر کاربند ہو چکے ہیں۔

اس وقت دنیا کے جو حالات ہیں ان میں عالم اسلام خصوصا ہمارے ملک میں شدید مایوسی کی کیفیت ہے۔ اس مایوسی کے ازالے کے لئے ہمیں ان احادیث کی ضرورت ہے جن کا میں نے حوالہ دیا ہے کہ ان میں حضور اکرم نے روشنی کی کرنیں دکھائی ہیں............ چنانچہ نہ بش صاحب اترائے، نہ شیرون اترائے۔

ایک زمانہ آئے گا کہ ایک ایک یہودی قتل ہوگا، اور عظیم تر اسرائیل بنانے کا جو یہ خواب دیکھ رہے ہیں، وہ ان کا عظیم قبرستان بنے گا۔ اس کی خبر دی ہے نبی مکرم ﷺ نے اور یہ ہو کر رہے گا۔ ابھی حالات ذرا خراب ہیں، لیکن درحقیقت جتنے بھی حالات خراب ہیں، اتنے ہی اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کے مواقع زیادہ ہیں۔ حالات آسان ہو جائیں تو نیکی کا وہ اجر و ثواب نہیں ہوتا جو مشکل حالات میں کی گئی نیکی کا اجر و ثواب ہوتا ہے۔ مشکل حالات تو اہل ہمت کی ہمت میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔

''مرزا قادیانی کے دماغ و زبان کی مہار، شیطان نے تھام رکھی تھی اور وہ مرزا کو منہ زور گھوڑے کی طرح جھوٹ کی وادیوں میں دوڑاتا تھا۔ ہر قدم پر جھوٹ تیار کرنا اور پھر سب سے پہلے اس کا خود بے دریغ استعمال کرنا اس کا وطیرہ تھا۔ ہمارے اکابرین نے اپنی ایمانی وجدانی کیفیات سے سرشار ہو کر اس کا تعاقب کیا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تک اور پھر حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ تک سبھی حضرات نے اُمت کے اس فتنہ کے خلاف رہنمائی نہ فرمائی ہوتی تو اس فتنہ کے بڑھنے کے بہت اسباب تھے۔ آپ نے ان کے سامنے دیوار چین کھڑی کر دی ہے لیکن مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ دیکھیں یہ بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ایک امتی قادیانی ہو گیا تو ہم سے پوچھا جائے گا کہ قادیانیوں نے اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا تھا۔ تم نے اس کا ایمان بچانے کی فکر کیوں نہ کی تھی''۔

(حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

آئینۂ قادیانیت

رمضان المبارک کے مہینے میں براہِ راست ٹیلی ویژن پر کیے گئے
پروگرام میں ایک سوال کا جواب

ڈاکٹر محمد ذاکر عبدالکریم نائیک

Marfat.com

الحمد للّٰہ والصلوۃ والسلام علٰی رسول و آلہٖ واصحابہ .

آپ سب پر اللہ کی رحمتیں ہوں!

جہاں تک آخری سوال کا تعلق ہے جو قادیانیت کے بارے میں ہے تو سورۃ احزاب، سورۃ نمبر ۳۳ آیت نمبر ۴۰ میں کہا گیا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝۴۰

ترجمہ: ''(مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی (سلسلہ نبوت ختم کرنیوالے) ہیں۔ اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔''

قرآن بہت واضح بیان کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے آخری رسول اور آخری نبی ہیں۔ جہاں تک مرزائیوں کا تعلق ہے وہ نبی اور رسول کے معنی کو باہم خلط ملط کرتے ہیں۔ عربی میں نبی کے معنی ہیں وہ شخص جو پیغام پہنچانے والا ہو اور رسول کے معنی ہیں وہ شخص جو پیغام دینے آیا ہو اور جس کے پاس کوئی پیغام ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخری رسول اور نبی ہیں۔ جب قرآن کہتا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں تو اس سے واضح ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ لیکن مرزائی ان الفاظ کے معانی کو باہم خلط ملط کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مستقبل میں اور کوئی رسول تو نہیں آئے گا لیکن نبی آئیں گے۔ یہ سراسر غلط ہے۔ یہ عقیدہ، کہ مرزا غلام احمد قادیانی ان انبیاء میں سے ایک ہے جو حضور کے بعد آئیں گے، بالکل بے بنیاد ہے۔ یہ قرآن کے خلاف ہے اور مرزائیوں کا موقف بالکل غلط ہے۔

Marfat.com

مرزا غلام احمد قادیانی کے
تیس (۳۰) جھوٹ

حافظ زبیر علی زئی

Marfat.com

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ خاتم النبیین، أما بعد:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود اور مثیلِ مسیح ہونے کا اعلان کر کے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی موت واقع ہونے کا دعویٰ کیا تو مولانا محمد حسین بٹالوی نے ایک فتویٰ مرتب کر کے علماء کی خدمت میں پیش کیا۔ اس زمانے کے مشہور اہل حدیث اور غیر اہل حدیث علماء نے ۱۸۹۲ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر، دجال اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اس فتوے پر مولانا سید نذیر حسین دہلوی، مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا ابو الحسن سیالکوٹی، مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولانا حافظ عبداللہ غازیپوری، مولانا قاضی عبدالاحد خانپوری، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا عبدالجبار عمر پوری، مولانا محمد ابراہیم آروی، مولانا احمد حسن دہلوی، مولانا امام عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالحق غزنوی اور مولانا حافظ محمد لکھوی وغیرہم جلیل القدر اہل حدیث علماء کے دستخط ہیں۔ رحمہم اللہ اجمعین۔

یہ سب سے پہلا فتویٰ تھا جس میں مرزا اور اس کے پیروکاروں کو کافر اور دینِ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ اس فتوے کی تفصیلات مولانا محمد حسین بٹالوی کے مرتب کردہ ''پاک وہند کے علمائے اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج ہیں'' اور ''تحریک ختم نبوت'' (مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور) وغیرہ میں درج ہیں۔ اس فتوے پر سب سے پہلے سید نذیر حسین محدث دہلوی کے دستخط اور مہر ہے۔ رحمہم اللہ اجمعین!

Marfat.com

مرزا غلام احمد بذات خود لکھتا ہے:

''غرض بانی استفتاء[1] (بٹالوی) صاحب اور اول المکفرین میاں نذیر حسین صاحب ہیں اور باقی سب ان کے پیرو ہیں جو اکثر بٹالوی صاحب کی دلجوئی اور دہلوی صاحب کے حق استاذی کی رعایت سے ان کے قدم پر قدم رکھتے گئے''۔

(دافع الوساوس/آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۱، روحانی خزائن جلد ۵، صفحہ ۳۱)

مرزا لکھتا ہے:

''اور یاد کر وہ زمانہ جبکہ ایک ایسا شخص تجھ سے مکر کرے گا جو تیری تکفیر کا بانی ہوگا اور اقرار کے بعد منکر ہو جائے گا (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) اور وہ اپنے رفیق کو کہے گا (یعنی مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کو) کہ اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا یعنی کافر بنانے کے لئے فتویٰ دے''۔

(نزول المسیح صفحہ ۱۵۴، دوسرا نسخہ صفحہ ۱۵۲، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ ۵۳۰)

مرزا لکھتا ہے:

''اور مولوی محمد حسین جو بارہ برس کے بعد اول المکفرین بنے بانی تکفیر وہی تھے اور اس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے والے میاں نذیر حسین صاحب دہلوی تھے''۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۹، دوسرا نسخہ صفحہ ۷۵، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۱۵ حاشیہ تذکرہ طبع دوم صفحہ ۹۱ تحت رقم ۱۱۳)

مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

''پینتیسویں پیشگوئی۔ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب رسالہ اشاعت السنہ جو بانی مبانی تکفیر ہے اور جس کی گردن پر نذیر حسین دہلوی کے بعد تمام مکفروں کے گناہ کا بوجھ ہے اور جس کے آثار بظاہر نہایت ردی اور یاس کی حالت کے ہیں۔ اس کی نسبت تین مرتبہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنی

1۔ استفتاء کا معنی ہے کسی مسئلے پر علماء سے فتویٰ دینے کی درخواست کرنا۔ (مرتب)

Marfat.com

اس حالت ضلالت سے رجوع کرے گا اور پھر خدا اس کی آنکھیں کھولے گا۔ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ O"۔

(سراج منیر صفحہ ۷۸، روحانی خزائن جلد ۱۲، صفحہ ۸۰)

معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے اعتراف کے مطابق، سب سے پہلے اس کی تکفیر کرنے والے مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی اور مولانا محمد حسین بٹالوی تھے۔ رہا مرزا کا یہ شیطانی الہام کہ بٹالوی صاحب تکفیر سے رجوع کرلیں گے، بالکل جھوٹا اور باطل ثابت ہوا۔ مولانا بٹالوی صاحب اپنی وفات تک دینِ اسلام پر ثابت قدم رہے اور مرزا و ذریت مرزا کو کافر و مرتد سمجھتے رہے اور اسی طرف قول و فعل سے دعوت دیتے رہے۔

ابو القاسم محمد رفیق دلاوری دیو بندی تقلیدی نے مولانا بٹالوی اور منشی الٰہی بخش کے بارے میں لکھا ہے:

"ان دونوں حضرات نے نہ صرف قبول مرزائیت سے اعراض کیا بلکہ مرزائیت کا بپتسمہ[1] لینے کے بجائے الٹا اخیر وقت تک مرزائیت کے جسم پر چرکے لگاتے اور الہامی صاحب کے سینہ مونگ دلتے رہے، تردید مرزائیت مولانا بٹالوی کا تو دن رات کا مشغلہ تھا لیکن منشی الٰہی بخش بھی قادیان شکنی میں کسی سے پیچھے نہیں رہے"۔

(رئیس قادیان جلد ۲ صفحہ ۱۳۳)

یعنی دیو بندیوں کے نزدیک مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ مرزائیت و قادیانیت کے سخت مخالف اور قادیان شکنی میں پیش پیش تھے۔

اس تمہید کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے بے شمار جھوٹوں میں سے تیس (۳۰) جھوٹ باحوالہ پیش خدمت ہیں:

جھوٹ نمبر ۱:

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"ایک اور حدیث بھی مسیح ابن مریم کے فوت ہو جانے پر دلالت کرتی ہے

1۔ رنگنا، عیسائیت کی ایک رسم جس میں نومولود بچے کے سر پر مقدس پانی کی چھینٹیں ماری جاتی ہیں اور اس کو عیسائی مان لیا جاتا ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو ۱۰۰ برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی"۔

(ازالۂ اوہام صفحہ ۱۲۷، دوسرا نسخہ صفحہ ۲۵۲، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۲۷)

تبصرہ:

ایسی کوئی حدیث جس میں آیا ہو کہ آج کی تاریخ سے سو (۱۰۰) برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی، حدیث کی کسی کتاب میں موجود نہیں ہے لہٰذا مرزا نے نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: (**لا تأتي مائة سنة وعلى الأرض نفس منفوسة اليوم.**) سو سال نہیں آئیں گے اور زمین پر آج کے دن جتنے متنفس موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔

(صحیح مسلم: ۲۵۳۹ واللفظ لہ، المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۱ صفحہ ۱۳۱، دوسرا نسخہ صفحہ ۱۵)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو اس دن تک جتنے انسان (اور جاندار) پیدا ہو چکے تھے ان میں سے کوئی متنفس بھی سو سال کے بعد زندہ نہیں رہے گا۔ دیکھئے مسند احمد (جلد ۱ صفحہ ۹۳، ح ۷۱۴ وسندہ حسن) وغیرہ۔

یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اگر کوئی کہے کہ سوال تو قیامت کا تھا؟ عرض ہے کہ قیامت کا علم صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بات دوسری احادیث میں بیان فرما دی ہے لہٰذا آپ نے پوچھنے والوں کو ان کی اپنی وفات کا آخری وقت بتا دیا۔

جھوٹ نمبر ۲:

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"اور اولیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا"۔

(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۹، دوسرا نسخہ صفحہ ۲۳، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۷۱)

Marfat.com

تبصرہ:

اولیاء کے صیغہ جمع کو چھوڑیئے، کسی ایک سچے ولی اللہ سے بھی یہ دعویٰ ثابت نہیں ہے کہ مسیح موعود چودہویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور پنجاب میں ہوگا۔ نیز دیکھئے مرزا کا جھوٹ نمبر ۶ مع تبصرہ

تنبیہ (۱):

قولِ راجح میں نبی اور رسول کے سوا کسی کو بھی کشف یا الہام قطعاً نہیں ہوتا جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث میں اشارہ ہے:

(انه قد كان فيما مضى قبلكم من الأمم محدثون وانه ان كان في أمتي هذه منهم فانه عمر بن الخطاب)

یقیناً تم سے قبل سابقہ امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے، جنہیں الہام ہوتا تھا اور اگر میری اس امت میں کوئی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب (ہوتے)۔

(صحیح بخاری: ۳۴۶۹ کتاب الحادیث الانبیاء باب بعد باب حدیث الغار)

اس حدیث میں ''ان کان'' کے لفظ سے صاف ظاہر ہے کہ امت میں کسی کو بھی کشف والہام نہیں ہوتا۔ رہا صحیح العقیدہ مسلمانوں کے رویائے[1] صالحہ کا مسئلہ تو ان کا وقوع ممکن ہے۔ لوگوں کے بعض اندازوں اور قیاسات کو کشف والہام کا نام دینا غلط اور باطل ہے۔

تنبیہ (۲):

آخری نبی محمد رسول ﷺ کے آجانے کے بعد اب قیامت تک نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ختم اور منقطع ہوگیا۔ اب نہ کوئی رسول پیدا ہوگا اور نہ کوئی نبی پیدا ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبى)

''بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول

1۔ نیک اور اچھے خواب (مرتب)

Marfat.com

ہوگا اور نہ کوئی نبی"۔

(سنن الترمذی:۲۲۷۲، وقال: "صحیح غریب"
وسندہ صحیح وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم ۳۹۱/۴ ووافقہ الذہبی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(وأنا آخر الأنبياء وأنتم آخر الأمم)

"اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو"۔

(کتاب السنۃ لابن ابی عاصم:۳۹۱ وسندہ صحیح،
کتاب الشریعۃ للآجری صفحہ ۳۷۶ ح ۸۸۲ وسندہ صحیح،
عمرو بن عبد اللہ الحضرمی السیبانی ثقۃ وثقہ العجلی المعتدل وابن حبان)

نبی ﷺ سے پہلے مبعوث ہونے والے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام جو بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے، قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

(ثم ينزل عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم من السماء)

"پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے"۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار ۱۴۲/۴ ح ۳۳۹۶ وسندہ صحیح)

جھوٹ نمبر ۳:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

"مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ هٰذَا خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے"۔

(شہادۃ القرآن علیٰ نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان صفحہ ۴۱، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۳۷)

Marfat.com

تبصرہ:

اس قسم کی کوئی حدیث صحیح بخاری میں موجود نہیں ہے۔ یاد رہے کہ نماز پڑھنے اور دوسرے امور میں نبی کو سہو ہو سکتا ہے تاکہ لوگوں کو سہو کا طریقہ معلوم ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ نبی ﷺ بشر مخلوق ہیں، معبود نہیں ہیں لیکن روایت بیان کرنے یا حوالہ دینے میں نبی کو قطعاً سہو نہیں ہوتا اور نہ غلطی لگتی ہے۔ نبی غلط حوالہ دیتا ہی نہیں لہٰذا مرزائیوں قادیانیوں کا نماز میں سہو کی روایات سے استدلال کرنا مردود ہے۔

تنبیہ:

اس مفہوم کی ایک روایت سنن ابن ماجہ (۴۰۸۴) والمستدرک للحاکم (۴/۴۶۳، ۴۶۴ ح ۸۴۳۲، ۴/۵۰۲ ح ۸۵۳۱) اور دلائل النبوۃ للبیہقی (۶/۵۱۵) میں مروی ہے لیکن اس کی سند سفیان ثوری (مدلس) کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لہٰذا اس روایت کو صحیح قرار دینا غلط ہے۔

جھوٹ نمبر ۴:

مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

''دیکھو تفسیر ثنائی کہ اس میں بڑے زور سے ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہی معنی ہیں مگر صاحب تفسیر لکھتا ہے کہ ''ابو ہریرہ فہم القرآن میں ناقص ہے اور اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابو ہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا'' اور میں کہتا ہوں......''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۴۱۰، دوسرا نسخہ صفحہ ۲۳۴، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۴۱۰)

تبصرہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تفسیر ثنائی یا تفسیر مظہری از ثناء اللہ پانی پتی میں بھی اس قسم کی کوئی بات لکھی ہوئی نہیں ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت حدیث میں اعلیٰ درجے کے

Marfat.com

ثقہ، فہم القرآن کے زبردست ماہر اور درایت میں عظیم الشان مرتبہ رکھتے تھے۔

جھوٹ نمبر۵:

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''اور مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ وہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۳-۷ نمبر ۲۸۹)

تبصرہ:

ایسی کوئی حدیث کتب احادیث میں قطعاً موجود نہیں ہے کہ وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ وہ اللہ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔ بلکہ اس کے سراسر برعکس صحیح بخاری (۵۷۲۸) وصحیح مسلم (۲۲۱۸) کی حدیث میں آیا ہے کہ اگر تم کسی زمین میں طاعون کے بارے میں سنو تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تمہارے علاقے میں طاعون آجائے تو اپنے علاقے سے باہر نہ نکلو۔

جھوٹ نمبر۶:

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا۔ اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۳۵۹، دوسرا نسخہ صفحہ ۱۸۸، روحانی خزائن جلد ۲۱، صفحہ ۳۵۹)

تبصرہ:

ان الفاظ یا اس مفہوم کی ایک بھی صحیح حدیث روئے زمین پر موجود نہیں ہے۔ نیز دیکھئے مرزا کا جھوٹ نمبر۲ مع تبصرہ

Marfat.com

جھوٹ نمبر ۷:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

"وقد قال رسول اللّٰہ ﷺ فی آخر وصایاہ التی توفی بعدھا خذوا بکتاب اللّٰہ واستمسکوا بہ و أوصی بکتاب اللّٰہ وھذا الکتاب الذی ھدی اللّٰہ بہ رسولکم فخذوا بہ تھتدوا، ما عندنا شئ الاکتاب اللّٰہ فخذوا بکتا ب اللّٰہ، حسبکم القرآن، ما کان من شرط لیس فی کتاب اللّٰہ فھو باطل، قضاء اللّٰہ أحق، حسبنا کتاب اللّٰہ، انظروا صحیح البخاری و مسلم فان ھذہ الاحادیث کلھا موجودۃ فیھما"

(حمامۃ البشریٰ ص ۵۵، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۵۲، ۲۵۳)

تبصرہ:

أقول: لا توجد ھذہ الأحادیث فی صحیح البخاری ولا فی صحیح مسلم فالمرزا غلام أحمد قادیانی کذب علیھما.

مرزا نے درج بالا عربی عبارتیں لکھ کر کہا کہ یہ تمام حدیثیں صحیح بخاری و مسلم میں موجود ہیں حالانکہ یہ ساری حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم میں موجود نہیں ہیں اور نہ کسی صحیح حدیث میں ان کا وجود ملتا ہے۔ پس مرزا نے رسول اللہ ﷺ، صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۸:

غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''میں وہی ہوں جسکے وقت میں اونٹ بیکار ہو گئے اور پیشگوئی آیت کریمہ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ پوری ہوئی......''

(نزول المسیح ضمیمہ صفحہ ۴، دوسرا نسخہ صفحہ ۲، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۸)

Marfat.com

تبصرہ:

مرزا کی پیدائش سے لے کر موت (۱۹۰۸ء) تک اونٹ بیکار نہیں ہوئے اور مرزا کی موت سے لے کر آج (۲۰۰۷ء) تک اونٹ بیکار نہیں ہوئے بلکہ اونٹوں پر سواری اور بار برداری کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

جھوٹ نمبر ۹:

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''اور اونٹوں کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل میں آ رہا ہے۔ لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہو جائے گی کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ میں آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئے گی۔ اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سال تک یہ کام تمام ہو جائے گا۔ تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے یک دفعہ بے کار ہو جائیں گے......''

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹ دوسرا نسخہ صفحہ ۴۶، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۴، ۱۹۵)

مرزا نے مزید کہا:

''اور عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ بہت نزدیک ہے۔ جبکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہو کر وہ تمام اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ جو تیرہ سو برس سے یہ سفر مبارک کرتے تھے''۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۳۶، دوسرا نسخہ صفحہ ۳۴، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ ۳۶)

تبصرہ:

یہ کہنا کہ مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ کے درمیان ریل چلے گی، مرزا غلام احمد قادیانی کا صریح

Marfat.com

جھوٹ ہے۔اس کی زندگی اور موت سے لے کر آج (۲۰۰۷ء) تک مدینے اور مکے کے درمیان کوئی ریل نہیں چلی اور نہ کوئی پٹڑی موجود ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰:

مرزا نے کہا:

''جیسا کہ آنحضرت ﷺ روحانی اور ربانی علماء کے لئے یہ خوشخبری فرما گئے ہیں کہ ''**علماء اُمتی کانبیاءِ بنی اسرائیل**''

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۰، دوسرا نسخہ ۲۵۸، ۲۵۹، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۳۰، نیز دیکھئے روحانی خزائن جلد ۶، صفحہ ۳۲۳)

تبصرہ:

یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ بالکل بے اصل و بے سند جملہ ہے۔ دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی (۱/۴۸۰، ح ۴۶۶)

جھوٹ نمبر ۱۱:

مرزا غلام احمد نے لکھا:

''واضح ہو کہ اس آیت کریمہ سے وہ حدیث مطابق ہے جو پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں **من لم یعرف امام زمانہ فقدمات میتۃ الجاھلیۃ** جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مر گیا''۔

(شہادۃ القرآن صفحہ ۳۸، روحانی خزائن جلد ۶، صفحہ ۳۴۴)

تبصرہ:

ان الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث اہل سنت کی کسی حدیث کی کتاب میں باسند موجود نہیں ہے۔ یہ شیعوں کی بالکل بے اصل روایت ہے۔

دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ للالبانی (۱/۳۵۴، ۳۵۵، ح ۳۵۰)

Marfat.com

تنبیہ:

شیعہ رافضیوں کی کتاب اصول کافی (ج ۱ صفحہ ۳۷۷) میں ایک روایت شیعہ راویوں کی سند کے ساتھ امام ابوعبداللہ جعفر بن محمد الصادق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے جو منقطع ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۲، ۱۳:

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا''۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۷۳، دوسرا نسخہ صفحہ ۳۵۳، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ ۳۵۳)

تبصرہ:

یہ بالکل بے اصل اور جھوٹی بات ہے۔ یاد رہے کہ گلیل فلسطین کا ایک مقام ہے۔ مرزا غلام احمد نے دوسری جگہ لکھا ہے:

''اور یہی سچ ہے کہ مسیح فوت ہو چکا اور سری نگر محلہ خانیار میں اس کی قبر ہے''۔

(کشتی نوح صفحہ ۷۸، دوسرا نسخہ صفحہ ۶۹، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۷۶)

تبصرہ:

یہ بھی بالکل جھوٹی اور بے اصل بات ہے اور مرزا کی پہلی بات کے بھی سراسر خلاف ہے۔ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں مشہور تابعی امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

"واللّٰہ انہ الآن لحیّ عند اللّٰہ"

''اللہ کی قسم! بے شک وہ (عیسیٰ علیہ السلام) اب اللہ کے پاس زندہ ہیں۔

(تفسیر ابن جریر طبری ۶/۱۴ ح ۱۰۷۹۸ و سندہ صحیح)

Marfat.com

حسن بصری نے آیت اللہ ﴿لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ کی تشریح میں فرمایا:

''قبل موت عیسی، أن اللّٰه رفع الیه عیسی، وھو باعثه قبل یوم القیامة مقامًا یؤمن به البر والفاجر''

''عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت سے پہلے، بیشک اللہ نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے پاس اٹھالیا اور وہ انہیں قیامت سے پہلے ایسے مقام پر مبعوث فرمائے (نازل کرے) گا کہ نیک و بد (سب) ان پر ایمان لے آئیں گے''۔

(تفسیر ابن ابی حاتم ۴/۱۱۱۳ ح ۶۲۵۱ وسندہ صحیح)

جھوٹ نمبر ۱۴:

مرزا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں لکھا ہے:

''تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے......''

(چشمۂ معرفت دوسرا حصہ صفحہ ۲۹۹، دوسرا نسخہ صفحہ ۲۸۶، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ ۲۹۹)

تبصرہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں گیارہ لڑکوں کے پیدا ہونے والی بات بالکل جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۵:

مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا:

''ابوجہل اس امت کا فرعون تھا، کیونکہ اس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند دن پرورش کی تھی جیسا کہ فرعونِ مصری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی تھی۔''

(ملفوظات مرزا جلد ۲ صفحہ ۲۰۲، ۱۷/ اپریل ۱۹۰۲ء دوسرا نسخہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۲)

Marfat.com

تبصرہ:

ابوجہل لعین کا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی چند دن یا چند منٹ پرورش کرنا مرزا غلام احمد قادیانی کا کالا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۶:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خداتعالیٰ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا کہ کَانَ فِی الْھِنْدِ نَبِیًّا اَسْوَدَ اللَّوْنِ اِسْمُہٗ کَاھِنًا یعنی ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اور نام اس کا کاہن تھا یعنی کنھیا[1] جس کو کرشن کہتے ہیں''۔

(چشمہ معرفت کا آخر صفحہ ۱۰،۱۱، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۲)

تبصرہ:

ایسی کوئی صحیح حدیث روئے زمین پر موجود نہیں ہے، بلکہ اس عبارت میں مرزا نے ہمارے نبی کریم ﷺ پر صریح جھوٹ بولا اور بہتان باندھا ہے۔ عبدالرحمٰن خادم قادیانی نے لکھا ہے کہ ''یہ حدیث تاریخ ہمدان دیلمی باب الکاف میں ہے''۔

(پاکٹ بک صفحہ ۵۳۳)

عرض ہے کہ اصلی کتاب تاریخ ہمدان سے اس روایت کی مکمل سند و متن مع حوالہ و تحقیق پیش کریں ورنہ سن لیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(لاتکذبوا علی فانه من کذب علی فلیلج النار)

''مجھ پر جھوٹ نہ بولو کیونکہ بے شک جس نے مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ (جہنم

1۔ ہندوؤں کے رہنما شری کرشن کا لقب ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

کی) آگ میں داخل ہوگا''۔

(صحیح بخاری:۱۰۶، واللفظ لہ وصحیح مسلم:۱)

جھوٹ نمبر ۱۷:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مرگئی تھی''۔

(پیغام صلح صفحہ ۳۸، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ ۴۶۵)

تبصرہ:

یہ دونوں باتیں مرزا کا جھوٹ ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کے والد آپ ﷺ کی پیدائش سے کچھ مہینے پہلے فوت ہوگئے تھے اور آپ ﷺ کی والدہ آپ ﷺ کی ولادت کے چھ سال بعد فوت ہوئیں۔

(دیکھئے کتب تاریخ وسیر)

جھوٹ نمبر ۱۸:

مرزا نے لکھا ہے:

''اور ایک اور دلیل آپ کے ثبوت نبوت پر یہ ہے کہ تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر آخر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے اور ہدایت اور گمراہی کے لئے ہزار ہزار سال کے دور مقرر کئے ہیں''۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۵، دوسرا نسخہ صفحہ ۶، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ ۲۰۷)

تبصرہ:

مرزا کا یہ دعویٰ قرآنِ مجید پر صریح جھوٹ اور بہتان ہے۔

Marfat.com

جھوٹ نمبر۱۹:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''اور ایک جگہ پر جہان اس عاجز نے ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی خدائے تعالیٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد۱،صفحہ۱۱۳)

تبصرہ:

مرزا کی پہلی شادی ۱۸۵۳ء سے پہلے اور دوسری شادی ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔ دیکھئے تاریخ احمدیت (جلد۱صفحہ ۶۱، ۲۴۳) اس کے بعد موت تک اس کی کوئی تیسری شادی نہیں ہوئی لہٰذا اس کی یہ پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔

جھوٹ نمبر۲۰:

مرزا غلام احمد نے اپنے مرید منظور محمد کے بارے میں لکھا:

بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں، یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے دو نام ہوں گے۔

(۱) بشیر الدولہ (۲) عالم کباب

(تذکرہ صفحہ ۶۱۵ نمبر ۱۰۶۷)

اور لکھا:

''پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لئے ایک نشان ہوگا اس

Marfat.com

لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا''۔

(حقیقۃ الوحی، حاشیہ صفحہ ۱۰۰، روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ ۱۰۳)

تبصرہ:

اس شیطانی الہام اور شیطانی وحی کے بعد نہ تو منظور محمد کا کوئی لڑکا پیدا ہوا اور نہ اس کی بیوی محمدی بیگم نے کوئی لڑکا جنا۔ وہ لڑکا جننے کے بغیر ہی مرگئی اور مرزا اپنی اس پیشگوئی میں بھی جھوٹا ثابت ہوا۔

جھوٹ نمبر ۲۱:

مرزا نے لکھا ہے:

''اگر خدا چاہتا تو ان مخالف مولویوں اور ان کے پیروؤں کو آنکھیں بخشتا۔ اور وہ ان وقتوں اور موسموں کو پہچان لیتے۔ جن میں خدا کے مسیح کا آنا ضروری تھا۔ لیکن ضروری تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اسکو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائیگا''۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۷، دوسرا نسخہ صفحہ ۱۱، روحانی خزائن جلد ۱۷، صفحہ ۵۳)

تبصرہ:

ان الفاظ والی کوئی پیش گوئی نہ قرآن مجید میں موجود ہے اور نہ کسی صحیح حدیث میں موجود ہے۔ بعض قادیانیوں نے سورۃ النور کی آیت ﴿وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾[۵۵] پیش کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ اس آیت میں مرزا کی مذکورہ باتوں میں سے کسی ایک کا ذکر یا اشارہ تک موجود نہیں ہے۔

Marfat.com

جھوٹ نمبر ۲۲:

مرزا غلام احمد نے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے:

''نویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ جب اس کو صلیب پر چڑھایا گیا تو سورج کو گرہن لگا تھا''۔

(تذکرہ الشہادتین صفحہ ۳۳، دوسرا نسخہ صفحہ ۳۱، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۳)

تبصرہ:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھائے جانے کا کوئی ثبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں موجود نہیں ہے بلکہ قرآن مجید میں ہے کہ

﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ﴾

ترجمہ: ''اور انہوں نے اسے (عیسیٰ کو) نہ قتل کیا اور نہ صلیب دی''۔

(سورۃ النساء: ۱۵۷)

لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اس کلام میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۳:

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''نسائی نے ابوہریرہ سے دجال کی صفت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث لکھی ہے: **یخرج فی اٰخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین. یلبسون للناس جلود الضان. السنهم احلی من العسل وقلوبهم قلوب الذیاب یقول اللہ عزوجل ابی یغترون ام علی یجترؤن**.... الخ یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال نکلے گا۔ وہ دُنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی اپنے مذہب کی اشاعت میں بہت سا مال خرچ کریں گے۔ بھیڑوں کا

Marfat.com

لباس پہن کر آئیں گے۔ ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور دل بھیڑیوں کے ہوں گے۔ خدا کہے گا کہ کیا تم میرے علم کے ساتھ مغرور ہو گئے اور کیا تم میرے کلمات میں تحریف کرنے لگے۔ جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ کنز العمال"۔

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵، دوسرا نسخہ صفحہ ۷۳، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۱۱)

تبصرہ:

"دجال" کے لفظ کے ساتھ یہ حدیث نہ تو نسائی کی کتاب میں موجود ہے اور نہ کنز العمال میں اور نہ حدیث کی کسی کتاب میں موجود ہے۔ یہ روایت "يخرج في آخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين.... الخ" یعنی مذکورہ روایت میں رجال ہے نہ کہ "دجال" اور لفظ رجال کے ساتھ یہ روایت درج ذیل کتابوں میں موجود ہے:

کنز العمال (جلد ۱۴ صفحہ ۲۱۴ ح ۳۸۴۴۳ بحوالہ ترمذی) مشکوٰۃ المصابیح (۵۳۲۳ بحوالہ ترمذی) سنن الترمذی (۲۴۰۴) کتاب الزہد لابن المبارک (صفحہ ۱۷ ح ۵۰) کتاب الزہد لہناد بن السری (جلد ۲ صفحہ ۴۳۷ ح ۸۶۰) جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر (۱/۱۸۹ ح ۶۱۹، دوسرا نسخہ ۱/۲۳۲) وشرح السنۃ للبغوی (۱۴/۳۹۴ ح ۴۱۹۹)

حدیث میں "رجال" کا لفظ ہے جبکہ مرزا نے "دجال" کا لفظ لکھا ہے اور اس کا ترجمہ بھی دجال کیا ہے تا کہ عیسائی پادریوں کے گروہ کو دجال قرار دے۔ بعض قادیانیوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ کنز العمال (جلد ۷ صفحہ ۸) مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد اور اس کتاب کے (ایک) قلمی نسخے میں "دجال" کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ عرض ہے کہ کنز العمال کے مشہور نسخے اور ترمذی ومشکوٰۃ وغیرہما کے "متون" کی دلیل سے اس سخت، ضعیف ومردود روایت میں "دجال" کا لفظ غلط ہے۔

تنبیہ:

درج بالا حدیث بلحاظ سند سخت ضعیف ہے۔ اس کا راوی یحییٰ بن عبیداللہ

Marfat.com

بن عبداللہ بن موہب متروک ہے''۔

(دیکھئے تقریب التہذیب:۵۹۹ے)

جھوٹ نمبر ۲۴، ۲۵:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''اور ہم اس مضمون کو اس پر ختم کرتے ہیں کہ اگر ہم سچے ہیں تو خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو پورا کردے گا اور اگر یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا اور ہرگز یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوں گی۔ **ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين** اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر وعلیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور پر ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہوں اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے۔ اور اگر اے خداوند یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر......''

(روحانی خزائن جلد ۹، صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵)

تبصرہ:

مرزا نے عبداللہ آتھم عیسائی کی ہلاکت کے لئے جو مدت مقرر کی تھی، وہ اس میں ہلاک نہ ہوا اور مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں (بڑی لڑکی) محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی بلکہ مرزا کی موت کے وقت اور اس کے بعد محمدی بیگم موت تک سلطان محمد کے نکاح میں رہی لہٰذا مرزا کی یہ دونوں پیشگوئیاں جھوٹی ثابت ہوئیں۔

جھوٹ نمبر ۲۶:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مرزا غلام احمد نے لکھا ہے: (نعوذ باللہ)

Marfat.com

''ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی''۔

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵،روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۹)

تبصرہ:

یہ سب مرزا کا جھوٹ اور افتراء ہے۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان تمام الزامات سے بری ہیں۔مرزا کا یہ کہنا کہ ''عیسیٰ علیہ السلام کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی'' کائنات کا غلیظ ترین جھوٹ اور صریح کفر ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۷:

مرزا نے لکھا:

''اوّل تم میں سے مولوی اسمٰعیل علی گڑھ نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے گا۔سو تم جانتے ہو کہ شاید دس سال کے قریب ہو چکے کہ وہ مرگیا اور اب خاک میں اس کی ہڈیاں بھی نہیں مل سکتیں''۔

(نزول المسیح صفحہ ۳۳ دوسرا نسخہ صفحہ ۳۱،

روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۹)

تبصرہ:

مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ تو یہ بات کہی اور نہ اپنی کسی کتاب میں لکھی لہٰذا مرزا غلام احمد نے ان پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

Marfat.com

جھوٹ نمبر ۲۸:

ڈاکٹر عبدالحلیم پٹیالوی نے یہ پیشگوئی کی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اس کی زندگی میں ہی ۴/ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائے گا، مرزا لکھتا ہے:

''تب اس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا''۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۲، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ ۳۳۷)

تبصرہ:

مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں مر گیا اور ڈاکٹر پٹیالوی اس کے مرنے کے گیارہ سال بعد تک زندہ رہا اور ۱۹۱۹ء میں فوت ہوا۔ مرزا کے آخری دور کی یہ پیش گوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔

جھوٹ نمبر ۲۹:

مرزا قادیانی نے لکھا:

''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے''۔

(حاشیہ کشتی نوح صفحہ ۷۳، دوسرا نسخہ ۶۶، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۷۱)

تبصرہ:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا (نعوذ باللہ) شراب پینا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے لہٰذا مرزا نے ان پر جھوٹ بولا ہے۔

Marfat.com

جھوٹ نمبر ۳۰:

مرزا احمد بیگ کے دامادِ سلطان محمد کے بارے میں مرزا قادیانی نے لکھا:
''اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں''۔

(شہادت القرآن صفحہ ۷۹، دوسرا نسخہ صفحہ ۵۵، ۵۶، روحانی خزائن جلد ۶ ،صفحہ ۳۷۵)

تبصرہ:

مرزا کی مقرر کردہ میعاد میں سلطان محمد نہیں مرا بلکہ سلطان محمد کی زندگی میں مرزا مر گیا۔ سلطان محمد نے اپنی بیوی محمدی بیگم کے ساتھ اطمینان سے زندگی گزاری اور مرزا کی موت کے کافی عرصہ بعد اولاد چھوڑ کر فوت ہوا۔ وہ نہ تو مرزا سے ڈرا اور نہ قادیانیت قبول کی۔

قارئین کرام! ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے مرزا غلام احمد قادیانی دجال کے تیس (۳۰) جھوٹ اس کی اپنی کتابوں سے باحوالہ و باتبصرہ پیش کر دیئے ہیں ان کے علاوہ مرزا کے اور بھی بے شمار اکاذیب وافتراعات اس کی کتابوں میں موجود ہیں۔ مثلاً ابوعبیدہ نظام الدین بی اے سائنس ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول کوہاٹ نے ''برق آسمانی بر فرق قادیانی، کذبات مرزا'' حصہ اول میں مرزا کے دوسو (۲۰۰) سے زیادہ جھوٹ جمع کر دیئے ہیں۔ مرزا کی جھوٹی پیشگوئیاں اور جھوٹے الہامات بے حد وحساب ہیں۔

مشہور اہل حدیث علماء مثلاً ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کی تصانیف اور تحریروں میں مرزا غلام احمد کے بہت سے اکاذیب کا ذکر موجود ہے۔ ''فسانہ قادیان'' کے مصنف مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹۰ء) کی کتاب ''مرزا قادیانی کے دس جھوٹ'' انتہائی بلند پایہ اور ناقابل جواب ہے۔

قادیانی امت والے اپنے خود ساختہ رسول کے جھوٹوں کو غلطیاں اور سہو وغیرہ کہہ کر

Marfat.com

مرزا غلام احمد کو کذاب ودجال ہونے سے نہیں بچا سکتے۔ مرزا اپنے بارے میں لکھتا ہے:

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔

(دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء صفحہ ۱۵، دوسرا نسخہ صفحہ ۱۱، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ ۲۳۱)

مرزا نے کہا:

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں''۔

(ملفوظاتِ مرزا جلد ۵، صفحہ ۴۴۷، تحت ۳ فروری ۱۹۰۸ء)

مرزا کا اپنے بارے میں یہ عقیدہ تھا کہ

''ہم نے اس بندہ پر رحمت نازل کی ہے، اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے''۔

(دیکھیئے تذکرہ صفحہ ۴۰۷، رقم ۵۲۵ واربعین نمبر ۳)

مرزا نے اپنے بارے میں لکھا:

''اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت[1] ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ[2] میں کام کرتی رہتی ہے اور وہ بغیر روح القدس اور اس کی تاثیر قدسیت کے ایک دم بھی اپنے تئیں ناپاکی سے بچا نہیں سکتا''۔

(دافع الوساوس صفحہ ۹۳، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۹۳)

لہٰذا مرزا غلام قادیانی کے صریح جھوٹوں کو قادیانی فرقے والے خطا یا وہم یا سہو کہہ کر بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے۔

تنبیہ:

راقم الحروف نے اس مضمون میں تمام حوالے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ''امتیوں'' کی اپنی کتابوں سے پیش کئے ہیں۔ کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کی غلطی کے علاوہ ایک حوالہ بھی غلط ثابت ہونے پر دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا''۔ وما علینا الا البلاغ۔

(مارچ ۲۰۰۷ء)

1۔ پاکیزگی 2۔ اعضاء (مرتب)

Marfat.com

مرزا غلام احمد قادیانی کا عبرتناک انجام

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

Marfat.com

آپ نے دیکھا اور پڑھا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے کس جسارت سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے صریح احکام کو پس پشت ڈالتے ہوئے ان کی اعلانیہ خلاف ورزی کی۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے خود نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ قرآن وحدیث کا نہ صرف انکار کیا بلکہ ان کی توہین کے بھی مرتکب ہوا۔ اس نے ختم نبوت کے باب میں امت محمدیہ کے متفق علیہ عقیدہ کو مختلف تاویلات وتعبیرات کے ذریعے بگاڑنے کی کوشش کی۔ خود ساختہ نبوت کو سچا قرار دینے کے لفظ خاتم النبیین کو نئے معانی پہنائے۔ علاوہ ازیں شانِ الوہیت، شانِ رسالت مآب، شانِ انبیاء، شانِ صحابہ واہل بیت، شانِ اولیاء وعلماء میں طرح طرح کی گستاخیاں کیں۔ قرآن وحدیث اور مقاماتِ مقدسہ کی توہین، تمام اہل اسلام کو کافر کہا اور عمر بھر انہیں گالی گلوچ کرتا رہا۔ اسی طرح ہم نے مرزا قادیانی کے ذاتی اخلاق وکردار کے چند حیرت انگیز گوشوں کو بھی بیان کیا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا قادیانی کو اپنی اس دیدہ دلیری کے باوجود چھوڑ دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں ایسا نہیں بلکہ اللہ نے جزا وسزا کا ایک نظام مقرر فرما رکھا ہے۔ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اسے جزا دی جاتی ہے اور جو کوئی برا عمل کرتا ہے اسے سزا دی جاتی ہے گو جزا وسزا کا ایک دِن مقرر ہے مگر کچھ انسانوں کو دُنیا میں ہی ان کے اچھے یا برے عمل کا نتیجہ دیکھا دیا جاتا ہے تا کہ نیکی کو فروغ ملے اور برائی کا خاتمہ ہو سکے۔ مرزا قادیانی کا جرم اتنا گھناؤنا اور نا قابل معافی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا کا عمل دنیا میں ہی شروع فرما دیا اور ان کے آخری لمحات کو دنیا کے لئے باعث عبرت بنا دیا۔

قادیانیت کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اس گروہ پر سب سے بڑا عذاب اللہ تعالیٰ نے یہ نازل کیا ہے کہ اس کا ہر قابل ذکر فرد ایسی رسوا کن بیماری میں مبتلا ہو کر مرتا ہے جس میں ہر صاحب بصیرت کے لئے سامان عبرت موجود ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِی الْاَبْصَارِ.

اس کی ایک مثال فالج کی بیماری ہے جسے خود مرزا غلام احمد قادیانی نے سخت بلا اور دکھ کی مار سے تعبیر کیا ہے۔ اس ابتلاء کو قادیانیوں سے مخصوص کر دیا گیا ہے اور اب تو یہ بات زبان زد

Marfat.com

عام ہے کہ اس مذہب کا جو شخص فالج میں مبتلا ہو کر نہ مرے اس کے بارے میں کہہ دیا جاتا ہے کہ وہ قادیانی ہی نہیں۔ اس کی ایک مثال قادیانی مذہب کا دوسرا خلیفہ مرزا محمود ہے جو دس سال تک فالج میں مبتلا رہ کر لقمہ اجل بنا۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی فالج میں تو نہیں لیکن اس سے بھی بدتر ہیضہ کی بیماری کا شکار ہو کر بہت بری موت سے مرا۔ مرزا قادیانی کی جان کنی کا عالم دیکھا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی کے اندر اور کوئی اعتقادی اور اخلاقی برائی نہ بھی ہوتی تو بھی اس کی عبرتناک موت کا منظر اُسے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کافی تھا۔

اپنی موت کی پیشین گوئی:

مرزا قادیانی نے کہا:

''اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ وہ نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام وکلام سے مشرف ہے، وہ بہت بری موت مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے''۔

(اخبار ''الفضل'' قادیان، جلد: ۲۸،
نمبر: ۵۰، ص: ۱، مورخہ ۲ مارچ ۱۹۴۰ء)

اسی طرح مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو ایک خط میں لکھا:

''اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت زیادہ عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام وہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب مفتری نہیں اور خدا کے مکالمے ومخاطبے سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس

Marfat.com

اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا تعالیٰ کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں"۔

مرزا قادیانی کا مولوی ثناء اللہ صاحب سے پہلے مرجانے اور اپنی دعا اور پیشین گوئی کے مطابق ہیضہ سے ہلاک ہونے کو واضح کرتے ہوئے مرزا کا سسر میر ناصر لکھتا ہے:

"حضرت (مرزا) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے، اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سویا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: مرزا قادیانی مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے، اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی، یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا"۔

(شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی، حیات ناصر:۱۴)

مرزا قادیانی کی آخری سیر:

"اگر آپ احمد (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی ڈائری کو (اخبار بدر) کے پرچوں سے ملاحظہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے کہ آپ کی موت ناگہانی ہوئی۔ آپ آخر دن تک اپنی معمولی صحت کی حالت میں رہے۔ اس شام سے پہلے جب آپ بیمار ہوئے، آپ سارا دن ایک رسالہ لکھنے میں مشغول رہے جس کا نام "پیغام صلح" ہے اور تاریخ مقرر کی گئی کہ اس پیغام کو ٹاؤن ہال میں ایک بڑے مجمع کے سامنے پڑھا جائے اور اس دن کی شام کو حسبِ معمول سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے اور کسی آدمی کو خبر نہ تھی کہ یہ آپ کی آخری سیر تھی۔ رات کو وہ ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گئے اور صبح دس بجے کے قریب آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کی وفات کی خبر احمدی جماعت کے لئے بالکل ناگہانی تھی چنانچہ جس جگہ خبر پہنچی لوگوں

Marfat.com

کو اس کی صداقت پر اعتبار نہ آیا''۔

(رسالہ ''ریویو آف ریلجنز'' قادیان، ص:۲۳۱، نمبر:۶، ج:۱۳)

مرزا قادیانی کی آخری تحریر:

''وصال سے دو گھنٹہ قبل حضور بات نہ کر سکے تھے۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب معالج تھے۔ کاغذ قلم دوات منگا کر حضور نے لکھا خشکی بہت ہے بات نہیں کی جاتی۔ ایسے ہی کچھ اور بھی الفاظ تھے جو پڑھے نہ گئے''۔

(مضمون از محمد صادق قادیانی، مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان، ج:۲۵، نمبر:۲۷۴، مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء)

جب ہر دوا بے اثر ہوگئی:

''برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے کہ حضرت امامنا ومولانا مسیح موعود ومہدی موعود (مرزا قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی۔ حضور کو یہ بیماری بسبب کھانا نہ ہضم ہونے کے تھی اور چونکہ دل سخت کمزور تھا اور نبض ساقط ہو جایا کرتی تھی۔ اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دن پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو جب کہ آپ سارا دن ''پیغام صلح'' کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر حضور کو پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے، مجھے حکم بھیجا تو بنوا کر بھیج دی گئی مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور قریباً گیارہ بجے ایک اور دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہوگئی اور مجھے اور حضرت خلیفہ نور الدین صاحب کو طلب فرمایا۔ مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے کہ

Marfat.com

دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئی، نیند آنے سے آرام آجائے گا۔ ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے مگر تقریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا جس سے نبض بالکل بند ہوگئی اور مجھے اور حضرت مولانا خلفیۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہوگیا ہے۔ آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہوگئی تھی اس لئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا مگر پھر نبض واپس نہ آئی۔ یہاں تک کہ سوا دس بجے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جاملی''۔

(اعلان منجاب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ قادیانی،
مندرجہ ضمیمہ اخبار ''الحکم'' قادیان غیر معمولی، مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء)

مرزا قادیانی کے آخری لمحات:

''خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح علیہ السلام موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سوگئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا تم اب سو جاؤ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ

Marfat.com

جاسکتے تھے۔اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کردیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی۔اس پر میں نے گھبرا کر کہا ''اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے'' تو آپ نے کہا کہ یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئیں تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشا ہے۔والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہاں''۔

(مرزا بشیر احمد، سیرۃ المہدی، حصہ اول:۱۱، روایت:۱۲)

مرزا قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد کے مطابق ۲۵ مئی رات گئے تک مرزا قادیانی کی حالت بالکل ٹھیک تھی۔رات کے پچھلے پہر خراب ہوگئی۔جسم اس قدر کمزور ہو گیا تھا کہ جب آخری دست کیا تو پھر اٹھا نہ گیا۔زندگی کا آخری چکر آیا اور چکرا کے اپنی ہی غلاظت میں گر کر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل بوقت ساڑھے دس بجے رات اپنے انجام کو پہنچے۔ان کی لاش کو مال گاڑی میں رکھ کر قادیان روانہ کیا گیا۔لاش والے تابوت اور اس میں پڑے ہوئے بھوسے کو بعد میں حکومت نے آگ لگا کر خاکستر کر دیا۔تاکہ علاقے میں ہیضے کی وبا نہ پھیل جائے۔

ہیضہ کی بددعا کا اثر:

مرزا قادیانی کا معمول تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کے لئے ہیضہ کی بددعا کرتے تھے کیونکہ وہ اس مرض کو قہر الٰہی کا نشان جانتے تھے۔بالآخر مرزا قادیانی خود اپنی کذب بیانی اور دجل و فریب کے باعث اسی قہرِ الٰہی کا شکار ہوا اور مہلک قسم کے وبائی ہیضہ سے دوچار ہو کر موت کے آہنی پنجوں میں چلا گیا۔مرزا قادیانی کی موت یقیناً ایک نشانِ عبرت ہے۔قادیانی حضرات کو اس پر غور کرنا چاہیے۔اور آج سے ہی قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام کے دائرہ رحمت و عافیت میں آ جانا چاہیے۔

Marfat.com

مسلمانوں اور قادیانیوں کے قبرستان پر

سائنسی رپورٹ

عرفان محمود برقؔ (نومسلم، سابق قادیانی)

Marfat.com

یہ ۱۹۹۹ء کی بات ہے کہ جب میں قادیانیت کو نجات دہندہ سمجھتا تھا۔ مجھے قادیانیوں کے جنازے کے ساتھ قادیانی قبرستان بمقام ہاونڈو گجر ضلع لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ قادیانی قبرستان میں کھڑا میں یہ دیکھ کرا چانک چونک پڑا کہ جس قبر میں قادیانی مردے کو دفن کرنا تھا اس کی گہرائی صرف ڈیڑھ دوفٹ تھی۔ حالانکہ قادیانی مردہ قد کاٹھ کے اعتبار سے کافی جسیم تھا۔ قادیانی مردے کی اس قبر کے ساتھ مزید چار پانچ خالی قبریں بھی ڈیڑھ دوفٹ گہری پہلے سے ہی کھدی ہوئی تھیں جن کا پیٹ ابھی مزید قادیانی مردوں نے بھرنا تھا۔ آخر ان میں سے ایک ڈیڑھ دوفٹ گہری قبر میں قادیانی مردے کو دفن کر دیا گیا۔ واپسی پر تمام راستے میرے آئینہ ذہن پر یہی بات گردش کرتی رہی کہ جب قادیانی خود کو صحیح مسلمان کہتے ہیں تو پھر ان کی قبروں کی نوعیت اسلامی احکامات کے بالکل برعکس اور مسلمانوں کی قبروں سے بالکل جدا کیوں ہے۔ جب میں نے قادیانی مربیان (قادیانی پوپ) سے اس بارے میں استفسار کیا تو بجائے اس کہ وہ اپنے اس عمل کی حجیت پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل پیش کرتا یا شکستہ خاطر ہوتا۔ انہوں نے ایک ہی جواب میں یہ اعتراض رفع کرنے کی کوشش کی جس کا مفہوم یوں تھا!!

یہ آستانِ یار ہے صحن حرم نہیں
جب رکھ دیا ہے سر تو اٹھانا نہ چاہیے

یعنی جب قادیانیت کو ہم نے قبول کرلیا ہے تو چاہے کچھ بھی ہو اس پر ہم نے اعتراض نہیں کرنا۔ لیکن الحمدللہ خدائے لم یزل کی رحمت بے پایاں نے جہاں مجھ پر قادیانیت کے دوسرے منفی پہلو آشکار کئے وہاں اس بات کو بھی میرے قبول اسلام کی وجہ بنا دیا۔ قبروں کی گہرائی کے متعلق اس مسئلے میں جو میں نے اسلام اور سائنس کے حوالے سے ریسرچ کی وہ پیش قارئین ہے۔

Marfat.com

مسلم قبروں کی گہرائی:

''عام طور پر مسلمانوں کی قبروں کی گہرائی کا اندازہ اوسطاً آدمی کے ناف سے اوپر چھاتی کے برابر رکھا جاتا ہے (جو کم و بیش ۴ تا ۵ فٹ ہوا کرتا ہے) لیکن قد سے زیادہ نہ ہو''۔

(درمختار)

اسلام میں قبر کی سائینٹیفک ٹیکنالوجی:

ماڈرن سائنس نے جب قبروں کی گہرائی کے متعلق ریسرچ کی تو یہ سامنے آیا کہ:

''قبر کی صحیح گہرائی وہی ہے جو اسلام نے متعین کی ہے۔ قادیانیوں کی قبروں کی گہرائی قبرستان کے گردونواح کے لوگوں کی صحت کی قاتل ہے۔ ڈیڑھ دو فٹ گہری قبر اپنے اندر سے صحت شکن گیس خارج کرتی ہے جس سے قبرستان کے باہر لوگ نہایت ہی مہلک بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں''۔

ٹیکسٹ آف پریونیٹو اور سوشل میڈیسن:

ٹیکسٹ آف پریونیٹو اور سوشل میڈیسن میں ڈاکٹر سیل نے واضح کیا ہے کہ:

''قبر کو بلحاظ عمر ۱۲ سال سے ۴ تا ۷ فٹ لمبی اور ۲ تا ۴ فٹ چوڑی اور ۳ تا ۵ فٹ گہری ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ تین فٹ سے اوپر زمین کی سطح پر خورد بینی اجسام (soil bacteria) کا زور رہتا ہے۔ جس کے عمل سے زمین کے مسامات سے گیس خارج ہو کر درندوں اور جانوروں کو مردے زمین سے نکال لینے کی ترغیب ہوتی ہے۔ اس سے کم قبر کی گہرائی بارش کے پانی کو بھی متاثر کرتی ہے اور زیادہ گہرائی بھی بعض آٹھ فٹ سے زیادہ پر زمین میں پانی کے جھرے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اوسطاً قبر کی گہرائی تین

Marfat.com

تا پانچ فٹ ہونی چاہیے''۔

(بحوالہ ڈسپوزل آف دی ڈیڈ باڈی سوشل میڈیسن)

تمام قادیانی اسلام و سائنس کے برعکس اپنے نظریات و اعمال کی رو میں اس قدر بہہ نکلے ہیں کہ مہد سے لے کر لحد تک اسی طرح کی روشوں پر چلتے نظر آتے ہیں۔ دراصل مرزا قادیانی کی ساری زندگی خلاف اسلام منفی عادات و نظریات کی گرد سے اٹی رہی جس سے اس کی امت کی رگوں میں دوڑنے والے خون میں بھی اس کے اثرات شامل ہو گئے جنھوں نے قبر میں اترنے تک بھی قادیانیوں کا ساتھ نہ چھوڑا اور ان کے ہر گوشہ حیات کو خاک آلودہ کیا۔

انتہائی لمحہ فکریہ اور غمناک بات یہ ہے کہ قادیانیوں مرزا قادیانی کے اسلام و سائنس کے خلاف اعمال و نظریات کو صرف اپنے تلک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ سیدھے سادھے مسلمانوں کو بھی اس زہر کے انجکشن لگانا شروع کر دیئے اور تقریباً سو سال سے اب تک مسلسل لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ ہر قادیانی کو اُن کے موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد قادیانی کی طرف سے یہ آرڈر ہے کہ اُس نے ایک سال میں کم سے کم پانچ یا دس مسلمانوں کو مرزائی بنانا ہے۔ اس بھیانک مشن کو ''دعوت الی اللہ کی تحریک'' کا نام دیا گیا ہے یہ شرط بھی رکھی گئی ہے کہ جو اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لے گا اسے مخلص احمدی (قادیانی) نہیں کہا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قادیانی بچے سے لیکر بوڑھے تک اور بچی سے لیکر بوڑھیا تک تمام کے تمام مرزا مسرور احمد قادیانی کے اس حکم کی عمل پیرگی پر جتے ہوئے ہیں۔ قادیانی افسر اپنے ماتحت مسلم حکام کو، قادیانی استاد اپنے شاگردوں کو، قادیانی دوست اپنے ساتھیوں کو، قادیانی ڈاکٹر اپنے مریضوں کو، قادیانی دوکاندار اپنے گاہکوں کو، قادیانی مالک مکان اپنے کرائے داروں کو اور قادیانی گھرانہ اپنے محلہ داروں کو قادیانیت کی دعوت و تبلیغ کرتا ہے اور ہر سال بے شمار مسلمانوں کو مرتد بنا دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے سینوں سے غیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچکنے کے لئے ہر قادیانی کو مکمل ٹریننگ کے عمل سے گزارا جاتا ہے اور اسے ایمانیات کے گوہروں پر ڈاکہ زنی کرنے کے فن و ہنر سے ہر طرح کی آگاہی بخشی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو ارتداد کی موت مارنے کے لئے قادیانی جن ہتھیاروں کا استعمال کرتے ہیں۔ ان میں زن، زمین، اور زر بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ زیادہ تر اسی لالچ کے جال میں سادہ لوح مسلمانوں کو پھنسا کر ارتداد کی دودھاری تلوار سے ذبح کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

لیٹروں نے جنگل میں شمع جلا دی
مسافر یہ سمجھا کہ منزل یہی ہے

اسلام کی اس متاع کو لوٹنے کے لئے صرف پاکستان میں ہر سال اربوں روپے کی رقم خرچ کی جاتی ہے جب کہ دوسرے ممالک اور شہروں امریکہ، ہندوستان، جرمنی، ہانگ کانگ، تھائی لینڈ، فرانس، انڈونیشیاء، ملائشیاء، لائبریا، ایتھوپیا، کینیا، روس اور اری ٹیریا وغیرہ میں تو کوئی شمار ہی نہیں قادیانی مختلف زبانوں میں اپنا کفریہ لٹریچر پوری دنیا میں مفت تقسیم کرتے ہیں۔ جس پر روزانہ لاکھوں کروڑوں روپے کی لاگت آتی ہے۔ اب تک تقریباً 213 زبانوں میں مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء کی کتابوں کے تراجم کروائے جا چکے ہیں۔ ان کتابوں میں مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ، اس کی بدکردار بیویوں کو امہات المؤمنین، اس کے بدکار خلفاء کو خلفائے راشدین، اس کے غلیظ ساتھیوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اس کی گستاخ آمیز باتوں کو وحی اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

قادیانی خدا تعالیٰ کے مقدس کلام قرآن مجید پر اپنے ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔ اب تک انہوں نے اس قرآن پاک کا 124 زبانوں میں ترجمہ کروایا ہے۔ یہ تمام تراجم ان کے غلیظ شہر چناب نگر (سابقہ ربوہ) کی خلافت لائبریری میں رکھے ہوئے ہیں۔ جو راقم الحروف نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ قرآن پاک میں تحریف وتبدل کے طوفان اس طریقے سے اٹھائے جا رہے ہیں کہ ان تراجم میں مرزا قادیانی کو ختم نبوت کے تاج کا حقدار ثابت کیا گیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ لکھا گیا ہے، جہاد کے ختم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارکہ میں اترنے والی مقدس آیات کا مصداق مرزا قادیانی کو کہا گیا ہے۔ لہٰذا اس ترجمے سے نہ تو خدا کی صداقت بچتی ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت۔

کسی ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح فرمایا تھا:

''اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اس وقت تک قائم رہتی ہے۔ جب تک وجہ تخلیق کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت قائم ہے''۔

لیکن ہمارا یہ خیال ہے کہ ہم بے غیرتی کا مجسمہ بنے ہوئے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں سوچا کہ ختم نبوت کی ڈوبتی ہوئی ناؤ اور اسلام کی لٹتی ہوئی متاع کو بچانے کے لئے ہم نے کیا کیا۔ وہ

Marfat.com

دین جسے تاجدار ختم نبوت ﷺ نے اپنا خونِ جگر دے کر پروان چڑھایا تھا، جس کی خاطر پتھر کھائے، بھوک برداشت کی، مصائب و تکالیف کاٹیں۔ جس کے دفاع کے لئے ہزاروں صحابہ کرام کو شہادت کا جام پینا پڑا اور جس کے تحفظ کی خاطر لاکھوں افرادِ امت کو موت کے گھاٹ اُترنا پڑا۔ آج اس دین کو قادیانی درندے بڑی بری طرح زخمی کر رہے ہیں، اسے مسلم سینوں سے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں اور اس کے سنہری لباس کو تار تار کر رہے ہیں۔ لیکن ہم محض بت بنے بیٹھے ہیں۔ ہم نے اپنی مساجد کے منبروں سے لے کر نجی محفلوں تک تمام جگہوں پر اسلام کے سب سے اہم مسئلے اور مرکز "ختم نبوت" کا ڈنکا بجانا چھوڑ دیا ہے، ہم فتنہ قادیانیت سے عوام کو آگاہ کرنا بھول چکے ہیں، ہم نے وہ قلم توڑ دیا ہے جس کی طاقت سے مرزائیت کچل کر قیمہ بن جاتی ہے اور اس پر طرّہ یہ ہے کہ ہمارے اسلامی اخبارات و جرائد تک اس معاملہ میں شہر خاموش کا روپ دھار چکے ہیں۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے

مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنی دور اندیشی سے یہی رویا کرتے تھے اور خوب رویا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا تھے کہ:

> "آج تو ہم لوگ زندہ ہیں جو لوگوں کے ایمانوں کی دولت قادیانی چوروں ڈاکوؤں سے بچاتے ہیں اور انہیں ان کے کفریات سے آگاہ کرتے ہیں۔ لیکن کل جب ہم لوگ زندہ نہ ہوں گے اور مسلمانوں کو اس فتنے سے آگاہ کرنے والے باغیرت لوگ بھی نہ ہونے کے برابر ہوں گے۔ تو اس وقت رسول اللہ ﷺ پر کیا بیتے گی۔ آپ ﷺ اپنی قبرِ انور میں کس قدر پریشان اور رنجیدہ ہوں گے"۔

اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارا اللہ سے ناطہ ہے، رسول اللہ ﷺ سے تعلق ہے، کتاب اللہ سے واسطہ ہے تو بتایئے ہم نے اللہ تعالیٰ، اس کے پیارے رسول معظم ﷺ اور اس کی کتاب مقدس کے دشمنوں، قادیانیوں کے خلاف کیا کام کیا؟ کیا جدوجہد کی؟ کیا آواز اٹھائی؟۔ مسلمانو!! اگر ہمیں ہلکی سی چوٹ لگ جائے اور تھوڑا سا خون بہہ نکلے تو پورے جسم میں

Marfat.com

ایک ارتعاش کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ دماغ کے اُفق پر پریشانی کے بادل چھا جاتے ہیں، چہرے پر تشویش کا رنگ صاف دکھائی دیتا ہے، آنکھوں کے سامنے غم کے بگولے محوِ رقص لگتے ہیں، پاؤں فوراً ڈاکٹر کی طرف بھاگتے ہیں۔ زبان بے تکان بولتے ہوئے ڈاکٹر کو سارا قصہ غم سناتی ہے۔ اکھڑتی ہوئی سانسیں اور چہرے سے ٹپکتی پریشانی ڈاکٹر کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی بھرپور کوششیں کرتی ہیں۔ ڈاکٹر فوراً مرہم پٹی کا اہتمام کرتا ہے، ٹیکا لگاتا ہے، دوائی دیتا ہے اور پھر کندھوں پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرتے ہوئے تسلی و تشفی کے کلمات ادا کرتا ہے۔ تب کہیں جا کر جان میں جان آتی ہے۔

لیکن دوستو!! تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی اُمت نے ایک بھیانک سازش کے تحت اسلام کے سر میں ارتداد کا تیز کلہاڑا دے مارا ہے، جس سے چہرہ اسلام اور جسم اسلام لہولہو ہے۔

سوچئے کہ اسلام کو اس مظلوم حالت میں دیکھ کر کبھی ہمارے دل پر چوٹ لگی؟ کبھی ہمارے جگر میں چھبن ہوئی؟ کبھی ہماری آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے گرے؟ کبھی ہمارا سر چکرایا؟ کبھی ہمارا دماغ مجروح ہوا؟ کبھی ہمارے اعصاب مضطرب ہوئے؟ کبھی ہمارے ہاتھ کلہاڑے کی طرف بڑھے؟ اتنے بڑے سانحے پر کبھی ہماری زبان نے احتجاج کیا؟۔

آؤ سوچیں، فکر کریں، خود کو پرکھیں اور کھنگالیں کہ ہم کتنے ظالم ہیں؟ ہم کتنے خود پرست ہیں؟ اپنے جسم پر ہلکی سی چوٹ پر اتنا بڑا طوفان لیکن اسلام کے لہولہان چہرے کو دیکھ کر قبرستان کی خاموشی۔ ہائے اسلام سے یہ بے وفائی، بے رخی اور بے اعتنائی ہمیں کہاں لے جا رہی ہے اور کہاں لے جائے گی۔

پوچھ رہی ہے یہ جرس، اہل جنوں کو کیا ہوا
دیکھ رہی ہے، رہگذر، اہل وفا کدھر گئے

اے مسلمانو!! یاد رکھنا اگر ہم آج بھی بیدار نہ ہوئے!!! اگر ایسی سنگین صورت حال کے باوجود ہم نے دین محمدی ﷺ کے اردگرد فصلیں قائم نہ کیں، اگر اب بھی ہم لوگ قادیانی مرتدوں کے خلاف محاذ آرا نہ ہوئے اور یوں ہی خواب خرگوش کے مزے لوٹتے رہے تو قریب ہے کہ قہر خداوندی ہم پر ٹوٹ پڑے، ہماری نسلیں برباد کر دی جائیں، آسمانی بجلیاں ہمیں جلا کر

Marfat.com

خاکستر کر دیں اور ایسی ہوائیں چلیں جو ہم سب کو اس زور سے پٹخ پٹخ کر ماریں کہ ہمارے چیتھڑے اُڑ جائیں۔

دیکھنا یہ حبس کا عالم رہا تو ایک دن
اک بگولا آئے گا سب کچھ اُڑا لے جائے گا

میری دعا ہے کہ خدا ہم سب کو ایسے برے وقت سے بچائے، حضورِ پرنور جان عالم ﷺ کی عزت و ناموس اور تاج ختم نبوت کی حفاظت کرنے کی توفیق بخشے، شمع اسلام کا پروانہ بنائے اور غیرت صدیقی سے نوازتے ہوئے ہمیں ایسا آتش فشاں بنادے جو تمام قادیانیت پر پھٹ کر اُسے ریزہ ریزہ کردے۔

خرد کی گتھیاں سُلجھا چکا میں
میرے مولا! مجھے صاحبِ جنوں کردے

تاکہ کل مرتے وقت ہم بھی اہل دنیا کے سامنے سربلندی سے یہ کہہ سکیں۔

لحد میں عشق رخِ شاہ ﷺ کا داغ لے کر چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کر چلے

''میرے نزدیک قادیانی، اقلیت کے حقوق کے سزاوار تو نہیں تھے لیکن ہمارے ملک میں شرعی قوانین نافذ ہیں۔ اس وجہ سے بالفعل مسئلہ کا ممکن حل یہی تھا۔ یہ نرم سے نرم سلوک ہے جو ان کے ساتھ کیا گیا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ قادیانی اس رعایت سے غلط فائدے اٹھانے کی کوشش کریں گے اور خاصا اندیشہ اس امر کا بھی موجود ہے کہ بعض غلط اندیش لوگ اقلیت کے نام پر ان کی سرپرستی کریں۔ ان خطروں کے سدباب کی واحد شکل یہی ہے کہ مسلمان بیدار رہیں۔ اگر مسلمانوں نے اس معاملے میں غفلت کی تو اب قادیانیوں کو جو قانونی تحفظ حاصل ہو گیا ہے۔ اس کی آڑ میں وہ ہمارے مذہب اور ملک دونوں کو پہلے کی نسبت زیادہ نقصان پہنچا سکتے ہیں''۔

(مولانا امین احسن اصلاحی)

Marfat.com

وزیراعظم پاکستان جناب
ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر

جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیراعظم پاکستان کی اس تقریر کا متن جو انہوں نے ۷ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں کی تھی۔

Marfat.com

جناب اسپیکر:

میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلے پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلہ خیال کیا ہے، جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقہ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے تمام مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ فقط حکومت ہی اس فیصلے کی تحسین کی مستحق قرار پائے۔ اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایک فرد اس فیصلے کی تعریف و تحسین کا حقدار بنے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ مشکل فیصلہ، بلکہ میری ناچیز رائے میں کئی پہلوؤں سے بہت ہی مشکل فیصلہ، جمہوری اداروں اور جمہوری حکومت کے بغیر نہیں کیا جا سکتا تھا۔

یہ ایک پرانا مسئلہ ہے۔ نوے سال پرانا مسئلہ ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ اس سے ہمارے معاشرے میں تلخیاں اور تفرقے پیدا ہوئے لیکن آج کے دن تک اس مسئلے کا کوئی حل تلاش نہیں کیا جا سکا۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ماضی میں بھی پیدا ہوا تھا، ایک بار نہیں، بلکہ کئی بار، ہمیں بتایا گیا کہ ماضی میں اس مسئلے پر جس طرح قابو پایا گیا تھا، اسی طرح اب کی بار بھی ویسے ہی اقدامات سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کیلئے اس سے پہلے کیا کچھ کیا گیا، لیکن مجھے معلوم ہے کہ ۱۹۵۳ء میں کیا کیا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں اس مسئلے کو حل کے لئے وحشیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا تھا جو اس مسئلے کے حل کے لئے نہیں، بلکہ اس مسئلے کو دبا دینے کے لئے تھا۔ کسی مسئلے کو دبانے دینے سے اس کا حل

Marfat.com

نہیں نکلتا۔ اگر کچھ صاحبان عقل وفہم حکومت کو یہ مشورہ دیتے کہ عوام پر تشدد کر کے اس مسئلہ کو حل کیا جائے، اور عوام کے جذبات اور ان کی خواہشات کو کچل دیا جائے، تو شاید اس صورت میں ایک عارضی حل نکل آتا، لیکن یہ مسئلے کا صحیح اور درست حل نہ ہوتا۔ مسئلہ دب تو جاتا، اور پس منظر میں چلا جاتا، لیکن یہ مسئلہ ختم نہ ہوتا۔

ہماری موجودہ مساعی کا مقصد یہ رہا ہے کہ اس مسئلے کا مستقل حل تلاش کیا جائے اور میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ہم نے صحیح اور درست حل تلاش کرنے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی یہ درست ہے کہ لوگوں کے جذبات مشتعل ہوئے، غیر معمولی احساسات ابھرے۔ قانون اور امن کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ جائیداد اور جانوں کا اتلاف ہوا۔ پریشانی کے لمحات...... بھی آئے۔ تمام قوم گذشتہ تین ماہ سے تشویش کے عالم میں رہی اور اس پر کشمکش اور بیم ورجا کے عالم میں رہی۔ طرح طرح کی افواہیں کثرت سے پھیلائی گئیں اور تقریریں کی گئیں، مسجدوں اور گلیوں میں بھی تقریروں کا سلسلہ جاری رہا۔ میں یہاں اور اس وقت یہ دہرانا نہیں چاہتا کہ ۲۲ اور ۲۹ مئی کو کیا ہوا تھا۔ میں موجودہ مسئلے کی وجوہات کے بارے میں بھی کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ یہ مسئلہ کس طرح رونما ہوا اور کس طرح اس نے جنگل کی آگ کی طرح تمام ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میرے لئے اس وقت یہ مناسب نہیں کہ میں موجودہ معاملات کی تہہ تک جاؤں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی توجہ اس تقریر کی طرف دلاؤں جو میں نے قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے ۱۳ جون کو کی تھی۔

اس تقریر میں، میں نے پاکستان کے عوام سے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ یہ مسئلہ بنیادی اور اصولی طور پر مذہبی مسئلہ ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے لئے وجود میں آیا تھا۔ اگر کوئی ایسا فیصلہ کر لیا جاتا، جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت، اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھتی تو اس سے پاکستان کی علت[1] غائی اور اس کے تصور کو بھی ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا۔ چونکہ یہ مسئلہ خالص مذہبی مسئلہ تھا۔ اس لئے میری حکومت کے لئے یا ایک فرد کی حیثیت میں میرے لئے مناسب نہ تھا کہ اس پر ۱۳ جون کو کوئی فیصلہ دیا جاتا۔

لاہور میں مجھے کئی ایک ایسے لوگ ملے جو اس مسئلے کے باعث مشتعل تھے۔ وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ آج ہی، ابھی ابھی اور یہیں وہ اعلان کیوں نہیں کر دیتے جو کہ پاکستان کے

1۔ یعنی کہ پاکستان بنانے کا سب سے اہم اور سرِ فہرست مقصد ونصب العین۔ (مرتب)

Marfat.com

مسلمانوں کی اکثریت چاہتی ہے۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ یہ اعلان کردیں تو اس سے آپ کی حکومت کو بڑی داد و تحسین ملے گی اور آپ کو ایک فرد کے طور پر نہایت شاندار شہرت اور ناموری حاصل ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کا یہ موقع گنوادیا تو آپ اپنی زندگی کے ایک سنہری موقعے سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ میں نے اپنے ان احباب سے کہا کہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ اور بسیط مسئلہ ہے جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو نوے سال سے پریشان کر رکھا ہے اور پاکستان بننے کے ساتھ ہی یہ پاکستان کے مسلمانوں کے لئے بھی پریشانی کا باعث بنا ہے۔ میرے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا، اور کوئی فیصلہ کر دیتا۔ میں نے ان صحاب سے کہا کہ ہم نے پاکستان میں جمہوریت کو بحال اور قائم کیا ہے۔ پاکستان کی ایک قومی اسمبلی موجود ہے جو ملکی مسائل پر بحث کرنے کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ میری ناچیز رائے میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے قومی اسمبلی ہی مناسب جگہ ہے اور اکثریتی پارٹی کے رہنما ہونے کی حیثیت میں میں قومی اسمبلی کے ممبروں پر کسی طرح کا دباؤ نہیں ڈالوں گا۔ میں اس مسئلے کے حل کو قومی اسمبلی کے ممبروں کے ضمیر پر چھوڑتا ہوں، اور ان میں میری پارٹی کے ممبر بھی شامل ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبر میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جہاں میں نے کئی ایک مواقع پر انھیں بلا کر اپنی پارٹی کے موقف سے آگاہ کیا، وہاں اس مسئلے پر میں نے اپنی پارٹی کے ایک ممبر پر بھی اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی۔ سوائے ایک موقع کے جبکہ اس مسئلے پر کھلی بحث ہوئی تھی۔

جناب اسپیکر:

میں آپ کو یہ بتانا مناسب نہیں سمجھتا کہ اس مسئلے کے باعث اکثر میں پریشان رہا اور راتوں کو مجھے نیند نہیں آئی۔ اس مسئلے پر جو فیصلہ ہوا ہے، میں اس کے نتائج سے بخوبی واقف ہوں۔ مجھے اس فیصلے کے سیاسی اور معاشی ردِ عمل اور مجھے اس کی پیچیدگیوں کا علم ہے، جس کا اثر مملکت کے تحفظ پر ہوسکتا ہے۔ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے، لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا، پاکستان وہ ملک ہے جو برصغیر کے مسلمانوں کی اس خواہش پر وجود میں آیا کہ وہ اپنے لئے ایک علیحدہ مملکت چاہتے

Marfat.com

تھے۔ اس ملک کے باشندوں کی اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔ میں اس فیصلے کو جمہوری طریقے سے نافذ کرنے میں اپنے کسی بھی اصول کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا اصول یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ اسلام کی خدمت ہماری پارٹی کے لئے اوّلین اہمیت رکھتی ہے۔ ہمارا دوسرا اصول یہ ہے کہ جمہوریت ہماری پالیسی ہے چنانچہ ہمارے لئے فقط یہی درست راستہ تھا کہ ہم اس مسئلے کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کرتے۔ اس کے ساتھ ہی میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم اپنی پارٹی کے اس اصول کی بھی پوری طرح سے پابندی کریں گے کہ پاکستان کی حیثیت کی بنیاد سوشلزم پر ہو۔ ہم سوشلسٹ اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ فیصلہ جو کیا گیا ہے۔ اس فیصلے میں ہم نے اپنے کسی بھی اصول سے انحراف نہیں کیا۔ ہم اپنی پارٹی کے تین اصولوں پر مکمل طور سے پابند رہے ہیں۔ میں نے کئی بار کہا ہے کہ اسلام کے بنیادی اور اعلیٰ ترین اصول، سماجی انصاف کے خلاف نہیں اور سوشلزم کے ذریعے معاشی استحصال کو ختم کرنے کے بھی خلاف نہیں ہیں۔

یہ فیصلہ مذہبی بھی ہے اور غیر مذہبی بھی۔ مذہبی اس لحاظ سے کہ یہ فیصلہ ان مسلمانوں کو متاثر کرتا ہے جو پاکستان میں اکثریت میں ہیں اور غیر مذہبی اس لحاظ سے کہ ہم دور جدید میں رہتے بستے ہیں۔ ہمارا آئین کسی مذہب وملت کے خلاف نہیں بلکہ ہم نے پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دیے ہیں۔ ہر پاکستانی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فخر واعتماد سے بغیر کسی خوف کے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کر سکے۔ پاکستان کے آئین میں پاکستانی شہریوں کو اس امر کی ضمانت دی گئی ہے۔ میری حکومت کے لئے اب یہ بات بہت اہم ہوگئی ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ یہ نہایت ضروری ہے اور میں اس بات میں کوئی ابہام کی گنجائش نہیں رکھنا چاہتا۔ پاکستان کے شہریوں کے حقوق کی حفاظت ہمارا اخلاقی اور مقدس اسلامی فرض ہے۔

جناب اسپیکر:

میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں اور اس ایوان کے باہر کے ہر شخص کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ فرض پوری طرح اور مکمل طور پر ادا کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں کسی شخص کے ذہن میں شبہ نہیں

Marfat.com

رہنا چاہیے۔ ہم کسی قسم کی غارتگری اور تہذیب سوزی یا کسی پاکستانی طبقے یا شہری کی توہین اور بے عزتی برداشت نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر:

گزشتہ تین مہینوں کے دوران اور اس بڑے بحران کے عرصے میں کچھ گرفتاریاں عمل آئیں۔ کئی لوگوں کو جیل میں بھیجا گیا اور چند اور اقدامات کیے گئے۔ یہ بھی ہمارا فرض تھا۔ ہم اس ملک پر بدنظمی کا اور نراجی [1] عناصر کا غلبہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ جو ہمارے فرائض تھے، ان کے تحت ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ لیکن میں اس موقعے پر جبکہ تمام ایوان نے متفقہ طور سے ایک اہم فیصلہ کرلیا ہے، آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم ہر معاملے پر فوری اور جلد از جلد غور کریں گے، اور جب کہ اس مسئلے کا باب بند ہو چکا ہے، ہمارے لئے یہ ممکن ہوگا کہ ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مناسب وقت کے اندر اندر کچھ ایسے افراد سے نرمی برتی جائے گی اور انھیں رہا کر دیا جائے گا جنھوں نے اس عرصہ میں اشتعال انگیزی سے کام لیا یا کوئی اور مسئلہ پیدا کیا۔

جناب اسپیکر:

جیسا کہ میں نے کہا ہمیں اُمید کرنی چاہیے کہ ہم نے اس مسئلے کا باب بند کر دیا ہے۔ یہ میری کامیابی نہیں، یہ حکومت کی بھی کامیابی نہیں، یہ کامیابی پاکستان کے عوام کی کامیابی ہے جس میں ہم بھی شریک ہیں۔ میں سارے ایوان کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں، مجھے احساس ہے کہ یہ فیصلہ متفقہ طور پر نہ کیا جا سکتا اگر تمام ایوان کی جانب سے اور اس میں تمام پارٹیوں کی جانب سے تعاون اور مفاہمت کا جذبہ نہ ہوتا۔ آئین سازی کے موقع کے وقت بھی ہم میں تعاون اور سمجھوتے کا یہ جذبہ موجود تھا۔ آئین ہمارے ملک کا بنیادی قانون ہے۔ اس آئین کے بنانے میں ستائیس برس صرف ہوئے اور وہ وقت پاکستان کی تاریخ میں تاریخی اور یادگار وقت تھا جب اس آئین کو تمام پارٹیوں نے قبول کیا اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے اسے متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ اسی جذبہ کے تحت ہم نے یہ مشکل فیصلہ بھی کرلیا ہے۔

1۔ غیر قانونی/حکومت کی دُشمن (مرتب)

Marfat.com

جناب اسپیکر:

کیا معلوم کہ مستقبل میں ہمیں زیادہ مشکل مسائل کا سامنا کرنا پڑے، لیکن میری ناچیز رائے میں جب سے پاکستان وجود میں آیا، یہ مسئلہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا۔ کل کو اس سے زیادہ پیچیدہ اور مشکل مسائل ہمارے سامنے آسکتے ہیں۔ جن کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ماضی کو دیکھتے ہوئے اس مسئلے کے تاریخی پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرتے ہوئے میں پھر کہوں گا کہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا گھر گھر میں اس کا اثر تھا، ہر دیہات میں اس کا اثر تھا، اور ہر فرد پر اس کا اثر تھا۔ یہ مسئلہ سنگین سے سنگین تر ہوتا چلا گیا۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ ایک خوفناک شکل اختیار کر گیا ہمیں اس مسئلے کو حل کرنا ہی تھا۔ ہمیں تلخ حقائق کا سامنا کرنا ہی تھا۔ ہم اس مسئلے کو ہائی کورٹ یا اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کر سکتے تھے یا اسلامی، سیکرٹریٹ کے سامنے پیش کیا جا سکتا تھا۔ ظاہر ہے کہ حکومت اور حتیٰ کہ افراد بھی مسائل کو ٹالنا جانتے ہیں اور انھیں جوں کا توں رکھ سکتے ہیں اور حاضرہ صورت حال سے نبٹنے کے لئے معمولی اقدامات کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس مسئلے کو اس انداز سے نبٹانے کی کوشش نہیں کی۔ ہم اس مسئلے کو ہمیشہ کے لئے حل کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ اس جذبے کے تحت قومی اسمبلی ایک کمیٹی کی صورت میں خفیہ اجلاس کرتی رہی۔ خفیہ اجلاس کرنے کے لئے قومی اسمبلی کی کئی ایک وجوہات تھیں۔ اگر قومی اسمبلی خفیہ اجلاس نہ کرتی، تو جناب! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام سچی باتیں اور حقائق ہمارے سامنے آسکتے اور لوگ اس طرح آزادی اور بغیر کسی جھجک کے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے؟ اگر ان کو معلوم ہوتا کہ یہاں اخبارات کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں، اور لوگوں تک ان کی باتیں پہنچ رہی ہیں، اور ان کی تقاریر اور بیانات کو اخبارات کے ذریعے شائع کر کے ان کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے تو اسمبلی کے ممبر اس اعتماد اور کھلے دل سے اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکتے، جیسا کہ انہوں نے خفیہ اجلاسوں میں کیا۔ ہمیں ان خفیہ اجلاسوں کی کاروائی کا کافی عرصہ تک احترام کرنا چاہیے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ کوئی بات بھی خفیہ نہیں رہتی۔ لیکن ان باتوں کے اظہار کا ایک موزوں وقت ہے چونکہ اسمبلی کی کاروائی خفیہ رہی ہے، اور ہم نے اسمبلی کے ہر ممبر کو، اور ان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی جو ہمارے سامنے پیش ہوئے یہ یقین دلایا تھا جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کو سیاسی، یا کسی اور

Marfat.com

مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے بیانات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے گا۔ میرے خیال میں یہ ایوان کے لئے ضروری اور مناسب ہے کہ وہ ان خفیہ اجلاسوں کی کاروائی کو ایک خاص وقت تک ظاہر نہ کریں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ہمارے لئے ممکن ہوگا کہ ہم ان خفیہ اجلاسوں کی کاروائی کو آشکار کر دیں۔ کیونکہ اس کے ریکارڈ کا ظاہر ہونا بھی ضروری ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان خفیہ اجلاسوں کے ریکارڈ کو دفن ہی کر دیا جائے، ہرگز نہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو یہ ایک غیر حقیقت پسندانہ بات ہوگی۔ میں فقط یہ کہتا ہوں کہ اگر اس مسئلے کے باب کو ختم کرنے کے لئے اور ایک نیا باب کھولنے کے لئے نئی بلندیوں تک پہنچنے کے لئے، آگے بڑھنے کے لئے اور قومی مفاد کو محفوظ رکھنے کے لئے اور پاکستان کے حالات کو معمول پر رکھنے کے لئے اس مسئلے کی بابت ہی نہیں بلکہ دوسرے مسائل کی بابت بھی، ہمیں ان امور کو خفیہ رکھنا ہوگا۔ میں ایوان پر یہ بات عیاں کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کے حل کو، دوسرے کئی مسائل پر تبادلہ خیال اور بات چیت اور مفاہمت کے لئے نیک شگون سمجھنا چاہیے۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے یہ حل ہمارے لئے خوشی کا باعث ہے، اور اب ہم آگے بڑھیں گے اور تمام نئے قومی مسائل کو مفاہمت اور سمجھوتے کے جذبے کے تحت طے کریں۔

جناب اسپیکر:

میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اس معاملے کے بارے میں میرے جو احساسات تھے میں انھیں بیان کر چکا ہوں۔ میں ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے یہ ایک فیصلہ ہے جو ہمارے عقائد سے متعلق ہے اور یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے اور پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ عوامی خواہشات کے مطابق ہے۔ میرے خیال میں یہ انسانی طاقت سے باہر تھا کہ یہ ایوان اس سے بہتر کچھ فیصلہ کر سکتا، اور میرے خیال میں یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ اس مسئلے کو دوامی طور پر حل کرنے کے لئے موجودہ فیصلے سے کم کوئی اور فیصلہ ہو سکتا تھا۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں، جو اس فیصلے سے خوش نہ ہوں۔ ہم یہ توقع بھی نہیں کر سکتے کہ اس مسئلے کے فیصلے سے تمام لوگ خوش ہو سکیں گے جو گذشتہ نوے سال سے حل نہیں ہو سکا، اگر یہ مسئلہ آسان ہوتا اور ہر ایک کو خوش رکھنا ممکن ہوتا، تو یہ مسئلہ بہت پہلے حل ہو گیا ہوتا۔ لیکن یہ

Marfat.com

نہیں ہو سکا۔۱۹۵۳ء میں بھی یہ ممکن نہیں ہو سکا۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ۱۹۵۳ء میں حل ہو چکا تھا۔ وہ لوگ اصل صورت حال کا صحیح تجزیہ نہیں کر سکے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس فیصلے پر نہایت ناخوش ہوں گے۔ اب میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں ان لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کروں، لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ ان لوگوں کے طویل المیعاد مفاد کے حق میں ہے کہ یہ مسئلہ حل کر لیا گیا ہے۔ آج یہ لوگ ناخوش ہوں گے ان کو یہ فیصلہ پسند نہ ہوگا، ان کو یہ فیصلہ ناگوار ہوگا، لیکن حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اور مفروضے کے طور پر اپنے آپ کو ان لوگوں میں شمار کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ ان کو بھی اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ اس فیصلے سے یہ مسئلہ حل ہوا اور ان کو آئینی حقوق کی ضمانت حاصل ہوگئی، مجھے یاد ہے جبکہ حزب مخالف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ تحریک پیش کی تو انہوں نے ان لوگوں کو مکمل تحفظ دینے کا ذکر کیا تھا جو اس فیصلے سے متاثر ہوں گے۔ ایوان اس یقین دہانی پر قائم ہے۔ یہ ہر پارٹی کا فرض ہے یہ حکومت کا فرض ہے، حزب مخالف کا فرض ہے، اور ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کی یکساں طور پر حفاظت کریں۔ اسلام کی تعلیم رواداری ہے، مسلمان رواداری پر عمل کرتے رہے ہیں، اسلام نے فقط رواداری کی تبلیغ ہی نہیں کی، بلکہ تمام تاریخ میں اسلامی معاشرے نے رواداری سے کام لیا ہے۔ اسلامی معاشرے نے اس تیرہ و تاریک زمانے میں یہودیوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا، جبکہ عیسائیت ان پر یورپ میں ظلم کر رہی تھی اور یہودیوں نے سلطنت عثمانیہ میں آکر پناہ لی تھی۔ اگر یہودی دوسرے حکمران معاشرے سے بچ کر عربوں اور ترکوں کے اسلامی معاشرے میں پناہ لے سکتے تھے، تو پھر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری مملکت اسلامی مملکت ہے۔ ہم مسلمان ہیں، ہم پاکستانی ہیں اور یہ ہمارا مقدس فرض ہے کہ ہم تمام فرقوں، تمام لوگوں اور پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں طور پر تحفظ دیں۔

جناب اسپیکر صاحب:

ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ آپ کا شکریہ!!!

Marfat.com

مرزائیت سے توبہ!......توبہ!......توبہ!

''میں ایک عرصہ ہوا مرزا غلام احمد قادیانی کے دامن سے وابستہ ہوگیا تھا اور ہمہ تن اس کوشش میں مصروف رہتا تھا کہ دوسرے سادہ لوح مسلمانوں کو بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے دامن سے وابستہ کردوں اور میں اپنی دوکان پر مرزائیت کی تبلیغ بھی کیا کرتا تھا، لیکن دیگر مسلمانوں کو میں اس لئے مرزائی بنانے میں ناکام رہا کہ علاقہ بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے جلسے ہوتے رہتے تھے۔ میں نے مسلمانان باڑہ قلعہ کو مناظرہ کے چیلنج دیئے۔ میرا چیلنج مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ پشاور نے منظور کرکے میرے ساتھ مناظرے کا تحریری معاہدہ کرلیا۔ عین مناظر کے روز جب مولانا لال حسین اختر صاحب (مبلغ تحفظ ختم نبوت) مناظرہ کیلئے تشریف لائے تو میں اور جماعتِ مرزائیہ کے مناظر چراغ دین مناظرہ کیلئے میدان سے بھاگ نکلے۔ مناظرہ سے فرار ہونے کے بعد میں نے اپنا کاروبار باڑہ قلعہ کی بجائے موضع سفید ڈھیری میں شروع کردیا مگر معلوم نہیں کہ کس طرح مجلس تحفظ ختم نبوت کو موضع سفید ڈھیری میں میرے آنے کا علم ہوا چنانچہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے جلسے موضع سفید ڈھیری میں منعقد ہوئے۔ جس میں مفتی سرحد مولانا عبدالقیوم صاحب پوپلزئی، مولانا احمد اللہ جان صاحب، مولانا فضل حق صاحب، مولانا نورالحق صاحب نور، مولانا سیّد امام شاہ صاحب اور مولانا محمد سلطان صاحب نے تقریریں کیں اور مرزائی کتابوں کے حوالے نوٹ کروائے۔ میں نے ان جلسوں کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکی جماعت کی کتابوں کا بغور مطالعہ کیا۔ اور آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کی ٹولی نے اللہ تعالیٰ، محمد عربی ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اہل بیت اور دیگر اکابرین مذہب کی توہین و تذلیل کی ہے اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار کافر اور مرتد ہیں نیز مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت انگریزوں کی جاسوس ہے.......... میں مرزائیت سے تائب ہوکر حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کا اعلان کرتا ہوں، میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا بھی بصد دِل شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن کے راہنماؤں کی کوششوں سے میں دوزخ کی آگ سے بچ گیا۔!!''

دستخط (اُردو و انگریزی)

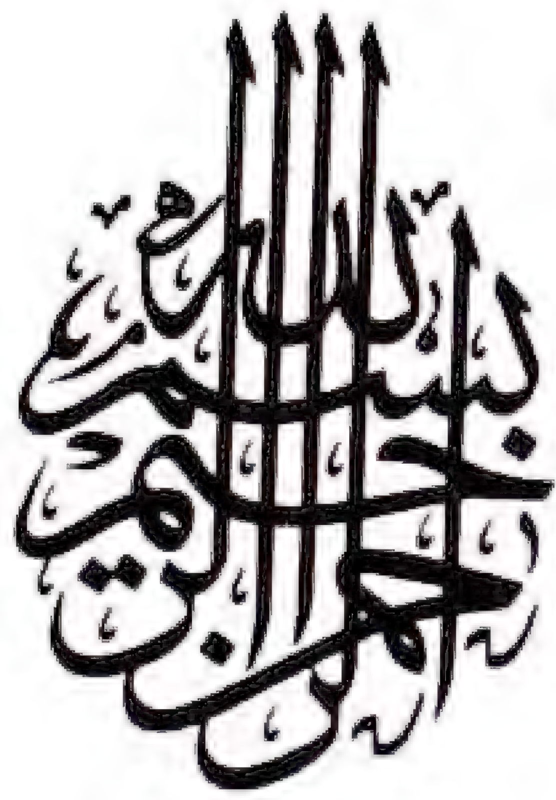
ڈاکٹر سرور خان، ۱۷ اگست ۱۹۵۸ء

Marfat.com

قادیانی بدستور غیر مسلم ہیں

حکومت پاکستان کی توثیق (۱۹۸۲ء)

Marfat.com



قادیانی فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی آئینی حیثیت کے متعلق مختلف حلقوں میں کچھ عرصے سے شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ان شبہات کو دور کرنے کی غرض سے صدرِ مملکت نے گزشتہ ماہ کی بارہویں تاریخ کو ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء (صدارتی فرمان نمبر ۸ مجریہ سال ۱۹۸۲ء) جاری کیا تھا، جس کی رو سے اعلان کیا گیا ہے اور مزید توثیق کی گئی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) کے جدول اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کی شمولیت سے ان ترامیم کا جو اس کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ء میں قادیانیوں کی حیثیت کے بارے میں عمل میں لائی گئی ہیں، تسلسل متاثر ہوا ہے اور نہ ہوگا اور وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ء کے جزو کی حیثیت سے برقرار رہیں گی۔ نیز قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) ''غیر مسلم'' کے طور پر حیثیت تبدیل ہوئی ہے اور نہ ہوگی، اور وہ بدستور ''غیر مسلم'' ہیں۔ وضاحتی فرمان کے بعد عام حالات میں اس مسئلے کی نسبت چہ میگوئیوں کا سلسلہ بند ہو جانا چاہیے تھا مگر بااین ہمہ چند مفاد پرست عناصر حقائق کا رخ موڑ کر اس ضمن میں بے چینی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنے میں بدستور کوشاں نظر آتے ہیں۔ ان عناصر کی ریشہ دوانیوں کا مؤثر طریقے سے سد باب کرنے کی خاطر اس مسئلے کی مزید صراحت اور وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

Marfat.com

مجلس شوریٰ کے گذشتہ اجلاس میں راجہ محمد ظفر الحق، قائم مقام وزیر قانون و پارلیمانی امور، نے قاری سعید الرحمٰن اور مولانا سمیع الحق، ممبران وفاقی کونسل، کی جانب سے قادیانی کی قانونی حیثیت کے بارے میں پیش کردہ تحاریک التواء کے متعلق مورخہ ۱۲راپریل ۱۹۸۲ء کو ایک مفصل بیان دیا تھا۔

وزیر موصوف نے اس مسئلے کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور،۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۶۰ میں شق (۳) کا اضافہ کیا گیا اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ اس ضمن میں آرٹیکل ۱۰۶ کی شق (۳) میں صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم نشستوں کی تقسیم کی وضاحت کرتے ہوئے قادیانی فرقہ کے افراد کو غیر مسلم اقلیت کے زمرے میں شامل کیا گیا۔ متذکرہ بالا آئینی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد عوام کی نمائندگی کے ایکٹ مجریہ سال ۱۹۷۶ء میں دفعہ ۴۷۔الف کا اضافہ کیا جس کا تعلق غیر مسلم اقلیتی نشستوں سے ہے۔ اس جدید دفعہ ۴۷۔الف میں بھی قادیانی گروپ سے متعلق افراد کو ''غیر مسلموں'' کے زمرے میں شامل کر دیا گیا۔

ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی بھی قادیانیوں کی آئینی حیثیت بطور ''غیر مسلم'' اقلیت متعین ہو جانے کی بنا پر معرض وجود میں آئی۔ اسی طرح ایوان ہائے پارلیمان و صوبائی اسمبلیوں کے (انتخابات) کے فرمان مجریہ سال ۱۹۷۷ء (فرمان صدر بعد از اعلان نمبر ۵ مجریہ سال ۱۹۷۷ء) میں بھی بذریعہ صدارتی فرمان نمبر ۱۷ مجریہ سال ۱۹۷۸ء ترمیم کر کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے سلسلے میں اہلیت اور نا اہلیت کے متعلق ''مسلم'' اور ''غیر مسلم'' کے الگ الگ زمرے طے کر دیئے گئے جس کے نتیجے میں کوئی شخص اس وقت تک کسی اسمبلی کے انتخابات کے لئے اہل قرار نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کا نام ''مسلمانوں'' یا ''غیر مسلموں'' کی نشستوں سے متعلق جداگانہ انتخابی فہرستوں میں سے کسی ایک میں درج نہ ہو۔

بعد ازاں فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء جاری کرتے وقت بھی قادیانیوں کی متذکرہ بالا حیثیت بطور غیر مسلم برقرار رکھی گئی۔ چنانچہ فرمان عارضی دستور کے آرٹیکل ۲ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور،۱۹۷۳ء جو فی الحال معطل ہے، کے کچھ آرٹیکل کو فرمان عارضی دستور کا

Marfat.com

حصہ بناتے وقت آرٹیکل ۲۶۰ کو بھی شامل کیا گیا۔ اس واضح قانونی پوزیشن کے باوجود کچھ حلقوں میں قادیانیوں کی آئینی وقانونی حیثیت کے متعلق شک کا اظہار کیا گیا، جسے دور کرنے کے لئے فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء میں آرٹیکل نمبرا۔الف کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ ۱۹۷۳ء کے دستور اور مذکورہ فرمان نیز تمام وضع شدہ قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات میں مسلم اور غیر مسلم سے مراد وہی لی جائے گی جس کا ذکر فرمانِ عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء کے حوالے سے ترمیم دستور (استقرار کے فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء) میں ہے۔ فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء کے آرٹیکل ا۔الف میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف کرتے ہوئے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کو (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) غیر مسلموں کے زمرے میں شامل کیا گیا۔

وزیر موصوف نے وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال ۱۹۸۱ء) کے جدول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کی شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ عام طے شدہ مروجہ طریقہ کار کے مطابق وزارتِ قانون وقتاً فوقتاً ایک تنسیخی اور ترمیمی قانون کا نفاذ کرواتی ہے۔ جس کے ذریعے ان قوانین کو، جن سے مروجہ قوانین میں ترمیم کی گئی ہو اور جو اپنے مقصد حاصل کر چکے ہوں، منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی مروجہ طریقہ کار کے پیش نظر متذکرہ بالا وفاقی قوانین) نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال ۱۹۸۱ء جاری کیا گیا۔ اس ضمن میں وزیر موصوف نے قانون عبارات عامہ بابت سال ۱۸۹۷ء کی دفعہ ۶۔الف کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ہر وہ ترمیم جو کسی ترمیمی قانون کے ذریعے کسی دیگر قانون میں عمل میں لائی گئی ہو، ترمیمی قانون کی تنسیخ کے باوجود مؤثر رہتی ہے، بشرطیکہ ترمیمی قانون کی تنسیخ کے وقت وہ باقاعدہ طور پر نافذ العمل ہو۔ اس سے یہ بات واضح اور عیاں ہے کہ ترمیم کرنے والے قانون کی تنسیخ کے باوجود اس کے ذریعے معرض وجود میں آنے والی ترمیم زندہ اور مؤثر رہتی ہے اور ترمیمی قانون کا عدم اور وجود ایسی ترمیم کی بقا کیلئے یکساں ہے۔ اس لئے یہ کہنا قطعاً بجا نہ ہوگا کہ ترمیم اسی صورت میں باقی رہے گی جب کہ متعلقہ قانون کا وجود باقی رہے گا۔ ترمیمی قانون منسوخ کر دیا جائے یا موجود رہے۔ ترمیم بہر حال نافذ العمل رہتی ہے۔ چنانچہ دستور (ترمیم ثانی، ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء کی وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ

Marfat.com

سال ۱۹۸۱ء کی جدول اول میں شمولیت سے مذکورہ ترمیمی قانون کے ذریعہ سے کی جانے والی ترامیم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور وہ بدستور قائم اور رائج ہیں۔ ان سب امور کے باوصف اس مسئلہ کو پھر سیاسی رنگ دینے اور ابہام پیدا کرنے کی ناجائز کوشش جاری رہی۔ لہٰذا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

''ان مقامات سے بھی بچنا چاہیے جہاں تہمت لگنے کا اندیشہ پایا جائے''۔

مذکورہ بالا شک وابہام کو دور کرنے کے لئے حکومت نے ایک مزید قدم اٹھایا اور صدر مملکت نے ایک انتہائی واضح اور مکمل فرمان جاری کیا جو کہ صدارتی فرمان نمبر ۸ مجریہ سال ۱۹۸۲ء کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا متن حسب ذیل ہے:

چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ء میں ترامیم کی گئی تھیں تاکہ صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی کی غرض سے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) کو غیر مسلموں میں شامل کیا جائے اور تاکہ یہ قرار دیا جائے کہ کوئی شخص جو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوۃ پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان نہ رکھتا ہو یا حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ دار ہو، یا ایسے دعویٰ دار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو، دستور یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

اور چونکہ فرمان صدر نمبر ۱۷ مجریہ سال ۱۹۷۸ء کے ذریعے منجملہ اور چیزوں کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم بشمول قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) مناسب نمائندگی کے لئے حکم وضع کیا گیا تھا۔

اور چونکہ فرمان عارضی دستور، ۱۹۸۱ء (فرمان سی۔ ایم۔ ایل۔ اے نمبر ۱ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) نے مذکورہ بالا دستور کے ایسے احکام کو جو متعلقہ تھے اپنا جزو قرار دیا تھا۔

اور چونکہ مذکورہ بالا فرمان میں واضح طور پر لفظ ''مسلم'' کی تعریف کی گئی ہے جس سے ایسا شخص مراد ہے جو وحدت وتوحید قادرِ مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی

Marfat.com

بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے اور لفظ ''غیر مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو جس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ، یا پارسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا شخص، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص (جو خود کو ''احمدی'' یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) یا کوئی بہائی اور جدولی ذاتوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔

اور چونکہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) مسلمہ طریقہ کار کے مطابق اور مجموعہ قوانین سے ایسے قوانین کو بشمول مذکورہ بالا ایکٹ نکال دینے کے مقصد جاری کیا گیا تھا، جو اپنا مقصد حاصل کر چکے تھے۔

اور چونکہ، جیسا کہ مذکورہ بالا آرڈی نینس میں واضح طور پر قرار دیا گیا ہے، مذکورہ بالا دستور یا دیگر قوانین کے متن میں جو ترامیم مذکورہ بالا ایکٹ یا دیگر ترمیم قوانین کے ذریعے کی گئی ہیں مذکورہ بالا آرڈی نینس کے اجراء سے متاثرہ نہیں ہوئی ہیں۔

لہٰذا، اب ۵/جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کے بموجب اور اس سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر قانونی صورت حال کے استقرار اور اس کی مزید توثیق کے لئے حسب ذیل فرمان جاری کیا ہے۔

۱۔ مختصر عنوان اور آغازِ نفاذ:

۱۔ یہ فرمان ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

۲۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ استقرار:

بذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے اور مزید توثیق کی جاتی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء کی جدول اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۱۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کی شمولیت سے، جس کی رو سے اسلامی

Marfat.com

جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ء میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کی گئی تھیں۔

(الف): مذکورہ بالا ترامیم کا تسلسل متاثر نہیں ہوا ہے اور نہ ہوگا جو مذکورہ بالا دستور کے جزو کی حیثیت سے برقرار ہیں یا

(ب): قادیانی گروپ یا لاہور گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) غیر مسلم کے طور پر حیثیت تبدیل نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوگی اور وہ بدستور غیر مسلم ہیں۔

متذکرہ بالا متن سے ظاہر ہے کہ قادیانیوں کی آئینی وقانونی حیثیت بطور غیر مسلم قطعی طور پر مسلمہ اور قائم ہے۔ کچھ حلقوں نے اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے کہ متذکرہ بالا صدارتی فرمان اور فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء چونکہ عارضی قانونی اقدامات ہیں، لہٰذا ان کے منسوخ ہو جانے پر مسلم اور غیر مسلم کی تعریف جو فرمانِ عارضی دستور کے آرٹیکل نمبر ۱۔الف میں بیان کی گئی ہے، بھی ختم ہو جائے گی اور چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) جس کی رو سے ۱۹۷۳ء کے دستور میں ترامیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا، وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء کے ذریعے منسوخ ہو چکا ہے، اس لئے دستور کے بحال ہونے پر قادیانیوں کی قانونی وآئینی حیثیت اسی طرح ہوگی جیسی کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء کے نفاذ سے پیشتر تھی۔

جیسا کہ مفصل بیان کیا جا چکا ہے، دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء کی رو سے جو ترامیم ۱۹۷۳ء کے دستور کے آرٹیکل ۲۶۰ وآرٹیکل ۱۰۶ میں عمل میں لائی گئی تھیں وہ بدستور قائم اور نافذ ہیں۔

شائع کردہ

وزارتِ اطلاعات ونشریات

محکمہ قلم ومطبوعات، اسلام آباد

۱۸ر مئی ۱۹۸۲ء

Marfat.com

ایک عاشق رسول ﷺ کا جواب

مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے جب عوامی اجلاس میں مرزا قادیانی کا ریمانڈ لینا شروع کیا تو انگریزی قانون اپنے خود کاشتہ پودے کی حفاظت کیلئے حرکت میں آ گیا۔ مولانا اوران کے ساتھوں کوڈرانے دھمکانے کی کوششیں کی گئیں اور پھران سے نیک چلنی کی ضمانت طلب کی گئی۔ جھوٹی نبوت کے خالق فرنگی کو عاشق رسول ﷺ ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے جو باغیرت جواب دیا، اسے پڑھ کر آج بھی گلشن ایمان میں بہار آ جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جہاں تک مرزا غلام احمد قادیانی کا تعلق ہے، ہم اس کو ایک بار نہیں بلکہ ہزار بار دجال کہیں گے۔ اس نے حضور ﷺ کی ختم المرسلینی میں اپنی نبوت کا ناپاک پیوند جوڑ کر ناموسِ رسالت ﷺ پر کھلم کھلا حملہ کیا ہے، اپنے اس عقیدے سے میں ایک منٹ کے کروڑویں حصہ کیلئے دشت کش ہونے کو تیار نہیں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی خوف نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال تھا، دجال تھا، دجال تھا۔ میں اس سلسلے میں قانون انگریزی کا پابند نہیں، میں تو قانونِ محمدی ﷺ کا پابند ہوں۔''

(تحریک ختم نبوت)

Marfat.com

نغمات ختم نبوت

حضرت سید امین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ختم نبوت

ختم نبوت زندہ باد　　ختم نبوت زندہ باد
جسم میں جب تک جاں رہے　　یہ تیرا ایمان رہے
سدا رہے یہ تجھ کو یاد　　ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

ختم نبوت ہے ایمان　　ختم نبوت دین کی جان
یہ اسلام کی ہے بنیاد　　ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

اس سے کرے گا جو انکار　　وہ اسلام کا ہے غدار
دین ہوا اس کا برباد　　ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

بات یہ ہے بالکل ظاہر　　کہیں گے ہم اس کو کافر
جو بھی کرے منسوخ جہاد　　ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

یہی ہے مومن کی پہچان　　کرتا ہے حق کا اعلان
سہ لیتا ہے ہر افتاد　　ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

حق منوا کر چھوڑیں گے　　باطل کا منہ توڑیں گے
عزم ہمارا ہے فولاد　　ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

Marfat.com

تم مجھ کو آزما ظالم، میں تجھ کو آزماؤں گا
تو خنجر تیز کر، میں حریت کے گیت گاؤں گا
تو جتنا جبر کر سکتا ہے کر لے باوجود اس کے
میں طوفاں بن کے اٹھوں گا ، میں آندھی بن کے چھاؤں گا
پرستش کے لئے جتنے بھی بت تم نے تراشے ہیں
میں اک اک کر کے توڑوں گا ، میں اک اک کر کے ڈھاؤں گا
رسول پاک ﷺ ختم المرسلین ہیں جو نہ مانے گا
وہ بے ایمان ہے، میں اہل ایمان کو بتاؤں گا
اگر چڑتے ہیں کافر نعرہَ ختم نبوت سے
میں یہ نعرہ لگاتا ہوں ، میں یہ نعرہ لگاؤں گا
خوشا ، قاتل تو مجھ کو قتل کر نام محمد ﷺ پر
رسول اللہ ﷺ کے آگے سرخرو ہو کر تو جاؤں گا

☆......☆......☆......☆

اک یوں بھی عبادت ہوتی ہے ہم یوں بھی عبادت کرتے ہیں
ناموس رسول اکرم ﷺ کی جان دے کے حفاظت کرتے ہیں
اپنا نہ کوئی سمجھے ان کو دشمن ہیں یہ دین اور ملت کے
یہ ختم نبوت کے منکر، توہین نبوت کرتے ہیں
جینے کا ہمیں کچھ شوق نہیں، مرنے کی ہمیں کچھ فکر نہیں
وہ مر کے بھی زندہ رہتے ہیں جو حق کی حمایت کرتے ہیں
حق پر تو کڑی نگرانی ہو باطل پہ کوئی بھی قید نہیں
افسوس مسلماں ہو کر کیا ارباب حکومت کرتے ہیں
ہم میں جو وطن کا مجرم ہو ، سر اس کا جدا تن سے کر دو
للہ خبر لو ان کی جو ''ربوے'' میں خلافت کرتے ہیں
ہم برسر میداں کہتے ہیں ، سچ جھوٹ میں حاکم فرق کریں
ہم وہ تو نہیں ہیں ، چھپ چھپ کر جو ان کی شکایت کرتے ہیں

Marfat.com

بجا گفت

ختم رسل کے بعد پیمبر، غلط غلط
نازل ہو اب کتاب کسی پر، غلط غلط

ہے باعث نجات فقط مصطفیٰ ﷺ کی ذات
ہو اور کوئی شافع محشر، غلط غلط

نشہ یہ معرفت کا کہیں سے نہ مل سکا
تجھ سا ہو کوئی ساقی کوثر، غلط غلط

ہاں ہاں ہزار بار بپا ہوں قیامتیں
اُٹھے گا تیرے در سے مرا سر، غلط غلط

میں اور عدوئے دیں کی سنوں پھر بھی چپ رہوں
گردن بھی ہو، اگر تہ خنجر، غلط غلط

ہاں ہر قدم پر خوف خدا بجا بجا
غیر از خدا کسی کا کوئی ڈر، غلط غلط

قادیانی فتنہ

قادیانی فتنہ اٹھا ہے مسلمانو! اٹھو
خواب سے بے دار ہو اللہ دیوانو! اٹھو

حرمت دین محمد ﷺ کے نگہبانو! اٹھو
شعلہ سامانی دکھاؤ، شعلہ سامانو! اٹھو

مٹ رہا ہے دین وحدت اور ہم دیکھا کریں
آؤ پھر پہلا سا جوش زندگی پیدا کریں

آگیا ہے ''روسیا'' تخت نبوت کے قریب
کفر صف آرا ہوا ہے نور وحدت کے قریب

چھا رہی ہیں ظلمتیں شمع رسالت کے قریب
خیمہ زن ہیں بجلیاں باران رحمت کے قریب

فتنہ دجال کی قربت کا پیغام آگیا
لو خبر اسلام کی، نرغے میں اسلام آگیا

فتنہ یہ اُٹھا ہے ہنگامہ اٹھانے کے لئے
مشعل نور محمد ﷺ کو بجھانے کے لئے

یہ بلا آئی ہے تم سب کو جگانے کے لئے
غیرت دینی تمہاری آزمانے کے لئے

تم ہو ناموس محمد ﷺ کے نگہبان یاد ہے
تم مسلماں ہو، مسلماں ہو، مسلماں یاد ہے

خواب سے بے دار ہو روح الامین کا واسطہ
متحد ہو!! رحمۃ للعالمین کا واسطہ!

پستیوں کو چھوڑ دو دین مبیں کا واسطہ
رفعتوں کو ڈھونڈ لو، عرش بریں کا واسطہ

فتنے جتنے اُٹھا رہے ہیں، سب فنا ہو جائیں گے
تم جو چونکو گے حوادث خود فنا ہو جائیں گے

☆......☆......☆......☆

Marfat.com

پر محمد ﷺ کی جہاں توہین ہو کٹ جائیں گے — وہ قدم دوزخ میں جائیں گے اگر ہٹ جائیں گے
تم بھی اس کان دو عالم ﷺ سے وفاداری کرو — اس کے دشمن سے کھلا اظہار بیزاری کرو
ان کی عزت کے محافظ ہو تو عزت آپ کی — آپ کے ہم، آپ کا سکہ، حکومت آپ کی
آپ اگر ان کے نہیں پھر کرسیاں خالی کریں — ملک کی، ملت کی، مذہب کی نہ پامالی کریں

☆......☆......☆......☆

اف یوں ہو، توہین محمد ﷺ اور پھر ملک ہمارا ہو — کیوں نہ جگر ہو ٹکڑے ٹکڑے اور دل پارہ پارہ ہو
صبر کی حد ہوتی ہے کوئی کب تک آخرت صبر کریں — اس بے شرمی کے جینے سے بہتر ہے ہم ڈوب مریں
قید ہو اب یا دار کا تختہ جو گزرے گی جھیلیں گے — نام پہ تیرے جان دو عالم ﷺ جان کی بازی کھیلیں گے
تو ہے ہم کو جان سے بڑھ کر مال اور ملک سے پیارا ہے — تیری محبت کامل ایماں، یہ ایمان ہمارا ہے
ہاں اب ہم سے صبر نہ ہوگا لاکھ کہیں غدار ہیں ہم — یا مانیں، یا جان ہے حاضر جینے سے بیزار ہیں ہم

☆......☆......☆......☆

اٹھو ختم نبوت کا علم کھولو مسلمانو! — یہ موقع کھو دیا تم نے تو پچھتاء گے نادانو
ابھی کل گولیاں کھا کھا کے کتنے نوجواں تڑپے — تڑپتا دیکھ کر جن کو زمین و آسماں تڑپے
تم ان کی آرزو سمجھو تم ان کا مدعی جانو — اٹھو ختم نبوت کا علم کھولو مسلمانو!
دلائے جو یقین ختم نبوت کی حفاظت کا — جو یہ کہہ دے کہ دے گا ساتھ وہ حق و صداقت کا
جو یہ وعدہ نہ دے اس شخص کو تم بے وفا سمجھو — اسے غدار ملت، دشمن دیں، بے حیا سمجھو
تمہارے در پہ لاکھوں بار آئے تم نہ پہچانو — اٹھو ختم نبوت کا علم کھولو مسلمانو!
رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کی قسم مجھ کو — تڑپنے کے شہیدوں کی شہادت کی قسم مجھ کو
نجات دین و دنیا ہے اسی میں تم یقین جانو — اٹھو ختم نبوت کا علم کھولو مسلمانو!
یہ موقع کھو دیا تم نے تو پچھتاؤ گے نادانو — اٹھو سب مل کے ناموس رسالت کے نگہبانو

(تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں رضا کاروں کا جوش وجذبہ دیکھ کر)

یہ سرمست وہ بے خود، جری اور جیالے — یہ خوددار ماؤں کی گودوں کے پالے
تیرے نام پر سر کٹا دینے والے — یہ ختم نبوت کا پرچم سنبھالے

بڑھے جا رہے ہیں بڑھے جا رہے ہیں

Marfat.com

نہیں ان کو پرواہ کچھ بیش و کم کی — انہیں روک سکتی ہے جھڑکی نہ دھمکی
انہیں فکر ہے گولیوں کی نہ بم کی — کفن سر پہ، جانیں خدا کے حوالے

بڑھے جا رہے ہیں بڑھے جا رہے ہیں

جب کوئی تصویر دکھتا ہے تیری — ڈر جاتے ہیں بال، ترے کیا کہنے ہیں
پیدا ہو نہیں سکتا رہتی دنیا تک — اب کوئی تجھ سا لال، تیرے کیا کہنے ہیں
بیوی کہتی ہو گی جب تو پی آئے — جانی سرت سنبھال، تیرے کیا کہنے ہیں
نظم انوکھے ڈھب کی لکھ کر گیلانی — تو نے کیا کمال، تیرے کیا کہنے ہیں

☆......☆......☆......☆

مرکز ملت، ختم نبوت — نکتہ وحدت ختم نبوت
جس کی حفاظت، فرض ہے سب کا — وہ ہے امانت، ختم نبوت
چھن گئی جس سے وہ ہوا مفلس — ایسی ہے دولت، ختم نبوت
دین سلامت ہے، جو اب تک — اس کی ہے علت، ختم نبوت
جس کے لئے صدیق رضی اللہ عنہ لڑے تھے — وہ ہے صداقت، ختم نبوت
منکر کاش اس بات کو سمجھیں — حق کی ہے رحمت، ختم نبوت
میرا امیں ایمان یہی ہے — وحدت امت، ختم نبوت

☆......☆......☆......☆

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے — وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے
جھکانے آئے بندوں کی جبیں اللہ کے در پر — سکھانے آدمی کو آدمی کا احترام آئے
وہ آئے جب تو عظمت بڑھ گئی دنیا میں انسان کی — وہ آئے جب تو انسان کو فرشتوں کے سلام آئے
پر پرواز بخشے اس نے ایسے آدمیت کو — ملائک رہ گئے پیچھے کچھ ایسے بھی مقام بھی آئے
خدا شاہد یہ ان کے فیض صحبت کا نتیجہ تھا — شہنشہ گر پڑے قدموں میں جب انکے غلام آئے
وہ آئے جب تو دنیا اس طرح سے جگمگا اٹھی — کہ خورشید درخشاں جس طرح بالائے بام آئے
وہ ہیں بے شک بشر لیکن تشہد میں اذانوں میں — جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے
کیا جب بھی کسی کذاب نے دعویٰ نبوت کا — تو جھٹ میدان میں ختم نبوت کے غلام آئے
بروز محشرا میں جب نفسا نفسی کا سماں ہوگا — وہاں وہ کام آئیں گے جہاں کوئی نہ کام آئے

Marfat.com

ختم نبوت کے دیوانے ہیں ہم لوگ　　شمع رسالت کے پروانے ہیں ہم لوگ
حق کیلئے میدان میں ہم ڈٹ جاتے ہیں　　آپ کے جانے اور پہچانے ہیں ہم لوگ
نیا نہ کوئی مذہب ہم چلنے دیں گے　　دین پرانا ، اور پرانے ہیں ہم لوگ
اہل زمانہ ہم لوگوں کی قدر کرو　　حسن حقیقی کے دیوانے ہیں ہم لوگ

لال حسین(۱) ہو، اشعر(۲) ہو یا گیلانی
اور ہیں کچھ دن پھر افسانے ہیں ہم لوگ

☆......☆......☆......☆

جو سچی بات ہے وہ برملا کرتے رہیں گے ہم　　سزا دیتے رہے ہو تم، یہ خطا کرتے رہیں گے ہم
ہمیشہ حق سے باطل کو جدا کرتے رہیں گے ہم　　یہ حق حق ہے اہل کا حق ادا کرتے رہیں گے ہم
نبوت تخت ان کا خاتمیت تاج ہے ان کا　　یونہی تعریف شاہ دوسرا کرتے رہیں گے ہم
رسول اللہ ﷺ ہم کو جان سے پیارے ہیں نادانو　　رسول اللہ ﷺ پر جانیں فدا کرتے رہیں گے ہم
بجز اسلام ہر آئین نامنظور ہے ہم کو　　زباں ہے منہ میں جب تک یہ صدا کرتے ریں گے ہم

جئیں اسلام کی خاطر ، مریں اسلام کی خاطر
امین اللہ سے یہ التجا کرتے رہیں گے ہم

☆......☆......☆......☆

یوں عشق کی تکمیل مسلمان کریں گے　　اُس جانِ دو عالم پہ فدا جان کریں گے
یوں رُوح کی تسکین کا سامان کریں گے　　ایماں کے لیے جان کو قربان کریں گے
وہ وقت بھی آ جائے گا اربابِ حکومت　　غدار وفادار میں پہچان کریں گے
انگریز کی ہر چال کا مرزائی ہے مہرہ　　انگریز کے مہرے کو پریشان کریں گے
ہم اہل جنوں اور جھکیں موت کے آگے　　ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے

کافر ہے، جسے ختم نبوت کا ہو انکار
روکے گا ہمیں کون؟ یہ اعلان کریں گے

☆......☆......☆......☆

۱۔ مولانا لعل حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ......۲۔ مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کتابیات

☆ احتساب قادیانیت (جلد ۱، ۳، ۴، ۶، ۸، ۱۵، ۱۶، ۱۸)
مطبوعہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان

☆ سیف چشتیائی (حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ)
مطبوعہ: گولڑہ شریف، ضلع اسلام آباد

☆ فتاویٰ رضویہ (جلد ۱۵) (مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)
مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور

☆ عقیدۃ ختم النبوۃ (جلد ۷)
مطبوعہ: ادارۃ التحفظ العقائد الاسلامیہ، عالمگیر روڈ، کراچی

☆ فتاویٰ صدر الافاضل (از مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ)
مطبوعہ: شبیر برادرز، اُردو بازار، لاہور

☆ خطبات ختم نبوت (مرتبہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)
مطبوعہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان

☆ ختم نبوت (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)
مطبوعہ: ادارۃ المعارف کراچی

☆ تحفہ قادیانیت (جلد چہارم)
مطبوعہ: مکتبہ لدھیانوی، بنوری ٹاؤن، کراچی

☆ ختم نبوت کے تقاضے اور تکمیل رسالت کے عملی تقاضے (ڈاکٹر اسرار احمد)
مطبوعہ: فرید بک ڈپو، مٹیا محل، دہلی

Marfat.com

☆ ارمغانِ قادیاں (حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ)

مطبوعہ: الفیصل ناشران، لاہور

☆ تحریک ختم نبوت (بطلِ حریت آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ)

مطبوعہ: مطبوعاتِ چٹان، میکلوڈ روڈ، لاہور

☆ مرزائیت اور اسلام (شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ)

مطبوعہ: ادارۃ ترجمان السنہ، لاہور

☆ مقالات ختم نبوت (مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ)

مطبوعہ: المیزان ناشران، لاہور

☆ قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا مؤقف (مفتی محمد تقی عثمانی)

مطبوعہ: ادارۃ المعارف، کراچی

☆ عقیدہ ختم نبوت (شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

مطبوعہ: ادارہ منہاج القرآن، لاہور

☆ قادیانیت اسلام اور سائنس کے کٹہرے میں (عرفان محمود برق)

مطبوعہ: ورلڈ تحفظِ ختم نبوت کونسل، پاکستان

☆ تاریخی دستاویز (مرتبہ: مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی)

مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان

☆ قومی ڈائجسٹ، قادیانیت اشاعتِ خاص، شمارہ ۱۹۸۵ء

Marfat.com

بک کارنر شورُوم جہلم پر دستیاب

ردِّ قادیانیت اور ختم نبوت پر چند اہم کتب

احتسابِ قادیانیت	33 جلدیں (جاری)	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان
تحریک ختم نبوت	11 جلدیں	ڈاکٹر محمد بہاؤالدین حفظ اللہ
تحفۂ قادیانیت	6 جلدیں	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ
عقیدۃ ختم النبوۃ	10 جلدیں	ادارۃ التحفظ العقائد الاسلامیہ، کراچی
سیف چشتیائی		حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
فتنۂ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ		مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ
ارمغانِ قادیاں		مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ
مرزائیت نئے زاویوں سے		مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ
تذکرہ مجاہدین ختم نبوت اور قادیانیوں کے عبرت انگیز واقعات		ترتیب وتحقیق: مولانا اللہ وسایا صاحب
تحریک ختم نبوۃ ۱۹۵۳ء (شمع ختم نبوت کے پروانوں کی داستانِ عزیمت)		ترتیب وتحقیق: مولانا اللہ وسایا صاحب
تاریخی قومی دستاویز 1974 (قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی)		ترتیب وتحقیق: مولانا اللہ وسایا صاحب
آئینۂ قادیانیت (فتنۂ قادیانیت سے متعلق تیس سوالات کے جوابات)		ترتیب وتحقیق: مولانا اللہ وسایا صاحب
قادیانی شبہات کے جوابات	2 جلدیں	ترتیب وتحقیق: مولانا اللہ وسایا صاحب
پارلیمنٹ میں قادیانی شکست		ترتیب وتحقیق: مولانا اللہ وسایا صاحب
قادیانیوں سے مناظرے		ڈاکٹر علامہ خالد محمود
رئیس قادیان (آنجہانی مرزا قادیانی کے مستند حالات)		ابوالقاسم مولانا رفیق دلاوری رحمۃ اللہ علیہ
تحریک ختم نبوت		آغا شورش کاشمیری
تحفظ ختم نبوت (دینی غیرت وحمیت پر مبنی ایک فکر انگیز دستاویز)		محمد متین خالد
قادیانیت سے اسلام تک		محمد متین خالد

Marfat.com

فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے	محمد متین خالد
قادیانیت اُس بازار میں	محمد متین خالد
ثبوت حاضر ہیں 2 جلدیں (جاری)	محمد متین خالد
علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور فتنۂ قادیانیت	محمد متین خالد
احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے	محمد متین خالد
قادیانی راسپوٹینوں کے عبرتناک انجام	محمد متین خالد
معلوماتِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سوالاً جواباً)	محمد متین خالد
قادیانیوں کو لاجواب کیجئے!	محمد متین خالد
قادیانیت، انگریز کا خود کاشتہ پودا	محمد متین خالد
کامیاب مناظرہ	محمد متین خالد
عقیدہ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت (سوالاً جواباً)	صادق علی زاہد
Qadyaniyat In The Eyes of Law	M. Mateen Khalid
خطبات ختم نبوت	مرتبہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
قادیانی اور جھنڈائی خاندان	سیّد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ
دورِ حاضر کا دجال، ربوہ کا راسپوٹین (مرزا محمود کی کہانی، مریدوں کی زبانی)	طاہر رفیق (انجمن توحید وسنت ویلفیئر)
قادیانیت اپنے آئینے میں	مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری
قادیانیت اسلام اور سائنس کے کٹہرے میں	عرفان محمود برق (نومسلم، سابق قادیانی)
مرزا قادیانی کی کہانی..... مرزا قادیانی کی زبانی	کے۔ایم۔ڈوگر
مطالعہ احمدیت اور دعوتِ انصاف	پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ختم نبوت زندہ باد	علامہ غلام مصطفٰے مجددی ایم اے
ختم نبوت کورس (علم وآگاہی کیلئے طلباء کیلئے بہترین تحفہ)	حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ
دِفاعِ ختم نبوت (تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر یادگار خطبات)	حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ
مقالات ختم نبوت (عقیدۂ ختم نبوت پر تاریخی مقالات)	حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ
ردِ مرزائیت کے زریں اصول	حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ (1100 سے زائد صفحات پر مشتمل)	پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ
مسئلہ ختم نبوت (احکام القرآن میں آیت خاتم النبیین کی تفسیر کا اردو ترجمہ)	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ختم نبوت	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا مؤقف	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
تاریخی دستاویز (فتنہ قادیانیت کیلئے مجاہدین ختم نبوت کی کاوشوں پر مبنی)	مرتبہ: مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی
قادیانیت (علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے ماخوذ)	حافظ ہشام الٰہی ظہیر
قادیانی غیر مسلم کیوں؟	مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف رحمۃ اللہ علیہ
عقیدہ ختم نبوت (دلائل و مسائل)	پروفیسر حبیب اللہ چشتی
قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ	محمد نعیم اللہ خاں قادری
اسلام اور قادیانیت	محمد شباب القادری
قادیانیت (مطالعہ و جائزہ) اسلام اور نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت	مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ
حرفِ محرمانہ (احمدیت پر ایک نظر)	ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ
مقدمہ بہاولپور 1935ء 3 جلدیں	اسلامک فاؤنڈیشن
حقیقت احمدیت (احمدیت کے مخفی گوشے پہلی بات بے نقاب)	ملک احسان الحق
مرزا غلام احمد قادیانی کے ''کارنامے''	نور محمد قریشی ایڈووکیٹ
حیاتِ مسیح اور ختم نبوت	نور محمد قریشی ایڈووکیٹ
نزولِ مسیح علیہ السلام آخر کیوں؟	نور محمد قریشی ایڈووکیٹ
حیات سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام (ولادت سے نزولِ قرب قیامت تک)	کامران اعظم سوہدروی
مثبتِ حیاتِ مسیح مسمّٰی بہ شہادت القرآن	مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
جھوٹے نبی	مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری رحمۃ اللہ علیہ
جھوٹے نبیوں کا انجام	سیّد ارتضیٰ علی کرمانی
ہفت روزہ ختم نبوۃ (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان)	مدیر: حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
مجلّہ خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ماہنامہ)	مدیر اعلیٰ: عبدالحفیظ مظہر (ڈسکہ)

کتب مولانا طاہر رزاق صاحب (قادیانی افسانے، قادیانیت شکن، مرگ مرزائیت، شعورِ ختم نبوت وغیرہ)

Marfat.com



اللہ تعالیٰ نے جب اس دُنیا میں انسان کو پیدا کیا تو ساتھ ہی اس کی راہنمائی کا سامان بھی فراہم کیا کہ اسے اس دُنیا میں کیسے زندگی بسر کرنی ہے؟ اس دُنیا سے کیسے فوائد اُٹھانا ہیں اور اس دُنیا کے بعد کی دُنیا میں کامیابی کے لئے کیا کچھ کرنا ہوگا؟ اس کائنات کے خالق نے ابتدا میں حضرت آدم علیہ السلام کو اس دُنیا میں اُتارا، وہ اپنے اولاد کے راہنما بنے، ان کے بعد جوں جوں انسان بڑھے، گروہوں اور قوموں کی شکل اختیار کی تو اُسی اعتبار سے ان کے لئے انبیاء مبعوث فرمائے۔ ہر نبی نے اپنی قوم کو اس کی ضرورت کے مطابق راہنمائی کا سامان فراہم کیا۔ یہ سامان اللہ تعالیٰ ہی کا نازل کردہ تھا جو صحائف اور کتب آسمانی کی صورت میں انبیاء کو عطا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو آنے والی ساری قوموں، گروہوں اور اُمتوں کے لئے راہنما بنا کے بھیجا اور ان پر آخری کتاب قرآن مجید نازل کی جو روز قیامت کے دن تک انسانوں کے مکمل راہنمائی فراہم کرتی رہے گی۔ آج ہمارے ہاں اسے محض ثواب کے حصول کے لئے پڑھا جا رہا ہے، اس میں انسانوں کو جو پیغام دیا گیا ہے، اسے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی جا رہی۔ زیر نظر کتاب کے مرتب کہتے ہیں کہ انہوں نے بھی زندگی کا ایک حصہ اسے صرف ثواب حاصل کرنے کی خاطر (بلا سمجھے) پڑھا ہے لیکن جب اللہ کا کرم ہوا اور انہوں نے اسے سمجھ کر پڑھنا شروع کیا تو انہیں اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔ اس دوران مرتب نے سوچا کہ قرآن مجید کی آیات کو ترجمہ کے ساتھ موضوعات کے اعتبار سے الگ الگ کیا جائے تو اس کے فہم میں آسانی پیدا ہو سکتی ہے۔ ''قرآنی بکھرے موتی'' اسی سوچ اور چار برس کی محنت کا نتیجہ ہے۔ مرتب نے 158 موضوعات کے تحت قرآن مجید کی بہت سی آیات مبارکہ (ترجمہ کے ساتھ) جمع کر دیا ہے۔ زیر نظر کتاب محققین کے لئے غیر معمولی نفع کی حامل ہے، انہیں اپنے موضوعات کے مطابق آیات کم وقت میں مطالعہ کے لئے مل سکتی ہیں۔ یہ کتاب ہر گھر اور ہر فرد کی ضرورت ہے۔

(تبصرہ نگار عبداللہ عابد سندھ ایکسپریس، دسمبر 2010ء)



مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اسلوب کو پوری علمیت اور قابلیت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ان کے زیادہ تر لیکچرز انگریزی زبان میں ہوتے ہیں۔ زبان پر عبور نہ ہونے کی وجہ سے مکمل آگاہی سے لوگ محروم رہتے ہیں۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ادارہ بک کارنر نے ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک کے لیکچرز کا اُردو زبان میں سید ریحان شاہ سے ترجمہ کرایا ہے۔ بطور مترجم یہ اپنی کاوش میں کامیاب رہے ہیں۔ عام فہم، سادہ انداز اور سائنسی اصطلاحات کو انہوں نے اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ ایک عام قاری بھی مستفید ہو جائے، یہی ان کی خوبی ہے۔ کتاب کی ابتدا میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کا مختصر تعارف ہے۔ جس سے ان کی شخصیت کے پہلو اجاگر ہوتے ہیں۔ فلکیات کے باب میں تخلیق کائنات، زمین بیضوی ہے، چاند کی روشنی منعکس شدہ ہے، سورج ختم ہو جائے گا، پھیلتی ہوئی کائنات کے بارے میں تحریر ہے۔ قرآن پاک کی آیات ہر بات کو واضح کرتی ہیں۔ ایک ایک بات سمجھ میں آتی ہے۔ شہد کے حوالے سے شہد نوع انسان کے لئے شفاء ہے۔ دو صدیوں پہلے انسان کے علم میں یہ بات آئی تھی شہد مکھی کے پیٹ سے نکلتا ہے مگر یہ حقیقت چودہ سو سال پہلے قرآن پاک میں سورہ نحل آیت ۶۹ میں بیان کی گئی ہے جس سے اس کی عظمت واضح ہے۔ قرآن پاک کے حوالے سے بہت سی کتابیں مارکیٹ میں موجود ہیں مگر محترم ڈاکٹر ذاکر نائیک کی یہ کتاب مدلل معلومات سے بھرپور، آیات سے جا بجا حوالوں اور سائنس کے حوالہ جات سے یہ بات ثابت کرتی ہے کہ قرآن اور جدید دریافتوں میں ناقابل یقین حد تک مماثلت ہے۔ کتاب بہت اچھی ہے۔ عمدہ طباعت ہے، قیمت مناسب ہے۔ ایسی ایمان افروز کتابوں کا گھر میں ہونا بہت ضروری ہے۔ قرآن کے حقیقی فہم سے آگاہی ہو۔ قرآن کے نور سے اور تفکر سے دل و دماغ روشن ہوں۔ یہ کتاب ضرور خریدیے ''پڑھیے'' اور دوسروں کو دیجئے'' ایسی کتابیں ہر گھر کی زینت ہونی چاہئیں۔ آیات قرآن دل میں جگہ کر لیتی ہیں۔

(تبصرہ نگار ... اگست 2010ء)

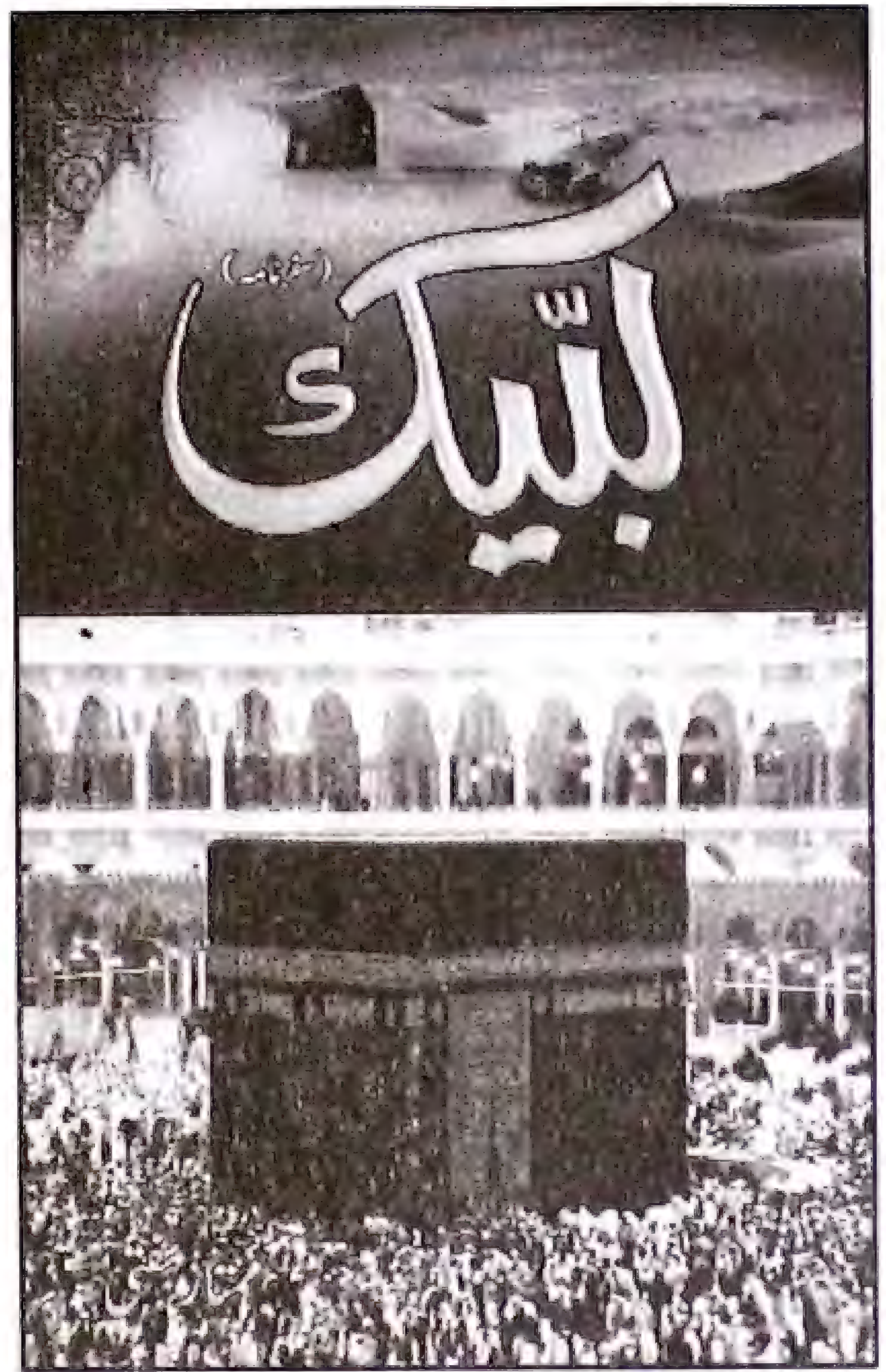
..... ناشران .....

بک کارنر شوروم
بالمقابل اقبال لائبریری
بک سٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977
فون نمبر 0544-621953
موبائل 0323-5777931
موبائل 0321-5440882

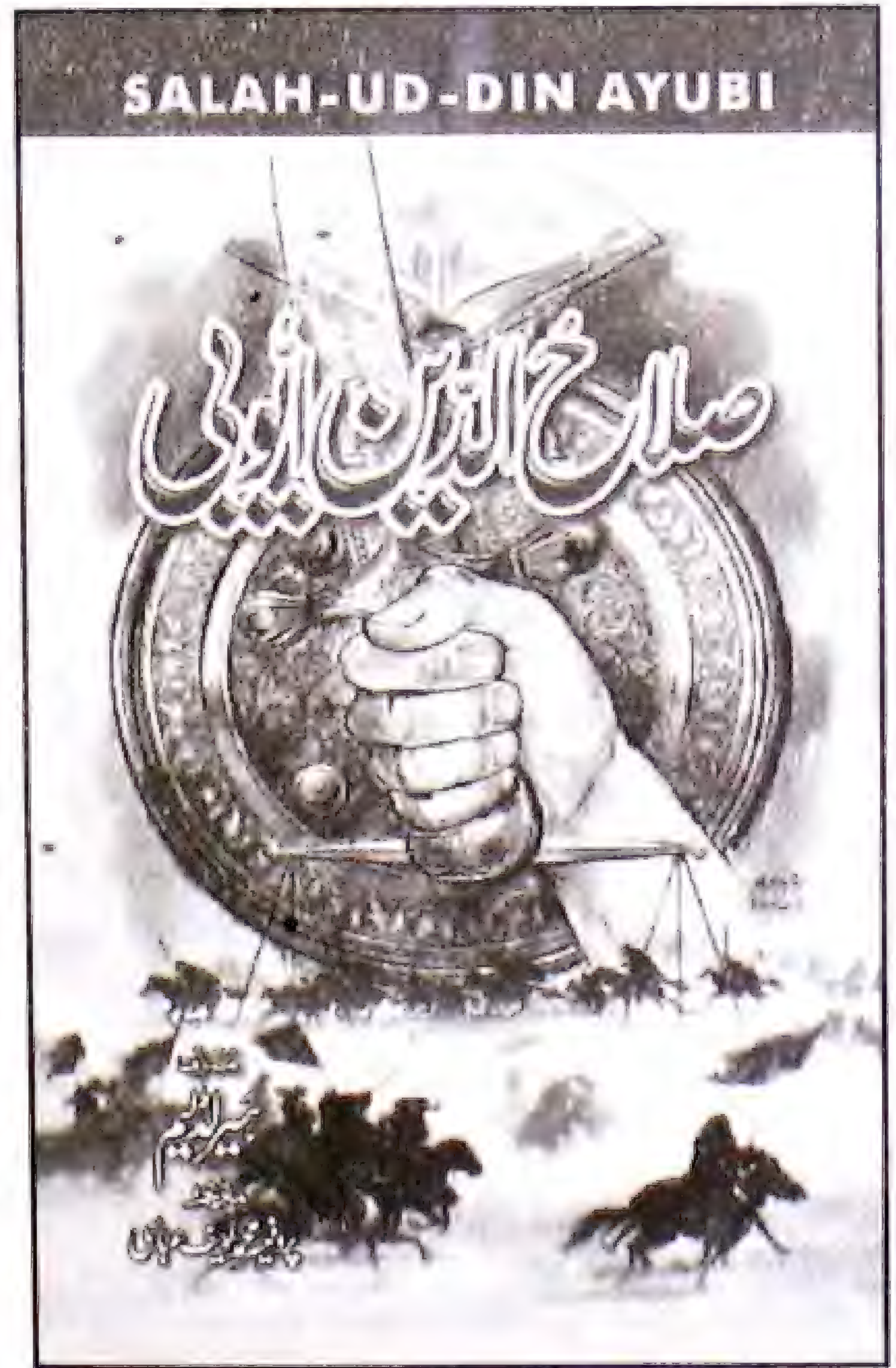
ویب سائٹ www.bookcorner.com.pk ای میل info@bookcorner.com.pk

Marfat.com



ایک زمانے میں سفرناموں کا بہت شہرہ تھا۔ بڑے شوق سے ان کا مطالعہ کیا جاتا۔ ان میں حج کی روداد بھی شامل تھی۔ ایسے میں جب ممتاز مفتی کی لبیک منظر عام پر آئی تو اس نے ایک اچھوتے، منفرد اسلوب سیدھے سادھے الفاظ اور اپنے عہد کی زندگی کو نئے طرز احساس سے روشناس کرایا۔ ذات، شخصیت اور اظہار سے انہوں نے اپنے آپ کو منوالیا۔ آج بھی ان کی کتاب "لبیک" لوگوں کے دلوں کو متاثر کرتی ہے۔ محسوسات کی گرفت میں تحریر کی گئی اس کتاب کو پذیرائی بھی نصیب ہوئی۔ یہ سفرنامہ بغیر تائید ایزدی اور رسالتمآب ﷺ کی نگاہِ کرم کے وجود میں نہیں آ سکتا تھا۔ یہی اس کی مقبولیت کی وجہ ہے۔ ممتاز مفتی کو جب یہ احساس ہوا کتاب لکھی نہیں بلکہ لکھوائی گئی ہے، تو انہوں نے اسے کاپی رائٹ کی پابندیوں سے آزاد کر دیا۔ "لبیک" شائع ہوتی رہی۔ اب بک کارنر شوروم جہلم نے اس کتاب کو بڑی آن بان شان سے شائع کیا ہے۔ کتاب کی ابتداء میں ممتاز مفتی اور قدرت اللہ شہاب کی آخری آرام گاہ، خانہ کعبہ کا پورا منظر، مقام ملتزم، خانہ کعبہ کے سامنے سجدے کی حالت میں تصویر، مقام ابراہیم، خانہ کعبہ کی ایک قدیم چابی کی تصویر، خانہ کعبہ کا اندرونی منظر، سیٹلائٹ سے لیے گئے حرم شریف اور مسجد نبوی ﷺ کے پرنور مناظر، غارِ حرا کا اندرونی منظر اور جنت البقیع کی رنگین تصاویر نے کتاب کو مزین کر کے اس کی خوبصورتی دوبالا کر دی ہے۔ کوثر نیازی مرحوم نے لبیک میں جو مجذوبانہ اور عاشقانہ رنگ پایا، اس کی بات ہی دوسری تھی۔ بناوٹ اور دُنیا داری سے پاک، وہ اسے ممتاز مفتی کیلئے ذریعہ بخشش اور پروانہ نجات سمجھتے تھے۔ ڈاکٹر اعجاز حسین بٹالوی نے کہا کہ برصغیر کی چودہ سو سالہ تاریخ میں حج کے بارے میں میری نظر سے ایسا پرتاثیر شہ پارہ نہیں گزرا جس نے مجھے متاثر کیا ہو۔ "لبیک" پڑھ کر میرے اندر بھی حج یا کم از کم عمرہ کرنے کی خواہش پیدا ہوگئی ہے۔ خورشید حسن نے لکھا کہ وہ پڑھتا اور روتا رہا۔ "لبیک" کی مقبولیت آج بھی کم نہیں۔ بہت لوگوں نے کتاب کے ہوتے ہوئے بھی اس کا نیا ایڈیشن لیا ہے۔ اسے اپنے گھر کی زینت بنایا ہے۔ کتاب کا سحر قاری کو مسحور کر دیتا ہے اور اسے بھٹکنے نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے گھر کی محبت دل میں جاگزیں ہوتی ہے اور یہی دل چاہتا ہے ایک پھیرا اور لگالیں۔ یہ کتاب ضرور خریدیئے!! جس محنت سے اسے شائع کیا گیا ہے اس کی داد آپ خود دیں گے کیونکہ یہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ دیکھنے کی بھی کتاب ہے۔ آپ کو یقیناً اچھی لگے گی۔

(ماہنامہ اُردو ڈائجسٹ، جنوری 2010ء)



صلاح الدین ایوبی مسلمانوں کے مایہ ناز ہیرو ہیں، جن کی عسکری صلاحیتوں اور مجاہدانہ کردار نے ان کے بعد آنے والی نسلوں میں جذبۂ جہاد پیدا کیا۔ اُنہوں نے جس دلیری اور ذہانت سے اپنے دور میں جنگیں لڑیں۔ ان کی عسکری صلاحیتوں اور حکمتِ عملی کے بارے میں عہد حاضر کے عسکری منصوبہ ساز بھی راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب اسلام کے اس مایہ ناز فرزند کے مجاہدانہ کارناموں، ان کی درویشانہ زندگی اور بارہویں صدی عیسوی میں مسلمانوں اور مسیحوں کی آویزشوں کے بارے میں ایک جامع دستاویز ہے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کا شمار تاریخ کے انہی عظیم ترین جرنیلوں میں ہوتا تھا۔ ایک مشہور یورپی مؤرخ سٹینلے لین پول اپنی کتاب "Saladin" میں لکھتے ہیں "صلاح الدین ایوبی کے ہاتھ جو مالِ غنیمت لگا اس کا کوئی حساب نہیں تھا۔ جنگی قیدی بھی بے اندازہ تھے۔ صلاح الدین ایوبی نے تمام تر مالِ غنیمت تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ جنگی قیدیوں میں تقسیم کر کے انہیں رہا کر دیا۔ دوسرا حصہ اپنے سپاہیوں اور غریبوں میں تقسیم کیا اور تیسرا حصہ مدرسہ نظام الملک کو دے دیا۔ اس نے خود بھی اسی مدرسے سے تعلیم حاصل کی تھی۔ انہوں نے اپنے پاس کچھ رکھا اور نہ کسی جرنیل کو دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگی قیدی رہا ہو کر صلاح الدین ایوبی کے کیمپ میں جمع ہو گئے اور اس کی اطاعت قبول کر کے اپنی خدمات ان کی فوج کے لئے پیش کر دیں۔" کتاب کے اصل مصنف ہیرلڈ لیم جو امریکی مؤرخ اور فلمی منظر نگار بھی ہیں انہوں نے ملکی اور مذہبی غیر جانبداری سے تاریخی حقائق کی روشنی میں صلاح الدین ایوبی کی فتوحات اور ان کی عسکری کامیابیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ ایک رہنما کتاب ہے۔

(روزنامہ خبریں، سنڈے میگزین، 27 جولائی 2008ء)

ناشران

بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری
بک سٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977
فون نمبر 0544-621953
موبائل 0323-5777931
موبائل 0321-5440882

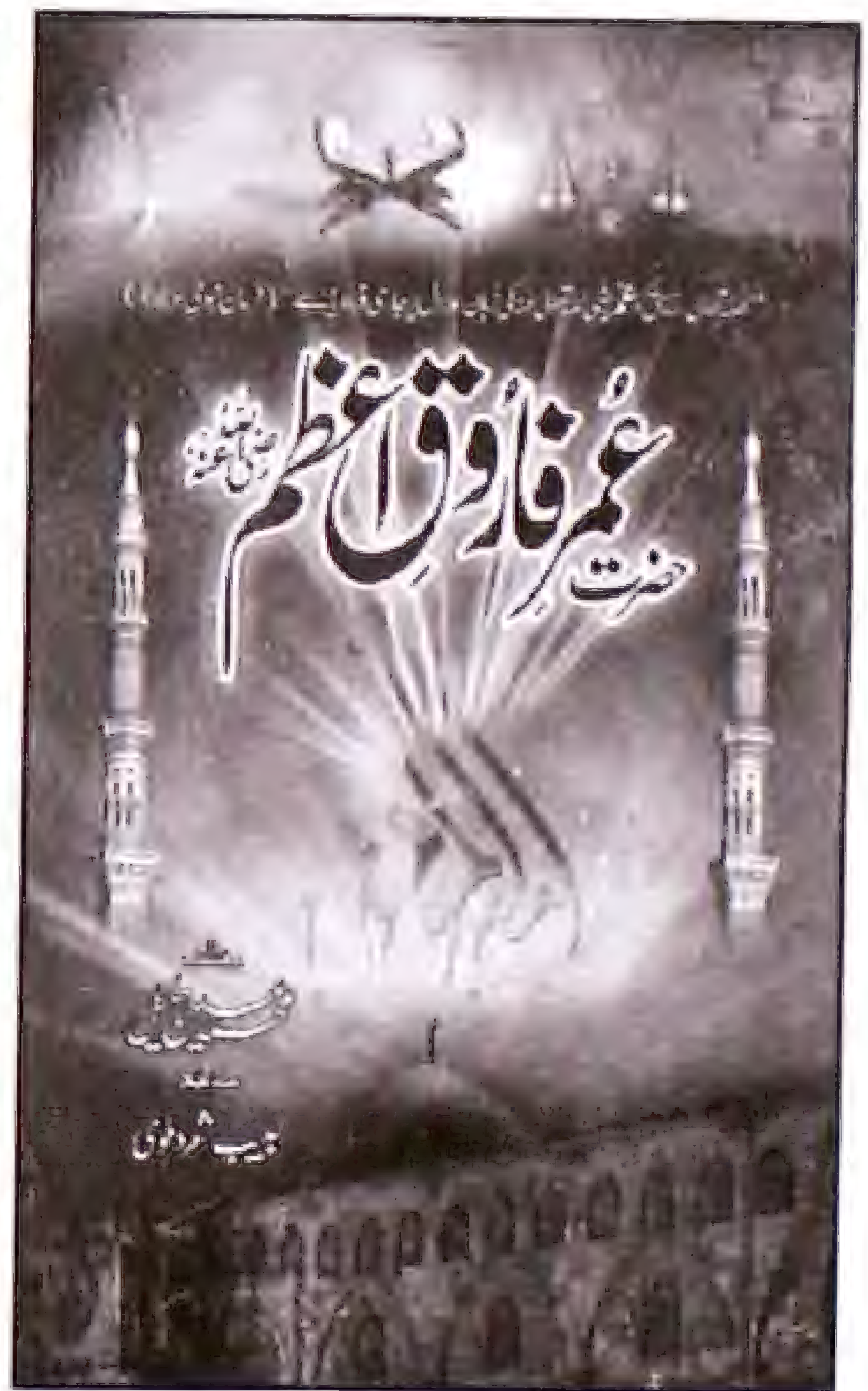
ویب سائٹ www.bookcorner.com.pk ای میل info@bookcorner.com.pk

Marfat.com



آج دنیا کے تین بڑے مذاہب، اسلام، عیسائیت اور یہودیت کے ماننے والے ایک شخصیت کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ سارے لوگ انہیں اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ یہ شخصیت، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، جن کے بارے میں مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ حالت میں اپنے پاس بلا لیا تھا جبکہ عیسائیوں کا ماننا ہے کہ وہ مصلوب ہو چکے ہیں، دوبارہ زندہ ہوں گے اور اس دنیا میں ظہور پذیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار رسول مبعوث فرمائے کہ وہ انسانوں کی اصلاح کریں۔ ان میں سے جن رسولوں کو کتب اور صحائف مقدسہ عطا کئے، ان کا موضوع بھی انسان ہی تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تمام تر توانائیاں اصلاح معاشرہ ہی کے لئے صرف کیں۔ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ سے پہلے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ تھی۔ ان کی تعلیمات وہی تھیں جن کا پرچار ان سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کرتے رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ پر غور کیا جائے تو وہ روحانی زندگی کے داعی نظر آتے تھے، ان کی تمام تر مساعی جمیلہ کا مقصد دنیا میں امن کا قیام تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا تک پہنچانے کے لئے اپنا تن من دھن لگا دیا لیکن اس عہد کے حکام ان کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالتے رہے حتیٰ کہ انہیں شہید کرنے کا منصوبہ بنا لیا گیا۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور ان کے قتل کے درپے لوگ دھوکہ میں پڑ گئے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اب ایک مخصوص وقت پر دوبارہ اس دنیا میں ظاہر ہوں گے اور اس دور میں فتنہ و فساد مچانے والوں پر فتح یاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ بندے کی حیات مبارکہ کے بارے میں اردو زبان میں بہت کم ایسا مواد موجود ہے جسے مستند سمجھا جا سکتا ہے۔ کامران اعظم سوہدروی نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے زیر نظر کتاب تصنیف کی ہے۔ اس میں پوری جامعیت سے بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حسب و نسب کیا تھا؟ اور کن حالات میں مبعوث ہوئے؟ ان میں اوصاف کیا تھے؟ ان پر نازل ہونے والی انجیل اور ان کی تعلیمات کیا تھیں؟ ان کی معجزات کا پوری تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لئے کہاں کہاں کا سفر کیا؟ کون تھے جنہوں نے ان کا ساتھ دیا؟ اور پھر کن اسباب کی بنیاد پر لوگ ان کی جان کے دشمن بن گئے؟ اور پھر وہ کیسے آسمان پر اٹھا لئے گئے؟ ان سارے ابواب کو پوری تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ کتاب میں آخری باب میں ان حالات کا ذکر بھی موجود ہے جن کے دوران سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔ زیر نظر کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں روایات کی صحت کو مدنظر رکھا گیا ہے البتہ دوسرے نقطہ ہائے نظر کو شامل ضرور کیا گیا ہے۔ موجودہ حالات میں کتاب تینوں مذاہب کے ماننے والوں کیلئے نہایت دلچسپی کی حامل ہوگی۔ کتاب کی پروڈکشن دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایک نسبتاً چھوٹے شہر میں اس قدر عمدہ صلاحیتوں کے حامل لوگ بھی موجود ہیں۔ "بک کارنر شوروم" اس کیلئے لائق تحسین قرار پاتا ہے۔

(سنڈے ایکسپریس، 31 اکتوبر 2010ء)



اسلامی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو پیارے رسول ﷺ کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نام گرامی ان کی غیر معمولی صلاحیتوں اور خوبیوں کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ تاریخ میں ان کا نام گرامی ہمیشہ جاوداں اور یادگار رہے گا۔ انصاف، دانائی، صدق نیت نے ان کو اللہ اور اس کے دین کے لئے وقف کر دیا تھا۔ مختصر سی مدت میں عظیم الشان سلطنت کا قیام بلاشبہ ایک بہت بڑا کارنامہ تھا۔ دس سال میں اسلامی سلطنت کی بنیادیں استوار ہوئیں اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک تاریخ رقم ہوئی محکم اساس اور تہذیب کی بنیاد نے اسلام کی اہمیت واضح کر دی۔ آپ کے دور خلافت میں اسلامی سلطنت کی حدود بائیس لاکھ مربع میل تک پہنچ گئیں۔ غیر مسلم دانشور بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر ایک عمر (رضی اللہ عنہ) اور پیدا ہو جاتے تو دنیا میں کوئی کافر باقی نہ رہتا۔ ان کی مدح اور تعریف کے لئے یہ فقرہ ہی کافی ہے۔ آپ نے اسلامی فتوحات اور اسلام کی سلطنت کے فروغ کے لئے جو کام سرانجام دیئے وہ اپنی مثال آپ ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ ڈاکٹر محمد حسین ہیکل مرحوم کی "الفاروق عمر" کا ترجمہ حبیب اشعر دہلوی نے صحت اور سلامت کے اہتمام کے ساتھ کیا ہے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدیم النظیر شخصیت اور ان کے بے مثال کارناموں پر مختلف انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ اس سے ان کی شخصیت اور بھی واضح ہوگئی۔ کتاب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بک کارنر شوروم جہلم نے شائع کی ہے۔ کتاب کی ابتدا آپ کے نام نامی کے لقب "فاروق" کی وجہ تسمیہ سے کی گئی ہے۔ آپ کی زندگی اور ان کے لازوال کارناموں کی ایک داستان ہے، جسے اس کتاب میں بڑی خوبصورتی اور عمدگی سے پیش کیا گیا ہے۔ ایک ایسا آئینہ ہے جس پر روشنی کی ہر کرن ایک ایک بات کو واضح کرتی ہے۔ قوس و قزح والے دھنک رنگ اپنی پوری آب و تاب سے تاریخ کو منکشف کرتے جاتے ہیں۔ ایک ایسی حقیقت جسے جھٹلانا ممکن نہیں۔ اس کتاب کو ضرور خریدیئے!! پڑھیے!! حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی مجسم ہو کر سامنے آئے گی اور آپ عقیدت و احترام کے ساتھ مدارج کمال پر فائز باثر شخصیت کے بارے میں ایک ایک سطر پڑھتے چلے جائیں گے۔ کتاب ہمیشہ کی طرح طباعت و کتابت، تصاویر سے مزین ہے۔ ضخامت کے لحاظ سے قیمت مناسب ہے۔ ایسی کتابوں کو گھر کی زینت بنانا چاہیے۔

(ماہنامہ اردو ڈائجسٹ اگست 2010ء)

ناشران

بک کارنر شوروم
بالمقابل اقبال لائبریری
بک سٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977
فون نمبر 0544-621953
موبائل 0323-5777931
موبائل 0321-5440882

ویب سائٹ www.bookcorner.com.pk ای میل info@bookcorner.com.pk

Marfat.com



اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی راہنمائی کیلئے پیغمبر مبعوث فرمائے۔ پھر اسلام ایک عالمگیر مذہب بن کر آیا۔ اس کی تعلیمات میں وسعت، جامعیت اور ہدایت تھی۔ معرفت کی یہ مشعل رسول پاک ﷺ کے صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے ہوتی ہوئی اولیاء اللہ تک پہنچی جو راہِ حق سے بھٹکے لوگوں کو رُشد و ہدایت کی روشنی میں منزل تک لے جانے میں کامیاب ہوئے، آج بھی لوگ اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ محترم مصنف کا تعلق علمی ادبی گھرانے سے ہے۔ مطالعہ کا شوق ان کو بک کارنر شوروم لے جاتا رہا۔ ان گنت اسلامی کتب کی خریداری کی اور اپنے کتب خانے کی زینت بنائی۔ شوق کا یہ عالم دیکھ کر شاہد حمید صاحب (ناشران) نے ان کو کتاب لکھنے پر مجبور کیا۔ انہوں نے بھی باوجود مصروفیت کے انگلینڈ میں اسلامی واقعات پر مشتمل کرتا ترتیب دی۔ محترم محمد فیروز صاحب دلنشین سادہ انداز میں گلدستہ رنگ ہائے رنگ میں ایسے ایسے حکایتوں کے پھول سجائے ہیں جو دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ رنگ جدا، خوشبو جدا مگر قاری ان کے سحر سے مسحور ہو کر آگے اور آگے کتاب کے ورق پلٹتا جاتا ہے۔ ہر ذکر اپنے آپ کو منوا لیتا ہے۔ کتاب کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کتاب اٹھایئے، کہیں سے بھی کھول کر ورق گردانی کیجئے۔ آپ کو ہر حکایت دلنشین محسوس ہوگی۔ آپ یہی تصور کریں گے کہ کتاب کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے۔ ہر بات میں اصلاح کا پہلو ہے۔ کہیں خادم کا حق، خیرات کا ثواب، پڑوسی کا حق، محنت میں عظمت، دلوں کا زنگ، اسلامی مساوات، فراست، راہِ حق کی تلاش، شک اور توبہ، اسم اعظم، شاہجہان، حق گوئی، اسلامی حمیت، علم، انمول موتی، پانچ اندھیرے پانچ اجالے، اللہ کیلئے صدقہ سے مصیبت ٹل جاتی ہے، سنہرے موتی، جیسے سینکڑوں عنوانات کے تحت سبق آموز حکایتیں ہیں۔ اللہ کے ان بندوں کا ذکر ہے جن کی عظمت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ ان کی پاکیزگی، علم و عمل، صبر و تحمل ایثار کی باتیں پڑھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کامل مصنف کی اس کاوش کو ضرور پڑھیے!! خصوصاً گھر میں بچوں کو پڑھنے کی تاکید کریں!! تاکہ انہیں اپنے اسلاف کے بارے میں معلومات حاصل ہوں اور وہ ان سے کچھ سیکھیں۔ بے شمار کتابوں سے حکایات اخذ کر کے یکجا کی گئی ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔ بیرونِ ممالک میں اس کتاب کی مانگ زیادہ ہے۔ اس لئے خاص کاغذ پر ایکسپورٹ کوالٹی ایڈیشن چھاپا گیا ہے۔ قیمت بھی مناسب ہے۔ آپ کو یہ کتاب ضرور پسند آئے گی۔ (روزنامہ اُردو ڈائجسٹ، جولائی 2010ء)



اسلامی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو اس میں عورت کی ہر حیثیت کو قابل احترام درجہ عطا کیا گیا ہے۔ ان کی عظمتوں اور قربانیوں کی داستانیں صفحۂ قرطاس کی زینت بنیں بلکہ دلوں میں ان کی محبت و عقیدت کو راسخ کرتی ہیں۔ جگر گوشہ رسول ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں بے شمار کتابیں رقم کی گئیں۔ ان کی زندگی کے حالات، سیرت، رسول پاک ﷺ سے شدید محبت نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ پھر حسنین اور زہد و تقویٰ اور علم و عمل کے حوالے سے ان کی ذات مبارکہ اجاگر ہوتی چلی گئی۔ بچپن سے لے کر پوری حیات مبارکہ کا جائزہ لیا جائے تو رنج و آلام، حزن و ملال، مصائب انہوں نے جس عزم و استقلال سے وقت گزارا، یہ انہی کا خاصہ ہے، ہمت ہے۔ انہوں نے اپنے اعزہ و اقارب اور عظیم والدین کے ساتھ ننھی سی عمر میں بھوک پیاس کی اذیت کے ساتھ تکالیف کا سامنا جس حوصلے کے ساتھ کیا، اسے پڑھ کر دل ہل جاتا ہے۔ اب سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جناب حافظ ناصر محمود نے ترتیب دے کر کتاب کی شکل دی ہے۔ ان کی یہ علمی کاوش قابل تعریف ہے۔ انہوں نے انتہائی سادہ اور سلیس زبان میں کتاب عام فہم انداز میں تحریر کی ہے۔ دقیق اور مشکل الفاظ قلم ادا کرتے ہوئے انہوں نے جس حسن ترتیب کے ساتھ سادگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو عوام و خاص کے سامنے خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ انہوں نے آپ کا تعارف کراتے ہوئے اسم گرامی، پیدائش، بچپن، حلیہ مبارک، تربیت سے لے کر آپ کے جلیل القدر والدین اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا شجرہ نسب، آپ کے بھائی بہنوں کے ذکر خیر سے لے کر شادی اور خانہ آبادی سے لے کر ولیمہ، رخصتی، آپ کی اولاد مبارکہ، آپ کا اتباع رسول ﷺ، بی بی کا زہد و تقویٰ، راست بازی، عبادت گزاری، صبر، آپ کا تقویٰ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور قرآن و احادیث، تسبیح، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے لے کر وصال سے پہلے غسل، وصیت، وفات، آپ کی قبر مبارک کا حال لکھا ہے۔ آخر میں آپ سے منسلک دعائیں شامل ہیں۔ کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اب اسے انگریزی میں بھی شائع کرنے کا پروگرام ہے۔ کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی حیات طیبہ کو اجاگر کیا گیا ہے۔ کثیر تعداد میں لوگ اسے خرید کر ہدیہ کرتے ہیں۔ کتاب کے ناشرین بھی تعریف کے مستحق ہیں۔ انہوں نے اس کتاب کو خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ حسن طباعت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ کتاب کو ضرور خریدیے!! پڑھیے!! یہ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت بھی چنداں زیادہ نہیں۔ اس کتاب کو ہر اسلامی گھر کی زینت ہونا چاہیے۔ (روزنامہ اُردو ڈائجسٹ، دسمبر 2009ء)

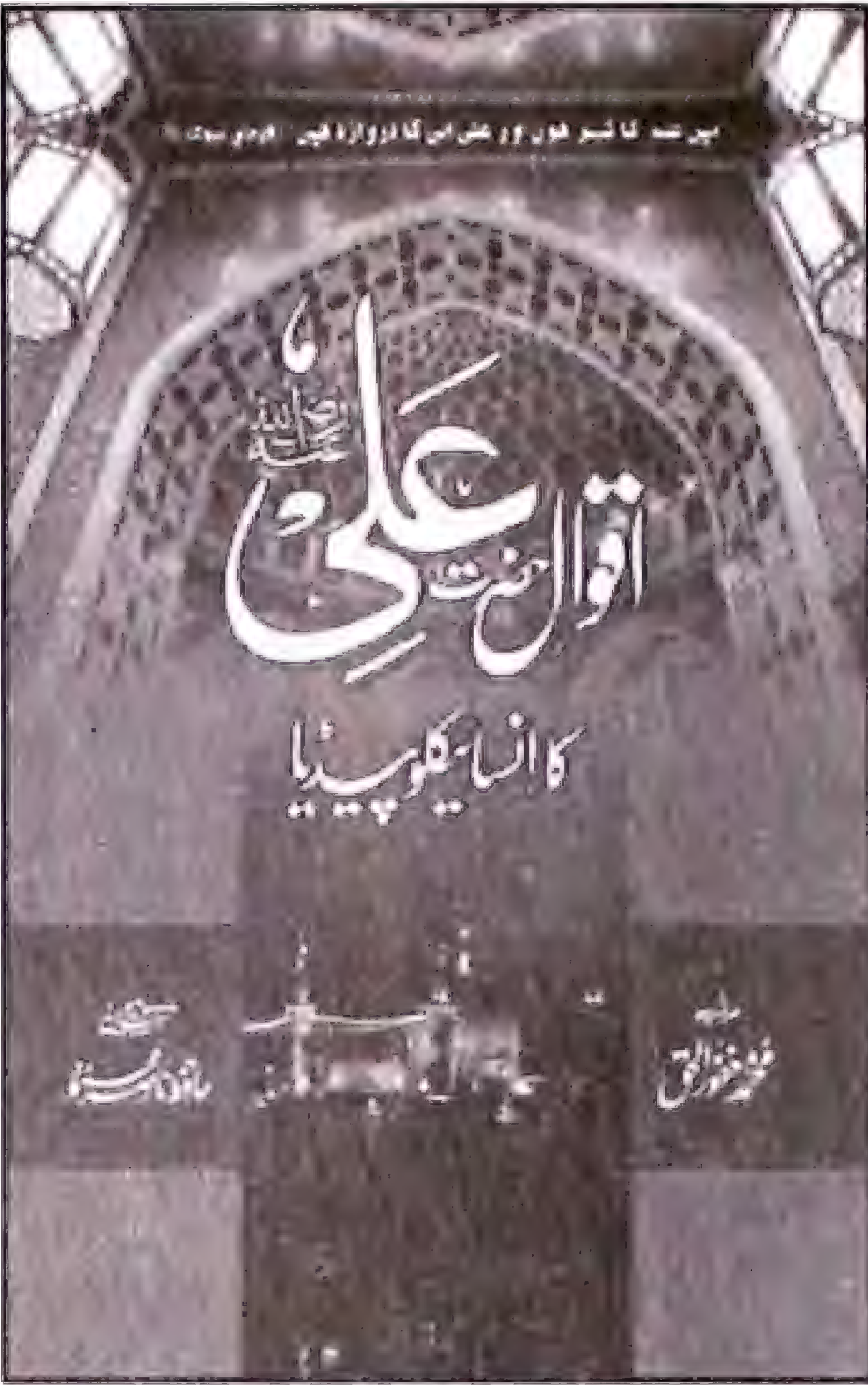
ناشران

بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری
بک سٹریٹ جہلم پاکستان

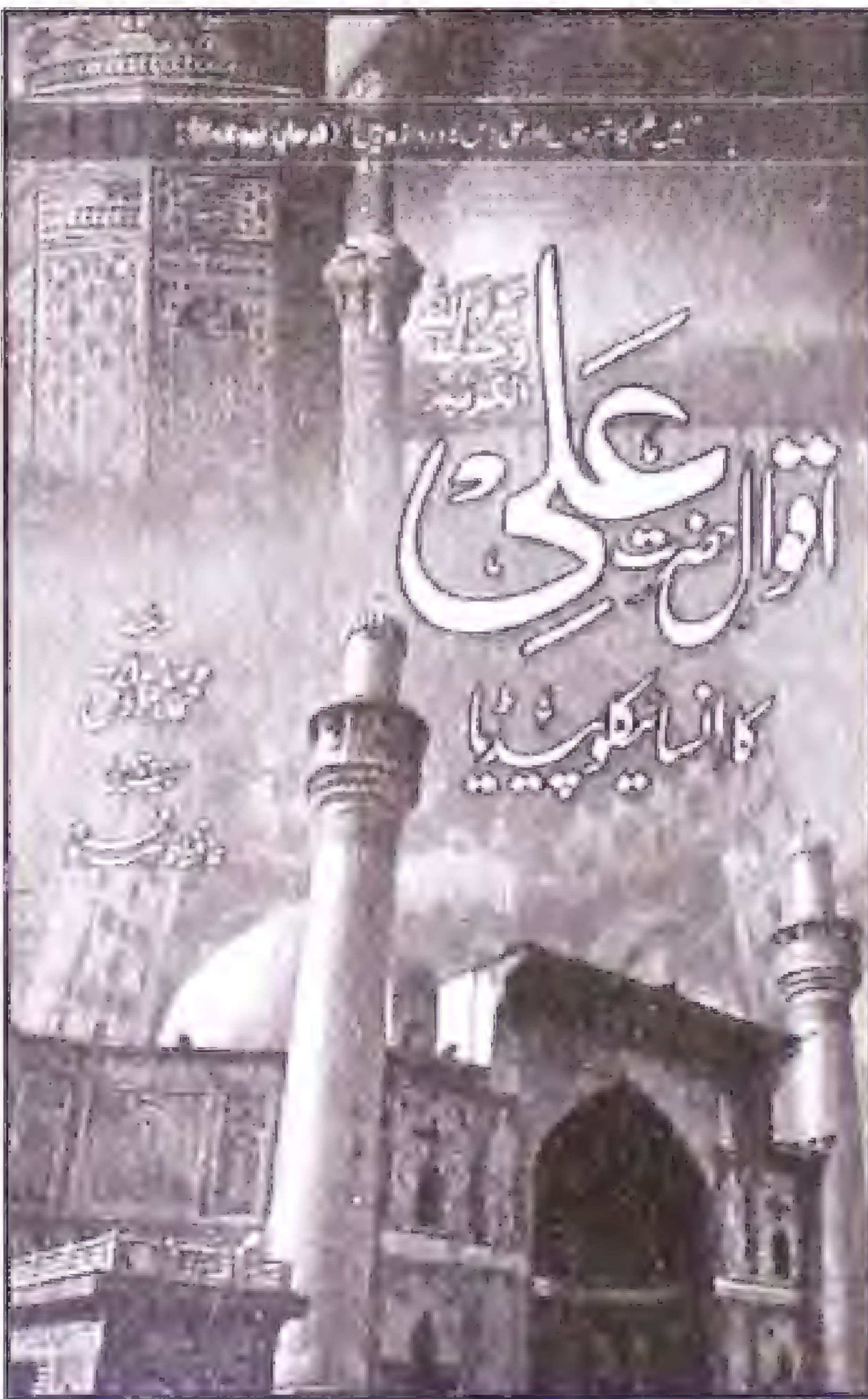
فون نمبر 0544-614977
فون نمبر 0544-621953
موبائل 0323-5777931
موبائل 0321-5440882

ویب سائٹ www.bookcorner.com.pk ای میل info@bookcorner.com.pk

Marfat.com



آرٹ پیپر، ڈیلکس کوالٹی، قیمت: -/999 روپے



آفسٹ پیپر، قیمت: -/480 روپے

اُردو زبان میں اپنے موضوع پر سب سے بڑا انسائیکلوپیڈیا

جس میں پہلی دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے اقوال کو موضوعات کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے

اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا انسائیکلوپیڈیا

مترجم و مرتب	ترتیب و تدوین	نظرِ ثانی
محمد مغفور الحق	حافظ ناصر محمود	راشد عزیز وارثی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کا جائزہ لیا جائے تو کامل مردِ حق کی شخصیت عیاں ہوتی ہے۔ آن کا بیان زبان دانی، فصاحت اور بلاغت اپنی مثال آپ ہے۔ رُشد و ہدایت سے بھرپور حکیمانہ اور عارفانہ رموز اپناتے ہوئے انہوں نے عربی زبان میں اسوہ حسنہ کا اتباع کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں جو ارشادات بیان فرمائے ہیں وہ پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا ایک ایک قول پوری سچائی کے ساتھ دل میں اترتا چلا جاتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔'' کتاب مرتب کرنے میں محترم محمد مغفور الحق صاحب نے سال بِتا دیے۔ ان کی ہر شنید کو دل میں جگہ دی۔ ہر تحریر کو سمیٹا۔ جو بھی کتاب اس موضوع پر ملی، اسے یکجا کرنے کی کامیاب کوشش کی اور یوں یہ کتاب صفحہ قرطاس پر رقم کی گئی۔ ان کا کہنا ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ کلام عربی زبان میں ہے۔ اس کی ماہیت ومقام رموز، انداز بیان سے اہل علم ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔ اُردو میں ترجمہ کرتے ہوئے فاضل مصنف نے ارشادات کی حقیقت بیانی، بلاغت وفصاحت کو مدنظر رکھتے ہوئے انتہائی عقیدت، محبت سے پیش کیا ہے۔ اُنہوں نے حروف تہجی کے لحاظ سے کتاب کو ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ الف کے بیان میں احسان، ایمان، ایفائے عہد، امر بالمعروف، آخرت، اطاعت، اللہ کی رضا، اخلاق، استخارہ، استقامت وغیرہ کے بارے میں تفصیل ہے۔ آخر میں یقین کی آنکھ، یقین، یادِ خدا، یاوہ گوئی اور اختتام لازوال وصیت پر ہے۔ اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انسائیکلوپیڈیا پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں آپ کی زندگی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ آپ کے کلام کا اعجاز دلوں کو مسحور کر دیتا ہے۔ پُرحکمت بیان عقل کو شعور بخشتا ہے۔ رضائے الٰہی سمجھاتا اور آخرت کی اصلاح کرتا ہے۔ ایسی کتب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے تاکہ ہم ایمان ویقین کے ساتھ اقوال عالیہ کی روشنی میں زندگی گزار سکیں۔ طباعت وکتابت کے لحاظ سے کتاب کا جائزہ لیا جائے تو کوئی خامی نہیں۔ بک کارنر شوروم نے روایات برقرار رکھتے ہوئے خوب صورتی کے ساتھ شائع کیا ہے۔ بلکہ ایک اور جدت کا اظہار یوں کیا ہے کہ اسی کتاب کو آرٹ پیپر پر علیحدہ منظر عام پر لائے ہیں۔ تحفہ خاص کے پیش نظر اس کی قیمت -/999 روپے ہے۔ شادی بیاہ، دوست احباب کو دینے کیلئے آپ اسے خرید سکتے ہیں۔ (تبصرہ نگار: صغیرہ بانو شیریں، ماہنامہ اردو ڈائجسٹ، دسمبر 2010ء)

ناشران

بک کارنر شوروم
بالمقابل اقبال لائبریری
بک سٹریٹ جہلم پاکستان

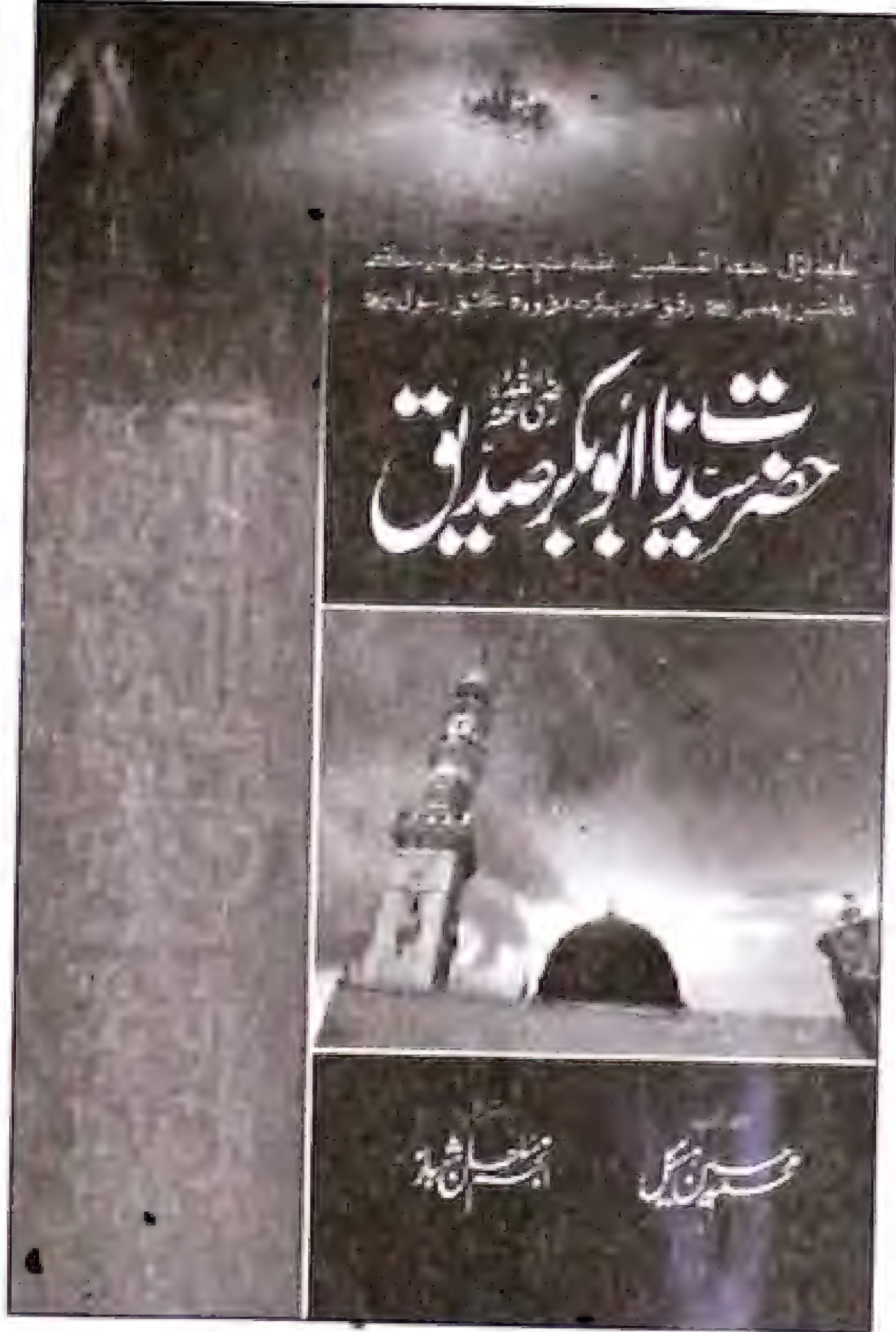
فون نمبر 0544-614977
فون نمبر 0544-621953
موبائل 0323-5777931
موبائل 0321-5440882

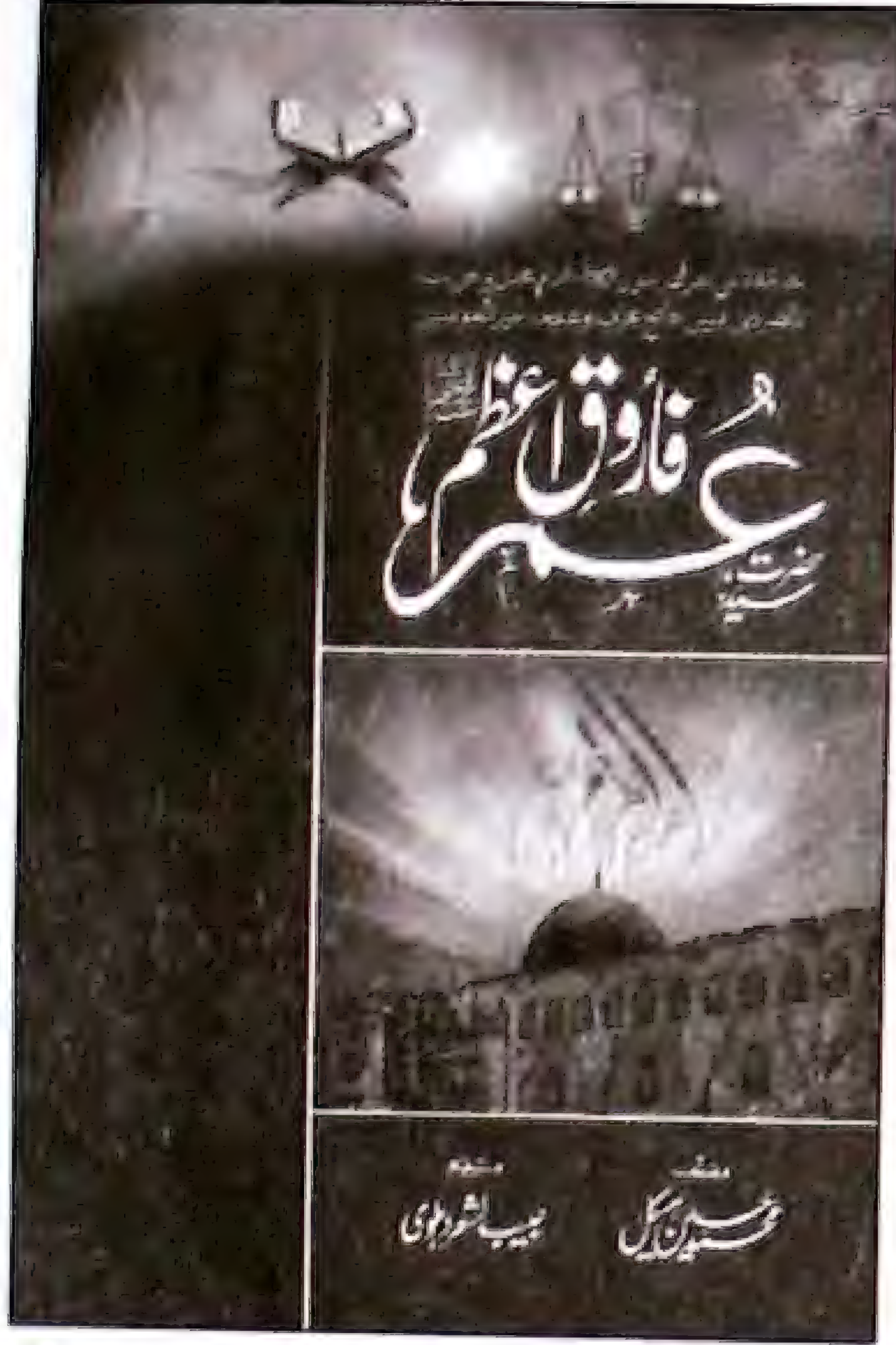
ویب سائٹ www.bookcorner.com.pk ای میل info@bookcorner.com.pk

Marfat.com

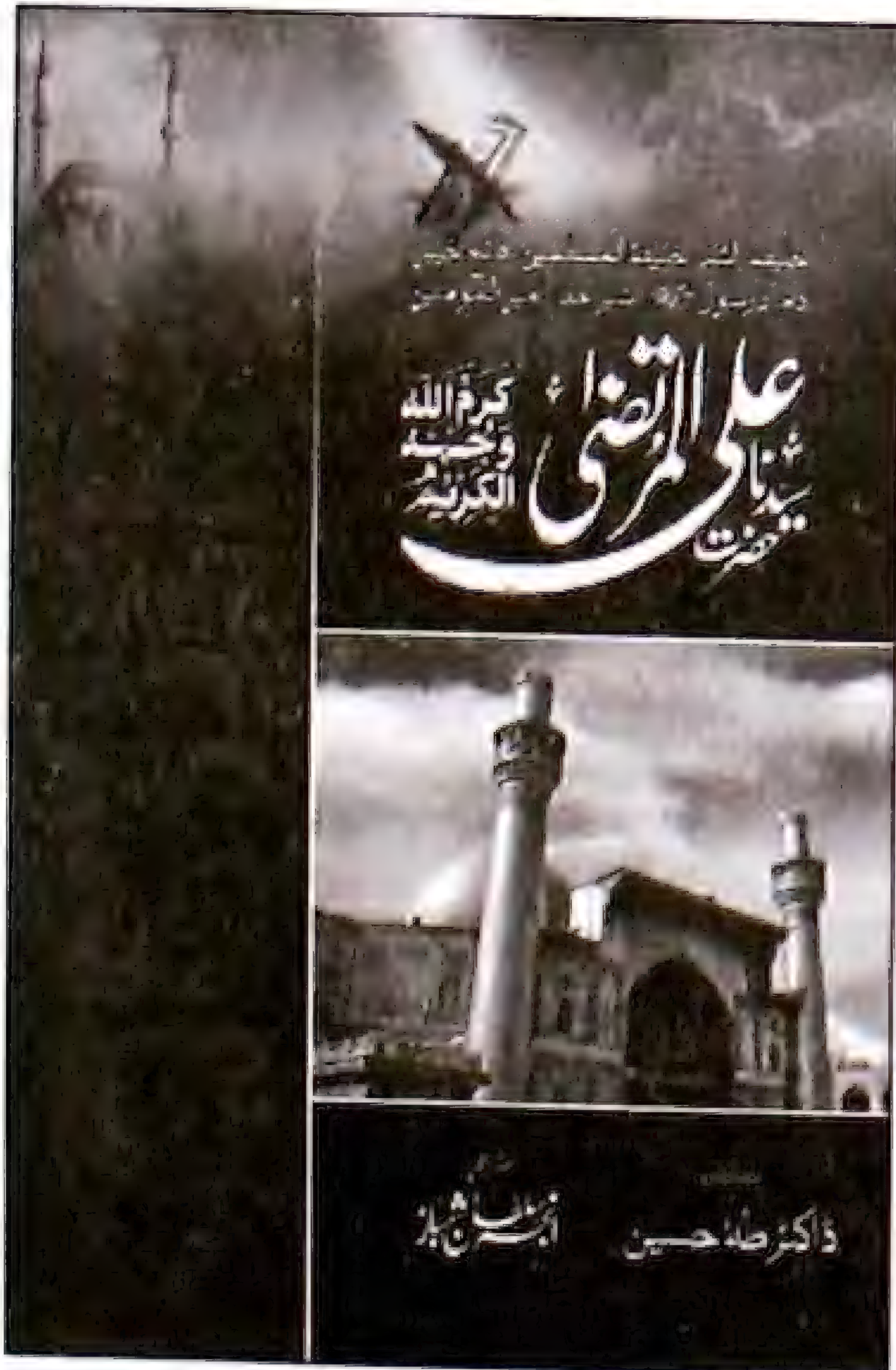
نامور مصری مؤرخین ''محمد حسین ہیکل'' اور ''ڈاکٹر طٰہٰ حسین'' کی تحریر کردہ

خوبصورت اور معیاری کتابیں









نایاب تاریخی تصاویر کے ساتھ

ناشران

بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری
بک سٹریٹ جہلم پاکستان

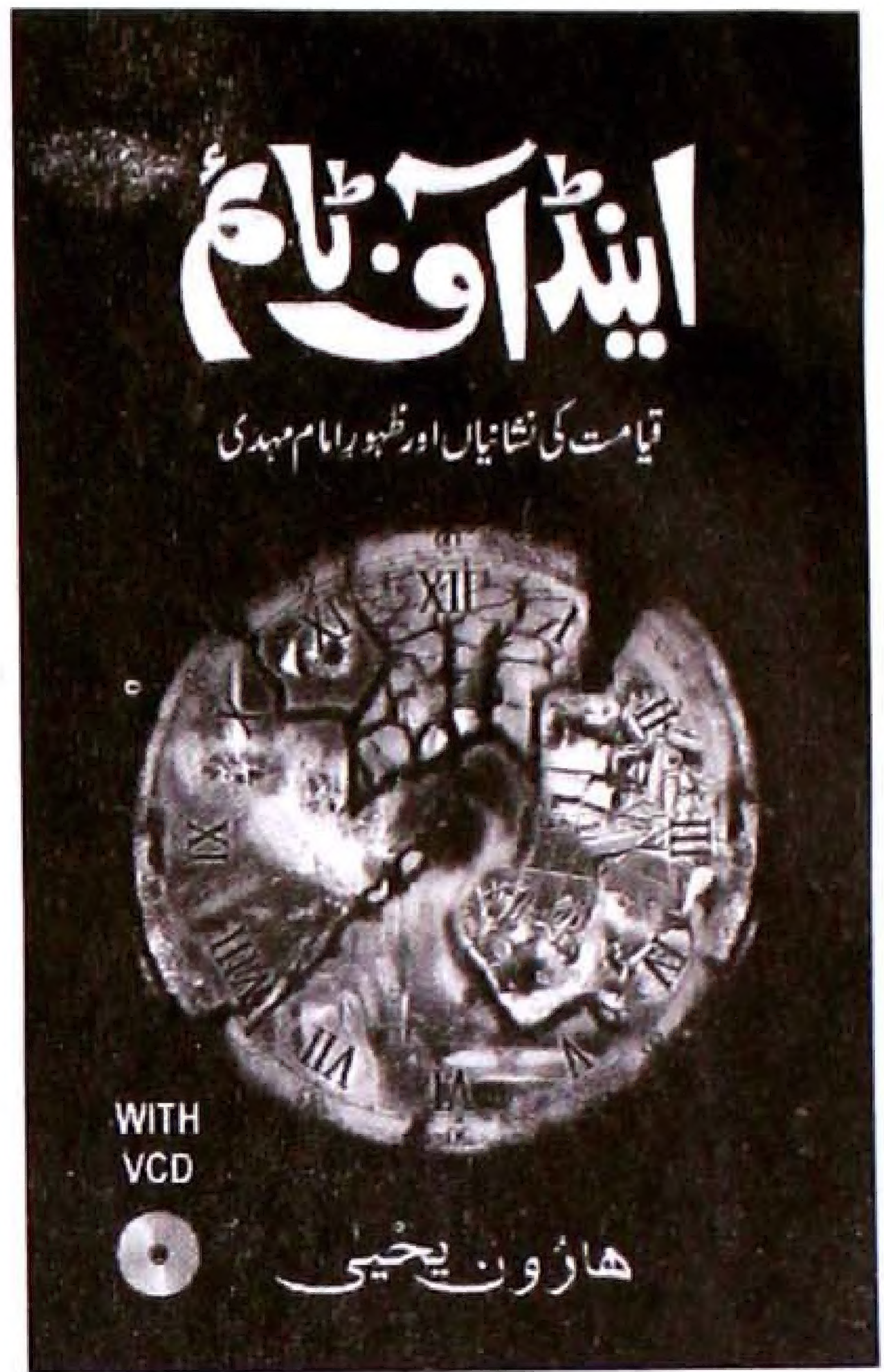
فون نمبر 0544-614977
فون نمبر 0544-621953
موبائل 0323-5777931
موبائل 0321-5440882

ویب سائٹ www.bookcorner.com.pk ای میل info@bookcorner.com.pk

Marfat.com

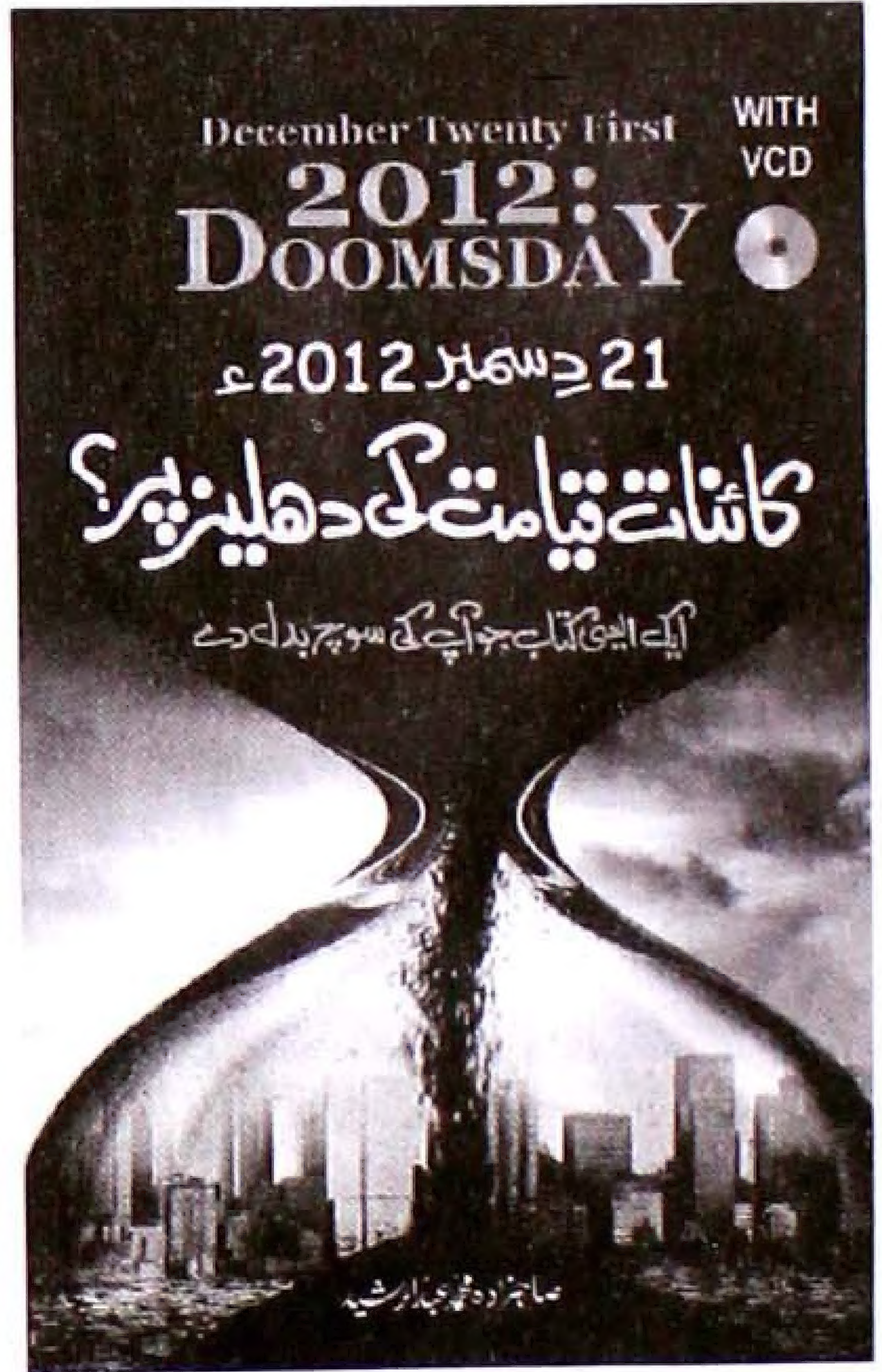
روئے زمین پر آباد کوئی انسان اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا کہ قیامت کب آئے گی۔ تاہم اسلام سمیت تمام بڑے مذاہب یہ خبر ضرور دیتے ہیں کہ یہ جلد یا بدیر آنے والی ہے۔ اس ضمن میں قرآن وحدیث میں بھی قیامت کی نشانیں بتائی گئی ہیں۔ یہ کتاب انہی نشانیوں کے بارے میں ہے۔ احادیث میں آثارِ قیامت زیادہ تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ ان سے آشکارا ہوتا ہے کہ قیامت کے زمانے سے قبل دُنیا میں نفاق بڑھ جائے گا، اقوام کے درمیان جنگیں عام ہوں گی، معاشروں میں دُکھ بڑھ جائے گا، اخلاقیات نام کو نہیں ملیں گی، لوگ مذہبی تعلیم سے منہ موڑ لیں گے اور غربت پھیل جائے گی۔ یہ آثارِ قیامت کا پہلا مرحلہ ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو مصائب سے نکال کر اپنا فضل وکرم فرمائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ کتاب وسنت میں بیان کردہ قیامت کی ان نشانیوں میں بھی انسانوں کیلئے عبرت انگیز سبق موجود ہیں۔ سب سے بڑا سبق تو یہی ہے کہ دُنیا فانی ہے لہٰذا انسان احکاماتِ خدا تعالیٰ کے مطابق زندگی گزارے، اسی میں اس کی بھلائی ہے۔ یہ خدائی احکامات بھلا دینے کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان آج ہوس، مادہ پرستی اور قتل وغارت کی دلدل میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔ سیدھی راہ کے طالب خواتین وحضرات اس کتاب کا مطالعہ کریں، ان کی زندگی میں انقلاب آ سکتا ہے۔ کتاب کے ترک مصنف، ہارون یحیٰی دُنیائے اسلام کے معروف دانشور ہیں۔ انہوں نے سائنس کی بنیاد پر ہی مذہب دُشمن سائنسی نظریات کو رَد کرنا اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا ہے۔ یہ کتاب بھی ان کی عمیق تحقیق اور سائنسی علوم پر کامل دسترس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ترجمہ رواں اور شستہ ہے۔ طباعت وپیشکش بھی معیاری ہے۔ یہ کتاب ہر گھریلو لائبریری کی زینت بڑھائے گی۔ کتاب کے ساتھ مفت سی ڈی کا تحفہ ایک بونس کے مترادف ہے۔

(ایکسپریس سنڈے میگزین، یکم مارچ 2009ء)



ایک طویل عرصہ سے مغربی ماہرین قیامت کے وقوع پذیر ہونے کے بارے میں مختلف پیش گوئیوں میں مصروف ہیں۔ اس وقت 21 دسمبر 2012ء کی تاریخ کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے ہالی ووڈ نے ایک فلم بھی تیار کی ہے۔ اس حوالے سے ان کے پاس بہت سے دلائل بھی ہیں۔ اس تناظر میں یہ ایک بڑا سوال بن چکا ہے کہ کیا واقعتہً محض دو برس بعد کائنات کا سارا نظام لپیٹ دیا جائے گا؟ بالخصوص جب اسلام، عیسائیت اور یہودیت سمیت تمام مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ ایک دِن اس دُنیا کا خاتمہ ہوگا۔ زیرِ نظر کتاب میں مصنف نے اسی سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے بنیادی طور پر قرآن مجید کی آیات اور رسول اکرم ﷺ کے فرامین کی بنیاد پر اپنے موضوع کو تقویت بخشی ہے۔ مصنف نے قیامت کے وقوع پذیر ہونے کے حوالے سے عیسائی اور یہودی عقائد سمیت تمام نظریات پر بحث کی ہے۔ مایا قوم کے کیلنڈر کے بارے میں بھی مصنف نے بڑی دلچسپ بات کی ہے اور بتایا ہے کہ کیلنڈر 2012ء پر منتج ہوتا ہے۔ نیز کمپیوٹر پروگرام ویب باٹ بھی دسمبر 2012ء میں چپ سادھ لیتے ہیں لیکن اس سے بھی بڑی حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے برپا ہونے کا اصل وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے علم میں نہیں۔ ''بک کارنر شوروم'' نے کتابیں نہایت خوبصورت انداز میں پیش کرنے کی ایک عمدہ روایت برقرار رکھی ہے۔ اس کتاب کے ساتھ ایک سی ڈی فراہم کی گئی ہے جو اسی موضوع پر مواد کی حامل ہے۔

(ایکسپریس سنڈے میگزین، 20 جون 2010ء)



ناشران

بُک کارنر شوروم
بالمقابل اقبال لائبریری
بُک سٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977
فون نمبر 0544-621953
موبائل 0323-5777931
موبائل 0321-5440882

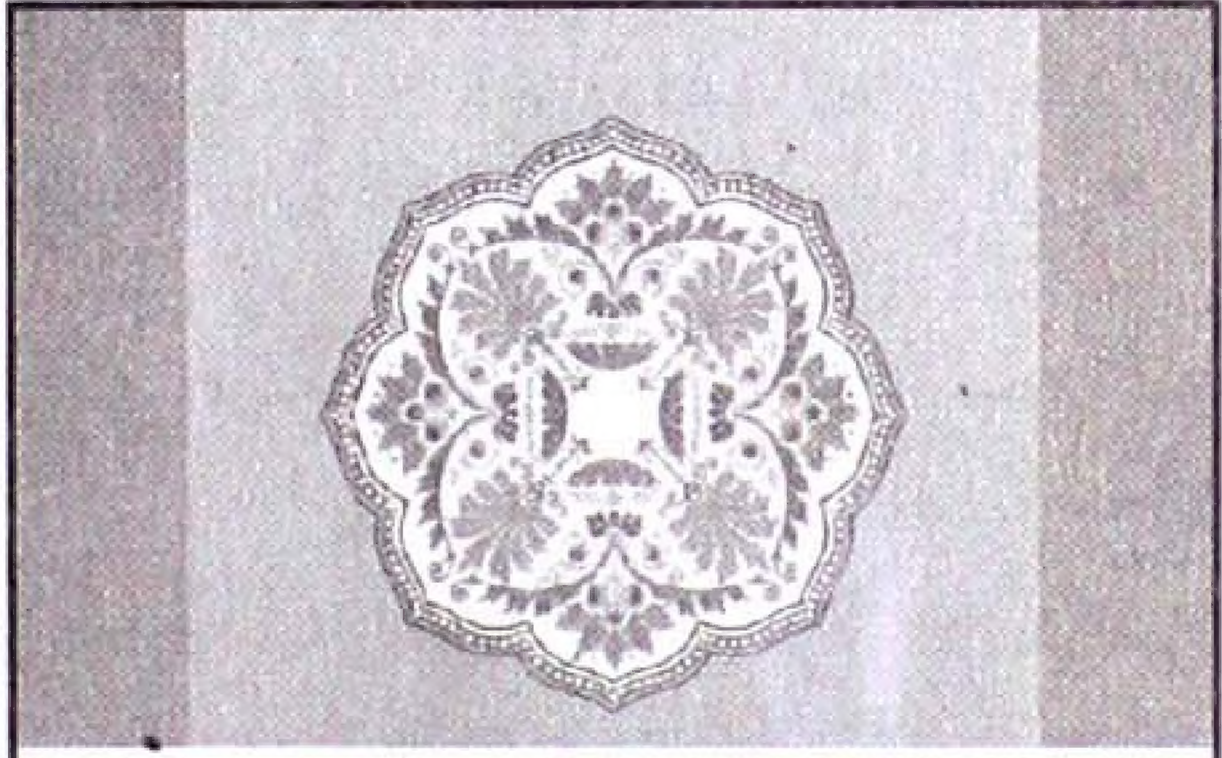
ویب سائٹ www.bookcorner.com.pk ای میل info@bookcorner.com.pk

Marfat.com

عظیم صوفی شخصیات کی سبق آموز حکایات

پہلی دفعہ نایاب تاریخی تصاویر کے ساتھ نہایت سلیس زبان میں

بچوں اور بڑوں میں یکساں مقبول



حکایاتِ سعدی

(دو سو پچاس سے زائد حکایات اور حکمتوں کا بیش بہا خزانہ)

شیخ سعدی شیرازی



حکایاتِ رومی



مولانا جلال الدین رومی

تین سو سے زائد صفحات، اعلیٰ پیپر، مضبوط بائنڈنگ اور خوبصورت سرورق کے ساتھ قیمت -/300 روپے صرف

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں یا براہِ راست رابطہ کریں:



بُک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری
بُک سٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977, 621953 موبائل 0323-5777931

پرنٹرز۔ پبلشرز۔ کمپوزرز۔ ڈیزائنرز۔ بُک سیلرز۔ ہول سیلرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائیرز

Marfat.com

Marfat.com

قادیانیت ایک فتنہ

کتاب ایک نظر میں

تاریخ مرزا ☆ مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں ☆ قادیانی مرتد پر قہر خداوندی ☆ مرزا قادیانی اور نبوت ☆ مرزا قادیانی کی غلطیاں ☆ مرزا قادیانی کی کہانی مرزا اور مرزائیوں کی زبانی ☆ آئینۂ قادیانیت ☆ مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب اور مرزا قادیانی کے متضاد اقوال ☆ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت ☆ ختم نبوت کے دو مفہوم اور تکمیل رسالت کے عملی تقاضے ☆ مرزائیت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں ☆ مرزائیوں سے چند سوال ☆ ختم نبوت کے تقاضے ☆ فتنہ قادیانیت اور اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داریاں ☆ قادیانیت نے عالم اسلام کو کیا عطا کیا؟ ☆ مرزا غلام احمد سے مرزا ناصر احمد تک ☆ قرآن اور ختم نبوت ☆ مرزا غلام احمد قادیانی کے تیس (۳۰) جھوٹ ☆ مسلمانوں اور قادیانیوں کے قبرستان پر سائنسی رپورٹ ☆ مرزائیت کی اِسلام دُشمنی ☆ قادیانی کیوں مسلمان نہیں؟ ☆ مرزا غلام احمد قادیانی کا عبرتناک انجام ☆ اشتعال انگیز تحریریں ☆ قادیانی پیشگوئیوں کا انجام ☆ وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر

مجموعہ از افادات

- حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
- علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت علامہ غلام ربانی چشتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
- امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت علامہ پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- بطلِ حریت آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا عبد الرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ
- مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ
- شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
- مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
- شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
- ڈاکٹر محمد ذاکر عبد الکریم نائیک
- حافظ زبیر علی زئی عفی عنہ

Rs. 600.00

Marfat.com